[illegible]

دیوان امیر

[illegible]

مرآۃ الغیب

[illegible]

M Rafi ahmad - 25/1

اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب موجود ہیں شائقین کو فہرست طول سے جو علیحدہ موجود ہے اور بذریعہ [illegible] کرنے سے مل سکتی ہے معلوم ہو سکتا ہے کہ قیمت اس سال میں نہایت ارزان و مقرر ہوئی ہے ہم صرف کتب کلیات و دواوین فارسی و کلیات و دواوین اردو ذیل میں درج کرتے ہیں ناظرین اور شائقین ملاحظہ فرما کر حظ کامل و بہرہ وافی اٹھاویں

کلیات و دواوین اردو

کلیات انشاء اللہ خان - یہ کلیات نتیجہ طبع عالی میر انشاء اللہ خان بہادر کا ہے اور یہ حضرت عہد میں نواب سعادت علیخان بہادر کے بڑے نامی شاعروں سے تھے -

کلیات ناسخ - اس مجموعہ میں رسائل ذیل ہیں شاہد عشرت سخن شعرا - اشعار ناسخ - مرغوب دل دفتر پریشان - گنج تواریخ - چشمہ فیض - قند پارسی زبان ریختہ -

قطعہ منتخب - از مولوی عبد الغفور خان صاحب بہادر رسالہ زبان ریختہ - وجہ ایجاد زبان ریختہ کو لطف کے ساتھ جناب ممدوح نے مع نظائر اشعار رسالہ ہذا تالیف کیا -

شاہد عشرت - مولفہ ایضاً -

سخن شعرا - ایضاً شعرائے متاخرین کا اردو تذکرہ ہے

اشعار ناسخ - جناب ممدوح کا دوسرا دیوان ہے -

مرغوب دل - یہ مجموعہ بھی تصنیف جناب ممدوح الصدر کی فارسی رباعیات کا ہے -

دفتر پریشان - دیوان ایضاً

گنج تواریخ - یہ کل تاریخیں خان ممدوح کی تصنیف ہیں -

کلیات سودا - قصائد و مثنویات و دواوین وغیرہ از کلام مرزا رفیع سودا -

کلیات تراب - مجموعہ حصص چند کتاب یعنی ۱ کتاب ۲ مثنوی عاشق معشوق - نظم [illegible] ۳ - شجرہ قادریہ -

کلیات صنعت - کلام شاہ [illegible] [illegible] صنعت مراد آبادی -

کلیات ناسخ - کلیات شیخ امام بخش ناسخ [illegible]

کلیات آتش - تصنیف خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی سنہ [illegible]

کلیات نظام - اردو یہ کلیات بلاغت [illegible] از کلام معجز نظام جناب نظام الدولہ نواب محمد مرزا نصیر خان بہادر نظام جو بالاتفاق نظم [illegible]

کلیات نظیر اکبرآبادی - اس میں مخمس و مسدس و دیگر نظم ہیں -

کلیات امیر اللہ تسلیم - [illegible] تصنیف منشی امیر اللہ صاحب تسلیم [illegible]

کلیات میر تقی - مسلم الثبوت استاد کا کلام ہے بعد نظر ثانی مکرر طبع ہوا -

کلیات ظفر - ہر چہار جلد یہ مجموعہ دیوان حضرت ظفر مشہور ہے -

کلیات مومن - نہایت پاکیزہ ولایتی کاغذ پر چھپا ہے -

ایضاً خاقانی جدید -

بہارستان سخن - اردو ناسخ و آتش آبادی کی بہترین غزلیں سنہ [illegible]

بمجمع صنائع مکین فضل و خلاق معانی زمن

دیوان امیر

موسوم باسم تاریخی

مراۃ الغیب

نامی مطبع منشی نولکشور میں مطبوع اہل جہان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ در مدح جناب مستطاب ہلال رکاب انجم خدم نواب محمد کلب علیخان بہادر دام ملکہم و اقبالہم مشتمل بر مناظرہ دانش و وہم

تخت کاغذ پہ ہوا صدر نشین شاہ قلم
دائرے طبل کی صورت ہیں الف شکل علم

ہاتھ باندھے ہوئے حاضر ہیں حروف و حرکات
یہی لشکر ہے یہی فوج یہی خیل و خدم

ہے فصاحت جو مصاحب تو بلاغت ہے ندیم
وزرا مرتبہ و دبدبہ و جاہ و حشم

منشی [illegible] ہیں جو الفاظ ہیں تو معانی ہیں لطیف
ہیں وہی گنج و خزاین وہی دینار و درم

اس طرح [illegible] ہوئی کھل کر بستہ نگو نشست
گردن منشی گردون ہوئی تسلیم کو خم

[illegible] منصب کبھی تقسیم ہیں جاگیریں
شقے لکھے گئے ہونے لگے فرمان رقم

وقت دربار ہوا جمع ہوئے مجرائی
عقل و فہم و خرد و ہوش و تدابیر و حکم

سامنے آنے لگے خیر طلب بہر سلام
مژدہ یا تھا جو ادب کا وہ پکارا آہستہ

روبرو شعر و حیا [illegible] فکر کے نگاہ
تا ابد سلطنت پشت و پناہ عالم

ہوئی مجرے [illegible] فراغت حاصل
مسند حکم ہوئی مطلع انوار ق

مہر و دستخط خاص کو لایا کاغذ
ضیان گذرین خلائق کو برآئی مطلب
بعد اخبار کے پرچونکی جو نوبت آئی
لہ ملازم ہین جو سرکار کے دانش و وہم
بحث اک بات کی دونوںمین پڑی ہی ایسی
حکم عالی یہ ہوا جلد کرو حاضر بزم
حاضر بزم ہوے وہ تو ہوا یہ ایسا
عرض دانش نے یہ کی روز ابد تک قائم
بندہ خاص نے دیکھے ہین ہزارون انسان
پہ حاکم ہی فلک جاہ خردمند کی
نام ہی کلب علیخان بہادر ذیجاہ
علم ہین حلم ہین جود و کرم و ہمت ہین
جسمین جو بات ہو کیونکر اوسے کوئی نہ کہے
میرے کہنے کو ذرا وہم نے باور نہ کیا
لہ کمالات کا حصر ایک مین ہی نا ممکن
ایسے کیسے نہین گذرے ہین جہا مین نامی
سارے عالم مین ہی سحبان کی فصاحت مشہور
کسکو معلوم فلاطون کی نہین ہی حکمت
چار سو ہمت حاتم کا ہے آوازہ بلند
تو جو کہتا ہی کہ ان سب سے بڑھکر کوئی
حق کہتا ہون مین دعوی مین ہون نہ صاف

حکمت الدولہ جو تھا منشی یاقوت رقم
لب ہے ہو لعل فشان کھل گئے ابواب کرم
نئے مضمون کا اک پرچہ ہوا پیش و سدم
در دولت پہ ہی ہنگامہ لڑتے ہین باہم
کہ بہم گتھ گئے ہین صورت خط توام
دیکھیں کیا کہتے ہین خود دونومین ہم نیکے حکم
کیون لڑے کیا سبب جنگ ہی آگاہ ہون ہم
یہ حکومت یہ ایالت یہ شہامت یہ حشم
حکمرانان زمانہ رو سارے عالم
صاحب علم و ہنر معدن اخلاق و کرم
جسکے خدام ہین ہم مرتبہ قیصر و جم
ہی وہ یکتا ہے زمانہ سرِ اقدس کی قسم
پیش انصاف گذین حق کا چھپانا ہی ستم
بلکہ ہارا رہ انکار مین منکر نے قدم
کارخانہ ہی خدا کا نہین خالی عالم
خواجگان عربستان و صنا دید عجم
سارے آفاق مین کسریٰ کی عدالت ہی علم
حلم نادر ہی عیان جلوہ نما عشرت جم
شش جہت پہ ہی عیان سب سے جری تھا رستم
زعم باطل ہی فقط مانتے ہین کب اسے ہم
ہین دلائل جو ہون گوش شنوا گوش اصم

کچھ بن سکتا نہین انکار یہ پاند ہے ہی کمر
ہو گیا حکم کہ ہان محکمۂ بحث ہو گرم
وہم بولا کہ مجھے عدل مین پہلے ہی کلام
فی البدیہہ اوسے دانش نے دیا تب یہ جواب
میرے ممدوح کا وہ عدل جو تھا عدل ستون
کفر و اسلام کے آئین مین ہی ظاہر تفریق
چپ ہوا وہم کہا خیر یہ مانا مین نے
سنکے دانش نے کہا یہ بھی نہین سمجھا تو
وہ بھی دیتا تھا خلائق کو جو دیتا تھا خدا
بیش ازین نیست کہ دعوت مین کیا کرتا تھا جم
میرے ممدوح کی کشور نہ خزاین کی ہی حد
اتنے سائل تھے قبیلے مین ہی طے کے کہان
رونما تے ہین زر و گنج ہزارون سائل
کرتے ہین صاحب زر ہو کے غنی زر بخشی
بات معقول تھی کچھ وہم کو آیا نہ جواب
بعد کچھ دیر کے بولا کہ رہا اب یہ کلام
کس جوان مرد نے مانا نہین لوہا اسکا
سنکے اس بات کو دانش کو ہوا کچھ جو سکوت
شاہنامہ نہین کیا تیری نظر سے گذرا
سیستان مین تھا فقط ایک وہ گمنام سائل
میرے ممدوح کی جرأت تھی بھلا وہ سپاہی کہان

گفتگو سے طرفین آپ نہین ہوتے بہم
ایک اک بات کا ہو فیصلہ لا ہو کہ نعم
نام کسریٰ کا ہی انصاف عدالت مین علم
جاہ سے آب بھی پاتا ہے کہین رتبۂ جم
عدل کسریٰ مین ضلالت کو طرح تھی مستحکم
چشم بینا مین کبھی ایک نہین نور و ظلم
کون حاتم سے زیادہ ہی بہم جود و کرم
بادشہ تھا نہ کسی ملک کا حاکم حاتم
اسمین جتنے ہون میسر اوسے دینار و درم
گوسفند و نر و میش و شتر و اسب و غنم
سب وہ حصہ ہی خلائق کا زہے جود و کرم
جمع اوسکی در دولت پہ ہی سارا عالم
ہر تہیدست ہی اب مالک دینار و درم
یہ وہ حاتم ہے کہ ہین اسکے گدا اک حاتم
نطق ہو بند تو منھ کھول سکے کیا ابکم
کہ شجاعت مین یہ افضل ہی کہ افضل رستم
قائل جرأت رستم ہے عرب تا بعجم
مین بھی موجود تھا بولا کہ خموشی ہی ستم
آپ کہتا ہے یہ فردوسی اعجاز رقم
شاہنامہ جو کہا مین نے بنایا رستم
رعب سے اوسکی صفین ہوتی ہین برہم درہم

ب جو ہین لحظہ جنگ یہ آ گئے تھے کہان
اسپہ پیچ جا ہی صفت فوج عدو مین بھاگ گیا
اسمین بھی بند ہوا وہم تو لی اور ہی راہ
کی یہ تقریر کہ اچھا نہ سہی ذکر نبرد
جام جمشید کی پوشیدہ نہین کیفیت
سنکے دانش نے کہا خوب کہان تجکو تمیز
فرض کر دم کہ مہیا ہون سب اسباب نشاط
آپ ہی مین جو نہ ہو دو سکو ہو حاصل کیا خاک
اگلے لوگو مین کہان تھی یہ تراش او رخراش
پیرہن رشک چمن بو قلمون رنگ برنگ
خوبصورت وہ حسین ماہ جبین پیش نظر
سیکھے طاوس کی رفتار تو چیتے کی کمر
رقص وہ جس سے اسیر ہو طاوس فلک
جام جم سے اگر آئینہ تھا احوال جہان
طرح مین وضع مین ترصیع مین ایجاد و نہین
نہ چلی وہم کی اسمین بھی تو بولا مجبور
حکم نادر کا فلاطون کی ہے حکمت باقی
کہا دانش کہ یہ بات بھی دشوار نہین
وجہ ترجیح کی نادر سے تو یہ حکم مین ہے
آنکھین کسکی نہین نادر نے نکالین جبر
کسکی گردن پہ نہ نادر کی چلی تیغ جفا

نہ یہ توپین نہ یہ گولے تھے نہ یہ سیل نہ بم
سر میدان جو دکھا رہے صفت شیر اجم
رزم سے پھر کے دھرا بزم مین ناچار قدم
کہنے آراستہ کی بزم طرب صورت جم
جس سے تھا پیش نظر آئینہ حال عالم
مست و مدہوش کو کیا ذائقۂ ناز و نعم
مطرب و ساقی و نقل و مے و اصوات و نغم
لذت سامعہ و ذائقہ و قوت شم
یہ نفاست یہ نزاکت یہ لطافت یہ شیم
زیور و تمین وہ چمک نور کا جن مین عالم
خنجر و زلف رسا آئینے زانو و شکم
آنکھین وہ شوخ کہ آہوے غزالان حرم
کان زہرہ بھی پکڑ لے وہ فرا میر و نغم
راز کونین سے آگاہ یہان قل ہر دم
متاخرین سراسر ہین قدما سے اقدم
خیر قائل ہون پر اے فارق انوار و ظلم
فرق اتنا بھی سنون کون سا کون ہے کم
ذات ممدوح ہے ممدوح وہ ہین قاتل جم
وہ ہمہ ظلم و ستم تھا یہ ہمہ عدل و کرم
سرمۂ روشنی چشم ہے یان خاک قدم
گردنین سیکڑون احسان سے اسکے ہو گئین خم

اور حکمت مین فلاطون کا ہی کیا ذکر کہ وہ | بیٹھ کر خم مین ہوا راہی اقلیم عدم
یہ وہ دریا کہ جہان خم چرخ ایک حباب | پھیل کر قطرہ نہ دریا سے کبھی ہو اعظم
طرفہ حکمت کہ بہتی سے بھی وہ قائل نہوا | دل صفا سے ہی یہان مطلع انوار قدم
کفر و ایمان مین بڑا فرق ہی لازم ہی تمیز | وہ اگر ہیمۂ دوزخ تو یہ ہے سرو ارم
جب سزا ایسے برا ہین یہ ہوا وہم کا حال | خم کیا سر کو لیے دوڑ کے دانش کے قدم
چشم الطاف سے دانش ذہبی کی او سپہ نظر | بہر تفہیم کہا سن کہ تو ہے نیک شیم
یہ تو تھے تیرے سوالات کے اے وہم جواب | وصف ممدوح جو ہین اور وہ اب کہتے ہین ہم
علم مین حلم مین الطاف مین وہ ثانی کہین | ایک ہی فرد ہے یکتا ہے وہ فخر عالم
ہر سحر مشعلہ فریاد رسی داد رسی | میہمان سیکڑون ہر شام سر خوان کرم
جتنے جس شہر سے آتے ہین مسافر یہان | کیمیا کرتی ہے اونکو نظر فیض شیم
اس جگہ چاہیے موزون ہون کئی مطلع صاف | گھر مین بتون کے نگین آئینے قد آدم

مطلع

وقت رفتار ہے زر زیر عجب فیض قدم | نقش پا راہ مین بچھاتے ہین دینار و درم
در دولت کی وہ عظمت ہی کہ جسسے ہر دم | لو لگائے ہوے ہی لام ہو یا واو قسم
تنگدل وہ ہی عدو نام جو اوسکا ہو رقم | ساحت لوح یہ سمجھے کہ ہو میدان قلم
چشمۂ فیض ہے اوسکے جو شجر ہون سیراب | عوض برگ ہر اک شاخ سے پیدا ہون درم
دلمین وہ سخت لوئکے بھی جگہ کرتا ہے | سنگ پر جیسے ہنر کے پڑے نقش قدم
ہی تواضع کا نتیجہ کہ ہے سب پر غالب | کسر نفس اوسکو نہ کس طرح کرے فتح و ضم
عفو ایسا کہ خطاکار سے بھی ہی اغماض | صاف پی جاتا جو کھائے کوئی جھوٹھی بھی قسم
زائر در جود شوق مین ہوتے ہین دو ان | حسرت آنکھونکو یہ ہوتی ہے ہو ہم نہ قدم
بیٹی دولت والانے یہ پامال کیا | کہیں ڈھونڈھے نہیں ملتا ہی نشان سر کم

و

ہر زکات کی شمشیر سے کٹتا ہے سیم
وہ مسیحا ہو تو پھر خلق کا مرنا کیسا
صور کہدے تو وہ بھول بھلیان بنجائے
فیض سے اوسکے وہ کرتے ہین دونا تقسیم
قہر رب کہتے ہین جسکو وہ عتاب وسکا ہے
صرصر قہر چلے اوسکی تو ہستی کیسی
سو وہ خود ہی عدو کیون نہ زمین پر لوٹے
عہد مین اوسکے یہ بدخواہ کو ملتی ہے سزا
اثر اوٹھا ہوا بھی خود ہو گرفتار جنون
بت پرستی کا مٹا عہد مین اوسکے یہ رواج
بسکہ پابند شریعت ہے وہ مقبول خدا
کہ کسی راہ کے چلنے مین کسی رہرو کا
آپ عابد ہے وہ کرتا ہے نصیحت سبکو
تجسے ہوتی ہین شب روز نمازین جو قضا
اٹھ گئے کفر کے آئین ہوئی رونق دین
ہوتے آذر بھی تو پابند شریعت ہوتے
تن پہ کیا اسلحۂ جنگ نے پایا ہے فروغ
ہے سپر پشت مبارک پہ کہ حمزہ کی سپر
حملہ ور فوج عدو پر وہ اگر ہو دم جنگ
کھیت کشتون کا نہ ملیار بھی ہو ذیلے
تھا سیہ رو جو عدو اوسکو کیا خون مین

درمیان مین جو ہوتا قدم پاے کرم
ق کیا عجب روک کے بیٹھے جو قضا راہ عدم
کہ بھٹکتا ہی پھرے اوسمین سرافیل کا دم
گلیون کو بھی نہ ملتے تھے جنھین سکے درہم
آنکھ دکھلائے جسے اوسکا ہو دم عیش عدم
چار ارکان ہون بگولسا ر گرین ہفت جحیم
عدم ہضم غذا ہے سبب درد شکم
ق کہ ستم ہے حق معشوق مین عاشق پہ ستم
پڑھکے کیلی جو کرے سورۂ جن تیغ دو دم
قابل حد ہو اطفال بھی کھیلے جو صنم
اسقدر کی ہے شریعت کی بنا مستحکم
سر حد شرع سے باہر نہین پڑتا ہے قدم
ق غافلو راہ عبادت مین نہو سست قدم
دیکھو ماتم مین اونھین کری سیہ پوش حرم
ق بند دروازہ تھا نہ ہے وا باب حرم
سجدہ گاہین وہ بناتے جو بگڑتے بھی صنم
خود ہے مشعلہ طور زرہ رخت حرم
ذوالفقار اسد اللہ کہ شمشیر دو دم
ق باندھکر چست کمر کھینچ کے شمشیر دو دم
ہو چکی تیغ و قضا مین برضا ہی سلم
کیا تماشا ہے کہ اسود کو بنایا ارقم

نثر مین نظم مین سب طرحکی رنگینی ہی — ق — ہے ورق ہاتھ مین گلزار تو طاؤس قلم
کیون نہ عالی سخن اوسکا ہو کہ ہی استعداد — بیت محکم ہے وہی جسکی بناے محکم
یہ حکومت یہ ریاست یہ ایالت یہ شکوہ — واہ کیا نظم ہے جسکا ہے ثنا خوان عالم
تاج کہتا کہ ہے تاج سکندر کیا مال — تخت کہتا ہی نہین تخت سلیمان بھی مین کم
تاجدارون پہ مین چھایا ہون یہ ہی دعوی چتر — سنبر بختون سے ہون سرسبز یہ ہی قول علم
اسکا مقصد کہ مین عرش کا پایا چھولون — فیل کا عزم سرچرخ پہ رکھدون مین قدم
تیغ کہتی ہی کہ مجھسے دل مریخ ہے آب — نیزہ کہتا ہے کہ مجھسے سر بہرام ہی خم
مدح ممدوح بہت مجھسے ہے دشوار امیر — آتشین ہی یہ رہ سخت تو چوبین ہی قلم
روک لے روک لے رہوار طبیعت کی عنان — کر دعا حق سے کہ اے خالق انوار و ظلم

نور اقبال ہے اسکی جبین سے ساطع
ظلمت بخت سیہ عداے دژم

ایضاً قصیدۂ مدحیہ

تا کجا کوتہی ایدست ہوس کر چھوٹ — پردۂ شرم رخ شاہد معنی سے الٹ
جیتنا ہو جو سواران سخن سے میدان — پھینکنا چاہیے رہوار قلم کو سرپٹ
یہی گو یہی میدان یہی معنی یہی لفظ — اپنی اپنی ہے دم معرکہ پڑ ڈانٹ ڈپٹ
پی چکے گو کہ مے صاف سخن کو مے نوش — رہ گئی ساغر و مینا و سبو مین تلچھٹ
خم ہین میخانہ ذہن ایسے بھی کہ ٹوٹی نہین مہر — کھول منہ بھرکے صراحی کو لے پیجا غٹ غٹ
دو قصیدے جو سنے مصحفی و انشا کے — واقعی سکہ رائج ہین ولیکن ہیلٹ
سخت پتھر سے جو تھے قافیۂ نامانوس — کچھ بھی کاٹا نہ گئی تیغ زبان ونکی اچٹ
ذائقہ ہے تو فقط گرمی و بیباکی کا — پر فصاحت سے یہ کہتے ہین کہ حل ہو جھٹ
ہمت فکر نے باندھی جو کمر بہر جواب — اول اول تو طبیعت کو ہوئی گھبراہٹ

آخر آخر یہ ہوئی نظم کی قوت پیدا
کر لیا تازہ مضامین کا علاقہ کو رٹ

لو سنو گوش توجہ سے ذرا نظم فصیح
وہ بھی صاف نہیں نام کو جسمیں کھٹ پٹ

مطلع

شب شنبہ جو بہ خواب مین لئے کروٹ
آئی اک حور لقا پاس اُلٹ کر گھونگھٹ

کچھ عجب فتنہ کہ اوسکی جو نظر جاے پلٹ
ساتھ ہی پیچ بھی چہرے سے لئے ہاتھ کروٹ

شعلہ رخسار جفا کار قیامت آفت
شوخ عیار غضب قہر چھلاوا نٹ کھٹ

جم دکھلاے جو منھ دور سے پھر جائے نگاہ
شرم آجاے تو آنکھین کہین چل جو ہٹ

گر پڑی جان یہ زیور کے چمک سے بجلی
کھینچ لے دلکو وہ پوشاک مین خوشبو کی لپٹ

وہ نگاہین غضب آلود وہ مژگان کی صفین
لشکر صبر جنھین دیکھ کے کھائے گھبراہٹ

لیکے انجم کا جو لشکر اوتر آئے مریخ
کھینچکر تیغ ادا جیت لے میدان جھٹ پٹ

پختہ کار اوسکو جو دیکھین طمع خام کرین
کمر پیش رس حسن مین وہ گدراہٹ

طرفہ چہرے کی لطافت وہ سنہری رنگت
دست افشار طلا سے بھی سوا نرماہٹ

آپ ہی چھیڑ کرے آپ ہی پھر جائے بگڑ
توہین ناز کو بولی سے وہ جھٹکے سرپٹ

مستی حسن سے گردن مین کبھی ڈالدے ہاتھ
لے چھوے گاہ لجالو کیطرح جائے سمٹ

پتلیان آنکھونکی در پردہ اشارون سے کہین
ناچنے ہی کو جو نکلے تو کہان تھا گھونگھٹ

مانگ لے مانگ کہا کر کبھی عشاق کے دل
باندھ لے گاہ گلا کھولکے وہ زلف کی لٹ

رخ و گیسو پہ مرے اسنے مسلمان ہندو
شیفتہ ہو گئے تصویر بھرے سب گھٹ

فتنۂ حشر کو دیکھے تو کہے زلف سے آنکھ
لا چھپیٹے مین اسے ہیچ کرو دوڑ جھپٹ

طاق کاکل وہ کھینچی ہین کہ سر کی کوئی چوٹ
رند لے مڑ کے تو وہ جھک کے لگا لے پالٹ

ہاتھ چھپ جائے جو گیسو کو تو کہا ئیون پیچ
سطح کا ٹ کے کالا کوئی جاتا ہے پلٹ

دیکھکر اسکے جو پیچ سے یہ ہوتا تھا گمان
پہلوان دو ہین کہ کشتی مین ہین غٹ پٹ

جلوہ گر مردم چشم وصف مژگان سے صاف
ہو نہ بیٹھی ہو در خلد یہ کھولے ہوئے پٹ

پھیر کر آنکھ جو دیکھے آنکھیں ہیں نرگس کی پھٹی
دہن تنگ نہ رہے منہ کہ ہے غنچہ منہ پھٹ

چوری چوری چمن رخ میں جو آجائے نگاہ
زلف مشکین کی رسن باندھ لے مشکین جھٹ پٹ

وصف لکھے لب شیرین کا جو کوئی اسکا تب
صفحۂ سی صفحۂ عذرہت کے سبب حیا کے چمٹ

بڑھ کے گلبرگ سے بھی دو کٹ نگین نازک
غنچے لیں رنگیونکی کیوں نہ بلائیں چٹ پٹ

آرزو مہر کو مشرق سے نکل کر ہر صبح
کہیں جوشن کی طرح جاؤں میں بازو سے لپٹ

استخوان تن میں نہیں ایک ہوتا تھا گمان
گل مخمل کیطرح تن میں غضب نرماہٹ

کسطرح ہوئے گلا کیفیت مے حسن سے مست
پی ہے نشے میں صراحی کی صراحی غٹ غٹ

سینہ آئینہ شفاف شکم چشمۂ حسن
موج دریا سے لطافت شکم صاف کی بٹ

شور غلغل صراحی جو رواں ہو دو گام
مردے اٹھ بیٹھیں تہ خاک یہ ہو گھبراہٹ

غرض اس شکل کی معشوق کیا جسکا بیان
نظر آئی تو عجب جی کو ہوئی للچاہٹ

شوق دل نے یہ کہا مست ہے یہ سر دھی
عشق پیچے کی طرح جائیے مستی میں لپٹ

ہاتھ دامن پہ پڑا تھا کہ وہ نیچے سر کی
سر قدم تک بھی نہ پہونچا کہ گئی دور وہ ہٹ

چوٹ سی دل پہ لگی ہاتھ گیا جب خالی
تازیانے سے نہیں کم وہ پڑی تیغ جو چوٹ

ہنسکے ظاہر میں کہا واہ ری ٹھنڈی گرمی
آپ ہی لطف کرم آپ ہی یہ جھنجھلاہٹ

چپ ہی پہلے کہا تو یہ کہا دیر کے بعد
تھی ملاقات کہاں کی کہ یہ تیزی جھٹ پٹ

ہوش میں آؤ ذرا خیر ہے کیسا ہے مزاج
خفقان سے تو طبیعت میں نہیں گھبراہٹ

ہیں وہ ہوں جسکی ہوس میں ہیں ہزاروں نالی
سیکڑوں مرگئے تھی جنکو مرے نام کی رٹ

زہرۂ بالائے فلک کشتۂ شمشیر نگاہ
حلق مریخ کو پھانسے ہو مری زلف کی لٹ

صید دل سیکڑوں شہباز نظر کے ہیں شکار
خال وہ زاغ سیہ ہے کہ کلیجے کے چٹ

ذوق وصلت میں ہو گو رکنا ہے سے گھٹتے
شوق دیدار میں کتنوں کی گئی آنکھ الٹ

ہند تک ہم سے اب جتنے کہ ہین شہزادے
پانون کشتون سے ٹکے شل حبو سر پہ ٹھیکرے
ناطقہ خانۂ دولت ہی مرا نام صفت
ملہم غیب نے بھیجا تو مین آئی ترے پاس
وصف تو کرتا ہی جسکا مین اوسکی ہون صفت
ساطع انور سے اوسکے مرے آنکھونمین ہی نور
صفت مژگان سے عیان پنجۂ پرزور کی شکل
اوسکی جو راستی طبع وہی قد میرا
صحت رخ کو جو دیکھو تو نمایان ہی شان
کون وہ کلب علیخان بہادر جمجاہ
حاکم خلق نے تحصیل کی خوشبو کی لپٹ
کیا شگفتہ ہے بہار چمن نزہت طبع
بزم مین زمزمۂ حسن ہے یا نغمۂ عشق
شمع و پروانہ سے ہر شب وہ سنا کرتا ہی
طرفہ محفل کہ یہ رقص یہان آتا ہے
واہ کیا قصر حکومت ہی رفیع اور وسیع
فیض مقدم سے تو انگر فقرا ہوتے ہین
شیخ و سید مغل افغان ہین فراہم ہر صبح
جزر و مد اپنا دکھائے جو کبھی قلزم لطف
دم بخشش اوسے ورکا ہین حیرت کی
کسقدر علم ہی شیرین جو زبان پر آجائے

صبح تا شام ہے اونکا مرے در پر جمگھٹ
بادۂ وصل کی پائی نہ کسی نے تلچھٹ
مین نگین ہون تو سکان جہان زر و سیم پہٹ
ہوگیا ان تجکو جو آنا ابھی جاؤن مین پلٹ
دیکھ اعضا کو ذرا پردۂ غفلت کو اولٹ
خلق اوسکا مری گیسو مین ہی خوشبو کی لپٹ
عزم اوسکا مری شاہین نگہ کی ہی جھپٹ
دامن فیض کا لٹکا و مری زلف کی لٹ
کعبۂ دل کو جو دیکھو تو اوسیکی چوکھٹ
دیتے ہین جسکو ملک عالم بالا کی رٹ
مطلع کر لیا سارے گلستان کا علاقہ کو رٹ
سامنے جسکے گل و لالہ ہین کوڑا کرکٹ
اونمین لوگونکا رہا کرتا ہی اکثر جمگھٹ
لن ترانی کا ترانہ ارنی کی تر وٹ
مرغ طاؤس چمن رکھے کنہیا کا مکٹ
جسکے دروازے پہ ہین جرات و ہمت دو پٹ
بخت خفتہ کو جگاتی ہی قدم کی آہٹ
کعبہ ان جا و مسعود سے ہی اوسکی چوکھٹ
جسکے کوثر صہ زمزم ہوا گر جا کی سمٹ
کہو نیسان سے تجربین کا مکھے لے ہیٹ
منہ مین جا کے باقی نہ رہے گرد وا جھٹ

بزم میں لیتا ہے بندوق کا توتا بھی نام
بزم میں طوطی مینا کو اسی کی ہے رٹ

اسی معجون سے طبیعت نے بشاشت پائی
دل کی اس حرز یمانی سے گئی گھبراہٹ

عدل وہ ہے کہ زمانے میں نہیں ہے فساد
ہو تہاں تک جو کھیتوں میں کبھی ہو کھٹ پٹ

در دولت ہے عجب فیض کی چوکھٹ کہ جہاں
کبھی پڑتا نہیں پالا کسی تقدیر کا پٹ

آگے ہمت کے ہے یہ دولت دنیا کیا مال
لعل و گوہر کو سمجھتا ہے وہ کوڑا کرکٹ

دی عجب پنجہ و بازو میں خدا نے طاقت
امتحاں چاہے اگر کوئی تو دے کر کوہ الٹ

کہو رستم سے کہ کیا جان کو منہ پڑھتا ہے
یہ ڈھٹائی یہ دلیری یہ کلیجا جیوٹ

تنگ قہر کرے سنگدلوں کو جو رنگ
یہ وہ شمشیر نہیں جاے جو سپر سے اچٹ

کب عدو کو ہے چھپیتی قسمت سے نجات
آنکھیں لاتے ہیں سر اوسکا ہے جگہ سے ہٹ

برق جا کر جو جلاتی ہے عدو کے خرمن
بولتا ہے وہیں اوس تیغ سے پیدا کر ہٹ

زشت کیا دشمن کافر ہے کہ ہے اوسکی جگہ
زیست میں خانۂ زندان لیس ہے تن گھٹ

اس جگہ سے میں کروں ہو کے مخاطب تعریف
چاہیے شاہد معنی کی بدل دوں کروٹ

غائبانہ ہے اگر نعمت خطابی بھی ہو نصفت
ایک دروازے کی خاطر میں بنا دوں چوپٹ

مطلع
ہیں ترے باب حکومت کے دو عالم دو پٹ
کھلے یہ چار گھڑی ایک ہی ہے چوکھٹ

تب ہی اس ترے خاک قدم کی اکسیر
چرخ نے ماہ کو شق کرکے کیا جیب پھٹ

کیا ترے قہر کا وادی ہے تماشے کی جگہ
پیچ کھاتے ہیں بگولے کہ کلا کرتے ہیں نٹ

ہر کہاری ہے ہوادار کی صورت میں پری
تخت جم لے کے یہ پریوں کا چلا ہے جمگھٹ

زیر فرمان رہے ہر دم جو کہو تو وہ کرے
زال دنیا کو مناسب نہیں اب تریا ہٹ

حق تو یہ ہے کہ ترے قبضۂ قدرت کے سوا
مال جو غیر کے قبضے میں ہے وہ ہے تلپٹ

جسکا تو دوست ہوا اوسنے خضر اندہا پایا
خط لکھا جسکو اوسی شخص کی ہنڈی کی کٹ

حکم تنگی دہن تنگ سے جائے جو نکل
سارا آفاق ہو ذرہ یہ زمین جائے سمٹ

وسعتِ طبع جو وسعت کا سنائے فرمان
عاجزونکو جو ملی عدل سے تیرے قوت
سکۂ شمس و قمر مین جو کہین نقش نہین
تار ہے اوسپہ تری راے منور کا چراغ
سب ملیون سے ریاست ہی تری بالاتر
حسن وہ جا کہ اگر قاف مین کھینچے تصویر
چین آتا نہین جبتک کہ نہ عروس دولت
کیون نہ مشتاق زمانہ ہو کہ ہی حسن شباب
تجکو ساقی سے ہمی صاف ملی روز ازل
تھام رکھین نہ اگر تیری اعانت کے ستون
ہین جھنکتی مین جھٹلے یہ ترے ارض و سما
خلق سے کیون نہ معطر ہو زمانیکا دماغ
علم وہ جسکو دقایق ہین کتب کے آسان
ہی بیان تذکرہ معنی و تفسیر و حدیث
سمجھے ہمسر ترا دشمن ہو خدا کی قدرت
فیل گردون کرے دونونکو مسل کر پامال
کیا تری تیغ کی تعریف مین ہو تیز زبان
آبداری مین وہ جوہر نظر آتے ہین یون
یہ مضمون نہین خوب یہ تشبیہ ہی ٹھیک
کھنچ گئی معرکۂ جنگ مین جب میان سے وہ
ایک دم مین صف اعدا کو کیا دو ٹکڑے

ہو ہر اک قطرے مین دریا سے سوا پھیلاوٹ
شیر کو ڈر سے لگائے شکم گاو کی بٹ
کر دیا کیا تری ہیبت نے مکسل کر سیلٹ
سنگ چوب شجرِ طور سے آئی ڈیوٹ
معتبر جیسے ہے اخبار مین اخبار گزٹ
عقبی بیان ہین وہ لیکن تیری بلا مین
دیکھ لیتی نہین یہ چہرہ او کھٹا گھونگھٹ
کیا مزہ دیتا ہی میوے مین جو ہو گدراہٹ
آ سکے منہ جو جمشید تو پانی پھٹ
ہوا ابھی حسن فلک کرکے زمین پہ جو بیٹ
سر کی چوٹ اٹھے نہ رکتی ہی نہ او دیتی پاٹ
مشک نافے سے سوا ہین ہی خوشبو کی لپٹ
کوئی مشکل نہین ایسی کہ وہ جاتی نہین کھٹ
اہل منطق سے کہو لاے کہانتک جھنجھٹ
زاغ بلبل سے مقابل ہو ہما سے کھوسٹ
سیار سینگی اوسے لاکے جو گیدڑ پا کھٹ
خوف ہنگام سخن ہی کہ کہین جا ہی نہ کٹ
جسطرح بیٹھ رہی جام مین مے کے تلچھٹ
موج آبی مین ستارون ڈ کیا ہے جگمگٹ
رو مین پیا سونکی ہوئین جسم جھنگٹ
سیکڑون بار چلی پہ نہ چڑھی تہ کبھی پٹ

حسن تن کے لیے ہے چال قیامت اسکی
ایک ٹھوکر مین ہے یہ قلعۂ دہ چوٹ

پاٹ کر لاشون سے میدان کو لیتی ہے جو جم
ملک الموت سے کہتی ہے کہ بول آگے ہٹ

جسکو تاکے وہ کبھی جان چھوڑے ہو اسکی
ہو سپر چشمۂ حیوان تو کہے دور ہو ہٹ

وصف رہوار سکندر کا کرے کیا کوئی
چال فولاد کی تو ہے رخش کی صورت چوٹ

شب مہتاب سے کم منہ پہ نہین اندھیاری
بلکہ زیبا ہے اگر کہیے دولہن کا گھونگٹ

دامن شاہد کنعان ہے ہر اک دامن زین
سر پہ کلغی کہ کنھیا کا ہے یہ مور مکٹ

شرق سے غرب مین پھر جائے سب آدھے سے شرق
دم مین سو بار جو راکب سے پھینکے سرپٹ

وقت رفتار کبھی رہرو خفتہ کی طرح
ہو نہ راکب کو خبر راہ سفر جائے کٹ

ورق گنجفہ سان ساتھ پھرین لیل و نہار
گشت کے وقت کرے یہ جو الٹ اور پلٹ

ایک ہی ٹاپ مین ہو جائین دو عالم ہم
ملکے چودہ طبق ارض و سما ہون گھٹ بٹ

فیل خرطوم مین لیکر جو زمین کو پھینکے
آندھی آجائے سیہ چھائے فلک گرد مین اٹ

دم رفتار اوسے خضر بھی دیکھین تو کہین
دست صرصر سے گیا پردۂ ظلمات سمٹ

زور سا زور ہے کچھ پانون مین اسکے جو پڑے
عرش آ ئے ابھی زنجیر کے ہمراہ گھسٹ

کمر کوہ سے کیونکر ہو تحمل اسکا
پانون رکھدے یہ اگر گاو زمین کی کمر چٹ

ہے کشادہ وہن اسکا کہ در باغ ارم
دونون دندان ہین کہ موتی کی ہین گویا دو لٹ

اس جسامت پہ کہ ہے صورت اندیشہ جسیم
چشم سوزن سے نکل جائے اگر جائے سمٹ

لیلۃ القدر رکھ اتمام قصیدے کا امیر
کہہ یہ خامے کہ مصروف دعا ہو جھٹ پٹ

ملک و دولت کی ترقی ہو الٰہی ہر دم
سجدہ گہ سارے زمانے کی رہے یہ چوکھٹ

حل ہون ممدوح کے ہاتھون سے مہمات جہان
در دولت پہ رہے اہل غرض کا جمگھٹ

نفس چند جو باقی ہون مری زیست کے بھی
انھین قدمون کے تلے جائین گھڑی لطف سے کٹ

قصیدہ دیگر

فصل گل آئی ہوا گلزار جنت بوستان — بڑھ کے رضوان سے ہے ان دنون باغ باغبان

ہر طرف گلہاے رنگا رنگ گلشن میں کھلے — جیسے جشن عید یکجا ہون حسینان جہان

خم ہوئین شاخین درختون کی جو بوجھ اتنا کیے — کرتے ہیں سجدہ شکر خداے انس و جان

قم باذن اللہ کہتی آئی گلشن میں صبا — جی اٹھے جو ہوگئے تھے مردہ وقت خزان

جھوم کر آیا ہے ابر کوہساری باغ میں — رقص میں ہیں ہر روش پہ یا ہجوم گلرخان

لالہ کہتا ہے کہان موسیٰ ہیں آکر دیکھ لیں — صاف جلوہ ہے چراغ طور کا مجھ سے عیان

جھومنا مستون کی صورت ہے درختون کا بجا — نکہت گل میں ہوا ہے نشۂ شراب ارغوان

لالۂ احمر نے یاقوتی کی دنیا کی دیت — نرگس شہلا نے رکھی سیم و زر ہی کی دکان

دار بست تاک میں خوشے نظر آنے لگے — جسطرح جھرمٹ ستارون کا فراز آسمان

سیم غنچہ کیون نہ جیب ہو زر گل بیشمار — رکھتی ہے اکسیر کی بوٹی بہار بوستان

ہر روش پہ بچھی ہے سبزہ زمرد فرش کا — جس طرف دیکھو کھلی ہے سبز مخمل کی دکان

فرش شبنم نے دیے اشجار کو آبی لباس — بن رہا ہے ہر دم ابر سے جامۂ آب روان

شوق ہر ساں کا چمن کو ہے ہوا ہے جوش شوق — کھنچ کے فیروزہ آیا ہے چمن میں آسمان

یون ہی جنبش میں ہوا سے ہر نہال جا بجا — ہو خرامان جس طرح کوئی حسین دلستان

ہے مبارک فال کوئی ہے نوائی ہے خوشی — ہر چراغ لالہ جوش رنگ سے ہے گلفشان

جان بھیجو لعین پیچے بھی زندہ ہوئی تاک بے — ہے دم جان بخش عیسیٰ یا نسیم بوستان

قمریون کا قول ہے ہم ہیں طیور باغ خلد — سرو کہتا ہے کہ میں ہون طوبیٰ باغ جنان

صحن گلشن میں نزاکت نے جمایا ہے رنگ — مرغ بو کا آشیان ہر شاخ گلبن پر کہان

ہے عجب چھپی زنی اسقدر ہر شاخ میں — ہے عجب مشرق و مغرب سر مگر شہرہ خزان

پاے گر سورج مکھی کے سایہ مین تھوڑی جگہ
پھول جاے مہر جنبش مثل قطب آسمان

چودھوین کا چاند ہی جو چاندنی کا پھول ہی
چادر مہتاب ہی فرش فضای بوستان

سیر کو جو آئے اوسکا ناف آہو ہو مشام
گیسوے مشکین سنبل بسکہ ہی عنبر فشان

دیدۂ بیدار نرگس کا تو کیا مذکور ہے
خواب مین کرتا ہے سبزہ سیر گلزار جنان

ہے تبسم غنچۂ گل کا کہ تیغ آبدار
نوک کی لیتے ہین کانٹے پا چبھوتی ہین سنان

جس طرف دیکھو زر گل باغ مین انبار ہی
شکل فوارہ اوگلتی ہی زمین گنج نہان

غنچہ و سوسن سے کیا ہو شکر احسان بہار
وہ زبان پیدا ہین ہی یہ دہان بیزبان

اسقدر جوش طراوت ہی عجب کیا ہی اگر
یاسمین پیدا کرین گر دکر زمین مین استخوان

قطرۂ خون کی عوض نکلین گل و یاقوت لعل
نشتر فصاد اگر کھولے رگ سنگ گران

ہی عجب فیض ہوا پیکان کے غنچے کھل گئے
تر ہے چوب خشک ناوک بارور شاخ کمان

مصر کا بازار کھینچے باغ کے بازار کو
گل ہی یوسف گرد اسکے بلبلون کا کاروان

مومن و کافر سے کہدو آئین سب گلزار مین
عمر کرتے ہین عبث دیر و حرم مین رایگان

جسکی کرتے ہین پرستش جسکی کرتے ہین طلب
اون مکانون مین ہی پوشیدہ یہان ہر سو عیان

آئینہ خانہ ہی گلشن آئینہ ہے برگ برگ
جلوہ گر ہے ہر طرف رنگ بہار بیخزان

گرچہ صحن باغ مین ہر سال آتی ہی بہار
اور آتا ہے نظر رنگ زمین و آسمان

ہی سبب اسکا کہ ان روزون ہوا مسند نشین
سرو گلزار ریاست صاحب بخت جوان

منبع جود و سخاوت معدن لطف و کرم
ماہ اوج چرخ قدرت مہر اوج کن فکان

انتخاب صنع حق عالی نسب والا حسب
روح جسم انس و جان فخر زمین و آسمان

نام نامی وہ کہ ہی جسکے نگین دل پہ نقش
نامور کلب علیخان بہادر نوجوان

اوسکے وصف پاک کا دل نے ارادہ جب کیا
بے تکلف آگیا مطلع یہ بالا سے زبان

مطلع ثانی

شش جہت مین ہی جو یہ خورشید یکتا و عیان
حبذا وہ چشم ہو جسکو قدمبوسی نصیب
اے خوشا وہ سرزمین جائین جدہر اوسکی قدم
مرحبا اوسکو جو صبح و شام ہو اوسکا مطیع
ہی وہی دل جسمین ہو اوسکی محبت کا مقام
رہتی ہین رشک ستم زور مین افراسیاب
طفل مکتب ہی ارسطو وہ جہان کے درس علم
شان دارائی کرے نظارہ دارا سے کہو
فی الحقیقت ختم ہے اوسپر رعایا پروری
دستگیری کی ضعیفونکی قوی بازو ہوے
شہرۂ بخشش سے خلقت ہی در دولت پہ جمع
آئے اوسکے سامنے مقصود کو پہونچے وہ پیر
قلب روشن ہی وہ آئینہ کہ جسمین مثل عکس
شہر گلشن بتکدہ میخانہ مسجد خانقاہ
دامن لطف و کرم جبتک نہ تہا اوسکا دراز
خاک کو اوسکی نگاہ مہر کر دیتی ہے زر
عہد نصفت مہد مین سرکش نظر آتے نہین
جسطرف چاہے او پہیرے اوسے ہی اختیار
زور بازو سے توانا سے کیا وہ ہو گئی
ہمت عالی سے ہین دکہا عالم مطمئن
ذکر خط کیا خط پیشانی کو پڑہ لین کم سواد

گرد پہر پہر کر فدا ہوتے ہین ساتون آسمان
حبذا وہ سر جو ہو صرف سجود آستان
اے خوشا کشور پہرے جسکی طرف اوسکی عنان
آفرین اوسکو جو روز و شب ہو اوسکا شوق آن
ہی وہی سینہ ہی جسمین اوسکی الفت کا مکان
ہمت عالی مین حاتم عدل مین نوشیروان
روبرو اوسکے فلاطون عامی کج زبان
شوکت و اقبال کو دیکہے سکندر ہی کہان
واقعی ایسا شریفون کا کہان ہی قدردان
حق یہ ہی محنت نہین جاتی کسیکی رایگان
جیسے مسجد مین مصلی آتے ہین سنکر اذان
ڈہونڈہتے تہے سو سم طفلی سے جو بخت جوان
صاف آتی ہین نظر اشکال اسرار نہان
سب ہین خالی در پہ اوسکے جمع ہی سارا جہان
تہا سفینہ آرزو سے خلق کا بے بادبان
جیسے نخل تازہ اعجاز نبی سے استخوان
خوف سے اوسکے ہے آتش سنگ و آہن مین نہان
ابلق ایام کی ہی دست قدرت مین عنان
پہلوانون سے نہ کہچ سکتی تہی جو سلطان کمان
ہو عصاے پیر طفل نورسیدہ جوان
بہر کحل چشم لیتا ہین جو خاک آستان

کیا ہی شمع راے روشن کی تجلی مین کلام
جب نے باندھی شمع طور کا ہو ہمزبان

بزم عالی روضۂ جنت سے ہرگز کم نہین
ہے نصیب خلق گلگشت بہار جنان

ہو جسے جس چیز کی خواہش ملا ہی انجمن مین
ڈھونڈتے گر عاشق تو یان معشوق کا پاؤ وہان

حکم ہی عالی دماغی کا شبستان مین یہی
نکہت گل بن کے نکہت محفل [illegible] دھوان

ہی رواج شرع ایسا عہد نصفت مہد مین
پوست کھینچا جاسکے جو کھینچے اگر [illegible]

دست و پا گم کردہ ہیبت سے قطاع طریق ہین
[illegible] ان مین پوست [illegible]

بنگر سے تھے جس جگہ وہ جابجا بین [illegible]
جس [illegible] تھے وہین ہے [illegible]

قلزم ہستی سے ایسی رسم ایذا اٹھ گئی
خار [illegible] بجاے استخوان

صرف گر اوسکی تصدق مین ہو ہنگام صبح
پھر گل خورشید مین ہو کون شاخ زعفران

دیدۂ انصاف سے دیکھو تو باغ دہر مین
ہے بہار اوسکی عنایت [illegible] کا خزان

اور اک مطلع سناؤن جسکا مضمون ہی صحیح
کوئی [illegible] یقین کیسا گمان

مطلع ثالث

تیری مرضی کے موافق کیون نہو دو جہان
تابع حکم [illegible] ہین زمین و آسمان

آستان تیرا ہے ای عالی مکان و آستان
پھر سجدہ [illegible] جھکتا ہی فرق فرقدان

کاتب قدرت نے تیرا خط ہستی لکھا
[illegible] امتحان

کلک قدرت نے کوئی کھینچی نہین ایسی شبیہ
گو کہ مصور [illegible] ہزارون [illegible] ہو بیان

آنکھین نرگس سرو قد رخسار گل غنچہ دہن
ہی وہ گلشن [illegible] باغبان

دیدۂ حق بین سے ہین تجکو گوش حق شنو
دل ہی دریا [illegible] طبع صافی [illegible]

وصف تیغ روشن بیان کیون بھی ہو سکتا نہین
شمع [illegible] صورت [illegible] زبان

دونون رخسارونکی کلیین [illegible] غازہ [illegible]
ایک صفحہ [illegible] زبان دوسرا [illegible]

ابرو و مژگان کے آگے سرکشی کسکی چلے
جھک گئی [illegible] چشم تیر ہے [illegible] کمان

دونون آنکھین دیکھین جسنی سعادت کی حصول
مشتری و زہرہ کا گویا نظر آیا قران

چاہتا ہے غنچہ توصیف دہن پر کیا کرے
نطق ہو سکتا نہین جب بھول جاتی ہی زبان

کیا قد و رخسار سے تیرے مقابل ہو سکین
گل گریبان شل بو ہر سرو ہے سرو روان

ساعد سیمین کو کوئی شمع سے دے کیا مثال
یہ سراپا مغز ہے اور وہ سراپا استخوان

مہر و مہ کو ہی قدمبوسی کا ایسا اشتیاق
سر جھکاتے ہین زمین پر پانون پڑتا ہی جہان

حسن مین تجھسے سوا وہ ماہ کنعان کو نہین
کھول کر بیٹھے ہین جو ایمان فروشی کی دکان

تیرے آگے کر سکے کوئی جبین کیونکر کلام
خال لب وسکا ہی خجالت کے سبب مہر دہان

کیا ہوا گر تو زمین پر ہے فلک پر آفتاب
وہ سبک پلہ ہے تیری حسن صورت کا گران

کسقدر دریا تری دریا دلی کا ہی وسیع
مثل نیلوفر نظر آتا ہے جس مین آسمان

کون عالم مین جمال پاک پر عاشق نہین
مال و زر سنعم فدا کرتے ہین مفلس نقد جان

حکم محکم وہ کہ جس سے ملک ہو رونق پذیر
باغ کو آراستہ کرتا ہے جیسے باغبان

رزق تو نے اس قدر سب اہل عالم کو دیا
اوٹھہ گئین ساری نزاعین تھین جو باہم بہر نان

تھی جو بہر رزق خونریزی کسی جا وہ نہین
آسیا کرتی نہین اب وہ مہی کار فغان

ہو گئی سنعم جلاتے ہین وہ اب مجمر مین عود
تھا غنیمت جن غریبون کو زمستان مین دہوان

کوئی عالی منزلت تجھسا زمانے مین نہین
چرخ ہفتم ہے ترا ایوان زحل ہی پاسبان

ہے عجب تیری مسیحائی کی سجدہ جانفزا
صبح اوٹھکر مرغ بسم اللہ دیتا ہی اذان

خلق پر تو مہربان ہی خلق تیری خیرخواہ
تجھہ مین خلق اللہ مین گویا خدا ہی درمیان

جو ترا دشمن ہی کرتا ہے عداوت بیخرد
مثل شیطان ہے وہ مردود خدا انس و جان

کچھ نہین تعزیر کی حاجت کہ وہ اکسطرح
پیس ڈالیگی اوسے خود آسیائے آسمان

شامت اعمال سے جلتا ہے نار قہر مین
تیرہ بختی اوسکی ہے اوسکو جہنم کا دہوان

کون ہی تجھسا دلاور مرد میدان روز جنگ
روح رستم مانگتی ہی آج تک جس سے امان

تیغ تیرے ہاتھ میں وہ برق آتشبار ہے / جسکا لوہا مانتے ہیں سب شجاعان جہان
چشم عزرائیل سے جوہر نہیں کچھ اسمین کم / ہے طمانچہ موت کا بیشک یہ تیغ خونچکان
دشمنونکے سر گراتی ہے تری شمشیر یون / شاخ سے جھڑتے ہیں پتے جیسے ہنگام خزان
رعشہ ہے بہرام کے تن مین رخ خورشید زرد / رنگ ہیبت سے بدلتا ہے وہ ترک آسمان
خنجر بیجا جنگ مین جس دم کرے آواز تیغ / صور اسرافیل اور آگ ہے زبان ہیں یان
کسطرح دم مین سر و گردن کا جھگڑا چکے / جب تقدم اس تیغ کا شکل حکم ہو درمیان
تیر جو چلا شست سے جب موت کا آیا پیام / ہے در ملک عدم گویا کہ کھینچی ہیں کمان
جان دشمن فلک نیزے کی سنان پیچ رہے / ہے دم ہیجا زبان اژدر آتش فشان
تیری اسپ سبکرو آئے کیونکر شکل مین / شان کب ہے ہنگام جولان عرصہ کون و مکان
ہاتھ راکب کا جو ہل جائے ہے صرصر قدم / تازیانے سے نہیں کم اسکو تحریک عنان
تا ہدف پہونچے کمان سے چھوٹکر جبتک کہ تیر / طے کرے یہ یک سکون شش جہت ہفت آسمان
تا کجا طول سخن اب ہے مناسب اختصار / کس سے ہوسکتا ہے اوصاف معلی کا بیان
جبتلک دشمن رہین افلاک پر خورشید و ماہ / جبتلک گردش کرے روئے زمین پر آسمان
جبتلک ہو سنگ سے پیدا یہ یاقوت و لعل / جبتلک شاخون پہ غنچے گل ہون غنچون سے عیان

مثل گل احباب تیرے اس چمن مین سرخرو
روئے دشمن زرد یارب صورت باد خزان

قصیدہ مدحیہ مشتمل مناظرہ شانہ و آئینہ

قدردان اے اہل تماشا کہ ہے ہنگام ظفر / بزم عشرت مین ہوئے جمع حسین رشک قمر
صرف آرایش زینت ہین حسینان جہان / بدلے جاتے ہین لباس اور مرصع زیور
بدھیان پھولونکی ہین زیب قبای بردوش / دست و پا مین ہے حنا سرمہ ہے منظور نظر
کرتیان ہین تنکم عنات پر اونچی اونچی / بند انگیا کے کسے زلف رسا تا بکمر

اسقدر مست ہی حسن کہ سر سے سر دوش
شانہ ہوتا ہے طلب آئینہ آتا ہے حضور
شانہ و آئینہ ہیں بسکہ مصاحب دونوں
آئینہ شانہ سے کہتا ہے کہ سر چڑھ نہ بہت
دیکھ مجھکو کہ جگہ گو کہ ہے زانو پہ مری
مرتبہ جو ہے مرا تجکو وہ حاصل ہے کہاں
کوئی بزم میں ہوتی نہیں حاجت میری
آبداری کا مرے سامنے دعوے جو کرے
ہیں ہی اہل جہان کو مرا نظارۂ رخ
صافی قلب سے پایا ہے یہ رتبہ مینے
اب زمان مجکو نہیں ہے کسی جہان سے عزیز
مینہیں رکھتا ہوں لگی حال بدنیا مین مجھے
مجھ سے بھی عقدۂ نیرنگ جہان کھلتا ہے
بزم عالم مین فقط وجہ سے میرے اب تک
مجلس خاص نبی مین تھی رسائی میری
وہ صفائی مجھے حاصل ہے کہ ہر آن عزیز
ہاتھ سے دامن دولت نہ کسی دم چھوٹا
اہل تنجیم کی آنکھون مین بھی ہے قدر مری
بولتا ہے مری تائید سے طوطی اسکا
خاکساری ہے ادا وصف ہے مجھ مین ایسی
ایک تو ہے کہ نہیں تجھ مین ذرا نام کو نور

آڑا ڈھلکے دوپٹہ نہیں اتنی بھی خبر
بنتے ہیں گیسو و رخ کرتے ہین جوبن پہ نظر
ایک سے ایک نے باندھی ہے رقابت پہ کمر
منھ کی کھائے نہ کہیں چاک نہ تیرا ہو جگر
غیرت حسن سے مہر کیطرح ہون ششدر
صاف طینت ہون صفائی کا ہے مجھ مین جوہر
خانہ بر دوش ہون پر دلمین امیرون کے ہے گھر
روبرو صاحب اقبال کے جھوٹا ہو گھر
دیکھتے ہین مجھے جب دیکھتے ہین ماہ صفر
چاندی سونے کا دیا ہے مجھے اللہ نے گھر
دشمن و دوست کے منھ پر ہے کہتا وہ مرا در
صاف کہدیتا ہون آتا ہے جو کچھ پیش نظر
جم کو دیتا ہے اگر جام زمانے کی خبر
نام روشن ہے چراغ سحر اسکندر
استفا سے مرے طالع کا ہے روشن اختر
جتنے اصحاب تھے رکھتے تھے مجھے پیش نظر
اہل دولت ہی کے زانو پہ ہوئی عمر بسر
ہون کبھی مشتری و زہرہ کبھی شمس و قمر
ورنہ طوطی مین کہان ہے کوئی سرخاب کا پر
غازۂ چہرہ نہیں اور سیہ خاکستر
زحل آسا ترے طالع کا سیہ ہے خستہ

پارۂ چوب جگر چاک دنی بے قیمت
چار پیسے کو جسے مول نہ لین اہل ہنر

بال بیکا ہو حسینون کا تو توڑین ترے دانت
دانت دینے لگین اپنا تو شکستہ بہتر

قاعدہ بزم ادب کا تجھے بھولے جو کوئی
پیش جا سے بہ تری ایک کرین زیر و زبر

پنجۂ شل سے نکلتا نہین ہرگز کوئی کام
خشک ہو شاخ تو اوس سے نہین امید ثمر

بال یون منھ مین ترے ٹوٹ کے رہجاتا ہے
جسطرح شانۂ ضحاک مین تھا سانپ کا گھر

کرکری تیری دندان سے ہوئی اور تیری
جس مین دندانے ہین تیغ ہے وہ بے جوہر

کشمکش نے تری کانٹو نہین گھسیٹا ہے تجھے
پہلوؤن مین ہین ترے خار ادھر اودھر

سو زبانین ہین ترے منھ مین تو حاصل کیا ہے
گنگ کیطرح سے خاموش ہے تو آٹھ پہر

اس لیاقت پہ یہ دعوی تجھے کیا مال ہے تو
کہ چڑھے لالہ رخان سمن اندام کے سر

کچھ بھی غیرت ہو تو پانی مین کہین ڈوب مرے
ایسی ذلت سے تو ہے خاک مین ملنا بہتر

صاف صاف آئینے نے بڑھکے کیا جب یہ کلام
غیر کے عیب سب اظہار کیے اپنے ہنر

کھپ گیا شانہ ملامت کا نشانہ ہوکر
موے تن راست ہوے تیر کیصورت یکسر

ہمہ تن ہو کے زبان کہنے لگا یون سرست
منھ بنا چاہیے عاقل کو بتعلی سے حذر

رتبہ میرا تجھے معلوم نہین سن مجھ سے
منحصر ہے صفت عقدہ کشائی مجھ پر

ہے حسینون مین رسائی تری گاہے گاہے
کوچۂ زلف مین میری ہے جگہ آٹھ پہر

راتدن خندۂ شادی ہے عیان مرے دانت
اپنی تقدیر کو روتا ہے تری آنکھ سے تر

میری ہی شکل سے مقبول دل عالم ہے
پنجۂ مرجان کا ہو یا پنجۂ خورشید سحر

کہتے ہین پنجۂ مژگان کو جو شانہ شاعر
اوسکو آنکھون پہ جگہ دیتے ہین ارباب نظر

ہے جو لبریز عسل شانۂ زنبور عسل
اس عذوبت کا سبب نام کا میرے ہے اثر

کی ہے تشدید نے پیدا جو شباہت میری
لفظ اللہ مین شامل ہے وہ کر خوب نظر

شانۂ عاج کبھی شانۂ شمشاد کبھی
شانہ بین دیکھتے ہین فال تو پاتے ہین ظفر

صاحب بینش نہ جبتک کہ کرے شانہ کشی
ہو نہ حاصل شرفِ پیروی پیغمبر

او سمین بھی لفظ ہے شانے کا ہی عزّ و شرف
جل شانہ ہے جو توصیف خدائے اکبر

تو نمانے تو نمانے مجھے کیا پروا ہے
عیب بین جو ہے اوسے کب نظر آتا ہے ہنر

سوچ تو دل مین ذرا عیب ہین تجھمین کتنے
سادہ و شوخ و دریدہ دہن و بدگوہر

سوجھتا خاک نہیں کوردلی سے تجکو
سخت جان تیرہ درون اصل ہے تیری پتھر

روبرو اور ترا حال ہے غیبت مین کچھ اور
صاف عالم کا دورنگی کا ہے تجھمین بھی اثر

چشمۂ آب تو ظاہر مین ہے باطن مین سراب
دھوکے پیاسون کو دیا کرتا ہے تو شام و سحر

خودنمائی کے سوا تجھ مین نہیں کچھ بھی صفت
سادہ لوحی کے سوا تجھ مین نہیں کوئی ہنر

صاف ہین ہے من الامس کہ شب کور ہے تو
شب تیرہ مین تجھے کچھ نہیں آتا ہے نظر

نہ جمے پر نہ جمے شکل جو ہو ذہن نشین
نہ مٹے پر نہ مٹے بال پڑے دل مین اگر

قصہ کوتاہ زیادہ ہوئی دونون مین جو بحث
تھے جوان دونون کے حامی او نہیں پہونچی خبر

آئینے کا تو رخ صاف طرفدار رہا
باندھ لی زلف نے شانے کی حمایت پہ کمر

لشکر روز تو زیر علم عنبر و رخ
فوج شب بادشہ گیسوے پرچین کی سپر

اک طرف ماہ ہوا ایک طرف پرتو مہر
اک طرف شام ہوئی ایکطرف نور سحر

سپہ سنبل و سو طرف زلف سیاہ
لشکر لالہ و گل جانب روی انور

پیر گردون نے کہا طرفہ قیامت آئی
اب کوئی آن مین ہوتا ہے جہان زیروزبر

بیچ مین پڑکے کہا خوب نہیں ہے یہ تنازع
صلح اس جنگ سے ہر ایک طرح ہے بہتر

حق مین دونونکے یہ اولی ہے کہ پاس اونکے چلو
صاحب حکم جو ہے مہر عدالت گستر

کون وہ کلب علی خان بہادر نامی
فیض جود و سخا زیب دہ علم و ہنر

نقش پا تاج شرف بہر سر چرخ بلند
خاک پا سرمۂ بینائی چشم اختر

فکر کی اسپ معلی مین جو میرے دل نے
آگیا مطلع ثانی بھی زبان کے اوپر

مطلع

حلم اوسکا جو کرے بیش حفاظت کی سپر
حسن چمن مین نہ ہوا اوسکی حفاظت کی چلو
پر تو مہر سے اوسکے ہو زمین چشمۂ مہر
چرخ کہتے ہین جسے ہی در دولت کی زمین
کاہ فربہ اثر لطف سے ہو صورت کوہ
دست ہمت نے یہ تقسیم کیا مال جہان
پانؤن جنگاہ مین رکھتے ہی عدو کی ہو شکست
ایک لشکر ہو مقابل تو نہ وہ منھ موڑے
صاحب علم جو ہین مدرسۂ عالم مین
وہ کرے مہر تو فرمان قضا ہو جاری
ذرۂ صحراے عنایت کا ہی ربع مسکون
صاحب تخت جو رکھتا ہی جدائی اوس سے
ابھی کرنے لگین دیندار پرستش اوسکی
بخشش عام کی توصیف ہی دریا دریا
فیض کہتے ہین اسے جسنے مانگا پایا
سیکڑون وصف ہین کس کس کا بیان کوئی کرے
راہ روشن جسنے جہان سایۂ عالی ڈالا
لوگ کہتے ہین کہ ہی مہر کے پہلو مین ہلال
دست ہمت کے ممدوح کے ہین دو چشمے
واہ جانبخش ہی کیا مجلس عالی کی ہوا

عود آتش مین سلامت رہی پانی مین شکر
شاخ ارہ ہو درختون کے لیے برگ تبر
شعلۂ قہر سے اوسکے ہو فلک خاکستر
عرش کہتے ہین جسے لوگ وہ ہی کرسی زر
قہر سے کوہ پر کاہ کی صورت لاغر
لعل کہسار مین باقی ہی نہ دریا مین گہر
سرو قدر وزد نما ہے علم فتح و ظفر
دل جو سہراب کا رکھتا ہی تو رستم کا جگر
سب وہ مشتق ہین فقط ذات معلی مصدر
دستخط اوسکے ہین طغراے منشور ظفر
قطرۂ مینا سے لطافت کا ہی چرخ اخضر
مثل طاؤس جدا سر سے ہو اوسکے افسر
بت جو سنگ در عالی سے تراشے آذر
ہمت خاص کا آوازہ ہی کشور کشور
گل دیے اوسنے زمین کو تو فلک کو اختر
ایک شمہ ہو کاتب جو لکھے سو دفتر
جرم خورشید جہانتاب ہوا حلقۂ در
تیغ ہوتی ہی کسی روز اگر زیب کمر
اسکو کہتے ہین جو تسنیم تو اوسکو کوثر
طرف صحن گلستان ہو اگر اوسکا گذر

گوش گل مین ابھی ہو جائے سماعت پیدا
دیدۂ نرگس شہلا کو ہو یارائے نظر

وہی حق بین ہے جسے اوس رخ روشن کی ہے تو
وہی حافظ ہے جسے مصحف رخ ہو ازبر

بھول کر دے جو کوئی اوس فرزندان کے شمال
لعل آسا ہے گوہر خوشی سے احمر

سایۂ قد مین ہے آرام سے سب خلق خدا
ہے علمدار کے ہمراہ یہ سارا لشکر

اوسکی بخشش کی ہوا ہو جو ہوا مین شامل
تابش برق کی جا ابر سے ہو بارش زر

شست سے تیر جو چھوڑے تو ہون لشکر ٹکڑے
سر رخ جدا ہو جو وہ کھینچے خنجر

اوسکی ہستی سے ہوئی خلق مین پیدائش خلق
کہ جھلکتا ہے کہین رنگ عرض بے جوہر

ملک دانش مین ہو کیا جہل کے یاجوج کا دخل
قوت عقل سے کھینچی ہے سد اسکندر

تیغ ایما سے ہوا بند ہر اک تیغ کا دم
تیر فرمان سے ہوئے قطع ہر اک تیر کے پر

ہو شرر مردہ و آفت جو جلائے بستر
شمع روشن جو بجھائے ہو ہوائے صرصر

حال احرام ہے ہے راستے سو ہے کے حضور
جیسے ذرات نہین عاشق مہر انور

بادۂ لطف سے وہ جان دوبارہ پائے
مر گئے کشتہ کا جو لب پہ نہ ہوا ہو ساغر

تیغ وہ تیغ کہ کہتے ہین جسے برق اجل
قتل کفارہ کا جس مین ہے ازل سے جوہر

جنگ مین کرتی ہے یہ تیغ سپر دو ٹکڑے
جس طرح چرخ پہ انگشت پیمبر سے قمر

ہو جو اونچی تو کرے شیر فلک کو چونک
ہو جو نیچی تو کرے گاؤ زمین کا پیکر

اسطرح جنگ مین سر تن سے گراتی ہے یہ تیغ
قتل سے کرتے ہین جس طرح کہ آندھی مین ثمر

دو ہی چالون مین کیا چار عناصر کو مطیع
چار چالون مین مسخر ہوئی ساتون کشور

تیز وہ صورت خورشید ہے توسن کہ جسے
باختر سے ہے طریق دو قدم تا خاور

دامن زین نہین اوڑتے ہین ہوا کے دم سے
کسی طائر نے یہ پرواز کو کھولے شہپر

تیز تر ماہی دریا سے میان دریا
گرم رو مرغ ہوا سے بھی ہوا کے اندر

آب نرمی مین تو گرمی مین وہ آتش ہے سو
خاک سے اصل مگر تیز ہوا سے بڑھکر

گردش مدہ اک اوسے چلنے مین عنان
تازیانہ دم رفتار او سے تا نظر

بس امیر آگے نہ بڑھ روک عنان خامہ
عذر تقصیر ہے لازم دم اظہار ہنر

پانون اس راہ مین قاصر ہین سر عجز نگون
مدح ممدوح حقیقت مین نہین حد بشر

ہاتھ اوٹھا پھر دعا جلد کہ ہی وقت دعا
وا فرشتون نے کیے دیدے ابواب اثر

جب تلک لالہ و گل سے ہی گلستان کی بہا
جب تلک چرخ پہ ہی جلوہ خورشید و قمر

نخل امید مین یارب گل مقصد پھولین
مہر اقبال فروزندہ رہے تا محشر

قصیدہ مشتمل تقریظ بطرز تازہ و روش دلپذیر

ہوا جو شاہد ماہ آسمان پہ جلوہ فروش
عزیز ہالہ پھر اگر د کھول کر آغوش

سواد شب مین نظر آئے اس طرح انجم
اڑے ہون گرد مین جس طرح طفل بازی گوش

وہ چاندنی کہ ہوا قلزم ضیا مواج
لبان رعشہ اندام رند ساغر نوش

نہ شور مردم بازار تھا نہ بانگ درا
کہین کہین جو رہا بھی تو پاسبانکا خروش

جوان و پیر و صغیر اپنے اپنے بستر پہ
برنگ صورت دیبا پڑے ہوئی خاموش

گلو سے ناطقہ مین رسالہ سکوت کا طوق
عذار سامعہ پنہان زیر پردہ گوش

نماز پڑھکے عشا کی جو سب نے خواب کیا
تو پچھلی رات کو دیکھا کہ کوئی مثل سروش

جگا رہا ہے مجھے کہہ رہا ہے مجھسے یہ بات
شتاب اوٹھ کے روانہ ہو کھول دیدہ ہوش

ہوئی ہی آج مرتب وہ بزم اہل کمال
کہ جسمین جمع ہین سب تیز طبع دریا جوش

حکیم و شاعر و نثار و عالم و فاضل
صفین درست ہین بیٹھے ہوئے ہین دوش بدوش

طلب تیری بھی جلدی ہو دیکھ سن سنبھلکر
زہے رسائی تقدیر چشم و طالع گوش

یہ مژدہ سنکے مین خوش خوش اوٹھا روانہ ہوا
قبا عمامہ عبا کرکے زینت سر و دوش

ہوا جو داخل محفل عجب سمان دیکھا
در مکان تھا کہ کھولے ہوئے تھی حور آغوش

عجیب فرش عجب وشتی عجب شب ماہ
بزرگ ایک بعز و وقار صدر نشین
خدا شناس خدا رس ادھر ادھر کچھ لوگ
جو لوگ سامنے بیٹھے تھے سب وہ صاحب علم
یہ رنگ دیکھ کے ایسا ہوا میں عجب سے زرد
سلام کر کے ہوا میں شریک صف لیکن
کمال عجب کو پریشان و مضطرب پا کر
کہ ہے یہ صدر نشین پیر و مرشد عالم
فراخ حوصلہ عبد الرشید مولانا
یہ آپ جو ہیں بیٹھے ہوے ملک صورت
یہ روبرو جو ہے صف انمین سب ہین اہل کمال
یہ ہین ظہوری و طغرا و عرفی و فیضی
یہ شیخ سعدی ہے جسنے کہ چشم روشن کی
منیر و بیدل و آزاد و صائب و شوکت
طلب کیے ہین جو یہ لوگ اسکی وجہ یہ ہے
مرید ایک ہے اس مقتدا کا خاص اخاص
مہینہ تاجور شہر مصطفےٰ آباد
جناب کلب علیخان بہادر دریا
سحاب فیض غبار قدم ہے ہاتھ تو کیا
صدا ضربت شمشیر وہ کہ سنکے جسے
بلند مرتبہ ایسا کہ جسکے مطبخ مین

ہر ایک جھاڑ سے فوارہ ہائے نور کا جوش
ملک خصال فرشتہ جمال و خرقہ پوش
زبان پہ ذکر خدا دلمین معرفت کا خروش
وحید عصر فرید زمانہ صاحب ہوش
کہ سمجھے سب کوئی وارد ہو زعفرانی پوش
ہوا ہے جو اس سراسیمہ صورت مدہوش
کہا یہ مجھسے کسی ہمنشین نے گوش بگوش
زمین ہے تاج سر آسمان ہے پاپوش
تمام اہل معارف ہین جسکے حلقہ بگوش
مرید خاص ہین اسکے شراب عرفان نوش
بغور دیکھ ذرا ان مین کھول دیدہ ہوش
یہ ہین نظامی و جامی جو بیٹھے ہین مدہوش
کیا ہے نظم گلستانکی بیت مین جسنے جوش
غنی کلیم سوا انکے اور بھی ذی ہوش
زر سخن کسی کامل کا ہوگا زیور گوش
وہ مست بادۂ عرفان ہے پیر بادہ فروش
مطیع شرع نبی متقی عبادت کوش
جو آنکھ اوسکی ہے حق بین تو گوش حق نیوش
جو کوس فتح و ظفر صبح ہے وہ رعد خروش
کھڑے ہین جوان کا ہے شیر ان کا صور خرگوش
طبق زمین کا ہے خوان آسمان سر پوش

چمن میں ہر گل تر اوسکے فیض سے خندان — فلک ماہ ہی پانے تیرے اوسکے حلقہ بگوش
وہ نثر خدمت مرشد میں اوسنے بھیجی ہے — کہ جس سے اہل حسد کو ہے مضمون کو ہے نوش
نہیں ہے دیر پڑھی جائیگی کوئی دم میں — سنینگے کان جواہر دم سماعت گوش
سنا یہ حال تو تصویر وار بیٹھا میں — لگا کے تکیے دیوار سے میں خاموش
جوان فصیح بیان ایک ناگہان آیا — لیے ہوئے کئی اجزا ورق ورق گلپوش
ملا جو اذن تو کھولی زبان سحر بیان — پڑھی وہ نثر تشنے کہ سبکے اوڑ گئے ہوش
سخن کے طفل مضامین زبان قاری سے — ورنگ سے دیدۂ حساد میں مع پاپوش
زبان کا قصہ کہ جاسے فلک شوشنا — بجا رہا تھا ہے سینے میں دل بجوش بجوش
کہا کسینے خوشی میں کسی سے لانا ہا تحفہ — جو ہوسکے مہر تو اوسکے جستجو میں دوش ہے دوش
اوٹھا کے دست زبان فتح یاد اسکو وصفین مقبول — زمین تو کیا فلک آسمان ہوا گلپوش
اوچھل پڑے گل مضمون نوید فردوسی — اوٹھا یہ لطف کہ جاتی رہی گرہ بہوش
کہیں وہ نثر نظامی کے نظم سے بہتر — بیان کے نورنے کی شمع انوری خاموش
ٹھہرے ہوئے تھے ہوا میں جو لوگ نخوت کے — پر رشک سے ہوا لاغر کہ گھٹ گیا تن توش
وہ فوج نثر ہی سنکے وہ حسن مستحسن — دوا اوس کی ہے جیسے گیاہ مرزنجوش
خفا لپند ظہوری خفا مقر لطف سرا — وحید فرد غلط شوکت انکا فروش
کہاں جلال جلالا وشان بہ جوروا — زبان گنگ تھی جو باتی گوش ہمہ تن ہوش
قتیل کس میں کہ کھینچے وہ اپنی تیغ زبان — کہ ہے سخن کے قلم رو میں ایک سے [illegible]
جو نثر ختم ہوئی خوش ہوا وہ صدر نشین — ثنا و مدح میں گویا کیے لب خاموش
ہوا خوشی میں جو دریای رحمت مواج — منگائی کشتی خلعت جو تھی جواہر پوش
جو پاس تھے کوئی پوچھے [illegible] — کہیں قبول کے امداد جنکو سب [illegible]
زیادہ اوسکو کیا تحفہ دعا سے [illegible] — دیا وہ مال خدا کو کہ جا سکے شل ہوش

جو شعر کا ہی مصنف اوسے کرے تفویض
کہ دولت ابدی پاوے وہ نیاز فروش

اوٹھا جو نامہ رسان بزم ہوگئی برخاست
یہ واقعہ ہی امیر اپنے شوق کا سرجوش

خداے پاک رسول کریم کا صدقہ
صحیفہ جسکے ہین روح القدس کے دوش بدوش

جہان ہمیشہ رہے اوسکی ذات سے روشن
چراغ دولت علیا کبھی نہو خاموش

رہون رکاب سعادت مین مین بھی فارغ بال
مدام سر بکف دست و غاشیہ بر دوش

قصیدہ مشتمل بر مضامین تعزیت

سیاہ اشک کی آنکھون نے کی ہی طیاری
کہو کہ نیزۂ مژگان کرے علمداری

ہجوم غم کا ہوا نیند ہوگئی پامال
وہ آنکھونمین طالع مین تھی جو بیداری

نگاہ دل مین ہی یون صورت جہان سیاہ
کسی مریض پہ جس طرح رات ہو بھاری

زمانہ آپ کو شاید حسین سمجھتا ہے
کہ جانتا ہی سبب فخر کا دل آزاری

پڑین جو داغ کسی دل مین بوستان سمجھے
کہے کہ نہر روان ہی جو اشک آنکھون جاری

عدم کو جاتے ہین ہستی سے قافلے کیا کیا
یہ شاہراہ شب و روز رہتی ہی جاری

ہر اک سوار ہے یا در رکاب عالم مین
سمند عمر مین کتنی ہے تیز رفتاری

جو دن کو مرتے ہین ہر شام اونکی ماتم مین
یہین سے آتی ہے شب جامۂ عزاداری

اجل سے روح رہے تن مین کسطرح محفوظ
نہین ہے قلعۂ آہن یہ چار دیواری

بجا ہی گرم کچہری جو ایسی موت کی ہے
کیا ہے منشی تقدیر نے قلم جاری

امید زال جہان سے عبث ہی الفت کی
یہ ہند جانتی ہے شیوۂ جگرخواری

اوٹھا ہی آب دم تیغ مرگ کا طوفان
جو ایک ڈوب چکا دوسرے کی ہی باری

ادھر تو تیر اودھر تن پہ تیغ پڑتی ہے
کہان کہان کی بھلا ہو سکے خبرداری

ادھر مکان بنا اوس طرف مزار کھدا
ادھر لباس ادھر ہے کفن کی طیاری

سحر ہوئی ہی کھلا ہے سرا کا دروازہ | مسافروں سے کہو کوچ کی ہی طیاری
وہ خوشخرام ہوے خاک جنکے ماتم مین | زمین پہ سر کو پٹکتے ہین کبک کہساری
وہ برق وش ہوی آزار کھینچکر معدوم | کہ جنکی خاک پہ روتا ہے ابر آذاری
لحد مین اونپہ پڑا بوجھہ سیکڑون من کا | کسیکی جنسے نہ ہوتی تھی نازبرداری
زمین نے ایک جہان دام مکر مین کھینچا | لحد نہین تہہ ہے زنبیل پر عیاری
کہان وہ تاج فریدونکی تھی جو آرایش | کہان وہ تخت سلیمان کی تھی جو طیاری
کہان وہ عشق زلیخا کہان وہ شاہی مصر | کہان وہ حضرت یوسف کی گرم بازاری
کہو کہ آئین نہ اسکے فریب مین عاقل | کہ باغ سبز دکھاتا ہے چرخ زنگاری
یہی حقیقت دنیا ہے تو ہے کیا دنیا | کسی سے کی نہ کرے گی کبھی وفاداری
ہوئی تھی جنکے لیے خلقت زمین و زمان | وہی جہان سے گئے پیش حضرت باری
مسافران روانہ ہین آنکھہ بند کیے | عدم کی راہ مین دیکھو ہے کتنی ہمواری
اگرچہ پڑتے ہین دنیا مین حادثٔ و ثرات | شکست کو ہے آخر اوٹھا کے بیماری
مگر ہوا ہے خزان آجکل ہے ایسی گرم | کہ صحن باغ ہوا جائے عزا داری
فسردہ ہوگئے دونون گل ریاض جہان | بہار عمر کی اک دم مین مٹ گئی ساری
یہ ایکسال مین دو حادثے پڑے ایسے | کہ اشک دیدۂ شمس و قمر ہوے جاری
جہان مین کون ہی جسکو ہوا نہ یہ ماتم | ہر ایک دل پہ پڑا زخم تیغ غم کاری
جگر یہ حضرت آقاے نامدار کا تھا | کہا یہ داغ اوٹھا کر جو مرضی باری
جناب کلب علیخان بہادر ذیجاہ | کہ جسکے امن مین ہی خلقت خداساری
لکھون بطرز مخاطبہ یہان کوئی مطلع | سنے جو اوسکو تو نیسان کرے گہرباری

مطلع

یہ تیرے عہد مین رائج ہوئی سبکباری | کہ ٹوٹ سے کہ نہین سکتا ہی تیغ دل بھاری

مٹا ہی نام یہ علت کا دور مین تیرے / سزا ملے جو کہین ابر کو بھی آزاری
ترا خیال جو مجنون کو دے نہ قوت دل / نہو سکے کبھی لیلے کی نازبرداری
رواج صدق کو مدت گذر گئی اتنی / کہ چرخ بھول گیا شیوہ ہاے ہشیاری
کیا یہ دفع ضرر کو کہ تا بکوچۂ چشم / نہو سکا گذر بوے مشک تاتاری
نگاہ لطف نے قوت یہ دی ہی صحت کو / چھپی ہے دیدۂ نرگس مین جاکے بیماری
وہ رعب ہی جو چھپا یا رہے قیامت تک / دہان صور سے نکلے صدا بدشواری
وہ عدل کہ کھنچے دار سوے مژگان پر / کرے جو نرگس محبوب مردم آزاری
بدون مین بھی یہ اثر اب ہی حسن نیکی کا / بکین گناہ تو توبہ کرے خریداری
عدو نے لذت دنیا مین مفت کھوئی جان / مگس کو شہد ہوا باعث گرفتاری
جو وقت نزع کبھی پانی ترا عدو مانگے / زبان پہ اوسکے ہو پانی کی بوند چنگاری
ق پہونچ سکے دیدۂ دشمن مین درد کھتا ہی / یہان ہی مجکو سزاوار مردم آزاری
خوشی یہ اوسکو ہی ہولی کے کھیلنے مین فقط / لہو ہی رنگ تو ناسور چشم پچکاری
جو سرکشون کی سزا مین یہ ہین عجب کیا ہے / کہ سرو بید سے لے عاریت نگونساری
نہین یہ غار زمین نے جو کی ہی سرتابی / پڑے ہین زخم ترے تیغ قہر کے کاری
رہے شدید ہوا مین مجرمون پہ گرہ شدید / یقین ہی چھوڑ دے ابلیس زشت کرداری
کسی دیار مین ہو صادر جو حکم ترا / جگہ سے ہل نہ سکے پھر جو رسم ہو جاری
وہین ہو خانۂ زندان زبان شاعر کو / سخن جو رنگ کو پکڑے سمجھ کے بیکاری
حباب ڈالین ابھی پاے صبح پر چھالے / مضر حباو سکی ہو ساحل کو تیز رفتاری
یہ باغ دہر مین پژمردگی ہوئی پامال / خزان بہار تک آئی تو بچکے نہ ہاری
بجا ہی شیخ جو عارض کی ہو نئی ہر بار / کہ سات طرح سے قرآن کو پڑھتے ہین قاری
لکھے صفت کوئی شاعر جو طبع رنگین کی / تو بیت بیت مین پھر خود بخود ہو گلکاری

ہوا ہے فیض سے تیرے ہو گلستان گلخن
بنے وہ کرمک شب تاب اڑے جو چنگاری

علو مرتبہ ایسا تجھے خدا نے دیا
کہ فخر ہے شہ خاور کو کفش برداری

وہ خلق نکہت خوش جس سے عاریت
صبا نے باغ مین رکھی دکان عطاری

لباس خاص گنہگار کی خطا پوشی
طعام خاص ہے خلق خدا کی غمخواری

پڑے جو عکس تری شان عیب پوشی کا
دکھائے جوہر آئینہ شان ستاری

گہر فشان ہے خلائق پہ بسکہ دست کرم
برس رہا ہے عجب ابر رحمت باری

جو دام عشق مین تیرے ہین ہو گئے دو لمتنہ
یہ قید حضرت یوسف کی ہے گرفتاری

ہوا ہے بسکہ زمانہ ملازم سرکار
عدم مین خانہ نشین ہو گئی ہے بیکاری

نہین ہے باغ مین ہر شاخ پہ شگوفۂ گل
نکل نکل کے ہوئے ہین یہ جمع درباری

امیر مدحت ممدوح ہو سکے کیونکر
نہین ہین ہوش بجا فکر کی ہے بیماری

ترا یہ حال ہے اب تو کہ آسمان تجھسے
کرے جو عیش کا وعدہ تو سہو ہو جاری

گلہ عبث ہے دعا کر کہ ہے یہ وقت دعا
اوٹھا کے ہاتھ بدرگاہ حضرت باری

رہے یہ دولت و اقبال حشر تک قائم
ہر اک مہم مین پیمبر کرین مددگاری

بشر کا ذکر ہے کیا بلکہ جن مسخر ہون
مطیع حکم معلے ہون خاکی و ناری

قصیدہ در مدح جناب مستطاب معلی القاب آیۂ رحمت ولی النعمت دام اقبالہ

عالم خواب مین پہونچا مین عجب باغ مین کل
شجر طور کو جس باغ کی کہیے کوپل

خواب مین سبزۂ خوابیدہ جو وانکا دیکھو
خواب ہو طالع خوابیدہ کا خواب مخمل

سامنے اوسکے کسی اور چمن کا کیا ذکر
گلشن خلد بھی مجکو نظر آیا جنگل

اک شگوفہ تھا اوسی باغ کا باغ عشرت
ایک غنچہ اوسی گلزار کا گلنار ال

ساغر عشرت کونین وہین کے دو کچکول
میوۂ مقصد دارین وہین کے دو پھل

واہ رے نشو گل و لالہ اگر عکس پڑے — خون لعل آ سکے رگ کوہ بدخشاں سے نکل
سخت حیران ہوں کہ دیوار کو دوں کس سے مثال — کہوں آئینہ تو آئینہ میں اتنا نہیں دل
دست مژگاں سے سنبھالیں نگہ کو آنکھیں — پھرتی دیوار پہ جب چڑھتی تھی جاتی تھی پھسل
لالا آتا تھا نظر یوں پس دیوار چمن — جس طرح شیشۂ محل میں کوئی روشن مشعل
خط گلزار سے ہر گل پہ یہ مصرع تحریر — نقش ثانی ہے یہ فردوس ہے نقش اول
طوبی و سدرہ کی شاخیں ہیں پئے تسلیم ہیں خم — عرش تک فرش سے ہے باد بہاری کا عمل
ہے یہ تاثیر نمو ہاتھ جو مجرم کے کٹیں — صورت دست چنار آئیں ہو سر سے نکل
قوت نامیہ کا تھا یہ تعلی سے کلام — طارم پست ہے اس باغ میں چرخ اول
سبزہ کاہکشاں غنچہ پروین کیا — خوشۂ تاک رگ تاک سے آیا ہے نکل
اور شاخوں کا تو کیا ذکر ہے فیض نمو — نکلے گر بات میں بھی شاخ تو پھوٹے کونپل
خواب میں دیکھے اگر ترک فلک پانی کی بہار — شب ہی کو کاہکشاں انجم کو کرے مستاصل
کچھ بھی دکھلائے اگر باد بہاری نیرنگ — گل ہوں گلدان میں انگارے درون مشعل
ٹکڑے بدلی کے نہ تھے ہند و سوسن کے لیے — مجمر کے آیا تھا وہاں جیسا گلو میں کنگا جل
نوجوانان چمن دھوپ کیا کھلاتے — چتر کھولے ہوئے پھرتے تھے ہوا پر بادل
ہر روش سبزے پہ واں عکس گل و لالہ نہ تھا — سیج تھی پھولوں کی بالائے بساط مخمل
مور تھے رقص میں مصروف برنگ پری — جھومتے پھرتے تھے مستوں کی طرح سے او دل
سینے تانے ہوئے پھرتے تھے چمن میں طاؤس — اس تمنا میں کہ لگ جائے گلے سے بادل
لڑکھڑاتا تھا جو مستی میں کہیں پائے نسیم — غنچہ کہتا تھا چٹک کر کہ خبردار سنبھل
چمن دل میں جو عمارت کی بنا ڈالی نسیم — گل صد برگ سے غنچہ اسرار ازل
سوئے بتخانہ جو پہونچی ہوا سے جا بخشش — کلمہ توحید کا پڑھنے لگے عزا و ہبل
کیا عجب ... — گرد دھواں اٹھتے ہی بنتا ہے ہوا پر بادل

طرفة العین مین وہ روشنی آ پہونچی قریب
نخل موسی کو بھی لے آتی تو لے آتا پھل

قوت نامیہ کے جوش سے آئینے مین
کیا عجب سبزۂ زنگار سے گل آئی شکل

تخم تخم اوسکا شجر بنکے نیا پھل دیتا
ٹوٹ جاتا جو کہین گر کے زمین پر کوئی پھل

پانی دیتا صفت دامن تر وقت فشا
تھا یہ ترسایۂ دیوار چمن کا کامل

ساغر گلنار کے پیتا تھا تصدق خورشید
چاہتا تھا کہ کرے لالے سے دستار بدل

نقش پا تھا صفت جام لبالب ہر سے
رنگ پھولون سے ٹپکتا تھا کہ آیا تھا ابل

گل نسرین پہ تھا یون عکس شعاع خورشید
جیسے سونے کو کرین ساغر الماس مین حل

غنچۂ لب سکا تو کیا ذکر ہے گل ہے کھلتا
عقدۂ گیسوے خوبان جو وہان ہوتا حل

ایک دم بلبل سرمست جو ہوتی تھی خموش
جام سنقار سے آتی تھی سے نغمہ ابل

دل سی کلفت کو مٹایا یہ صفا ہو گل نے
زنگ آئینے کو جس طرح مٹادے صیقل

آگیا گل کی صفائی سکا جو بلبل کو خیال
سر بھی شیشے سے نہ نکلا کہ گیا پانون پھسل

آبدار ایسی کھین نسرین کہ مقابل ہو اگر
آب مین چشمۂ خورشید کے آجاے خلل

نکہت گل سے ہر اک موج ہوا بنکے گل
پرتو گل سے حباب لب جو رنگ محل

شہد کی نہر روان شکل جنان ہوتی تھی
پھول پر بیٹھکے اوڑتی تھی جو زنبور عسل

ہوگیا لوٹ مین سامان نہ آیا تحمل
پانون کس طرح سنبھلتا کہ گیا دل ہی نکل

نے اوڑی ہوش مرے حیرت نظارۂ باغ
ہنس گیا عشق نشہ بیہوش گرا سر کے بل

متحیر تھا کہ یارب ہے یہ کیسا گلزار
غنچہ سے تنگ دہن کس سے سماہو یہ غزل

سرگوشی گل مین ہے ہوا طرب انگیز بھری
کون سنتا ہے جو پوچھون مین کہ کیا ہو یہ محل

قمریون کو نہین کوکو سے مجال گفتار
بلبلون کو نہین نغمون سے کسی شاخ پہ کل

تھا اسی فکر سے دریاے تحیر مین غریق
کہہ رہا تھا کہ زہے صنعت صناع ازل

ناگہان طرف چمن مین نظر آیا اک نور
آنکھ نے دل سے کہا دیکھ کیا اوسکو سنبھل

طرفۃ العین مین وہ روشنی آ پہونچی قریب
کھل گیا دیکھتے ہی اوسکو مرے دل کا کنول

دیکھتا کیا ہون کہ ہے بیچ مین اک حور لقا
کچھ حسین گرد ہین آگے ہے فروزان مشعل

گل کھلا فیض طراوت سے ہوا کی تازہ
پھول سوسن کا بنا اوٹھتی ہے دود مشعل

حور وہ حور جسے دیکھے تو فردوس سے حور
مضطرب نعرہ زنان خاک بسر آئے نکل

فرق سے تا بقدم پیکر انداز و ادا
غمزہ و ناز سے ڈالے دل عاشق کو مسل

گرمی حسن سے رخسار ببھوکا ایسا
شمع کی طرح جسے دیکھ کے دل جائے پگھل

چال وہ چال کہ بھونچال ہو جسسے لرزان
صبح پر مثل زمین جسپہ پڑے اک پل چل

ہو زمانہ تہ و بالا جو وہ ہووے تند خرام
ہے یقین جائے زمین پاؤن کے نیچے سے نکل

چھپا کگون کے بہی وہ حکم تھے وہ قت غضب
زندے مرجائین پڑین مردہ صد سالہ اوچھل

جو کہ ہی آہو سے شکین کو ختن مین بھولے
بال کھولے جو حلب مین وہ دکھائی چھل بل

قطرے کہتے تھے پسینے کے رخ گلگون پر
جوش کھاتا گرمی حسن آئی ہے چہرے پہ ابل

لب نازک پہ جانی تھی بلا کی مستی
اور آنکھون مین لگا یا تھا غضب کا کاجل

ہاے رے نازکی تھی نزاکت سے کمر
کچھ جو کاندھے سے دوپٹے کا ڈھلا تھا آنچل

پتلیون کا جو اون آنکھونکی تماشا دیکھا
دل نادان مرے پہلو مین گیا اور مچل

تیر پہ تیر پڑے دل پہ نگاہین جو پڑین
خیمہ جان پاؤن پہ اوسکے مین گرا سر کے بل

اور کی عرض کہ اے عشوہ گر غمزہ فروش
رحم کر رحم بس آ کے دل مضطر کو بہل

رخ روشن کی طرح آئینہ تو مجکو کیا
اپنے گیسو کی طرح کر مرے عقدونکو بھی حل

کون سا باغ ہے یہ کون ہے تو ہین ہن کہان
تجھسے وحشت نہین ہے اور ہی حیرت کا محل

متبسم ہوا پہلے تو وہ سرمایۂ ناز
پھر اک انداز سے بولا یہ دکھا کر کس بل

سر اوٹھا پاؤن سے یہ بولی خوش نہین
اچھی صورت پہ گیا دیکھتے ہی خوب پھسل

ہوش مین آ کے یہ ہین تم نباتات سے باغ
ہے سراپا چمن صنعت خلاق ازل

انس کچھ آج نیا تجکو نہین ہی جب مجھے
نہ پری ہون مین گلستان مین نہ غلمان ہین نہ حور
باغ نقشہ ہی صفات حسنہ کا اوسکی
ہاتھ پھیلائی ہین نرگس نے جو کاسہ لیکر
ہی یہ نکتہ کہ فقیران جہان کیصورت
ہاتھ پھیلائے جو شاہین زر گل دیتی ہین
اشرفی کے جو گلون کا ہی چمن مین انبار
رمز یہ ہے کہ کھلے پھولے ہین نخل امید
نظر آتی ہے چھٹکی ہوئی طوطی جو تجھے
یہ اشارہ ہے کہ ہر عضو بدن حضرت کا
بار دار آتے ہین تجکو جو نظر یہ اشجار
جوش رحمت کا ہی اوس بحر کرم کے شمہ
دیکھتا ہی جو روان نہر مین پانی شفاف
پوچھتا ہی جو حقیقت کو مری ای نادان
مین زلیخا ہون وہ ہی یوسف کنعان کمال
نازنین ہین جو مرے گرد ادھر اور ادھر
جنکو سب کہتے ہین واسوخت شرارت ہی مری
تجسیس اما مین جلد برین
اک ادا مین دل عالم کو مین چھل جاتا ہون
تربیت تیری ہی در پردہ مجھے مد نظر
سیر ہو عالم برزخ کی مبارک تجکو

کھا چکا چوٹ مرے حسن کی تو ر ذرا ل
پر لطافت مین نزاکت مین ہون انسی افضل
حسن فطرت مین جو یوسف سے کہین ہے اکمل
اور کاسہ ہے کہ سونا ہی کیا اوسمین حل
سائل اوسکے در دولت پہ ہین ارباب دول
ہی یہ مطلب کہ وہ ہشمین ہی وہ ہشیل بدل
یہ اشارہ ہی کہ دولت مین ہی وہ ضرب مثل
پھولکر لائے ہین اس باغ مین اشجار جو پھل
قطعه
ذوق مستی مین غنا دل سے جو سنتا ہی غزل
ہی نوا سنج سپاس کرم عز و جل
پہونچے ہین اپنی مرادون کو یہ نخل امل
اس گلستان مین جو برساتا ہی پانی بادل
چشمہ فیض یہ اوسکا ہے نہین گنگا جل
طبع نازک ترے آقا کی ہون ای عبد اقل
گرم ہے آٹھ پہر شاہد مضمون بغل
یہ قصیدہ وہ مخمس ہی یہ قطعہ وہ غزل
مثنوی سمجھے ہین جسکو ہی مری اک چھل بل
ہین مری لذت گفتار کے آگے خنظل
آہوے چین و ختن مین یہ کہان کے چھل بل
روز سنتا ہے مرے فیض سے تو تازہ غزل
ہوئی تقدیر پہ رسا دن گئے کلفت کے نکل

تازہ تر ہونیکا باعث ہو یانس گلشن کے ۔ شجر عیش کی پھوٹی ہے نئی اک کونپل
خلعت خاص پہنانے کو ترے آقا کے ۔ آج کلکتے سے آئے ہین گورنر جنرل
ہوئی افزایش ملک اور بڑھے منصب بھی ۔ جشن کا روز ہے غافل نہین حیرت کا محل
سر اوٹھا خواب تغافل سے ترا ہوش ہین آ ۔ دل سے ہو جنبش کہ عقدے تھے ترے لا ینحل
تہنیت مین تجھے لازم ہے قصیدہ کہنا ۔ آیا ہین تیری مدد کے لیے قصہ فصیل
پڑھکے دربار گہر بار مین اشعار ہیچ ۔ مطلع ہیچ سے ممدوح کے بھر جیب و بغل
الغرض کان مین پیکر جو یہ مژدہ پہونچا ۔ کھل گئی آنکھ مری ہوے جمع حواس مختل
مستعد ہو کے لکھا مطلع روشن ایسا ۔ جس سے خورشید کے مطلع مین بھی آجاے خلل

مطلع

عدل کا تیرے زمانے مین یہ بیٹھا ہے عمل ۔ بچہ آہو کا ہے اور شیر نیستان کی بغل
ناخن کبک سے نیچ کباب دل باز ۔ صید گہ مین یہ ترے عدل کا بیٹھا ہے عمل

قطعہ

عاقم تیغ ترے حفظ کا یہ عالم مین ۔ امن آباد ہے اب شہر کی صورت جنگل
شب تاریک مین پھرتے ہین ہرن بے کھٹکے ۔ دیدۂ شیر کے ہو سامنے روشن مشعل
جا بجا امن رعایا ہے تری شکر گذار ۔ نام باقی نہین شکوے کا جہان تک ہے عمل
مل گئے زخم کے مانند شگاف در و کوہ ۔ نہ رہا چاک گریبان کو وہان بھی ہے محل
ہو ضیا اوٹھی وحشت مین ہر جا وہ تجلی کی طلوع ۔ پرتو افگن ہو اگر تیرے غضب کی مشعل
جنبش گردون کی طرح گا نہین چل سکو ۔ منھ سے تیرے نہین اتنا جو نکلا ہے کہ چل
موجۂ حکم کا پائے تری ایما گر سیل ۔ اوٹے پانون سوے کہسار پھر کے بہل
دیدہ ہے منھ سے نکلنے کی نہین تو سر قاف ۔ گرد سے مہر عنقا کے ہو تیار محل
تیر ہو جلد نشین جا کے کمان کے گھر مین ۔ دم بیکار اگر حکم ہو تیرا کہ نہ چل
شکل منقار ہون دونون لب سوفار بہم ۔ حرف لا منھ سے ترے جای جو دوبار نکل

زلف لیلی سے ہے قیس کا دل خون ہوکر
شحنۂ نہی اگر آنکھ دکھا لے بہ مثل

گر ترے موکب اقبال و سعادت کا ہو قصد
کہ مشاوے کواکب سے نحوست کا خلل

جسطرح لالے کی آنکھون مین چمن ہی مشہد
یون ہی مریخ کی آنکھون مین فلک ہو مقتل

جسطرح داغ ہے آغوش مین لالے کے یوہین
ڈرکے مریخ کے سینے سے لپٹ جا زحل

تیغ سے شق ہو جسے بار منہ فولاد کی طرح
سایہ افگن ہو تری تیغ جو بالائے جبل

ہو یقین شاخ ہر گاو زمین پر ٹھہرے
کہین جو کے مین پڑے میان تیرے جو دگل

جان غمگین ترے دشمن کے بدن سی نکلے
نالہ جیسے دل پر درد سے آتا ہے نکل

پھل نپائے ترا حاسد کبھی جھٹلا کے درخت
اور بالفرض جو پائے بھی تو تلوار کا پل

جیسے گر جاتی ہے دستار سر سرکش سے
کاٹ سر سے ترے خصم کے مغز آئے نکل

کشت دل مین جو مخالف کی تری جا نکلے
جوہر تیغ ملے مور کو دانے کی بدل

رنگ اوڑ کر رخ دشمن سے پر ناوک ہو
گر اشارہ ہو ترا ناوک بے پر کو کہ چل

چشم بد دور سر مردمک دیدۂ فتح
چشم دشمن مین جسے دیکھکے آجائے سبل

کیا عجب دائرے کے گرد جو مرکز ہو محیط
وسعت خلق کا یہ دور مین تیرے ہے عمل

پانون مین خار کرے ناخن تدبیر کا کام
چاہیے لطف ترا پھر تو ہین سب عقدے حل

ڈالدے ہاتھ سے نیزے کو سماک رامح
تجکو پائے جو طرفدار سماک اعزل

گر تیری عزم کی توصیف مین شاعر لکھے
پر لگائے صفت مور ہر اک حرف غزل

گرد اوڑکر جو سواری کی ترے جاتی ہے
زہرہ آنکھون مین لگاتی ہے سمجھکر کاجل

زلف جوزا کو ہے جاروب کشی کی خدمت
ہے اک آزاد غلام حبشی تیرا زحل

فیض سے تیرے ہند مین صفت فلاس
ایک ہی اینٹ سے چاہے تو ہو تعمیر محل

رنگ گل بنتا ہے لب تک ترا آتا ہے جو شعر
بوے گل بنکے معانی وہین آتے ہین نکل

برق و صرصر سے جو توسن کو تری دون تمثیل
جتنے عاقل ہین کہین ہوش ہین اسکی مختل

دور ہی عقل سے تشبیہ سکون و عشرت
سبقت اندیش ہی ہر عضو سے عضو آخر
وصف مین گرمی رفتار کے شاعر جو لکھے
لفظ کیا نقطے بھی دیوان کے یون اڑ جاوین
لالے کے پھول کو آغوش صبا مین رکھیا
آئینہ نقش کا اوسکے ہو جو بنکر طیار
حشر تک تو رہے نظر عکس کے پیچھے دوڑے
جتنے اوصاف ہین گھوڑے کے وہ دون ہین اسپ ہی کے وہ
فیلخانے مین ہین سرکار کے ہاتھی بیحد
ایک ہتھنی مگر اون سب مین جو سب سے ہی بلند
فیل گردون بھی جو دیکھے تو جگر جائے دہل
اور تشبیہ نئی اک مجھے سوجھی ہے ابھی
پا بزنجیر ہے ہر چند مگر ہے آزاد
عظمت و شان و جلالت کا ہو کیا اوسکی بیان
ہی وہ قلعۂ گردون کی کلید اوسکی کچک
جبکی طرف بصد وقار مین با ہمہ شان
بس امیر آگے نہ بڑھ روک عنان فکرت
پھر کہان ذرہ کہان پایۂ مدح خورشید
شکر کر شکر کہ مداح ہوا تو اوسکا
قدردان سخن و اہل سخن ہے ممدوح
اب یہ کر عرض بصد عجز و خلوص و زاری

سحر و اعجاز کی نسبت سے ہو ایمان مین خلل
تیغ کے رہجانے کے باعث سے ہو داغ کفل
کرکے موزون کوئی قطعہ کہ قصیدہ کہ غزل
قطعہ
دانے اسپند کے مجمر سے گئے جیسے نکل
نظر آیا جسے رفتار مین وہ داغ کفل
قطعہ
اور آنکھ اوسکے مقابل ہو تو دیکھے جھل بل
اور ناکام ہی آخر کو گرے ہو کر شل
سخت سم نرم دم آگندہ سرین ہیں کفل
عظمت و قدر مین ہر ایک سے ہر اک افضل
اوسکی تعریف کرون نام ہی اوسکا جھل
دانت پاسے کی جگہ اوسکے ہین خرطوم زحل
مار خرطوم ہے دندان ہین درخت صندل
نالے کی طرح سلاسل سے وہ جاتی ہے نکل
متشکل ہوئی ہے قدرت خلاق ازل
فیلبان اوسپہ کہ سیمرغ ہی بالائے جبل
غیر ممکن کہ سر مور کہین جائے کچل
جھنے مانا کہ نہین پانون قلم کا تیرے شل
پر زبان بند نہین ہے یہ تعلی کا محل
خلق ذاتی سے چھپا دیگا خطا یا زلل
ہاتھ اوٹھا پھر دعا پیش خداوند اجل
کہ خدایا بحق آل نبی مرسل

سرخ و رنگ سعادت سے ہی جبتک زہرہ
رو سیہ داغ نحوست سے ہے جبتک کہ زحل

حسن کو ناز رہے عشق کو جب تک کہ نیاز
رہے معشوق کا جبتک دل عاشق مین عمل

جب تلک مہر سے پر نور ہے سارا عالم
جب تلک ماہ کی روشن ہو فلک پہ مشعل

پرتو مہ سے کتان کا ہو جگر جب تک چاک
گرمی مہر سے تا موم کا دل جاے پگھل

جب تلک شہد کے چھتے مین رہے شیرینی
تلخکامی رہے جب تک کہ نصیب حنظل

نیش اور نوش کے باقی رہین جبتک آثار
لے مزا بیٹھکے ہر پھول پہ زنبور عسل

سرد گر دکرے فاختہ جب تک کوکو
گل کے آگے پڑھے تا بلبل شوریدہ غزل

مست جب تک ہین ساقی دریا دل بھی
شور طاؤس کرے دیکھکے جبتک بادل

جتنی امیدین ہین بر آئین مرے آقا کی
خلد کیطرح سے شاداب رہے باغ امل

ملک اقبال کو یارب ہو ترقی گھڑیون
یہ کیٹھر تو ہے کیا ہند مین ہو جاے عمل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عنوان نامہ نام ہے رب غفور کا
دریا سے قطرہ قصد کرے کیا عبور کا
پہونچا وہ جسنے قصد کیا راہ دور کا
حصّہ ہر ایک آنکھ نے پایا ہے نور کا
لطف و غضب مین فاصلہ تھا کتنی دور کا
چھوٹا نہ دست حجر سے دامن غرور کا
ہیرے سیاہ خانے مین عالم ہے نور کا
بنیا سے دل کو ننگ تو ڑے فتور کا
چہرہ کا نہ آئے پائے ہوا سے غرور کا
در پیش مرحلہ ہے شہود و ظہور کا

کچھ غم نہیں جو پیش ہو قہر قصور کا
کیسی نظر حجاب جو مانع ہو نور کا
ہمت ہو شرط راہ خدا سے کھلی ہوئی
محرم اسکے خوان تجلی سے کون ہے
کتنے ہی پاکریم ادھر سے ادھر گئے
مین خاک بھی ہوا تو ہوا اوسکی خاک در
وہ صاف دل ہو مردمک چشم کی طرح
ہی اعتقاد صاف کی اسمین رہے مدام
زاہد لحاظ رکھہ کہ نہ گل ہو چراغ زہد
دیکھین کہ کیا دکھائے قیامت مین شوق دید

حاضر ہوے جنازے پہ ہوں سب ملائکہ
سایہ ہو سر پہ مثل سلیمان طیور کا

کیا ڈر جو قصر عفو مسلمان بلند ہے
زینہ لگا کے پہونچونگا عذر قصور کا

دیدار کا تو وعدہ وفا ہوگا حشر کو
ارشاد ہو علاج دل ناصبور کا

عاشق کیا ہے شوق نے تیرے حبیب پہ
یارب امیدوار ہوں عفو قصور کا

دیکھا نہیں ہے تجھکو مگر شوق دید ہے
مشتاق غائبانہ ہوں تیری حضور کا

مرکے ملی نجات لحد کے فشار سے
صدقہ اکابر و شہدا کے قبور کا

پھیلا کے پاؤں چین سے سوؤں مزار میں
تکیہ نصیب سر کو ہو زانوے حور کا

یارب اکیلے رہنے کی عادت نہیں مجھے
جمگھٹ رہے مزار میں غلمان و حور کا

محشر کے روز ساقی کوثر کا واسطہ
اک جام تشنگی میں شراب طہور کا

عریاں اٹھوں تو دامن رحمت میں دے جگہ
اک جام تشنگی میں شراب طہور کا

الفت امیر آل محمد سے فرض ہے
مشکل ہے بے سفینہ ارادہ عبور کا

نامہ عاصی داخل لشکر شفاعت ہوگیا
خاتمہ بالخیر احمد کی بدولت ہوگیا

مرغ عصیان اڑ کے صید باز رحمت ہوگیا
ڈنک شاہین ترازو سے عدالت ہوگیا

تندرو تھا وقت پرسش برملا سر منبر میں
فرش استبرق مجھے صحن قیامت ہوگیا

گرمی خورشید محشر سے ہوئی حاصل نجات
شامیانہ سر پہ میرے ابر رحمت ہوگیا

آل احمد کی محبت کا چھپا تھا میں غبار
پڑھ کے محشر میں کلید باب جنت ہوگیا

جم گیا تھا دل میں جو عشق صحابی کا غبار
سرمہ بصر دیدۂ عین عنایت ہوگیا

واہ ری رحمت جو رکھا پاؤں بالائے صراط
دستگیری سے نبی کی خوف رخصت ہوگیا

جب علم کے نیچے پائی فیض احمد سے جگہ
سیری بیچری پہ انگشت شہادت ہوگیا

دفعۃً صورت بدل کر بن گئی امید یاس
خار زار رنج فرش خواب راحت ہوگیا

رستہ تھا اوّلِ منزل جو تمہارے پیش
رفتہ رفتہ نردبان بام رفعت ہو گیا

قصر یاقوت و زمرد کی ہوئی آسان خرید
باغ جنت کا قبالہ داغ محنت ہو گیا

تشنگی مین کوثر و تسنیم کے چشمون پہ ہم
اس طرح پہونچے کہ رضوان غرق حیرت ہو گیا

صبح محشر جلد چمکا را ملا ہمکو امیر
مہر کیا چمکا کہ تابان نجم قسمت ہو گیا

۱۷ / ۱

نہین سودا فقط یوسف کو اوسکے دور دامان ہو گیا
گدا ادریس بھی ہے کوچۂ چاک گریبان کا

مزہ عاشق کے دل سے پوچھ حسن شعلہ رویان کا
تماشا دیکھہ پروانونکی آنکھون سے چراغان کا

یہ تیری تیغ نے روکا ہے ناکا شہر امکان کا
کہ چھپایا ہے قضا نے ہاتھ پہ خون شہیدان کا

دلِ پر داغ پہ حسرتون کا خون ہوتا ہے
لہو ٹپک ٹپک جاتا ہے رنگ اپنی گلستان کا

ایمان حال ہی کتنا ہی خنجر میان سے کھنچا
کہ گھر بیٹھے ہلتا ہے کوئی جی مرد میدان کا

مرے ہی سامنے دامن اوٹھا کر ناز سے چلنا
مجھی سے پھر گلا اوٹھا مرے چاک گریبان کا

تکلف حسن کا ہر موے خط یار مین پایا
نظر آیا مجھے ہر مو مین جلوہ سلیمان کا

بہار تازہ دل دیکھہ اگر شوق تماشا ہے
بہشت اک پھول مرجھایا ہوا ہے اس گلستان کا

نہ ہوگا بند جب تک نقد جان باقی ہے قالب مین
سخی کے گھر کا دروازہ ہے چاک اپنے گریبان کا

بہار کہکشان و انجم و افلاک کیا دیکھون
نہین اچھی نہ بوٹا خوشنما ہے اس گلستان کا

لکھے یکدست یہ مضمون ہر دست حنائی کے
مخمس جو مرے دیوان مین ہے پنجہ مرجان کا

نہ گھبرا اے دل وحشی سواد شام فرقت سے
کہ یہ سایہ بھی ہمسایہ ہے اوس زلف پریشان کا

خیال عیش کر لینگے فلک نے گو چھپایا ہے
تصور نیت ہو سکتا نہین ہے اہل زندان کا

ہمارا بھی قفس لے ساتھ جاتا ہے جو گلشن کو
ترے خرقے پہ بیشک مجکو ہوا اپنے گریبان کا

معاف اے شیخ دھوکے مین اڑا لین ہمیان تیرے
ترے خرقے پہ بیشک مجکو ہوا اپنے گریبان کا

اچھلتا ہے کلیجا ڈوبتا ہے دل خدا حافظ
سمندر پھیرتا ہی جھیلتا تنہا ہے ہجران کا

مجھے کیا طولِ محشر ہے تمنا کو نکی آنکھوں میں
ازل سے تا ابد پہلا پہر ہے روزِ ہجراں کا

دہان گور سے آواز یہ کانوں میں آتی ہے
نہیں ہے کام اس گھر میں کسی ناخواندہ مہماں کا

نہ اک دم سلجھائے نگہ کھلنا نہیں ممکن
تری دل کی گرہ ٹانکا ہے زخمِ پنہاں کا

جگر کو دوں کہ دل کو دوں بتا اے ناوکِ قاتل
کہ دو پیاسو نہیں ہیں یہ ایک قطرہ آبِ پیکاں کا

امیر آئینگے کیا کیا شمع رو راتوں کو چھپ چھپ کر
نیا انداز ہوگا میرے مدفن پر چراغاں کا

اگر ویسا رہے رنگیں تمہیں تکمہ گریباں کا
لگا دو لعل اس میں قطرۂ خون شہیداں کا

اسیرِ عشق ہو کر زمزمہ سن طائرِ جاں کا
چہکتا ہے قفس میں جا کے بلبل اس گلستاں کا

کنارہ مر کے ہاتھ آیا ہے ہمکو ملک امکاں کا
بڑی مشکل سے دروازہ ملا شہرِ خموشاں کا

تمہارے بانکپن کی شان کچھ اس میں نکلتی ہے
کھنچے تو ڈر کے منہ چوم لوں شمشیرِ عریاں کا

دھواں اوٹھتا ہے داغِ آتشیں سینہ سے ایسا
کہ چھپ جاتا ہے بدلی میں ہلال اپنے گریباں کا

خیالِ خط میں الجھا جاتا ہوں جو گلشن میں
لگاتا ہے ہزاروں برچھیاں سبزہ گلستاں کا

نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتے رک گئی وحشت
اوٹھائی اوس نے چلمن کیا پردہ گریباں کا

جہاں معشوق ہو عاشق کہا جاتا ہے رنگ ایسا
سپیدہ طوق قمری ہے دھواں سروِ چراغاں کا

یقیں ہے بنتے بنتے ہو لبالب خونِ حسرت سے
اگر کاسہ بنا لیں کاسۂ سر خون شہیداں کا

نہ پوچھو حال دل کا میرے آہ بے اثر دیکھو
درخت بے ثمر ہے یہ اوسی آتشکدہ گلستاں کا

دلِ گشتہ میرا دیکھ کر یوں وہ پری بولا
یہ دل کا ہے کوئی بگولا ہے بیاباں کا

کہاں ساماں تھا وحشت میں کہ تا پا سر کو لکھنا
دیا قاصد کو پرزہ پھاڑ کر اپنے گریباں کا

نہ تھا شوقِ شہادت امتحاں گاہِ محبت میں
قدم رکھتے ہی ہاتھوں سے چھٹ گیا دل صبر و ساماں کا

دمِ رقص اوس پری نے دی جو گردش اپنے دامن کو
مری آنکھوں میں عالم پھر گیا چترِ سلیماں کا

تعوذ پڑھ رہے ہیں سرگشتۂ بخت فروغ ہم
کہیں دامن سے ہوتا ہے مقابل اونکے گریباں کا

وہ دیوانے ہین آنکھون سے ذرا ایما اگر کر دین — نکالے شیر کی آنکھین غزال اپنے بیابان کا
جسے سارا زمانہ آفتاب حشر کہتا ہے — وہ اک اوترا ہوا چھالا ہی اپنے داغ ہجران کا
نئی تقریب پریونکی بلانے کی ہی دیوانو — کسی صحرا مین عرس اک دن کرین چلکے سلیمان کا
ہوئی ہین بسکہ آنکھین لوٹ اوسکی جامہ زیبی پر — نگاہین کھیلتی ہین گیند اوس گوی گریبان کا
وہ جی مین تڑپ کیسی چھڑکتا گر نمک قاتل — دہان زخم سے ہم چوم لیتے منہ نمکدان کا

بڑے نادان ہین جو لوگ ڈرتے ہین امیر اس سے
اجل تو نام ہے اک زندگانی کے نگہبان کا

جنون ہی مجکو اک پردہ نشین کے دور دامان کا — گلا کاٹون جو پردہ فاش ہو چاک گریبان کا
نظر آتا ہی ولیمن رنگ کیا کیا حسن خوبان کا — تماشا دیکھتا ہون ایک تختے مین گلستان کا
چھپا ہی عیب عریانی سے رخت جسم عریان کا — مرا داغ جنون پیوند ہے میرے گریبان کا
کہین ضبط فغان سے عشق کے آثار چھپتے ہین — لب خاموش سے پیدا ہے صدمہ درد پنہان کا
صدا یہ قلقل مینا سے میخانے مین آتی ہے — کہ بخت سبز اک طوطی ہے مستون کے گلستان کا
نگاہ اوڑتی ہوئی پریان پھنسانے کا ارادہ ہی — ہوا یہ جال پھیلایا ہی کیون زلف پریشان کا
جنون کے گل کھلاتی یون صبا کو کیا سلیقہ تھا — چمن مین ہے گل صدبرگ نام اپنے گریبان کا
کیا اظہار درد دل تو کھینچا سیان سے خنجر — نیا نسخہ نکالا آپ نے یہ درد ہجران کا
خیال طرہ بندھ جائے نہ کیونکر چور کی صورت — طلایہ پھر رہا ہی آنکھ مین خواب پریشان کا
عدم کو چلدیا خاموش جو عاشق ہوا اسیر — دہان یار دروازہ ہی کیا شہر خموشان کا
تمہارا پنجۂ رنگین چھپا جب سے نگاہون مین — چڑھا یا رنگ اُترا دل سے اپنے پنجۂ مرجان کا
ترا ممنون ہون اے ضعف پردہ رہگیا میرا — چھڑایا تو نے دامن دست وحشت سے گریبان کا
ملایا خاک مین انکو جہان کی بیوفائی نے — کیا یہ خط کوفے مین لکھو گور غریبان کا
تعجب کیا کمال شوق مین لپٹا جو مین اوس سے — دیا شمشیر نے دھوکا مجھے جسم عریان کا

اسے کہتی ہیں پاس از الفت دیکھ اے قاتل
سیا ہے تجھ تری تار نگہ سے زخم پنہاں کا

زنخداں پر جو انگشت حنائی یار نے رکھی
تو میں سمجھا کہ ہے سیب ذقن پھل شاخ مرجاں کا

مزاج آگئے تو دیوانوں سے یوں ہم پہ ہنستا تھا
اثر ہوتا ہے بری صحبت زلف پریشاں کا

کہاں جائینگے اڑکر یہ پری وہ میری چالوں سے
بچا دیں ہی تو نکلا جا کے درگاہ سلیماں کا

نصیب دشمناں قاتل کو سکتا ہو گیا شاید
کہ بسمل آئینہ دکھلا رہے ہیں چشم حیراں کا

ہوا ہے زلف میں اک حور کے سودا یہ چمکا ہے
بیاض صبح جنت پر سواد اپنے بیاباں کا

امیر ایسا شگفتہ ہی ہجوم داغ سے پہلو
کہ ہر ناسور دل رخنہ ہے دیوار گلستاں کا

نہ کھانا چاہیے کچھ بانکپن سودائے مژگاں کا
بہت اب نوک کی لیتا ہی ہر کانٹا بیاباں کا

نہ چھوڑا تار باقی دست وحشت نے گریباں کا
دیا ہر چند بیٹے واسطہ یوسف کے داماں کا

حباب وضو رضواں ہی تختہ کوی جاناں کا
قضا چھڑکا و کرتی پھرتی ہی خون شہیداں کا

شگفتگی سے نہیں گٹھنے میں اپنے کو کھٹکا
نکل آیا ہے جوہر صاف شمشیر گریباں کا

بنا کر آئینہ پریوں کو یوں خود میں نگر تا تھا
سکندر کچھ تو تجکو پاس لازم تھا سلیماں کا

زمیں ہو آیا یک مشت خاک صحرائے محبت کی
فلک چھوٹا سا اک میدان ہی دل کی بیاباں کا

تردد کیا ہے تمکو یہ تو دوشانوں میں اچھا ہے
عدو کا زخم دل کیا چاک ہی میرے گریباں کا

دلبستان جنوں میں جو سبق تھا درس اب ہی پھر
وہ اے مجنوں پڑا آورد ورق ہی پھر دیواں کا

نہ بھولے آپ کو بھولے جو دنیا کو تو کیا بھولے
پہ منت ہو اگر پوری تو بھر دے طاق نسیاں کا

کسی عارض کا آئینہ ہے اپنا دیدۂ حیراں
دل صد چاک شانہ ہے کسی زلف پریشاں کا

ورآیا نکلے تیلی دیدۂ خورشید محشر میں
اگر ادنیٰ سا اوڑا ذرہ کوئی اپنے بیاباں کا

لب بام اوس پری زبال کیا پھر سے سرکا
اوٹھا کر ابر کے پردے کو گویا برق نے جھانکا

ذرا سی چھیڑ میں کیوں بھڑکتے ہو تم اے جیا
اسی سے چھیڑتا ہے تمکو ہر کانٹا بیاباں کا

گھٹائیں غم کی چھا جاتی ہیں پیش چشم مجنون کے — بلا ہے گرچہ کھلنا آپ کی زلف پریشان کا
ملایا چاہتا تھا ہاتھ سے اوس گل کے ہاتھ اپنا — یہ باعث ہے کہ شل حق نے بنایا پنجہ مرجان کا
او ترا ہے نہیں غصہ کسی دم چشم و ابرو سے — پری رویون پہ کیا تھا سے سرکار سلیمان کا
خیال لعل و رخ ہی ذاتیں آنکھوں میں پھرتے ہیں — آجالا صبح وصلت کا اندھیرا شام ہجران کا
مرے غم میں روان آنسو ہیں آنکھوں سے جیسو کے — سلم ماتم ہوتا ہے گھر میں پریون کے سلیمان کا
انا الحق بولتی ہیں قمریان حق سر کیا — جسے کہتے ہیں دار اک سرو ہے اوس گلستان کا

کتاب لوح محفوظ اے امیر اسکا ہے دیباچہ
سواد خامہ کن خاتمہ ہے اپنے دیوان کا

ہم سے بگڑ کے غیر کا تو یار ہو چکا — ہونا جو تھا وہ اے بت عیار ہو چکا
ترغیب دی شراب کی پینے کی کیون او — حق تو یہ ہے میں پہلے گنہگار ہو چکا
اٹکھیلی کی چلے ہے چال اب شیخ — شب ہجر ... آیا وہ بیمار ہو چکا
بالین پہ میرے کس لیے آیا ہے اے طبیب — مجھ سے علاج درد دل زار ہو چکا
آیا نہ ایک بار عیادت کو وہ مسیح — سو بار مین فریب سے بیمار ہو چکا
زنجیر پا سے ضعف سے ہر پیچ بوریا — شاہون کا مجھ فقیر سے دربار ہو چکا
افسوس آنکھ خواب تغافل سے تب کھلی — جب آفتاب حشر نمودار ہو چکا
اب عفو وہ کرین نہ کرین اختیار ہے — امید عفو مین مین گنہگار ہو چکا
جب آستان یار پہ حاضر ہوئے ہین ہم — دربان سے یہ سنا ہے کہ دربار ہو چکا
باقی ہزار شوق خط شوق نا تمام — قاصد کمر کو باندھ کے طیار ہو چکا
کافی ہے زلف جال سمجھتا ہے کس لیے — صیاد سے کہو مین گرفتار ہو چکا
دنیا مین کون غم ہے نہین جسکو بعد عیش — آئی بہار خشک چمن زار ہو چکا
دل لے کے جاتے چھین لیا مجھ سے یار نے — یوسف کا فیصلہ سر بازار ہو چکا

میرا سوال سنکے جو خاموش ہو رہے
مین خوش ہوا کہ وصل اقرار ہو چکا

اب لب پہ لا یئن کیا ارنی صورت کلیم
محشر کے روز وعدۂ دیدار ہو چکا

باقی ہی کسکو حوصلہ اٹھانے عشق کا
رسوا امیر کوچہ و بازار ہو چکا

واعظ حشر کا ہر مرتبہ چرچا کیسا
روز کا تمنے نکالا ہے یہ جھگڑا کیسا

دیکھین حورین بھی تو بیہوش ہون رو رو کے
سیر کیسی تری کشتی کا تماشا کیسا

مے پیو شوق سے خالق ہی رحیم اور کریم
میکشو خیر ہی اندیشۂ فردا کیسا

آشنا ذکر سے رہتی ہی فقط اپنی زبان
دوستانہ بھی کسی دوست سے شکوا کیسا

جا سے آرام نہ دیکھی کبھی اس عالم مین
نہین معلوم کہ ہے عالم بالا کیسا

نبض دیکھی تو حرارت سے جلا دست مسیح
تیرے بیمار محبت کا مداوا کیسا

نام چاہے تو نہان ہو نظر عالم سے
گوشہ گیری سے ہوا شہرہ عنقا کیسا

آبلہ پائی و بیتابی و سرگردانی
اے جنون گھر مین یہ سامان ہو تو صحرا کیسا

کبھی دیوانہ الفت نہ تمھارا سمجھا
لوگ سمجھانے کو سمجھا چکے کیسا کیسا

شک نہین اس مین کہ ہی مصرع موزون قد یار
پر کمر بیچ سے غایب ہی یہ سکتا کیسا

جوش وحشت نہین اوس دشت مین لایا کہ جہان
آہو سے قیس نہین ناقۂ لیلی کیسا

کہتے ہین زلف مسلسل کی لکھو تو تعریف
دیکھین اس فن مین ہی تمکو ید طولا کیسا

تری تصویر خیالی بھی نہ آئی مرے پاس
رہ گیا کھول کے آغوش تمنا کیسا

میرے لب تک نہین آیا ابھی نالہ بھی امیر
زلزلے سے ہی یہ عالم تہ و بالا کیسا

پوچھا نہ جاے گا جو وطن سے نکل گیا
بیکار ہے جو دانت دہن سے نکل گیا

ٹھہرین کبھی کبھون مین نہ دم بھر بھی راست رو
آیا کمان مین تیر تو سن سے نکل گیا

خلعت پہنکے آنے کی تھی گھر مین آرزو
یہ حوصلہ بھی گور و کفن سے نکل گیا

پہلو مین میرے دل کو نہ اے درد کر تلاش
مدت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا

مرغان باغ تمکو مبارک ہو سیر گل
کانٹا تھا ایک مین سو چمن سے نکل گیا

کیا رنگ تیری زلف کی بو نے اوڑا دیا
کافور ہوکے مشک ختن سے نکل گیا

پیاسا ہون اسقدر کہ مرا دل جو گر پڑا
پانی اجل کے چاہ ذقن سے نکل گیا

سارا جہان نام کے پیچھے تباہ ہے
انسان کیا عقیق یمن سے نکل گیا

کانٹون نے بھی نہ دامن گلچین پکڑ لیا
بلبل کو ذبح کرکے چمن سے نکل گیا

کیا شوق تھا جو یاد سگ یار نے کیا
ہر استخوان غریب کے بدن سے نکل گیا

ہے سبزہ رنگ خط بھی بنا اتو بوسے دے
بیگانہ تھا جو سبزہ چمن سے نکل گیا

منظور عشق کو جو ہوا اوج حسن پہ
قمری کا نالہ سرو چمن سے نکل گیا

مد نظر رہی ہمین ایسی رضای دوست
نکلی زبان جو شکوہ دہن سے نکل گیا

طاؤس نے دکھائے جو اپنے بدن کے داغ
روتا ہوا سحاب چمن سے نکل گیا

صحرا مین جب ہوئی مجھے خوش چشمون کی تلاش
کوسون مین آہوان ختن سے نکل گیا

خنجر کھنچا جو میان سے چمکا میان صف
جوہر کھلے جو مرد وطن سے نکل گیا

	مین شعر پڑھکے بزم سے کیا اوٹھ گیا امیر بلبل چہک کے صحن چمن سے نکل گیا	۲۴ ۱

وعدہ نہین ہے حشر کے دن کس سے دید کا
حصہ ابھی سے بانٹ رہے ہین وہ عید کا

اللہ رے انقلاب جہان پلید کا
خون حسین غازہ ہے روے یزید کا

قاتل کے کان تک نہین پہونچی ابھی فغان
کیون تیغ نے گلے کو دیا خط رسید کا

کچھ لیگئے ہین زاغ و زغن کچھ سگ و ہما
لاش ابھی بعد مرگ ہے توشہ فرید کا

کہدے کوئی حسینون سے دل بیچتا ہے امیر
آئے جسے ہو ارادہ خرید کا

ہان اے کلید در قضا کھول قفل بخت / کچھ اس مین گھس نجائیگا ناخن کلید کا

کشتون کا کھیت کاٹ کی کھتی ہے تیغ یار / جامہ مجھی پہ قطع ہے قطع و برید کا

کیا جانتا ہے کوئی فقیری کا مرتبہ / دل نام پیر عرش لقب ہے مرید کا

پوچھو نہ حال خلق رقیب سیاہ رو / بگڑا ہوا خمیر ہے خاک یزید کا

کیا جانے رہرون کا ہوا کیا عدم مین حال / ابتک تو آپ نے نہ لکھا خط رسید کا

اے ترک تیرے رعب نے ایسا دبا دیا / اوچھلا نہ خون حشر کے دن بھی شہید کا

دوزخ مین ڈالے جائینگے جس دن رقیب پست / [illegible]

دل میرا اوسکے روے مخطط نے چھین لیا / جھوٹا بنا لیا ہے قبالہ خرید کا

اب کی بہار سے مجھے آتی ہے بوے خون / آیا ہے لالہ بھیس بدلکر شہید کا

کیونکر کھچون نہ مین طرف قرب حق امیر / پھندا مرے گلے مین ہے حبل الورید کا

آنے ہے جو شوق تجلی کی دید کا / ہے کوہ طور ڈھیر تمھارے شہید کا

آنکھین ہین اور لطف ہے اب اوسکی دید کا / برسون چھپا آفتاب رہا چاند عید کا

دو دو شب فراق کا نقاش مجھسے لے / نقشہ جو کھینچنا ہو بعینہ یزید کا

مسجد سے سوے بتکدہ اے شیخ یون نہ کھینچ / بالاے طاق ہو نہ عقیدہ مرید کا

کیسی سزا کہ رعب سے قاتل کے روز حشر / نالہ گلے مین پھنسکے نہ نکلا شہید کا

کھینچا نہ ہاتھ قتل سے قاتل نے شام تک / تکبیر کہتے کہتے کٹا روز عید کا

آنے تو دو بہار یہ دونون ہین ہیچ ہے / خرقہ نہ پیر کا ہے نہ جبہ مرید کا

حیرت نے کر دیا ہمین تصویر پیش یار / اوٹھا فسانہ ذائقہ گفت و شنید کا

وہ یاد ابن ساقی کوثر مین ہین [illegible] / شامی کباب بھن کے جگر ہو یزید کا

پیری مین مجھسے خنجر قاتل گلے ملا / دیکھا ہے چاند تیسری تاریخ عید کا

عکسی شیشے میں کھنچے رخسار یار کی
یہ بھی تو چھپا پتا ہے کلام مجید کا

ہم منتظر کہ لائے وہاں سے جواب خط
بھیجا ہے نامہ بر نے خط اپنی رسید کا

ایسی کھٹک سے ہیں کٹ گئی یوں اپنی زندگی
قیدی پہ جیسے روز گذر جائے عید کا

پوچھو نہ کچھ ہمارے دل زخمی کا تم حال
اتنا قتیل کی ہے یہ دیوان شہید کا

کس دن نہیں ہیں چار گدا چار سو یہاں
رزق اپنا اے امیر ہے توشہ فرید کا

جسکو سبب سمجھتے ہیں عید شہید کا
کرتا ہے حق قیمت تک بھی نہ دید کا

یہ شوق ہے جو خلق کو قاتل کی دید کا
چاہیے شہاب خون کے تیغ شہید کا

ہوتے ہیں تر پسینے سے آغوش میں حسین
پھولوں سے مجھکو ڈھب ہے عرق کی کشید کا

اترا رہے ہیں جو لک بہت کے لباس نو
ہنستا ہے چاک پیرہن صبح عید کا

بت جسکے وقت نزع نہ بالیں پہ میرے بیٹھ
ہوتا ہے آج خاتمہ گفت و شنید کا

ثابت ہوا عدم کو مسافر پہنچ گیا
اتنا قریب پہ نہیں خط ہے رسید کا

کرتا ہے شکل چرخ زمانہ بھی پائمال
مسلک جو سپہر کا وہ چلن ہے مرید کا

گردن تو کیا نہیں مرے عضوا کو خوف تیغ
ہر ایک رگ کو ہے حبل الورید کا

کھولینگے لات مار کے ہم سیکڑے کا در
پاپوش اپنی کام کرے گی کلید کا

کیا جواب خط کہ ہوا نامہ بر کا خون
کاغذ پکارتا ہے یہ خط کی رسید کا

نازک ہو دل میں وعظ کی مجلس میں جا کے تن
ڈرتا ہے مجھکو ذکر عذاب شدید کا

پیر مغاں نے مجھکو سنبھالا تو کیا ہوا
ہر پیر دستگیر ہے اپنے مرید کا

باطن میں غم ہے عشرت دنیا ہی ظاہری
پہنے ہوئے لباس محرم ہے عید کا

سودے کی کیاریاں نہیں پھر باغبان
ہیں ان اپنے ہاتھ صاف قطع و برید کا

فاقے سے ہوں تو صاحب غیرت نہ جز کریں
دعوت خلیل کی ہو کہ توشہ فرید کا

اٹھ اوٹھ کے بیٹھنے سے ہوئی کشتہ ہم امیر
خنجر پھرا گلے پہ ملاقات عید کا

ہر دل کو شوق اوس بت قاتل کی دید کا
ہولی کا رنگ جسکو لہو ہے شہید کا

مژدہ ہو میکشو کہ ہوا چاند عید کا
محتاج قفل میکدہ تھا اس کلید کا

یارب رہے وہ چاہ ذقن خط سے حفظ مین
گھیرے نہ اس فُراۃ کو لشکر یزید کا

جی چاہے جس حسین کا وہ ہے جنس دل
سرمایہ کم ہے توشہ فرید کا

دنیا پرست کیا رہ عقبے کہ نبگے چلے
نکلے گا خاک گھر سے قدم زن مرید کا

وہ مست ہون کہ بینے شب قدر کی دعا
روزے تمام ہون کہین ن آئے عید کا

کس گلبدن نے ہاتھ سے سہرا لگا دیا
پھولون کی سیج ہے جو جنازہ شہید کا

ہونے نہ پائے غیر بغلگیر یار سے
اللہ یون ہی روز گذر جائے عید کا

اپنی کہین کہ اوسکی سنین وقت نزع ہم
دردا کہ وقت تنگ ہے گفت و شنید کا

سارا حساب ختم ہوا حشر ہو چکا
پوچھا گیا نہ حال تمھارے شہید کا

یک یک کے روز کھاتے ہین واعظ مرا دماغ
سمجھے ہین شاید اسکو بھی توشہ فرید کا

بوسے کی لذت لب شیرین مری زبان
قفل دہن پہ اوسکے ہے دانت اس کلید کا

غیلان کبھی رقیب سے ہوتا نہین جدا
الٹی ہے بات پیر ہے پیرو مرید کا

ضائع نجائے دل پہ جو کھایا ہے داغ غم
یارب چراغ ہو کسی قبر شہید کا

جا کر سفر مین بھول گئے ہمکو وہ امیر
ہان اور دوستون نے لکھا خط رسید کا

اللہ رے مکر صاحب بخل شدید کا
گاڑے تو زر مزار بنائے شہید کا

گردن کو تیغ سے نہین رشتہ بعید کا
ڈورا جو باڑھ کا ہے وہ حبل الورید کا

اُس کوچے کے گدا ہے تہیدست ہین وہ ہم
رضوان سے ہے ارادہ جنان کی خرید کا

کرتی ہین دل کو خون اون آنکھون کی پتلیان
اون مژگان کو ذوق ہے کس کی کشید کا

کیونکر نہ شل قفل کھلیگا دہان یار
اک دن کرے گی کام کلید کا

تحقیق درد دل کا کرونگا جو ہین ال
نکلیگا جملہ جفر ہین بل من مزید کا

ہو اوس سے بوسۂ لب شیرین کی کیا امید
شربت پہ فاتحہ بھی نہ دے جو شہید کا

خط عذار یار کا کیا وصف کیجیے
نوروز کا ہے زائچہ خطبہ ہے عید کا

باتین مری سنین تو یہ منہ پھیر کر کہا
تا اس کمند مین نہین دل کی کشید کا

صحرا کو کشتۂ الفت کہان نہین
ہر لالہ ہے چراغ مزار شہید کا

لیتی ہے بوسے عارض محبوب کے وہ لٹ
کافر کو بھی ادب ہے کلام مجید کا

حجام میرے دل کا دکھا دے جو آئینہ
اوسنے زیادہ دون اوسے انعام عید کا

کندن سا رنگ یار دکھاؤ جو رخ ہو زرد
زر سے ارادہ چاہیے زر کی کشید کا

کتنا ہے سخت قلب رقیب سیاہ رو
نطفہ یہ شمر کا ہے کہ بچہ یزید کا

نقش سے کم نہین ہے قلمدان مرا امیر
ہر کلک ہے گلوے بریدہ شہید کا

خط عارض نے دل اہل قسم توڑ دیا
بیت ابروے ہلالی کا قلم توڑ دیا

اس کڑی کا تحمل تھا کہان شیشۂ دل
وہ کہی بات کہ دل تو نے صنم توڑ دیا

اہل محشر پہ ہے احسان ترے دیوانہ کا
سر کو ٹکرا کے در باغ ارم توڑ دیا

باندھتے غیر کو جوڑا ترا ہم دیکھ سکین
رشتۂ الفت کا تری سر کی قسم توڑ دیا

دل نے اک آہ مین نابود کیا انجم کو
سب جفا کھینچ کے شمشیر دو دم توڑ دیا

حکم ہے یہ کہ نہ آئے کوئی دروازے پہ
آسرا تو نے غریبون کا صنم توڑ دیا

صفحۂ دہر پہ صورت گر قدرت نے امیر
اوسکی تصویر وہ کھینچی کہ قلم توڑ دیا

ہمسر زلف قد حور شمائل ٹھہرا
لام کا خوب الف قد مقابل ٹھہرا

دیدۂ تر سے جو دامن میں گرا دل ٹھہرا
بیٹھے بیٹھے پہ سفینۂ لب ساحل ٹھہرا

کی نظر روے کتابی پہ تو کچھ دل ٹھہرا
نکتۂ شوق بھی قرآن کی منزل ٹھہرا

نکہت گل سے پریشان ہوا اسکا دماغ
خندۂ گل نہ ہوا شور عنادل ٹھہرا

نجد سے قیس جو آیا مرے زندان کیطرف
دیر تک گوش بر آواز سلاسل ٹھہرا

حسن جس طفل کا چمکا وہ ہوا باعث قتل
ختنے تلوار سے جنبانی مرا قاتل ٹھہرا

خط جو نکلا رخ جانان پہ ملا بوسۂ خال
یہی دانہ فقط اس کشت کا حاصل ٹھہرا

علم اک نقطہ جو مشہور تھا اسے جوش جنون
غور سے کی جو نظر نقطۂ باطل ٹھہرا

دور جب تک تھے تڑپتا تھا میں کیسا کیسا
پاس آکر جو وہ ٹھہرے تو مرا دل ٹھہرا

کثرت داغ سے گلدستہ بنا دل تو کیا
زینت باغ نہ آرایش محفل ٹھہرا

دوڑتا قیس بھی آتا ہے نہایت ہی قریب
اک ذرا ناقے کو لے صاحب محمل ٹھہرا

دم جو بیتاب تھا مدت سے مرے سینے میں
آ تیغ قاتل کے تلے کچھ دم بسمل ٹھہرا

ہم بھی دور سے آئے ہیں تھکا راہی یہ حال
گھر سے دروازے تک آنا کبھی منزل ٹھہرا

اب تلک آتی ہے صدا تربت لیلیٰ سے امیر
ساربان اب تو خدا کے لیے محمل ٹھہرا

۳۴
۱

بیگانہ ہو کے سارے جہان سے جدا ہوا
اے عالم آشنا جو ترا آشنا ہوا

تکیے کفن نصیب جو بعد فنا ہوا
سرکار عشق سے ہمیں خلعت عطا ہوا

دریاے معرفت سے جو دل آشنا ہوا
ترک خودی سفینۂ اہل فنا ہوا

جب سینہ ضعف میں مرے چھلا ہوا
قد خمیدہ حلقۂ زلف دوتا ہوا

میں مٹ گیا تو وہ بھی مرے ساتھ مٹ گیا
سایے سے خوب حق رفاقت ادا ہوا

پچھتا رہے ہیں خون مرا کرکے کیوں حضور
اب آپ خاک ٹھوا اپنے جو کچھ ہوا ہوا

چالاکیاں تو دیکھو مجھے قتل کرکے خود
اوروں سے پوچھتے ہیں یہ کیا ماجرا ہوا

زائل ہوئی نہیں بدن سے بوے عشق
تصویر میں بھی رنگ ہے رخ سے اڑا ہوا

ہے دل کا ہجر میں معشوق سے یہ حال
جیسے درخت برق سے کوئی جلا ہوا

مرنے کے بعد کیسے پریشان ہیں عضو تن
گویا ورق کتاب سے اپنے جدا ہوا

یاد کمر میں بھول گئی دل کو طرز آہ
کاسے میں اپنے بال پڑا بے صدا ہوا

جب سا بنا ہوا دل عشاق کھنچ گئے
گیسو کا حلقہ بھی وہ ہیں اژدہا ہوا

یہ ضعف سے سبک ہوں کہ نقش قدم مرا
پڑتا تو ہے زمین پہ لیکن مٹا ہوا

آئینہ اوسکو کہنے دکھایا غضب کیا
پیدا دو خلق ایک تو تھا دوسرا ہوا

بوسہ طلب کیا تو یہ کہنے لگا وہ بت
قدرت خدا کی تمکو بھی یہ حوصلہ ہوا

خالی قدح دکھائے مجھے کیون نہ دور میں
ساقی کا دل ہے میری طرف سے پھرا ہوا

شاید خطا اوس ہتیلی کی حلقے تھے جال کے
آتے ہی قید طائر رنگ حنا ہوا

ڈھونڈھا نہ کب بہانہ مرے دل نے ہجر میں
ماتم کیا اگر کوئی روزہ قضا ہوا

چاہ ذقن کو چاہ سہ مصر کیا کہون
مضمون ہے یہ میری نظر سے گرا ہوا

ایسا ہو کہ کوئی تجھے چھپکے دیکھ لے
آئینہ دیکھ چار طرف دیکھتا ہوا

قاتل ستم ہے رشتۂ الفت کا توڑنا
یون قتل کر کہ کچھ رہے تسمہ لگا ہوا

کٹنے کی اپنے تجکو ہوا سے ترک کچھ خبر
آتا ہے ساتھ ساتھ ترے لوٹتا ہوا

آنکھون پھرے ہے جلوۂ معشوق سامنے
ہے مدتون سے بیچ کا پردہ اوٹھا ہوا

اتنا تو مرگ و زیست نہین ہے کسی کے ہاتھ
آئے تو کیا جو آپ نہ آئے تو کیا ہوا

نامہ دیا تو اوس گل گلزار حسن تک
دم میں پہونچ گیا مرا قاصد ہوا ہوا

پھر آگئی نظر تو پری کوئی دیکھ لی
سودا سا ہے امیر کیا جانے کیا ہوا

فراقِ یار نے بیچین مجھکو رات بھر رکھا
شکستِ دل کا باقی ہمنے غربت مین اثر رکھا
برا ہو آئینے کے بھی نہ سمجھے قدر وہ دل کی
مٹائے دیدہ و دل دونون میرے اشک خونین نے
تمھارے سنگ در کا ایک ٹکڑا بھی جو ہاتھ آیا
جنان مین ساتھ اپنے کیون نہ لیجاؤنگا ناصح کو
نہ کی کسنے سفارش میری وقت قتل قاتل سے
غضب ہے جرم وہ میرے آتے ہی معلوم ہوتا ہے
بڑا احسان ہے میرے سر پہ اوسکی لغزش پا کا
زمین مین دانۂ گندم فشاندہ مین ہم بیگوہر
ترے ہر نقش پا کو رہگذر مین سجدہ گر سمجھے

کبھی تکیہ ادھر رکھا کبھی تکیہ ادھر رکھا
لکھا اہل وطن کو خط تو اک گوشہ کتر رکھا
لے زیر قدم رکھا اوسے پیش نظر رکھا
عجب یہ طفل ابتر تھا نہ گھر رکھا نہ در رکھا
عزیز ایسا کیا مرکر اوسے چھاتی پہ دھر رکھا
سلوک ایسا ہی میرے ساتھ ہے حضرت نے کر رکھا
کمان نے ہاتھ جوڑے تیغ نے قدمون پہ سر رکھا
جگہ خالی جو پائی یار کو غیرون نے بھر رکھا
کر اوسنے بے تحاشا ہاتھ میرے دوش پر رکھا
ہمارے عجز نے ہر معرکہ مین ہمکو ور رکھا
جہان تو نے قدم رکھا وہان ہمنے بھی سر رکھا

امیر اچھا شگون مے کیا ساقی کی فرقت مین
جو برسا ابر رحمت جا کے مے شیشون مین بھر رکھا

جلانا چاہتی ہے جب کسی سر سبز گلشن کا
وہ ہون جانباز مقتل بیگمان ہے مجھکو گلشن کا
ترا خنجر گلے پر پھیر کے کیونکر نہ رک جائے
نہ پوچھو دیکھنے کا حال ہمنے کچھ نہین دیکھا
بہار آئی ہے اے دست جنون یا عید آئی ہے
کبھی تاکیگا کبھی مہتاب جھانکے گا
بصیرت ہو تو انسان رفو کے چشم و مژگان کی
کبھی کعبے کبھی بتخانے مین دیکھا جو تھا مجھکو

تو بجلی طوف کر جاتی ہے پہلے میرے خرمن کا
ترانہ بلبلون کا جانتا ہون بولنا ان کا
کہ یہ غمزہ تو اے سفاک حق ہے میری گردن کا
کیا نرگس کی آنکھون سے تماشا سارے گلشن کا
گریبان سے گلے ملنے چلا ہے چاک دامن کا
کھلا رہنا نہین اچھا ترے گھر کے روزن کا
لیے ہین تیلیان آنکھون پہ پردہ تیری چلمن کا
ہوا مجمع مرے تابوت پر شیخ و برہمن کا

مین اک پردہ نشین صاحب عصمت کا زخمی ہون
مرے زخمون مین لازم رفو ہو یوسف کے دامن کا

دھڑی مسی کی ہونٹھون پر جمی ہے خیر ہو یارب
کرینگے سیر گلشن رنگ اوڑیگا آج سوسن کا

نہ شمشیر قاتل کیطرف حسرت سے تکتا ہون
وہ بسمل ہون خبر سر کی نہ مجکو ہوش گردن کا

ہلون کفار مین جا کر شکست کفر کی خاطر
بتون کو توڑنا ہے بھیس بدلون مین برہمن کا

تردد کیون ہو یارونکو کہان گاڑین کہان تو ہین
جہان وہ پانون رکھدین ہو ٹھکانا میرے مدفن کا

نہ گل ہنستے نہ غنچے مسکراتے دونون رو دیتے
تمہین کو بلبلو آتا نہین انداز شیون کا

لب جانبخش پہ مسی نہین اوسنے جمائی ہے
ہوا ہے چشمۂ حیوان مین پیدا پھول سوسن کا

ہلال و بدر دونون مین امیر اوسکی تجلی ہے
یہ خاکہ ہے جوانی کا وہ نقشہ ہو لڑکپن کا

کھڑا ہوتا ہون رستہ روک کر اوس شوخ پرفن کا
وہ رہرو ہون کہ آگا باندھتا ہون جا کے رہزن کا

خیال آیا جو ساقی اوس صراحی دار گردن کا
پڑا پھندا گلے مین گر گئی مے ڈھل گیا منکا

موے پر شرم عصیان حرز بازو ہو گئی مجکو
سمٹ کر گنبد مدفن ہوا تعویذ مدفن کا

قدم یان پھونک کر رکھتی ہے بجلی بھی جو آتی ہے
ہنسی سمجھا ہے گلچین پھونکنا میرے نشیمن کا

اوٹھالون سختیان لاکھون کڑی یا ٹ ڈھیر سکی
مین رکھتا ہون شیشے کا جگر رکھتا ہون آہن کا

بہا ہے تیغ تران نقد جان اہل جرات ہے
بہت ہی تیز بازار اجل مین نرخ آہن کا

وہ مشتاق شہادت ہون کہی جلاد اگر کرتا
لگاتا تازیانہ پڑھکے تسمہ میری گردن کا

تصور ہے سمن رویون کے یہ خالی نہین رہتا
ہمارا دل ہی یا کمرہ ہے کوئی کنج گلشن کا

مسی آلیدہ لب کی ہے کلی جس جسکے اوسنے
قیامت تک وکیگا اوس مین پھول سوسن کا

وہ خوگر والفت ہون کہ مجکو سیر گلشن مین
کھٹکنے مین ہے غنچون کے مزا بلبل کے شیون کا

کرم فرما جو ہو ابر کرم میری زراعت پہ
بنے برق تجلی دانہ دانہ میرے خرمن کا

یہ کس گریان کا ساقی میکدے مین ور آخر
کہ غل ہے میکشون مین خاتمہ ہے آج ساون کا

پھلے پھولے چمن مین دفن کرنا چاہیے مجھکو
کہ ہون مارا ہوا اک نوجوان گلرو کی جوبن کا

امیر آیا نظر جب چودہوین کا چاند سمجھے ہم
کسی نقاش نے کھینچا ہے نقشہ اوسکے جوبن کا

سیر اگر میرے سیہ خانے کی موسی کرتا
جل کے خاموش چراغ ید بیضا کرتا

آبرو گر دُر یتیمی مین جو پیدا کرتا
گوہر اشک کو مین آنکھ کا تارا کرتا

ہاتھ رکھے مین اوٹھا زخم گلو پر دم حشر
مجھے ہوتا کہ مین جلاد کو رسوا کرتا

تو وہ بت ہے تری نخوت سے جو ہوتا آگاہ
کبھی فرعون خدائی کا نہ دعوی کرتا

جب تلک گنبد دوار کا ہوتا اک دور
گردشین لاکھ ترا بادیہ پیما کرتا

نور آنکھون مین نہین نام کو نرگس کیطرح
خاک اس گلشن ہستی کا تماشا کرتا

خط پشت لب جانبخش نہین جای عجب
خضر سے کیون نہ ملاقات مسیحا کرتا

اے اجل دن ترے آنیکا جو ہوتا معلوم
کچھ مین سامان تری دعوت کا مہیا کرتا

غم اوٹھانے کو بہت تھے ترے بندے یارب
کیا کمی تھی اگر اک مجھکو نہ پیدا کرتا

وہ جو امید بر آری پہ امیر آجاتے
پہلے مین ترک تمنا کی تمنا کرتا

غبار اوسکے لب بام تک بلند ہوا
ہواے تند کا جھونکا مجھے کمند ہوا

جہان کسی کا دکھا دل مین دردمند ہوا
جلا مین آگ پہ نالان اگر سپند ہوا

کھلا ہے باب اجابت دعا تو کر غافل
در کریم سنا ہے کبھی کہ بند ہوا

برنگ اشک ندامت گرا جو آنکھ سے مین
خدا کے سامنے رتبہ مرا بلند ہوا

گلا وہ ہے جو تری تیغ کو ہوا مقبول
جگر وہ ہے جو ترے تیر کو پسند ہوا

کیا وفور معاصی نے حوصلے کو یہ پست
کبھی نہ شرم سے دست دعا بلند ہوا

یہ دل مرا ہے کہ جس مین خیال یار ہے نقش
کبھی سنا ہو کہ عکس آئینے مین بند ہوا

کیا قبول نہ گل نے مرے گریبان کو
کبھی نہ خار کو دامن مرا پسند ہوا

تمھاری آنکھہ کی ڈوری نے دل مرا کھینچا
نہال تاک کا ریشہ اسے کمند ہوا

چھڑک سے آئی وہ زلفِ سیاہ پر افشان
شب وصال ستارہ مرا بلند ہوا

نپوچھہ الفت خالِ سیاہ کا باعث
پسند اپنی ہی مجکو یہی پسند ہوا

کوئی حسین نظر آیا بنا مین عاشق زار
جو گرم ناز ہوا مین نیاز مند ہوا

مزہ ملا سگِ جانان کو استخوان کھا کر
ہزار شکر کہ ہدیہ مرا پسند ہوا

برنگ شمع جلایا یہ سوز الفت نے
کہ شعلہ آگ کا سر سے مرے بلند ہوا

کھلا جو یار کا جوڑا تو دل کھنچا میرا
بڑھا جو گیسوے جانان مجھے کمند ہوا

لکھا تھا خط مین جو حال اپنی چشم حیران کا
ہزار بند لفافہ کیا نہ بند ہوا

امیر پاے طلب جب سے توڑ کر بیٹھے
کبھی نہ ہاتھہ سوے اغنیا بلند ہوا

نکالے لینگے تہِ شمشیر بران حوصلہ دل کا
دہانِ زخم سے ہم چوم لینگے ہاتھہ قاتل کا

تڑپنے مین دکھا جاتی ہی کچھہ انداز بسمل کا
مگر کھایا ہے جرکا برق نے بھی تیغ قاتل کا

عجب کیا ہی اگر گردون شہید ستون ہے کھنچتا ہے
محلہ چھوڑ دے مسکن جو ہمسایہ ہو سائل کا

سفر مین یاد اوسکے مصحفِ عارض کی ایسی ہے
کہ ہر منزل پہ دھوکا ہی مجھے قرآن کی منزل کا

بھر اکشتون سے کیونکر دامنِ مقتل مین حیران ہون
نہین نکلا ابھی تک آستین سے ہاتھہ قاتل کا

یقین ہے دیکھتا عالم نہین سے شکل جو ہوگی
درحقیقت مین آئینہ اگر ہوتا مرے دل کا

کیا تو آب و دانہ ترک راہ عشق مین لیکن
بہت دشوار روزہ رکھہ کے طے کرنا ہی منزل کا

فنا داوس کی کو عشاق مین منظر ٹھہرا
نئی سوجھی گلا بسمل سے کٹواتا ہی بسمل کا

بھلا کر یاتنگ کی الفت کیا برباد آنکھون نے
ٹھگون نے مجکو مارا رستہ بھٹکا کے منزل کا

سنو جبتک کہ حکم اوسکا کرے وہ قتل کیا ممکن
کہ عزرائیل اک جلاد ہی سرکار قاتل کا

حسینون کا گھٹایا رتبہ ایسا حسن نے تیرے
گمان مجنون کو ہی اب خیمۂ لیلیٰ پہ محمل کا

اثر ہے ناتوانی کا یہان تک بعد مرنے کے
کہ رستم بنتے بنتے زال بنجاے مری گل کا

لگا خنجر جو سینے پہ ہوسے کیا کیا رہا قیدی
ہزارون حسرتین نکلین جو دروازہ کھلا دل کا

صدا ہی سخت جانی ذبح کرنیکو وہ بیٹھا ہے
کوئی دم اور چھاتی سے لگا لون بازو قاتل کا

رہِ الفت مین لی آئی ذقن کی دلکو آفت ہے
مسافر کی قضا ہی چاہ اگر ہو خشک منزل کا

امیر ایسا کیا بیتاب شوقِ قتل نے میرے
کہ ہے اوس ترک کے خنجر پہ عالم مرغِ بسمل کا

تری گردن پہ ہوگا خون حسرت ہاے بسمل کا
نگاہِ یاس بس کر دل بھر آتا ہی قاتل کا

نشان ای نامہ بر کیا پوچھتا ہی قصرِ قاتل کا
لگا ہے آئینہ ہر ایک در مین چشمِ بسمل کا

ذقن سے تیرے عیان ہی سحر اوس زہرہ شمائل کا
خلا چاہِ ذقن ہی یاد ہوان ہی چاہ بابل کا

مزاج ایسا تڑپنے سے ہی برہم میرے قاتل کا
چھری دیکر پکڑ رکھتا ہے بازو مرغِ بسمل کا

عجب کیا تن پہ میرے زخم دامن ارکا ہوتا
اڑایا ڈھنگ چپ کے آستین نیچے دستِ قاتل کا

ٹھہرین اک ذرا دم لینے دو پھر لڑ جھگڑ لینا
ابھی تو مین تھکا ماندہ چلا آتا ہون منزل کا

الگ یارون سے بٹھلا کو بلایا ہے جو غیرون کو
جدا دفتر سے رہنا چاہیے افراد باطل کا

زبان پہ تذکرہ اوس تیغ ابرو کا جو ہی ہر دم
صدا میری کہ نالہ ہے گلو سے مرغ بسمل کا

ضعیف ایسا کیا ہے سختی راہِ محبت نے
کہ چلنا دو قدم کرنا ہی طے دو لاکھ منزل کا

وہ گریان تن پہ ہے آب خود دلبر نہ پانی سے
بنا ہی مین کا سہ گر کا سہ اگر کوئی مری گل کا

جوانی مین نکر غفلت سفر کرنا ہے پیری مین
مسافر رات سے کرتا ہی سامان اگلی منزل کا

الٰہی بعد مردن بھی رہے مشق ستم مجھ پہ
لگا مین تیر جب تو وہ بنائین مری گل کا

کسی نے طرح بے نقطہ کب عالم مین دیکھا ہے
نہو تا کس طرح نقطہ رخ محبوب پہ تل کا

جو پھیری آنکھ غیرون سے تو ادھٹا لطف یارون کا
تمھاری سرد مہری نے جمایا رنگ محفل کا

ترقی حد سے بڑھ جائی تو ہوتا ہے زوال آخر
سوا ہے ایک شب کے کب مہ کامل کا

وہ ہی خونریز عالم تو جو رکھدی ناز سے انگلی
تو عالم مرغ بسم اللہ مین ہو مرغ بسمل کا

کرے ہی اتنی نگہ رسوا کریگی کیا قیامت مین
کہین ہو سخت جانی ہاتھ چھوٹا ہو قاتل کا

الٰہی اشک بھر آتے تھے اونکی سمت آہون پر
تڑپنا کسطرح دیکھا گیا اونسے مرے دل کا

نئی معراج پائی ہے غبار گور مجنون نے
بگولا جو اوٹھا قبہ بنا لیلی کے محمل کا

امیر اتنا ہوا ثابت کشاکش سے محبت کے
مسافر کو لیے جاتا ہے کھینچے شوق منزل کا

اوسکی چلمن سے نہ عاشق کو جدا رہنا تھا
زد پہ تیر نگہ ناز کے آ رہنا تھا

سر خودی بھی جو منظور تھا شانہ حنا
دل کو اوس شوخ کے قدمون سے لگا رہنا تھا

ہو گیا بند در میکدہ کیا قہر ہوا
باب توبہ کی طرح اوسکو کھلا رہنا تھا

شوق پابوس حسینان جو سمجھے تھا اے دل
نقش پا بنکے سر راہ پڑا رہنا تھا

چشم نرگس نہ ملی دیدۂ آہو نہ ملا
اے حیا تجھکو اونھین آنکھون مین کیا رہنا تھا

بھولنا تھا نہ بہار چمن ہستی پہ
رنگ سے بو کی طرح گل کو جدا رہنا تھا

آئنے تجھ سے تجھے کو تو کیا بھر پایا
جا پڑے تھے تو وہین ہمکو پڑا رہنا تھا

ملکے عالم سے ہوا اور ہی عالم اپنا
اپنے عالم مین ہمین سب سے جدا رہنا تھا

تھی اگر برق تجلی کو نمائش منظور
تجھکو شوخی تری چتون مین بنا رہنا تھا

کیون گیا کوچۂ گیسو مین جو آفت مین پھنسا
میرے دلکو مری چھاتی سے لگا رہنا تھا

تیغ اوسکی جو ہے مجھسے کشیدہ تو رہے
دامن یار کو مجھسے نہ کھنچا رہنا تھا

شاید اوس ترک کے توسن ہی کو رحم آ جاتا
نیم جانون کو سر رہ پہ پڑا رہنا تھا

لن ترانی ارنی گو کو بھی کہنا تھا ضرور
عشق کو حسن کے پردے مین چھپا رہنا تھا

تھا اگر فتنۂ محشر کو دو بالا ہونا
قامت یار کے سایے مین پڑا رہنا تھا

قتل ہوئی قتل عسس محتسب شہر کے پانون — دوست ساقی مین صراحی کا گلا رہتا تھا

ساز تھا مجھ سے جو آہِ دلِ سوزان کو امیرؔ
ابرِ غم بنکے مری گور پہ چھا رہتا تھا

کچھ نہ پوچھو دلربا مجھ سے جدا کیونکر ہوا — دیکھو دل سا آشنا نا آشنا کیونکر ہوا
آشکارا رازِ حسنِ کبریا کیونکر ہوا — رہکے سو پردون مین عالم آشنا کیونکر ہوا
اے مسیحا میرے دشمن ہون شفا سے نا امید — تو سلامت درد میرا لا دوا کیونکر ہوا
وجہ حیرت اہلِ دنیا مین ہے اپنا حالِ دل — ایسے بیدردون مین یہ درد آشنا کیونکر ہوا
ہوش مین آئے جو اُس اتنا تو ہو پوچھیو — نامہ بر قصہ بیان کر کیا ہوا کیونکر ہوا
اپنا بندہ بھی مجھے کہتا ہے پھر محتاج بھی — تجھ سے شاہنشاہ کا بندہ گدا کیونکر ہوا
نازو ٹھا دیجئے یا لا دیجئے حضرت کون ہین — دل اگر میرا نہین ہے آپ کا کیونکر ہوا
پوچھ لے قاتل زبانِ تیغ سے سرگذشت — کشتے کس منھ سے بتائین کیا ہوا کیونکر ہوا
جیتے جی برسون مین ترپایا نہ لی تم نے خبر — مر گئے پر پوچھتے ہو کیا ہوا کیونکر ہوا
مین نہ مانونگا کہ دی اغیار نے ترغیبِ قتل — دشمنون سے دوستی کا حق ادا کیونکر ہوا
خط لکھا تھا مینے میرے ہاتھ کرتے تھے قلم — نامہ بر میرا سزاوارِ سزا کیونکر ہوا
لوٹنا دیکھا نہین جاتا مجھے ہو نرم دل — ذبح کرتے وقت اتنا جی کڑا کیونکر ہوا
دل اگر ہے صاف کچھ مشکل نہین دیدارِ یار — دیکھ تو آئینہ صورت آشنا کیونکر ہوا
مین نہ مانونگا یہ آئینے کا ہے سارا قصور — خود بخود وہ خود پسند و خود نما کیونکر ہوا
اوسنے کھینچی تیغ یان سر جھک گیا قصہ مٹا — خلق پہ کیون پوچھتی ہے ماجرا کیونکر ہوا
چپ رہی ہے کیون زبانِ تیغِ قاتل برملا — بے نمک چھڑکے یہ زخمون مین مزا کیونکر ہوا
داورِ محشر کو بھائی میری وسکی چھیڑ چھاڑ — چھیڑ کر پوچھا مکر کیا ہوا کیونکر ہوا

الفتِ گیسو بلا تھی مر گیا پھنسکر امیرؔ

ہے بڑا جھگڑا نہ پوچھو فیصلا کیونکر ہوا

کوئی دم پیکان نہ ٹھہرا دل مین بے تقصیر کا
رنگ گیا کیا کیا پھڑک کر دم ترے نخچیر کا

وقت صید آیا تصور جب قضا کے تیر کا
چل دیا صیاد پیچھا چھوڑ کر نخچیر کا

زخم دل ہمکو پتا دیتے ہین تیرے تیر کا
دام ہے نقش قدم بھاگے ہوئے نخچیر کا

مجھ سے وحشی کا کھنچے مانی سے نقشہ دل کیا
رنگ صفحے پر نہین جمتا مری تصویر کا

ہون وہ مجنون جھاڑتا ہون ٹھیکے ہین ایک پیچ
رستہ جاروب مژہ سے کوچۂ زنجیر کا

جب بھگا گردون کمر دل سے اوٹھایا بار عشق
بوجھ سر پر رکھ لیا اوس نوجوان نے پیر کا

ہون وہ مشتاق شہادت دیکھکر میری تڑپ
صورت بسمل پھڑک جاتا ہے دم شمشیر کا

رات دن پہلو مین ہے کوئی نہ کوئی سیم تن
جذب دل اپنا بھی نسخہ ہے کوئی اکسیر کا

دشت وحشت مین بچھے ہین خار ایسے ہر قدم
پاؤن شانہ بن گیا ہے گیسوے زنجیر کا

جو وسیلہ غیر کا ڈھونڈھے نہ ہو کیونکر خراب
حال ہوتا ہے پریشان خاک دامنگیر کا

اہل دولت سے سوا ہے صاحب جرأت کی قدر
سیم و زر سے تیز ہے نرخ آہن و شمشیر کا

حشر مین پائیگا خوش چشمون کی ایذا کی سزا
پوست کھینچا جائیگا صیاد آہو گیر کا

پھونکتی ہے مجھکو اوس گیسو کی افشان کی چمک
دل ہے پروانہ چراغ خانۂ زنجیر کا

تو وہی ناوک فگن تیرا ہدف جا بجا تھا
آپ اوڑ کر تھام لے نخچیر پلہ تیر کا

حلقۂ گیسو مین پائی نقد دل دیکر جگہ
دے دیا پہلے کرایہ خانۂ زنجیر کا

کس پری کی زلف سے تشبیہ اوسکو ہے امیر
سلسلہ پہونچا کہان جا کر مری زنجیر کا

ظالمون کو بھی ہوا ماتم تری نخچیر کا
روتی ہے منہ پر کمان رکھکر رکھ کر پلہ تیر کا

عارض تابان ہے شعلہ نالۂ شبگیر کا
گیسوے پیچان دھوان ہے خانۂ زنجیر کا

آئینہ سکتے مین آجاتا ہے مجھکو دیکھ کر
منہ تکا کرتی ہے حیرانی مری تصویر کا

سینہ مجروح مژہ ہی دل ہے ابرو سے دو نیم
وار مجھپر تیر سے بڑھ کر پڑا شمشیر کا

طوق مجنون کی گرانی کیا لگا ہون پرچڑھے
ایک حلقہ ہے مری او تری ہوئی زنجیر کا

توڑکر سینے کو کاٹے ہے تری مژگان نے دل
توڑنا سین تیر کا ہے کاٹ ہے شمشیر کا

کیا حقیقت دو جہان کی وسعت دل کے حضور
لامکان اک مختصر گوشہ ہے اس تعمیر کا

کچھ وہم آخر نہ اٹھا سخت جانے کا مزہ
پاس مجکو آگیا قاتل تری شمشیر کا

کیون ہجوم خلق ہوگا حشر مین حیران ہون
کیا جنازہ آئے گا وان عاشق دلگیر کا

رنگ لایا جوش وحشت عشق چشم یار مین
نرگس شہلا ہے ہر حلقہ مری زنجیر کا

یاد دلواتی ہے کیا کیا ہائے بجلی کی تڑپ
بے تکلف وہ اوگل پڑنا تری شمشیر کا

اسقدر لکھی مری تقدیر کی بر گشتگی
گھس کے اولٹا ہوگیا قط خامۂ تقدیر کا

گرم بازار تجلی تیری باتون سے ہوا
لو ہے شمع طور کی شعلہ تری تقریر کا

مرگیا دیوانہ کل تو حسرت نے کہا
آج کیا ویران نظر آتا ہے گھر زنجیر کا

تھا کسیکی ابرو سے خمدار کا یہ انتظار
دیدۂ جوہر مین انکھا آکے دم شمشیر کا

گردباد آسا ازل سے ہوگئین وہ وحشی امیر
خاک غربت سے بنا خاکا مری تصویر کا

جوہر کی طرح تیغ سے قاتل لپٹ گیا
میرے گلے سے دوڑ کے قاتل لپٹ گیا

وحشی وہ ہون چلا جو مین زندان کو دشت سے
قدمون سے جادہ مثل سلاسل لپٹ گیا

اوس ترک کی مژہ کا تصور بندھا اگر
کانٹون سے جا کے آبلۂ دل لپٹ گیا

غنچونکی شکل ہوگئے فصل خزان مین پھول
مکتوب اشتیاق عنادل لپٹ گیا

وحشی ترا گیا لب دریا جو پانون سے
زنجیر بنکے دامن ساحل لپٹ گیا

چمکی یہ کس غریب کی صحرا مین برق آہ
رہزن سے ڈر کے رہرو منزل لپٹ گیا

لیلے تو محمل دل مجنون مین تھی مکین
دیوانہ تھا جو دیکھ کے محمل لپٹ گیا

پروانے نے تنگ آ کے جو عشق میں آہ کی
پروانہ شمع سے محفل لپٹ گیا

صاف کہتے ہو مگر کچھ نہیں کھلتا کہنا
بات کہنا بھی تمہارا ہے معما کہنا

روکے اوس شوخ سے قاصد مرا رونا کہنا
ہنس کے مجھ سے وہ یہ بولے تو پھر حرف تمنا کہنا

مثل یاقوت جو کہنے میں ہے کیا کیا کہنا
نہ مری طرز خموشی نہ کسی کا کہنا

اور تھوڑی سی شب وصل بڑھا دی یا رب
صبح نزدیک ہے اونسے جو کیا کیا کہنا

پھاڑ کھاتا ہے جو غیروں کو جھپٹ کر سگ یار
میں یہ کہتا ہوں مرے قبر پہ آ کیا کہنا

ہر حباب قطرہ میں ہیں بیان سو طوفان
عین غفلت ہے مری آنکھ کو دیا کہنا

وصف رخ میں جو سنے شعر وہ ہنس کر بولے
شعر ہیں نور کی ہے نور کا تیرا کہنا

لا سکوگے نہ ذرا جلوۂ دیدار کی تاب
ارنی منہ سے نہ اے حضرت موسی کہنا

کر لیا عہد کبھی کچھ نہ کہینگے منہ سے
اب اگر سچ بھی کہیں تم ہمیں جھوٹا کہنا

خاک میں ضد سے ملاؤ نہ مرے آنسو کو
سچے موتی کو مناسب نہیں جھوٹا کہنا

کیسے نادان ہیں جو اچھے کو برا کہتے ہیں
ہو برا بھی تو اوسے چاہیے اچھا کہنا

دم آخر تو بتو یاد خدا کرنے دو
زندگی بھر تو کیا سنئے تمنا کہنا

پوچھتے ہیں دیکھ کے اوس کو خفت بھی
مرحبا وصل سے ملنے کا کیا کہنا

لے کے تم ہوا دا آکے کر وصف میں
لب محراب کے نام خدا کیا کہنا

وان حسینوں کی جو تعریف کرو چھپتے ہیں
سچ تو یہ ہے کہ برا ہے انہیں اچھا کہنا

شعر سنتے ہی جاتا ہے ہوس جانب
پھر سے اشعار سنا لاؤ میں کسکا کہنا

بات محفل تو اشارون میں ادا ہو جائے
سیکھ تو چشم سخنگو سے لطیفہ کہنا

گھٹتے گھٹتے ہیں رہا عشق کمر میں آ گیا
جان تن کو مرے چاہیے جینا کہنا

ہیں تو آنکھوں سے بجا لاتا ہوں ارشاد حضور
آ ... کانوں سے کبھی پھر کہنا

چستی طبع سے اوستاد کا ہے قول امیر
ہو زمین سست مگر چاہیے اچھا کہنا

قدم قاصدِ جاناں سے فخرخانہ ہوا
قدم رسول مرا سنگِ آستانہ ہوا

حسد سے طرۂ مضمون مرا یگانہ ہوا
عدو کے خندۂ دندان نما سے شانہ ہوا

بہانہ جو ہے خدائے غفور کی رحمت
بہے جو شمع میں آنسو اوسے بہانہ ہوا

ریاضِ دہر میں پوچھو نہ میری بربادی
برنگ بو ادھر آیا اودھر روانہ ہوا

کمانِ حسن کبھی آشنا سے تیر ادا
کہ ناوکِ غمِ الفت کا میں نشانہ ہوا

خدا کی راہ میں دینا ہے گھر کا بھر لینا
ادھر دیا کہ ادھر داخلِ خزانہ ہوا

ہوا نہ غیر کا احسان پس فنا صد شکر
غبار اوڑ کے سرِ تربت شامیانہ ہوا

پڑا جو سایۂ گیسو تو وہ کمر لچکی
ڈھلا جو کاندھے سے آنچل تو دوشانہ ہوا

نشانِ غیر کہاں صیدگاہِ وحدت میں
پڑا ہدف پہ بھی تو تیر ہی نشانہ ہوا

جنون کا جوش گھٹا تھا کہ بوئی گل آئی
سمندِ ہوش جو رکا تھا کہ تازیانہ ہوا

گھڑی بھر ایک طرح پر اسے قرار نہیں
مزاجِ یار بھی حق میں مرے زمانہ ہوا

بچشمِ رنج سے دینارِ داغ مٹتے ہیں
جگر کا چاک نہ ٹھہرا درِ خزانہ ہوا

یہ بد حواس کیا شوقِ جبہ سائی نے
کہ سنگِ راہ مجھے سنگِ آستانہ ہوا

زمیں اوٹھائی یہ نالوں نے سر پہ تربت سے
بلند بام سے وہ سنگِ آستانہ ہوا

پتا امیر کا منزل میں گور کے بھی نہیں
یہاں سے آگے الٰہی کدھر روانہ ہوا

امیر لاکھ ادھر سے ادھر زمانہ ہوا
وہ بت وفا پہ نہ آیا میں بیوفا نہ ہوا

سرِ نیاز کو تیرا ہی آستانہ ہوا
شراب خانہ ہوا یا قمارخانہ ہوا

ہوا فروغ جو مجھکو ستم زمانہ ہوا
پڑا جو داغ جگر میں چراغ خانہ ہوا

امید جا کے نہین اوس گلی سے آئی
برنگ عمر مرا نامہ بر روانہ ہوا

ہزار شکر نہ ضائع ہوئی مری کھیتی
کہ برق وصل مین تقسیم دانہ دانہ ہوا

قدم حضور کے آئے مرے نصیب کھلے
ہوا ہے قصر سلیمان غریب خانہ ہوا

ترے جمال نے زہرہ کا دور دکھلایا
ترے جلال سے مریخ کا زمانہ ہوا

کوئی گیا در جانان پہ ہم ہوے پامال
ہمارا سر نہ ہوا سنگ آستانہ ہوا

فروغ دل کا سبب ہو گئی کبھی جو ہوس
شرار کشتہ سے روشن چراغ خانہ ہوا

جب آئی جوش پہ میرے کریم کی رحمت
گرا ہوا آنکھ سے آنسو در یگانہ ہوا

حسد سے نہر تو آسمان مین پھیل گیا
ہرا نہ کشت مین سرسبز کوئی دانہ ہوا

چمن مین یون ہی ترستے غریب بلبل رہے
مگر نصیب نہ دور و دراز آشیانہ ہوا

خیال زلف مین چھائی یہ تیرگی شب تار
کہ خال چہرہ زنگی چراغ خانہ ہوا

یہ جوش گریہ ہوا میرے صید ہونے پر
کہ چشم دام کے آنسو سے سبز دانہ ہوا

نہ پوچھ ناز و نیاز اوسکو میر کرتے ہین
یہ حسن و عشق تو اب ہے اوسی زمانہ ہوا

اوٹھا نے صدمے پہ صدمے تو آبرو پائی
امیر ٹوٹ کے دل گوہر یگانہ ہوا

کس ترک سے وہیان آیا اوس رخ پر نور کا
آنکھ کے آگے سیہ دن آگیا تھا شمع طور کا

لگ گیا بوسہ جو اوسکے عارض پر نور کا
ہم پہ جیسے پھول ہاتھ آیا نہال طور کا

ننگ ناخون مین مرے پیدا ہوا ناسور کا
اب کھلا [illegible] مرہم کا فور کا

رفتہ رفتہ راہ پر لاتے ہے واعظ کو شعور
لے چلون مست شراب [illegible] انگور کا

آرزو کیا فردوس کی ہوئی [illegible] کہ طبع میں
یار اوٹھینگے نہ غلمان کے نہ [illegible] حور کا

ہر قدم پر وادی وحشت مین [illegible]
[illegible] شوق شعرا [illegible]

سنگ [illegible] کھینچی مشقت کوہکن نے [illegible]
[illegible]

اے حسین کیا منھ ہے پر پونچتا جو تیرے منھ چڑھ جبین
دیکھکر تجھکو اوتر جاتا ہے چہرہ حور کا

بارگاہ حق سے ہر طاعت کی ملتی ہے جزا
ہے بڑی سرکار حق رہتا نہیں مزدور کا

ہون وہ میکش باغبان نعرۂ مجھے پرچہ لگا
ایک پتا بھی گرا جب شاخ سے انگور کا

بار دنیا جسکے سر پہ ہے اوسے راحت کہان
چور رہتا ہے مشقت سے بدن مزدور کا

چاہیے وحشی ہوا ہین اوسکو آہ سرد کی
جوش خون گرم سے آیا ہے منھ ناسور کا

کب کی آچکی قیامت یہ مرا اسباب ہے
بند ہے دم سیر سے نالونکی بدولت صور کا

وادی ایمن مین تھی برق تجلی بیحجاب
حیرت موسیٰ تھی پردہ جلوہ گاہ طور کا

روز خلقت سے وہین ہے باہر آسکتی نہین
کہتے ہین جنت جسے ہے قیدخانہ حور کا

خیر جاری کا جو ہے اے حضرت واعظ خیال
وقف کر دو مول لیکر باغ اک انگور کا

سائبان اپنے سیہ خانے کا ہوتا امیر
ہاتھ آجاتا اگر دامن شب دیجور کا

کیا تڑپ کر دیکھتا ہے شعلہ عارض پہ نور کا
لوٹتا آنکھون مین پھر جاتا ہے برق طور کا

داغ سینہ جل اوٹھے منھ پھٹ گیا ناسور کا
دھیان بھی آیا جو دل مین مرہم کافور کا

ہے غضب کا شوخ وہ بت ہو جو صحبت دو گھڑی
چٹکیان لے لے کے زانو لال کر دے حور کا

بیٹھتا ہون صف لگے ہین اوسکے حسن صاف کے
شمع کافوری سے روشن ہو کنول بلور کا

دردمندی ایسکو کہتے ہین کہ روز حشر بھی
رو دیا مین دل بھر آیا سنکے نالہ صور کا

میکشی مفلس ہون بیلا مجکو دے ساقی بھرا
دل بہت ہوتا ہے تھوڑا مرد بیمقدور کا

مے پئینگے آج ہم ساقی تکلف ہے ضرور
جام بھر دے کاہ ہو خم ترشا ہوا بلور کا

عمر گذری ہے کہ دم بھر کو کہین جاتے نہین
گھر مرا کیا قید خانہ ہے شب دیجور کا

عاشق مژگان ہون مجکو نوش ہے نشتر نیش
لطف اوٹھاتا ہون مین چبھتا چھیڑ کر زنبور کا

تم ہی سے حسن کے واقف نہین کچھ ادھر
نام ہی سنتے ہو منھ دیکھا ہے کس نے حور کا

:ا

جب بلندی پر چڑھے دیکھے کہین نمرود کے پھول / ڈھیر سمجھے ہم کسی بادہ کش مغفور کا
اے خضر رندون کو کچھ مشکل نہین عمر دراز / آب حیوان گر نہین شیرہ تو ہی انگور کا
جلوۂ حسن الٰہی اور تیرا اے کلیم / آپ کی گرمی سے چمکا یا ستارہ طور کا
گو رہی بے گورکن تعمیر ہو سکتی نہین / کون سے گھر مین گذر ہوتا نہین مزدور کا
آدمی کا منہ ہی جو دعویٰ خدائی کا کرے / بولتے ہین آپ حضرت نام ہی منصور کا
ہم وہ میکش ہین کہا پیر مغان نے بعد مرگ / ہو ہزار انگور کے سایہ مین اس مغفور کا
تو سوا اے یار تو جنت جہنم سے مجھے / تجھکو دکھلا کر نہ دکھلائے خدا منہ حور کا

عبرت اہل دول منظور ہے سجاد اسے / بھیک بھی مانگون تو کاسہ ہون سر فغفور کا

جبینے باندھا ہی تصور اوس رخ پر نور کا / سامنے گھر مین نور پھیلا ہے چراغ طور کا
ہمت وارثون سے چلے کیون فن نہ مجھ مجبور کا / مرہم کافور سے منہ آ گیا ناسور کا
اس قدر مشتاق ہون زاہد خدا کے نور کا / بت بھی ہو تو یا کبھی مینے تو سنگ طور کا
تجکو لائے گھر مین جنت کو جلایا رشک سے / ہم بغل سمجھے ہوئے پہلو دبایا حور کا
گورکا ذکر لیے ہے تیرہ و تار اس قدر / پھر گیا سایہ مگر میری شب دیجور کا
حسن یوسف اور تیرے حسن مین اتنا ہی فرق / چھوٹ یہ نزدیک کی ہے وار تھا وہ دور کا
قسمتین بگڑا کسی کا گورکن کی بن پڑی / گھر کسیکا گر پڑا گھر بن گیا مزدور کا
چہرۂ جانان سے شرما کر چھپا یا خلد مین / خامۂ تقدیر نے کھینچا جو نقشہ حور کا
حاجت مشاطہ کیا رخسار روشن کے لیے / دیکھ لو گل کاٹتا ہے کون شمع طور کا
مختلف دوسے یا رسے نیرنگ قدرت ہی عیان / مہر کے نیچے دہن ہے وہ دہن شیشۂ پر نور کا
خاکساری کر جو ہو منظور آنکھون مین جگہ / خاک ہو کر سرمہ بنتا ہے شجر طور کا
غافلون کے کان کب کھلتے ہین سنکر شور حشر / سونے والون کو جگا سکتا نہین غل صور کا

پوچھ لینا ساکنانِ وطن کا حال اے اہلِ عدم
بیٹھ لینے دو ذرا آیا ہوں اوٹھا دور کا

تجزیہ کرتے ہیں عدو جان بھی خاصانِ حق
جھک گیا سر اسکے پاے دار پر منصور کا

موت کیا آئی تپِ فرقت سے صحت ہو گئی
دم نکلنے سے بدن ٹھنڈا ہوا رنجور کا

موذیوں کو حادثوں سے دیکھ کر کیا خوف ہے
بارشِ باران سے گھر گرتا نہیں زنبور کا

چشمِ ساغر نے سبب ہر دم لہو روتی نہیں
ٹھیسوں سے ساقیا دل پھٹ گیا انگور کا

جانتے ہیں بیخودی عالم سے ہم سوے عدم
کہہ دو از خود رفتگی سے ہے ارادہ دور کا

کی نظر جس پر کدورت سے رہا خاموش وہ
ہے اثر گردِ نگاہِ یار میں سیندور کا

جلوۂ معشوق ہر جا ہے بصیرت ہو اگر
کرمکِ شب تاب میں عالم ہے شمعِ طور کا

مر کے یارانِ عدم کے پاس پہونچوں گا امیر
چلتے چلتے جان جائیگی سفر ہے دور کا

یارب شبِ وصال یہ کیسا گجر بجا
اگلے پہر کے ساتھ ہی پچھلا پہر بجا

آوازِ صور سنکے کہا دل نے قبر میں
کس کی برات آئی یہ باجا کدھر بجا

کہتے ہیں آسمان جو تمہارے مکان کو ہم
کہتا ہے آفتاب درست اور قمر بجا

جاگو نہیں یہ خواب کا موقع مسافرو
نقارہ تک بھی کوچ کا وقتِ سحر بجا

تقصیر معتبر کی ہے لازم بجاے قصر
زردار دیتے کو کہ کریں صرف زر بجا

ہیں ہم تو شادمان کہ ہے خط میں پیامِ وصل
بغلیں خوشی سے تو بھی تو اے نامہ بر بجا

تجھکو نہیں جو انس محبت کہاں سے ہو
تالی نہ ایک ہاتھ سے اے بیخبر بجا

فرقت ہوئی خوشی سے کہ اشک ہیں گرتے
پھر اوس سے نفیر یہ کبھی باجا اگر بجا

جاے قیامِ منزلِ ہستی نہیں امیر
اوٹھے کہ ہم سے صدا ہے کہ کوسِ سفر بجا

ہوا ہے جو ہر شب ہجر دیدۂ تر کا
[illegible]

لکھوں میں حال جو اپنے خط مقدر کا
ورق سیاہ کروں آفتاب محشر کا

یہ کسکی یاد میں رویا کہ آبرو پائی
خزانہ دیدۂ گریاں ہی حوض کوثر کا

حصار امن ہے جیسے سیاہکاروں کو
ہر ایک حلقہ ترے گیسوے معنبر کا

عیاں ہے رجعت خورشید او شق قمر
یہ معجزہ ہے علی کا تو وہ پیمبر کا

جو صاف دل ہین انھین پیس سکتے ہین ایام
پسا نہ دانہ کبھی آسیا مین گوہر کا

مٹے نہ دل کا رہے کچھ نشان مرگ کے بعد
ہمارے روضے مین ہو فرش سنگ مرمر کا

ہوا یہ کس قد موزون کا باغ مین جلوہ
کہ تنگ قافیہ ہے مصرع صنوبر کا

عبث ہے ناز بتول پر ان امیرون کو
اوٹھا کے لائے ہین کونا فقیر کے گھر کا

شتاب کوچۂ جانان کو روان قاصد
زیادہ دیر نہ کر دو اشتلم پیمبر کا

زبان پہ نالے ہین جتنے ہین اشک بھی جاری
علم گرا تو نہ ٹھہرے گا پاؤن لشکر کا

جو کام آئے ہین مرگ بھی کسی کا ہنر
چراغ آئینہ ہو مرقد سکندر کا

حصول کیا جو لا اختیار دولت پر
ہمیشہ حال پریشان ہی کیمیاگر کا

بدل کے شکل ڈراتا ہے کیا مجھے دشمن
مقام خوف نہین شیر چہرہ پیکر کا

جمال جسکے سراپا ہے نور کی صورت
نہ پاؤن کی خبر اون کو نہ ہوش ہے سر کا

وہ نیک کے فلک کر رہا ہے مجکو ذلیل
خلاف رسم بناتا ہے قطرہ گوہر کا

کہان یہ سختی عالم کہان دل نازک
غضب ہے شیشہ اوٹھا لے جو بوجھ پتھر کا

نہ آسمان سے غرض ہے نہ آفتاب سے کام
امیر تشنے کا محتاج ہے نہ ساغر کا

۴۹ / ۱

یہ رفتہ رفتہ ضعف سے احوال تن ہوا
سایے کی بھی نگاہ سے غائب بدن ہوا

جس غنچہ لب کو چھیڑ دیا خندہ زن ہوا
سبزہ کی جیسے رنگ حنا یا چمن ہوا

اشک کی طرح نیست جیسے تن ہوا
[illegible] اپنا کفن ہوا

یہ موشگافیون سے ہوا شاعرون کی تنگ
علم خدا میں جا کے نہان وہ دہن ہوا

آوارہ مین ہوا جو جگہ دل میں تنگ کی
تم آئے اپنے گھر مین غریب الوطن ہوا

دنیا کی سیر تھی کہ تماشا طلسم کا
جھپکی پلک کہ آنکھ سے نہان بدن ہوا

احوال گور و حشر مین مجھپہ کھل گیا
خلوت سے جب وہ وان طرف انجمن ہوا

دکھلا دے اے بت آج تو مہر خدا وہ شان
شیخ حرم پکارے کہ مین برہمن ہوا

خدمت کے وقت رو دیا اوس منھ پہ کھلکے منھ
دریا چھلک چھلک کے وہ چاہ ذقن ہوا

غیرون کو ساتھ لیکے جو آئے وہ گور پہ
اک حسرتون کی پوشش ہمارا کفن ہوا

صد شکر قوت اتنی تو مجکو فلک نے دی
ہاتھوں سے میرے چاک مرا پیرہن ہوا

خلوت کدہ تھا دل مگر اب شکل آئینہ
مہمان انجمن جو ہوا [illegible] ہوا

کیسی گھڑی تھی گھر سے جو نکلا تھا غریب
پھر دیکھنا نصیب نہ مجکو وطن ہوا

پہلی نگاہ پاس مین تو کاٹنے لگا
اے ترک آج کیا وہ ترا بانکپن ہوا

صیاد ہم کہان وہ تماشائے گل کہان
روئی لہو نگاہ جو دیکھے چمن ہوا

افشا سے باز تا ہنوز [illegible] پیرہن
رندون مین دخت رز کا [illegible] ہوا

نعم البدل دیا ہے اللہ نے اسیر
دل ہوگیا جو خون تو رنگین سخن ہوا

دوست جدون [illegible] تب [illegible] ہوا
جب [illegible] قدر [illegible] کے [illegible] ہوا

[illegible] بار [illegible] ہم [illegible] ہوا
[illegible] امری [illegible] دہن ہوا

[illegible] دل [illegible] ہوا
[illegible] تو [illegible] ہوا

[illegible] صورت [illegible] ہوا
[illegible] وطن ہوا

[illegible]
[illegible] جان سے [illegible] ہوا

[illegible]
[illegible] ہوا

سو عکس آئینے مین پڑے اور ہٹ گئے
اس گھر مین جو گیا وہ غریب الوطن ہوا

مٹی نے جام بنکے اوڑائے جہان کے ہوش
پتھر ہوا جو شیشہ تو توبہ شکن ہوا

اب سیر باغ وصل کہان اور ہم کہان
گولر کا پھول یار کا سیب ذقن ہوا

رکھتا تھا پاک پرسش روز حساب سے
اسواسطے عطا نہ بتون کو دہن ہوا

چھانی ہے پھاڑ پھاڑ کے اوس مین شراب ناب
کیا صرف کار خیر مرا پیرہن ہوا

طالب کو تیرے جلوے نے مطلوب کر دیا
نظارۂ جمال سے بت برہمن ہوا

تار نگاہ و تار نفس سب ہوئے تمام
تب چار گز کسیکو میسر کفن ہوا

روئین لپٹ کے خوب مرے دل کی حسرتین
غربت مین مہمان جو خیال وطن ہوا

واعظ کا تھا لحاظ تو فصل خزان تلک
تو آگئی بہار مین توبہ شکن ہوا

اہل عدم سب آئے تماشے کو آپ کے
ہم آئے کیا سفر مین کہ خالی وطن ہوا

خلوت مین تھا تو شاہد معنی تھا مین امیر
خلوت سے انجمن مین جو آیا سخن ہوا

سو رنگ سے مین مست بہار چمن ہوا
جو گل بنا تھا جام شراب کہن ہوا

باہم جو ذکر زلف شکن در شکن ہوا
برہم تمام سلسلۂ انجمن ہوا

آئی بہار پھر سے مجھے شوق چمن ہوا
برگ شگوفہ پنبۂ داغ کہن ہوا

کس سبزہ رنگ پردہ نشین کا تھا شیفتہ
کھایا جو زہر بھی تو نہ نیلا بدن ہوا

کیا دون جواب شکوۂ دل کا تمہین کہو
ملتے تو جو سلوک ہوا دل شکن ہوا

رہتا ہمیشہ خلوت و جلوت مین ہم بغل
افسوس ہے کہ مین نہ ترا پیرہن ہوا

اب کا سفر وہ ہے کہ نہ دیکھونگا پھر وطن
یون تو مین لاکھ بار غریب الوطن ہوا

نفرت ہوئی فراق مین ایسی شراب سے
زاہد کہا کیا مین نہ توبہ شکن ہوا

یعقوب وار کھل گئین آنکھین فراق مین
یوسف کا پیرہن مرے حق مین کفن ہوا

اللہ رے پاس خاطر غربت تڑپ گیا
منھ ڈھانپتے وہیں بھی جو سوئے وطن ہوا

جور سپہر سے ہمہ تن ہے یہ داغ دل
بیدرد جانتے ہیں شگفتہ چمن ہوا

ممنون ہوں میں زمیں کا بھی آسمان کا بھی
حاصل یہاں سے گور وہاں سے کفن ہوا

احباب اپنے اپنے گھروں میں ہیں محو عیش
کسکو خبر کہ کون غریب الوطن ہوا

صیاد قید میں مجھے کیا خواہش چمن
جھاڑے جو بال و پر تو قفس بھی چمن ہوا

لیلی کے ناقے کو جو کیا ساربان نے تیز
سینے میں لوٹ کر دل مجنوں ہرن ہوا

لکنت نہیں فراق ترا ناگوار ہے
لب پر رکا جدا جو زبان سے سخن ہوا

مسی ملی جو اوسنے ہوا بدگمان میں
بوسے لیے یہ کسنے کہ نیلا بدن ہوا

راتوں کو کی امیر یہ ذکر خفی کی مشق
دل بنگیا زبان تو سینہ دہن ہوا

مر کر علو قدر سے عریاں بدن ہوا
حوروں میں قدسیوں میں تبرک کفن ہوا

دل عشق میں یہ جاذب رنج و محن ہوا
مانند داغ درد بھی جزو بدن ہوا

کسکا رخ صبیح یہ پرتو فگن ہوا
آئینہ دار ملک سہیل یمن ہوا

دشت شکار میں جو وہ ناوک فگن ہوا
جن کیا فرشتہ بھیس بدل کے ہرن ہوا

چارہ غم فراق کا کیا ہے سوائے صبر
ٹھہری زبان جدا جو زبان سے سخن ہوا

ممنون چارہ گر نہ ہوا میں ز بس کہ شکر
ہر داغ تازہ مرہم داغ کہن ہوا

اللہ رے صفائی طبیعت کہ بعد مرگ
گرد نگاہ خلق سے میلا کفن ہوا

آخر کیا یہ عشق دہان و کمر نے گم
پنہاں نظر سے روح کی صورت بدن ہوا

یاد تجلی رخ روشن جو دل میں تھی
فانوس شمع طور ہمارا کفن ہوا

ایسا ہوا ہے اب تو زمانے کا خون سفید
آیا جو لعل ہاتھ میں در عدن ہوا

افشائے راز وجہ جنوں ہو یہ رنگ گل
پو پھوٹنے سے چاک مرا پیرہن ہوا

پوچھو وہ کیا سمجھ کے بدلنے لگے لباس
میلا ابھی تلک نہیں میرا کفن ہوا

تا لے بدن کو توڑ کے نکلے ہر رنگ سے
سمجھ بند کیا ہوا ہیں سراپا دہن ہوا

قسمت کے پیچ دیکھیے ان آنکھوں نے ایسا
تار نگاہ زلف شکن در شکن ہوا

پلکیں جو گریۂ غم فرقت سے گر گئیں
مشہور طفل اشک مراصف شکن ہوا

کالی تو دی سوال پہ دشنے ہزار شکر
دست سوال جادۂ راہ سخن ہوا

باغ جہاں میں طائر مضمون تھے اے امیر
جس دام میں پھنسے وہی اپنا وطن ہوا

بے یار ہر میں میں دل افگار ہو گیا
بجلی کا کوندنا مجھے تلوار ہو گیا

قیدی جو تھا وہ دل سے خریدار ہو گیا
یوسف کو قید خانہ بھی بازار ہو گیا

اوڑتا وہ میری روح سے بیزار ہو گیا
میں نام حور لیکے گنہگار ہو گیا

در و زبان جو وصف رخ یار ہو گیا
گل بلبلوں کا غنچۂ منقار ہو گیا

خواہش جو روشنی کی ہوئی مجکو ہجر میں
جگنو چمک کے شمع شب تار ہو گیا

کیا وادی جنون میں ملا مجکو بخت پست
جادہ بھی میرے واسطے دیوار ہو گیا

کفر آشنا کہاں ہے کوئی مجھ سا دوسرا
سبحہ کا تار ہاتھ میں زنار ہو گیا

بادام چشم و سیب زنخدان کے وصف سے
خامہ ہمارا شاخ ثمر دار ہو گیا

گلیوں میں اب تو پھرنے لگا ہے وہ ماہرو
ثابت جو تھا وہ کوکب سیار ہو گیا

گلگشت باغ کی جو جنون میں ہوس ہوا
چاک جگر سے وادی گلزار ہو گیا

احسان کسی کا اس تن لاغر سے کیا اٹھے
سوزن کا بوجھ سایۂ دیوار ہو گیا

دریائے نیستی میں نہ ڈوبا میں بعد مرگ
کشتی مرا سفینۂ اشعار ہو گیا

بے حیلہ اس سے پیچ تلک تھا گذر محال
قاصد سمجھ کے راہ میں بیمار ہو گیا

اوترا نہ یہ گذر گئی فصل بہار بھی
طوق گران گلے کا مرے ہار ہو گیا

لینے لگے یہ لوگ کی خرد و بزرگ دہر
عالم تمام وادیِ پرخار ہو گیا

جس اہرو نے راہ میں دیکھا ترا جمال
آئینہ دار پشت بدیوار ہو گیا

کیونکر میں ترک الفت مژگاں کروں امیر
منصور چڑھ کے دار پہ سردار ہو گیا

آنسو زمیں پہ آتے ہی تغییر ہو گیا
یہ طفل بے جواں ہوئے پیر ہو گیا

پہلے تو ایک صفحۂ سادہ تھا آئینہ
دیکھا جو اوس نگار نے تصویر ہو گیا

برباد قصر تن جو ہوا بنگئ سعد
وہ گھر جو گر پڑا تو یہ تعمیر ہو گیا

ہم وحشیوں کی پانوں سے اوڑ کر بھی یہ خاک
تعمیر بام خانۂ زنجیر ہو گیا

افشاں کے ہجر میں جو چمک یاد آ گئی
جگنو شرار نالۂ شبگیر ہو گیا

دل پھنس گیا جو اوسکے خط سبز تک گیا
یہ سبزہ اس غزال کو زنجیر ہو گیا

گردش رہی ہزار زبان سے نہ اُف کروں
میں لاغری سے خامۂ تصویر ہو گیا

وہ طالب فنا ہوں بنا جب کوئی محل
سمجھا یہ میں کہ مقبرہ تعمیر ہو گیا

عالم تمام اپنی جوانی سے تھا جوان
ہم پیر کیا ہوئے کہ جوان پیر ہو گیا

آئینہ جمال سے سکتہ ہوا مجھے
تصویر یار دیکھ کے تصویر ہو گیا

زاہد ہوا بہشت میں محبوس دی ابھی
لو بے گناہ موردِ تعزیر ہو گیا

اوس حور کی گلی میں ہوا آنسوؤں کا ڈھیر
موتی محل بہشت میں تعمیر ہو گیا

ہمکو پھنسا کے زلف بڑھی غیر کی طرف
عنقا کا دام دام ہمہ گیر ہو گیا

جب میں جوان تھا تو مری شاعری تھی پیر
اب شاعری جوان ہے تو میں پیر ہو گیا

بخت سیہ مرا جو ازل میں بنا امیر
صرف مداد خامۂ تقدیر ہو گیا

دل مرا کشتہ ہے یا رب کس شہادت گاہ کا
ہر شگاف زخم دروازہ ہے بیت اللہ کا

حال روشن ہے ہمارے صدمۂ جانکاہ کا
شمع کے مانند دل پتلا ہے اشک و آہ کا

پاس استغنا سے تم ٹھوکر لگا دو گے ہزار
سر نہ سجدے سے اوٹھیگا بندۂ درگاہ کا

رند مشرب کب کبھی پہونچے یار کے گھر زاہدا
تو پتا ہی پوچھتا ہے اب تک اوسکی راہ کا

عشق شیرین میں نہیں فرہاد بھی خسرو سے کم
ایک عالم ہے محبت میں گدا و شاہ کا

عرصۂ محشر سے واعظ کیا ڈراتا ہے مجھے
وہ بھی اک میدان ہے میری شہادتگاہ کا

کھل گیا جب یہ کہ دل بھی جلوہ گاہ یار ہے
کون چکر کھائے پھر دیر و حرم کی راہ کا

ضبط غم کاوش نے تیرے دل کو تودہ کر دیا
بنگیا پیکان سمٹ کر تیر اپنی آہ کا

فکر رہتی ہے یہی دل میں کیسے گھر کریں
تب جہاں میں ڈھونڈھتے پھرتے ہیں گھر اللہ کا

منظر چشم اک تماشاگاہ ہے تیرا صنم
خلوت دل ایک حجرہ ہے تری درگاہ کا

کیا ہی موزون ہے طبیعت عشق قد میں بعد مرگ
سرو نکلا قبر سے نکلا ہے مصرع آہ کا

دیر میں حسن کا طالب ہے تو اسے زاہد اگر
بت ہی ہیں جو کچھ ہیں آگے نام ہے اللہ کا

ہم کہاں دنیا کہاں کچھ یوں ہی ملنے آگئی
دیکھیے چلیے تماشا اس تماشاگاہ کا

جائیے بھی دو جہان چھوٹی صدمۂ ہستی سے آج
چاک ہی ہونا ہے اچھا جامۂ کوتاہ کا

دل بھی حاضر جان بھی حاضر تکلف بر طرف
مال اپنا جان ساقی اپنے دولتخواہ کا

آرزو ہی نہ مطلب سے کبھی واقف ہوئی
اس دلہن نے منہ نہیں دیکھا کبھی نوشاہ کا

اٹھ گئی دل سے دوئی وحدت کے عالم میں امیر
دیر میں جلوہ نظر آتا ہے بیت اللہ کا

حسن اس شوکت پہ مجرائی ہے اوس درگاہ کا
رتبہ دیکھو عشق کی سرکار عالیجاہ کا

بے طرح اوٹھتا ہے شعلہ میری دود آہ کا
خوف ہے گردوں کو جل جائے نہ خرمن ماہ کا

شیخ کعبے سے گیا اوس تک برہمن دیر سے
ایک تھی دونوں کی منزل پھیر تھا کچھ راہ کا

ہر مہینے ضعف لیجاتا ہے کچھ زور تن
نوکری کب کی کہ دعوی ہے اسے تنخواہ کا

ہے صریر کلک میں اپنی یہ جان بخشی کا فیض
پست آوازہ ہے جس سے قم باذن اللہ کا

جا پہونچتا عرش تک ہے ضعف کچھ مشکل نہیں
ہاتھ آجائے ذرا مجکو سہارا آہ کا

ہر گلی اپنی نظر میں کوچۂ محبوب ہے
جیسے ہے آنکھوں میں سرمہ اوسکی گرد راہ کا

اپنے در سے دور لیجا کر عبث کرتا ہے قتل
سر وہیں پہونچیگا قاتل بندۂ درگاہ کا

کچھ نہ سمجھے ہو نہ پوچھے ہو کہ وہ کیا چیز ہے
نام تمنے سن لیا ہے زاہدو اللہ کا

اے معلم تیز ہے اس طفل کی تیغ نگاہ
دیکھ ہوجائے نہ بسمل مرغ بسم اللہ کا

میں اگر کانٹے دکھاتا ہوں زباں کی پیاس میں
دیکھتے ہی خشک ہوجاتا ہے پانی چاہ کا

آج سے کھینچوں تو آتے آتے مدت چاہیے
ضعف میں مشکل ہے دل سے لب تک آنا آہ کا

کیجیے عمر دوروزہ عشق ابرو میں بسر
قطع کرنا چاہیے شمشیر سے اس راہ کا

میرے دل کے آئینے میں منہ جو دیکھے برہمن
قشقہ ماتھے کا نظر آئے الف اللہ کا

مر گیا ہوں الفت قامت میں آہیں کھینچکر
شامیانہ ہو مرے مرقد پہ قد آہ کا

روے قاتل زرد ہوجائے نہ کیونکر خوف سے
سرخ آندھی ہے غبار اپنی شہادتگاہ کا

ذکر حق میں سب حوادث سے ہوں محفوظ اے امیر
ہے حصار امن گنبد مجکو بسم اللہ کا

نور وحدت سے یہ عالم ہے دل آگاہ کا
مہر ہے ایک ایک ذرہ میری گرد راہ کا

تا لب دریا ہو دیدار ایک شب ماہ کا
رزق ماہی کیجیے لکھ لکھ کے نام اللہ کا

خوب ہے مہندی رچی خون شہید ناز کی
خنجر قاتل پہ عالم ہے کف نوشاہ کا

فی الحقیقت غوطۂ بحر فنا ہے لا آلہ
ہے ابھرنا اس بھنور سے ذکر الا اللہ کا

مصر دل میں تجھ سے یوسف کو کیا ہے بادشاہ
اے یہ بیرو میں تو دیوانہ ہوں اپنی چاہ کا

اسقدر دل پر تصرف کیا سبب کون ہیں
لگ گیا ہے کیا بتوں کے ہاتھ گھر اللہ کا

بسا نکی رقص پر اوس طفل کا ہے لوٹ دل
اب شہادتگاہ میں عالم ہے بازیگاہ کا

حق رسی چاہیے تو ہٹتا دو دو ہاتھ گذر
منزلیں طے ہوں تو حج حاصل ہو بیت اللہ کا

دیکھ کر یافت و مگر اوس بہشت کی آتا ہی خیال
رہرو راہِ عدم کو بھی خطر ہے چاہ کا

ساکنِ مسجد ہوا جا کر جھکا جو سرو قد
پیچ شل مشہور ہے سیدھا ہی گھر اللہ کا

حق عارض کر رہا ہی حسنِ عارض کو تباہ
لوٹتا ہی لشکرِ شاہی اثاثہ شاہ کا

صحبتِ احباب یا دربار یا سرکار ہو
بات وہ کہیے بھلا ہو جس مین خلق اللہ کا

پیاس شیدا ہی زنخدان کی بجھانا چاہیے
حیف ہے پیاسا جو رہ جائے کبوتر چاہ کا

آنسوؤں کا جوش یہ ذکرِ الٰہی مین ہوا
بن گیا سر و کنار جو الف اللہ کا

گوہرِ مقصد ملا بحرِ سخن مین ڈوب کر
تہ کو جب پہونچے تو مضمون ہاتھ آیا چاہ کا

نور ایسا دیدۂ دل کو خدا بخشے امیر
سامنے روضہ نظر آئے رسول اللہ کا

ہمچشم ابر کیون مژہ تر سے ہو گیا
تھوڑی سی آبرو تھی سو وہ بھی کھو گیا

ہر کشور عدم مین خدا جانے سیر کیا
آیا نہ پھر کے منزلِ ہستی سے جو گیا

اب بلبلیں چمن مین کہاں آ گئی خزان
تھی دھوم چار دن کی وہ ہنگامہ ہو گیا

آیا عرق تو اور بڑھائی صفائے جسم
اوس گل کے بال بال مین موتی پرو گیا

آخر ہوئی خیالِ خطِ سبز مین جو عمر
سمجھا یہ مین خضر مری کشتی ڈبو گیا

بچتا شرارِ آتشِ گل سے نہ ایک خس
پر ابر آشیانۂ بلبل بھگو گیا

پیری مین آئی موت جوانی گذر گئی
جاگا تمام شب مین دمِ صبح سو گیا

ماتم کیا کسی نے نہ میرا تو کیا ہوا
ابر آ کے خاکِ گور پہ ہر سال رو گیا

احوال جس مین تھا دلِ گم گشتہ کا امیر
رستے مین نامہ بر سے وہ مکتوب کھو گیا

وصل کی شب بھی خفا وہ بتِ مغرور رہا
حوصلہ دل کا جو تھا دل مین بدستور رہا

عمر رفتہ کے تلف ہونیکا آیا تو خیال
لیکن اوس صدمہ کی تلافی کا نہ مقدور رہا

جمع کس دن نہوئے موسم گل مین میکش
روز ہنگامہ تہ سایۂ انگور رہا

گردش بخت کہان سے ہمین لائی ہے کہان
منزلون وادی غربت سے وطن دور رہا

راستبازی کی اگر ناموری ہے درکار
دار سے خلق مین آوازۂ منصور رہا

وہ تو ہی چرخ چہارم پہ پہنچ سکتے پر
سچ ہے عیسے سے کبھی بالاتر افزود رہا

فصل گل آئی گئے صحن چمن مین سو بار
اپنے سر مین تھا جو سودا وہ بدستور رہا

جلوۂ برق تجلی نظر آیا نہ کبھی
مدتون جا کے مین زیر شجر طور رہا

زلف و رخ دونون ہین جانچے سے جوانی کی خبر
مشک وہ مشک کا فور وہ کافور رہا

غول صحرا نے ذرا سا تہ نہ چھوڑا شب بھر
لیکے مشعل کبھی نزدیک کبھی دور رہا

ہم بھی موجود تھے کل محفل جانان مین امیر
رات کو دیر تلک آپ کا مذکور رہا

آسرا ازبس نہین اسکے تن بیجان کسکا
شہر بیگانہ ہے یان کون ہے پہچان کسکا

نہ تو یہ حور کا طالب نہ پری پر مائل
نہین معلوم مرے دل کو ہے ارمان کسکا

حوصلہ قیس کا فرہاد کا دل پیدا کر
پھر تو یہ کوہ ہے کسکا یہ بیابان کسکا

غیر کا حال سخن مین یہ مجھے تاب بھی ہے
ذکر کرتے ہو مرے سامنے جانان کسکا

دانت ہر وقت ہمارا بھی ہے اغیار کا بھی
دیکھیے حصہ ہے وہ سیب زنخدان کسکا

جامۂ گل کو جو کرتی ہے معطر ہر صبح
چھو کے آئی ہے صبا گوشۂ دامان کسکا

کنگھی چوٹی سے کسیدم وہ پھبین صحت ہی نہین
کیا خبر ہے کہ ہوا حال پریشان کسکا

غنچۂ گل جو چٹکتے ہین یہ آتی ہے صدا
عندلیبون کے سوا ہے یہ گلستان کسکا

صورت گل جو شگفتہ ہین مرے زخم جگر
یاد آیا ہے مجھے چہرۂ خندان کسکا

منچلے کھول کے دل رکھ نہین سکتے ہین قدم
کوے الفت مین ہے باندھا ہوا میدان کسکا

داغ حاصل نہو کیونکر تجھے بدنامی کا
سامنا تو نے کیا اسنے مہ تابان کسکا

سحر فنہی ہے رخ بلقیس سے پریان کیسی
آج منھ دیکھ کے اوٹھا ہے سلیمان کسکا

ہو رہی ہے تری رفتار سے پامال جو خلق
تو نے سیکھا چلن اے کبک خرامان کسکا

اہل آفاق جو کرتے ہین فلک کا شکوہ
یہ تو سمجھین کہ یہ ہے تابع فرمان کسکا

ہین دندان سے ذرا گر چمن حسن کی سیر
پھر ہے خندۂ لب و سیب زنخدان کسکا

اس زمانے مین نہین نام سخاوت کا امیر
کون محسن ہے اوٹھائے اسکا کوئی احسان ہوگا

جب تلک ہست بھی دشوار تھا پانا تیرا
مٹ گئے ہم تو ملا ہمکو ٹھکانا تیرا

نہ جہت تیرے لیے ہے نہ کوئی جسم ہے تو
چشم ظاہر کو ہے مشکل نظر آنا تیرا

شش جہت چھان چکے ہم تو کھلا ہم پہ یہ حال
رگ گردن سے ہے نزدیک ٹھکانا تیرا

صاف اس جنگ مین آتی ہے نہین صلح کی بو
دل ملاتا ہے یہ آنکھون کا لڑانا تیرا

دے سزا مجھے طلب کر نہ صفائی کے گواہ
کوئی میرا نہین ہے سارا زمانہ تیرا

نہین بچنے کا ترے تیر مژہ سے دل زار
بال باندھا ہے یہ اے ترک نشانا تیرا

دست نازک سے اوٹھا تیغ نہ بھاری قاتل
ہاتھ جھولیگا اوتر جائیگا شانا تیرا

اینٹو پیری مین نہین پوچھنے والا کوئی
کبھی اے حسن جوانی تھا زمانہ تیرا

اے صدف چاک کریگا یہی سینہ اک دن
تو یہ سمجھی ہے کہ گوہر ہے یگانا تیرا

مہندی ملتی ہے جو مشاطہ تو کہتا ہے یہ شوخ
خوب ہم جانتے ہین آگ لگانا تیرا

دل عاشق کبھی ہوتا نہین مژگان سے جدا
ہے ترے تیر کے نزدیک نشانا تیرا

درد سر ہونے لگا کیجیے نالے کب تک
شور سے طالع خفتہ ہے جگانا تیرا

کوے قاتل کو تو ہوتا ہے رواں تو قاصد
جان سے دھو بھی ادھر کو ہے روانا تیرا

اجل آئیگی تو لیجائیگی ہمراہ ضرور
پیش جائیگا نہین کوئی بہانا تیرا

کیون تجھسے ہمسے عداوت نہو اے فلک شقی
ہمنے کہنا کبھی جھوٹون بھی نمانا تیرا

دور اگلے شعرا کا تھا کبھی اور امیر
اب تو ہے ملک معانی مین زمانا تیرا

پکارتا ہے یہ نازا وسکی کبریائی کا
کہ لے اوڑا ہے تجھے شوق خودنمائی کا

قلق ہوا ہے مجھے صیاد کی جدائی کا
یہ چہچہے نہین افسوس ہے رہائی کا

عزیز کیون نہو داغ اوسکی بیوفائی کا
کہ ہے صلہ یہی مدت کی آشنائی کا

مین طول روز قیامت کو سنکے ڈرتا ہون
کہ دن نہو وہ کہین یار کی جدائی کا

بغیر پہونچے ہوے یار تک نہین رہتا
مین مٹ کے نام مٹا دونگا نارسائی کا

ہٹاؤ آئینہ ہمکو بھی دیکھنے دوگے
کہ خود ہی دیکھوگے حسن اپنی خودنمائی کا

خدا کرے کہین جلد آئے روز شادی وصل
لباس ماتمی اترے شب جدائی کا

تمام عمر ہوئی ڈھونڈھتے پتا نہ لگا
ترا دہن بھی ہے کیا حرف آشنائی کا

نپوچھ جام مین ساقی کے کیا ہوا زاہد
بھرا ہے اس مین لہو تیری پارسائی کا

ابھی تو فیصلہ ہوتا ہے ساری جھگڑون کا
زبان تیغ سے پیغام دو صفائی کا

ہزار بار قیامت جہان مین آئیگی
چڑھا ہے چار گھڑی دن ابھی جدائی کا

شناوران محبت تو سیکڑون ہین مگر
جو ڈوب جائے وہ پورا ہے آشنائی کا

نجچے ہماری نگاہون مین کیا درازی حشر
کہ طول دیکھے ہوے ہین شب جدائی کا

مرے نصیب یہ کہتے ہین میرے نالون سے
رہے خیال ہماری بھی نارسائی کا

خدا نے دل کو بنایا تھا جام استغنا
بتون نے کاسہ اوسے کردیا گدائی کا

رقیب طنز سے کہتا ہے آپ جائین وہان
یقین ہے یہ اوسے میری نارسائی کا

کھنچی وہ تیغ تو خوش ہوکے مجھسے دل نے کہا
وہ دیکھو گھاٹ ہے دریاے آشنائی کا

بدن مین روح کو آنے سے کام کیا تھا امیر

چلن دکھانے کو آتی تھی بیوفائی کا

گلہ زباں پہ نہ لانا تھا بیوفائی کا
فریفتہ ہوں اس انداز دلربائی کا
ہوا وصال جو صدمہ ہوا جدائی کا
کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو میں کہتا ہوں
میں آفتاب قیامت کو دیکھکر سمجھا
بار آئی ہے پھر خیر ہو خداوندا
نگیں آیت سجدہ ہوئی ہے پیشانی
لپٹ گیا سگ جاناں ہمارے دامن سے
وہ آزمایش شمشیر ناز کرتے ہیں
ہمارے دل میں وہیں گدگدی ہوئی پیدا
اوٹھا جو درد تو گھبرا کے میرے دل نے کہا
گھرے کے گرد بھی ہے میرے دلکا ملال
حیا تو اوسکو چھپائے ہزار پردے میں
پہونچ سکا نہ وہاں نامہ بر تو دل نے کہا
یہاں ہے ذوق اسیری میں مجھہ چالیٔت
کسی طرح نہ کٹا کوہکن کے کاٹے سے

اسیر ڈوب گیا نام آشنائی
کہ دل لیا تو دیا ذوق آشنائی
شکستگی نے کیا کام مومیائی
کہ اس سے جرم ہوا ہوگا آشنائی
کہ ہے یہ کوئی ستارہ شب جدائی
جنوں کے ہاتھ میں دامن ہے پارسا
اثر ہے یہ تری چوکھٹ پہ جبہہ سائی
لحاظ آ ہی گیا آخر آشنائی
یہ خوب وقت ہے تقدیر آزمائی
جہاں کسیکو سنا ذوق دلربائی
کہ تو بھی داغ مجھے دیگا کیا جدائی
غبار میں بھی ہے عالم وہی صفا
مگر جو چھپتے رہے شوق خودنمائی
کیا ہے شکوہ لکھو خط میں نارسا
وہ جانتا ہے کہ مشتاق ہے سائی
کہیں پہاڑ سے ہے سخت دل جدا

ادھر امیر نہیں مانتے کی وحشت دل
یہ عذر لنگ تمہارا ہی شکستہ پائی کا

کیا تھا کس نے گلہ بیٹھے کج ادائی کا
دکھاؤ جلوہ جو دعوے ہے خودنمائی کا

مجھے تو شوق ہے اسے جنگجو لڑ
مجھے یقین نہیں آتا کسی شنا

کمال حسن نے بے پردہ کر دیا اون کو
نکل پڑے سے یہ ہوا ذوق خودنمائی کا

ہماری آہ رسا لامکاں میں دم لیتی
مگر نصیب میں تھا داغ نارسائی کا

خدا کے گھر میں کروں جا کے شکر کے سجدے
ملے جو اون در بت پہ جبہ سائی کا

عجب طرح کی دراندازی ہے خزاں ظالم
کہ رنگ و بو میں پڑا تفرقہ جدائی کا

سنے جو زخم تو بولا بگڑ کے خنجر یار
لہو رلائیگا ہنسنا یہ بیحیائی کا

نقاب یار نے اولٹی ہی حضرت ناصح
یقین ہی فاش ہوا اب پردہ پارسائی کا

تڑپ تڑپ کے گیا اوسکے آستانے پر
کٹا جو سر تو بڑھا شوق جبہ سائی کا

چلی ہی تو ہمیں صحرا کو لیکے اے وحشت
مگر خیال ہے لازم شکستہ پائی کا

سنبھل کے دیکھو اگر دیکھتے ہو آئینہ
پھسل نہ جائے کہیں پاؤں خودنمائی کا

میں درد دل بھی شب وصل کہہ نہیں سکتا
کہ ہاتھ آئیگا پہلو اوسے جدائی کا

کہیں سے ہاتھ شراب آئی ہے کہیں سے گزک
مزہ ہے کوے خرابات میں گدائی کا

چلوں وہ چال رہ عشق میں کہ خار تو کیا
سراغ پائیں نہ چھالے برہنہ پائی کا

وفا کے ذوق میں ہے بیخودی یہ رہتا ہوں
گلہ نہ منھ سے نکلتا ہے بے وفائی کا

گذر نہیں ہے حرم میں تو دیر کو چلیے
امیر کام کہیں بند ہے خدائی کا

نہ بیوفائی کا ڈر تھا نہ غم جدائی کا
مزہ میں کیا کہوں آغاز آشنائی کا

کہاں نہیں ہے تماشا تری خدائی کا
مگر جو دیکھنے دے رعب کبریائی کا

وہ ناتواں ہوں اگر نبض کو ہوئی جنبش
تو صاف جوڑ جدا ہو گیا کلائی کا

شب وصال بہت کم ہے آسماں سے کہو
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

یہ جوش حسن سے تنگ آئی ہے قبا اونکی
کہ بند بند ہے خواہاں گرہ کشائی کا

کماں ہاتھ سے رکھ صید گاہ عرفاں میں
کہ تیر صید ہے یاں دام نارسائی کا

وہ بدنصیب ہین ان یار آئے پھر سے گھر تو نے
سمٹ کے وصل کی شب تل رنج جدائی کا

ہزارون کا فرو مومن پڑے ہین سجدے مین
بتون کے گھر مین بھی سامان ہے خدائی کا

تمام ہو گئے ہم پہلے ہی نگاہ مین جیت
نہ رات وصل کی دیکھی نہ دن جدائی کا

نہین ہے مہر لفافہ پہ خط کے اے قاصد
یہ داغ ہے مری قسمت کی نارسائی کا

نقاب ڈال کے اے آفتاب حشر نکل
خدا سے ڈر یہ کہین دن ہے خودنمائی کا

نہین قرار گھڑی بھر کسی کے پہلو مین
یہ ذوق ہے ترے ناوک کو دلربائی کا

مرے طرف سے کوئی جا کے کوہکن سے کہے
نہین نہین یہ محل زور آزمائی کا

کہا جو مینے کہ مین خاک راہ ہون تیرا
تو بولے ہے ابھی پندار خودنمائی کا

جنون جو میری طرف ہو وہ جست خیز کرین
کہ دل ہو ٹوٹ کے ٹکڑے شکستہ پائی کا

امیر روئیے اپنے نصیب کو ایسا
کہ ہو سپید سیہ ابر نارسائی کا

تنگی دل سے تری فرقت مین ایسا جبر تھا
ہر نفس کو میرے سینے پر گمان قبر تھا

کیون ہوا عاشق جفا پر گرچہ تجھکو صبر تھا
اے دل بیتاب کیا تجھ پر کسیکا جبر تھا

ناز مین کیونکر نہ جاتے میکشی کو باغ مین
ننھی ننھی بوندیان تھین ہلکا ہلکا ابر تھا

تابع بت تھا ہمین دل نے بڑا دھوکا دیا
ہم مسلمان اسکو سمجھے تھے یہ کافر گبر تھا

گلرخان دہر پہ سو جگہ مر گیا
جو کھلا گل باغ مین سہرا چراغ قبر تھا

تجھکو بھی اک سنگدل محبوب سے پالا پڑا
یہ مرے دل کے پھپھولے تھے یہ میرا صبر تھا

بار بار اوس کی گلی مین کیون نہ جاتا اے امیر
کیا کرون بے اختیاری تھی کہ دل بے صبر تھا

ظاہر یہ اتحاد سے رنگ اثر ہوا
اوس گل نے پی شراب تو مین بیخبر ہوا

سرمے کی طرح چشم بتان مین نہ گھر ہوا
مین مثل میل سرمہ عبث دربدر ہوا

اے ترک تیری تیغ ہمارا گلا کہاں — اک یہ بھی اتفاق قضا و قدر ہوا

راہِ درازِ کوچۂ جلاد قطع کی — قصہ ہماری زیست کا یوں مختصر ہوا

فرصت ہی نہ گردشِ پست و بلند سے — سوئی کبھی جو پاؤں تو دوران سر ہوا

اللہ ری نزاکتِ جاناں کہ شعر میں — مضمون بندھا کمر کا تو دردِ کمر ہوا

کچھ خاک ہو گئی جو مجھ آوارہ کی شریک — چاک اک طرف کلال کو دوران سر ہوا

سختی سے کر جو ساز تو حاصل ہو سوزِ عشق — پتھر نے کھائی چوٹ تو پیدا شرر ہوا

پیسا کسی کی آنکھ کی گردش نے اس قدر — میں خاک ہو کے ذرۂ گردِ نظر ہوا

چلائیں بلبلیں جو چمن سے چلی بہار — نکلی دلہن جو گھر سے ہر اک نوحہ گر ہوا

نازک ہوں گو پہ رنج سہے ہم بھی بہت — پینے کو قطرۂ باراں شرر ہوا

شادی نے شکلِ گل ہمیں دکھلائی شکلِ غم — ہنسنا ہمارا باعثِ زخمِ جگر ہوا

پیری میں ہے یہ ضعف کہ پلکیں بھی جھپکتیں — صیدِ نگاہ طائرِ بے بال و پر ہوا

مضموں اگر رسا ہے تو آئیگا تا زباں — خود ہی ٹپک پڑے گا جو پختہ ثمر ہوا

ہوتی اگر نہ روح تو تھا خاک جسم میں — آئی دلہن جو گھر میں تو آباد گھر ہوا

کیا جانے نامہ بر نے کہا آ کے کیا امیر — ایسی خبر سنائی کہ میں بے خبر ہوا

دل میں مہماں خیالِ لبِ جاناں ہو گیا — آنکھ میں خوابِ پریشاں سنبلستاں ہو گیا

اس قدر شرمندہ پیشِ روئے جاناں ہو گیا — مہر گھٹ کر دامنِ شبنم میں پنہاں ہو گیا

دل کسی کا ہاتھ میں لانا ہے دولت کی کلید — یہ نگینہ جسکو ہاتھ آیا سلیماں ہو گیا

کیا ہماری گور پر ہے احتیاجِ روشنی — چار جگنو جب چمک نکلے چراغاں ہو گیا

دل نہ مجروحوں کے تڑپائیے قاتل کا بھلا — چٹکیاں رہ رہ گئیں خالی نمکداں ہو گیا

جا کے تنہا اور بھی صدمے اٹھانا تھا ہمیں — پھول جو پھولا مجھے داغِ عزیزاں ہو گیا

غیرتِ فردوس کل کیے بالونمین کنگھی کی کبھی
مثلِ سنبل تار تار اپنا گریبان ہوگیا

ضبطِ غم سے طرفہ دولت سرخروئی کی ہوئی
خون ہوکر دل مرا لعلِ بدخشان ہوگیا

عشقِ گیسو مین ہوا سامانِ غم سامانِ عیش
خواب آنکھون مین اگر آیا پریشان ہوگیا

اوسنے جب تیوری چڑھائی کر لیا مجکو شکار
گوشۂ ابرو کمانِ تیرِ مژگان ہوگیا

وجہ رسوائی نہ تھا دلمین نہ تھا جبتک کہ عشق
آگے مضمون لفظ کے جامے مین عریان ہوگیا

ہوش میخوارون کا بھی شاید کوئی سیماب تھا
آتشِ تر سے جو اے ساقی گریزان ہوگیا

اوجِ ہمت ہے بقدرِ بے سروپائی یہان
جسنے کی برباد خاک اپنی سلیمان ہوگیا

سوزِ غم مین کچھ نہ پوچھو حال تن کا میرے دل
جلکے یہ کاغذ شرارون سے چراغان ہوگیا

ای جنون کہتے ہین اسکو اتحادِ حسن و عشق
جب کھلا جوڑا وہان یان دل پریشان ہوگیا

قید مین آئے جب لختِ دل اشکون کے ساتھ
خانۂ زنجیر مین روشن چراغان ہوگیا

پھیر لاکھون کھائے میدانِ محبت مین امیر
دل تو تھا ہی شیر سینہ اب نیستان ہوگیا

اوجِ دولت اوسکا سوزِ ہجران ہوگیا
داغ سر پر خاتمِ دستِ سلیمان ہوگیا

خط جو نکلا بوسۂ رخسار آسان ہوگیا
کاروان آنے سے نرخِ حسن ارزان ہوگیا

اب کہانتک میرے تڑپانیکو چھیڑیگا نمک
ہر دہانِ زخم اے قاتل نمکدان ہوگیا

میری چشمِ تر سے ہمچشمی کا رکھتا تھا خیال
پانی پانی یہ ہوا بادل کہ باران ہوگیا

تم کھلے بالون جو آنکلے کبھی گلگشت کو
تختۂ نرگس چمن مین سنبلستان ہوگیا

جب بہار آئی جنون کے ہاتھ سے مانندِ گل
ٹکڑے دامن ہوگیا پرزے گریبان ہوگیا

دیکھ قاتل اپنے دیوانے کا جذبِ شوقِ قتل
جب گلے سے لگ گیا خنجر گریبان ہوگیا

وحشتِ گیسو مین جا نکلے سوے صحرا جو ہم
پیچ کھا کر جادۂ رہ مارِ پیچان ہوگیا

تھا مسلمان جب تلک مشتاق کافر تھا وہ بت
یہ ہوا کافر تو وہ ضد سے مسلمان ہوگیا

سوزنی پر مجھکو کانٹون نے بٹھایا دشت مین
شامیانہ سایۂ نخل مغیلان ہوگیا

تنگئی اونکی بناوٹ سے ہماری جان پر
پانچون مین گوکھرو کا تنکا تو پیکان ہوگیا

خوبرویون سے نہین خالی زمانہ ایکدم
مہر پیدا ہوگیا جب ماہ پنہان ہوگیا

کیا اثر ہے جو بہایا دلبر لعلین مین اشک
گرتے گرتے آنکھ سے لعل بدخشان ہوگیا

کیا تبسم نے ترے لی ہو رشک گل چھیڑ نمک
صحن گلشن مین ہر اک غنچہ نمکدان ہوگیا

ٹکڑے ٹکڑے ہوکے اڑجاتا ہے آتی ہے بہار
دامن گل بھی مگر میرا گریبان ہوگیا

عشقبازون سے بپھری رہتی ہے تو ای چشم یار
تجھسے برگشتہ بیجا ہر موسے مژگان ہوگیا

ضعف سے مین قیدیونکی طرح ہل سکتا نہین
ت پہ خم حلقۂ زنجیر زندان ہوگیا

حسرتین خون ہوگئین دل مین تو لایا عشق رنگ
داغ دل کا لالۂ گنج شہیدان ہوگیا

جب نقاب الٹی نگاہون کا ہوا ایسا ہجوم
پڑگئے پردے وہ رخ آنکھون کے پنہان ہوگیا

اونکا نظارا اسکو کہتے ہین ہجوم درد و غم
تنگئ دل سے سمٹ کر تیر پیکان ہوگیا

کیا رہین گلزار مین ہم وحشی نازک مزاج
نکہت گل سے دماغ اپنا پریشان ہوگیا

گل ہو غنچہ تو اوس سے صدا آئی امیر
جمع پھر ہوتا نہین جب دل پریشان ہوگیا

گل نیا ہر ایک نقش پا سے خندان ہوگیا
یار جس کوچے مین جا نکلا گلستان ہوگیا

تشنگان عشق کے لب بھی نہ ہونے پائے تر
وائے قسمت خشک وہ چاہ زنخدان ہوگیا

بوسۂ گیسو پر اوسنے ذبح کر ڈالا مجھے
ایک کافر کے لیے خون مسلمان ہوگیا

اے پری بل ڈیکے زلفونمین غضب تو نے کیا
اور بھی ہم قیدیون پر تنگ زندان ہوگیا

ہم دیوان مین یہ مضمون دل مردہ لکھے
صفحہ صفحہ تختۂ گور غریبان ہوگیا

کوچہ گردی مین دکھائی تیغ قاتل نے بہار
بسملون سے اوسکے ہر کوچہ گلستان ہوگیا

پڑگئی جسکی نظر اوسپر وہ دیوانہ ہوا
حسن انسان بلا ہے جان انسان ہوگیا

پنڈلیوں تک آب خجلت میں پری و غرق ہیں
آفتاب حشر وہ رخسار تاباں ہو گیا

سمت ہائے دل کی یہ کثرت ہے تیر دوز میں
کوڑیوں کے مول ہر لعل بدخشاں ہو گیا

وحشیوں کی پستی قسمت نے پھیلائے نہ پاؤں
جب گریباں کو لگایا ہاتھ داماں ہو گیا

دیکھ کر رنگ خزاں میں باغ کے در سے پھرا
ہر نہال خشک مجکو چوب درباں ہو گیا

آسیائے چشم لیلے نے یہ پیسا دشت میں
سخت مجنوں سرمۂ چشم غزالاں ہو گیا

مر گئے ایذائے فرقت سے ہوئی حاصل نجات
رفتہ رفتہ داغ مرہم درد درماں ہو گیا

کعبۂ دل کی زیارت کو طہارت تھی ضرور
تیر کو واجب وضو سے آب پیکاں ہو گیا

بیچ مجکو کیا مرے گھر تک کو قسمت نے دیے
ہر ستوں کھا کھا کے بل شاخ غزالاں ہو گیا

نامۂ اعمال ہے جب تک نہیں ملتا امیر
میرے ہاتھ آیا یہ اور میرا گریباں ہو گیا

بے نشانی کا میں ای صبح سزاوار نہ تھا
دہن یار نہ تھا کچھ کمر یار نہ تھا

فتنہ تھا قہر تھا جلوہ ترا اے یار نہ تھا
جب تلک دل کو سنبھالوں نہیں دلدار نہ تھا

جب کہا اوس سے شب غم کوئی غمخوار نہ تھا
درد نے اوٹھ کے کہا کیا یہ گنہگار نہ تھا

کیا بلا تھی نگہ ہوش ربا ساقی کی
اوٹھ گئی آنکھ تو کوسوں کوئی ہشیار نہ تھا

بات رکھ لی مری قاتل نے گنہگار نہیں
اس گنہ پہ مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا

تاب جلوے کی نہ آئی جو کسیکو تو کہا
خوب دیکھا تو کوئی قابل دیدار نہ تھا

جوش وحشت اسے کہتے ہیں کہ آئی جو بہار
ہاتھ ڈالا تو گریباں میں کوئی تار نہ تھا

صاف دو ہاتھ سروی کے اگر چل جاتے
پھر تمھیں مجھسے مجھے تم سے سروکار نہ تھا

آنکھیں پتھرا گئیں موسی کی نہیں تو سر طور
کچھ تجلی کے سوا پردۂ رخسار نہ تھا

لاش پر میری جو آئے تو ہے کیوں خاموش
دم اعجاز تو قفل دہن اے یار نہ تھا

وہ کھنچا گر تو کھنچا شان تھی معشوقی کی
ہے کھینچنا تجھے اے خنجر خونخوار نہ تھا

کیا ذرہ تجکو بلا دیکے فلک مجکو شکست — عہد ساقی مین نہ تھا تو یہ میخوار نہ تھا
خون ناحق سے بچایا تھا غضب کا لاکھا — لب معشوق سے کچھ کم لبِ سوفار نہ تھا
مجکو کیون پیچ مین لایا دم آرایش حسن — کچھ تری زلف کا طرہ تو مین اے یار نہ تھا

وقت پر مین نہوا کوئی امیر آکے شریک
یار سمجھا تھا مین جسکو وہ مرا یار نہ تھا

سارے جہان کا رنج مرے دل مین آگیا — کیا کوزہ تھا کہ جس مین یہ دریا سما گیا
کوثر کا جام کبھی ترے مقتول نے پیا — پر آب تیغ کا نہ زبان سے مزا گیا
کھائے تھے داغ جسکی محبت مین سیکڑون — دو پھول بھی نہ وہ سر تربت چڑھا گیا
بسمل تڑپ رہے ہین نکلتا نہین ہے دم — اک ہاتھ اور بھی نہ وہ قاتل لگا گیا
سامان عرس کا جو کیا یار نے تو غیر — چھپ کر نشان میری لحد کا مٹا گیا
سوجھی نئی طرح کی یہ گرمی کہ رات کو — صیاد آشیانہ بلبل جلا گیا
جاتا ہے نامہ لیکے کوئی نامہ بر تو کب — جانے کو گر کہا تو کبوتر اڑا گیا
اوس بت کا دل ہلا نہ عجب کا مقام ہے — نالہ کیا تو عرش خدا تھرتھرا گیا
توڑی تڑپ کے زخمی شمشیر عشق نے — ٹانکے جو آہنی بھی رفوگر لگا گیا
موسیٰ اسی پہ دعوی دیدار تھا تمھین — دیکھا جو کوہ طور پہ جلوہ غش آگیا
ہوش و حواس جانیکا اے دل گلہ نہ کر — تو رہ گیا بلا سے جو کچھ تھا گیا گیا
ابرو کا شوق کوچۂ قاتل مین لیگیا — کعبے کے حج کو مین طرف کربلا گیا
گرمی سے گور مین جو ہوے ہم عرق عرق — پنکھا نسیم خلد کا جھونکا ہلا گیا

نکلا خیال رخ مین نہین دل سے دود آہ
ابر سیہ امیر گلستان مین چھا گیا

بندہ نوازیون پہ خدائے کریم تھا — کرتا نہ مین گنہ تو گناہ عظیم تھا

باتین بھی کین خدا نے دکھایا جمال بھی
اللہ کیا نصیب جناب کلیم تھا

کیون تیغ ناز بھول گئی مجکو وقت قتل
مین بھی تو اک نیاز گذار قدیم تھا

مانگا جو میرے دل کو در گوش یار نے
دیتے ہی بن پڑا کہ سوال یتیم تھا

کیا رنگ اوسکے جاتے ہی گھر کا بدل گیا
دوزخ ہے آج کل جو ریاض نعیم تھا

ہم سے جو وہ کھنچا یہ گلے سے لپٹ گیا
قاتل سے بڑھکے خنجر قاتل کریم تھا

کیا کیا نہ آفتون کے رہے ہمکو سامنے
یارب شباب تھا کہ بلا سے عظیم تھا

بیٹھا جہان فقیر وہان فرش ہو گیا
سایہ مرا لیے ہوے میرے گلیم تھا

دنیا مین کچھہ قیام نہ سمجھو کرو خیال
اس گھر مین کتنے پہلے بھی کوئی مقیم تھا

اب کون ہے جو منزل الفت مین ساتھہ دے
دل بھی چھٹا رفیق جو اپنا قدیم تھا

پہونچے تو ہم بھی جلوہ گہ یار مین مگر
دو اک قدم بڑھا ہوا ایسے کلیم تھا

لاتے کبھی ہمارے قفس تک بھی بوے گل
ٹوٹا ہوا نہ پانون ترا اے نسیم تھا

ہوتا نصیب سے کہین نقد عیش کیا
زیر زمین بھی دور سپہر لئیم تھا

کیا چاہتا مین فیض کہ انجم سے آسمان
اک تودہ بلند عظام رمیم تھا

جسدن تھا مین چمن مین ہوا خواہ گل امیر
نام صبا کہین نہ نشان نسیم تھا

وہ دن گئے کہ مجھہ مین بھی فیض عمیم تھا
محفل مین شمع تھا مین چمن مین نسیم تھا

کچھہ اونکو زیب گوش کی چاہت تھی مگر
منظور پرورش تھی کہ گوہر یتیم تھا

آنکھین تھین اپنی نور تجلی سے آشنا
جسدن نہ طور تھا نہ وجود کلیم تھا

تیرے مریض غم کی نہین آج کچھہ خبر
سنتے ہین کل تو حال نہایت سقیم تھا

دنیا کا حال اہل عدم سے یہ مختصر
اک دو قدم کا کوچہ امید و بیم تھا

ہم اپنی دھن مین مست تھے کیا جانین شیرین
کس سمت کو جنان تھا کدھر کو جحیم تھا

سامان عفو کیا ہیں کہوں مختصر یہ ہے
بندہ گناہگار تھا خالق کریم تھا

آخر جو خم میں بیٹھ رہا شکل درد سے
تھی کچھ تو مصلحت کہ فلاطون حکیم تھا

واقف وہ حال سے ہو جو رکھتا ہو کچھ غرض
کیا جانیں ہم بخیل کہ حاتم کریم تھا

غش مجکو وصل میں نہیں آیا تھا ای پری
سرمست بوئے گیسوئے عنبر شمیم تھا

گلگشت میں نقاب الٹتے وہ رخ سے کیا
شرم آتی تھی صبا سے لحاظ نسیم تھا

رنگ چمن بہار میں بلبل سے پوچھیے
گل کا زمیں پہ پانوں نہ مثل نسیم تھا

الفت کی دل جلوں کو وہاں نیند آگئی
خس خانہ تھا کہ طبقۂ نار جحیم تھا

کرتا میں دردمند طبیبوں سے کیا رجوع
جس نے دیا تھا درد بڑا وہ حکیم تھا

دامان گل کو خود نہ چھوا ورنہ اے امیر
کچھ ڈر صبا کا ہمکو نہ خوف نسیم تھا

دل اپنا زیر سایۂ امید و بیم تھا
جس دن جحیم تھا نہ ریاض نعیم تھا

سوراخ کیوں ہیں سینۂ گوہر میں ای فلک
تبلا تو ہمکو کون گناہ یتیم تھا

اوسکو کہاں دماغ تجلی تھا طور پہ
سارا ظہور جسکو وہ شوق کلیم تھا

محشر میں لقمہ میں نہ ہوا کی غذائی غیر
مدت سے ورنہ کھولے ہوئے منہ جحیم تھا

تیری دوا سے اور مرا درد بڑھ گیا
شاید مرض سے ساز تجھے ای حکیم تھا

کیا جانیں کس غریب کی آتی تھی یہ لاش
ہنگامہ کل جو انکی گلی میں عظیم تھا

خود کہہ رہا تھا شوق میں گستاخ دل مرا
اصرار قوم سے جو کلام کلیم تھا

قاتل کے خط سے قتل کا ہوتا نہ کیوں یقین
عنوان نامہ آیۂ فتح عظیم تھا

کیسی شفا مرض میں کہ الٹی ہوئی دوا
سمجھے نہ ہم رقیب ہمارا حکیم تھا

تلخی زبان دوست سے دیتی ہے کیا مزہ
شیریں تھا خشک جو کلام کلیم تھا

ہم راز جب ہزار میں پہونچے کہ کچھ نہ تھے
دل کو جو خوف جمع عظام رمیم تھا

کیا سوال ہے یہ جو ہم پہونچے طور پر — سوزاں کہیں شجر تو کہیں غش کلیم تھا
روشن ہیں آفتاب سے اعجاز مصطفیٰ — اونگلی اوٹھی کہ ماہ فلک پر دو نیم تھا
کب مجھ سے مثل سایہ چھٹے ہیں جب کے پانو — پانچوں سواروں میں میں بزیہ کلیم تھا

اوس گل کا وصف چشم سے سنا میں کیا امیر
نرگس کا پھول باغ میں گوش صمیم تھا

ہر جگہ جوش محبت کا نیا عالم ہوا — آنکھ میں آنسو جگر میں داغ دل میں غم ہوا
میرے مرتے ہی زمانہ درہم و برہم ہوا — یہ خوشی پھیلی کہ شادی مرگ اک عالم ہوا
موت آئی درد فرقت سے ہمیں صحت ہوئی — بڑھتے بڑھتے زخم آخر زخم کا مرہم ہوا
آنسوؤں سے بیقراری میں ذرا تسکین تھی — بڑھ گیا اور اضطراب دل جو رونا کم ہوا
روز کی فریاد سے تنگ آ گئے تھے ہمقدم — خلق کو مژدہ ہمارا نالۂ ماتم ہوا
میں ترا ممنون ہوں اے گریۂ بے اختیار — جب پڑی مجھ پر مصیبت میں شریک غم ہوا
رازداری محبت کا میں کیا دعوی کروں — جس قدر ہمدم ہوا اتنا ہی محرم ہوا
وائے قسمت رہ گئی حسرت ہی لطف یار کی — بڑھ گئی شان تغافل کچھ جو غصہ کم ہوا
لیتے اپنے حال ابتر کے جو محشر میں کھلے — دفتر اعمال ہر دم برہم و درہم ہوا
چارہ گر کو لائے ہیں احباب بالیں کے لیے — لو ہمارا زخم جبکہ بھی قابل مرہم ہوا
کیا دوا کی جیب کے پہلو میں اوس کے تیر نے — درد دل بھی گھٹ گیا درد جگر بھی کم ہوا
مار ڈالا روز اول کی نگاہ لطف نے — ایک دم کا عیش ظالم عمر بھر کا غم ہوا
شور محشر بھی ہوا آ کر شریک تعزیت — دھوم سے میرے دل مرحوم کا ماتم ہوا
رات بھر رویا کیا بے یار میں گلزار میں — صبح گل کے پہلوں سے رخصت صورت شبنم ہوا

ہوش کی بھی اب تو کوئی بات کرتے ہیں امیر
کچھ تو وحشت نے کمی کی کچھ تو سودا کم ہوا

ہو نہیں وہ غم دوست جب غم نے کمی کی غم ہوا
کی شکایت تیغ سے جس سے زخم صدمہ کم ہوا

کسطرح ممکن تھی اظہار کرتا پیش یار
آج تک میں خود نہ اپنے راز کا محرم ہوا

لذت شرم گنہ تھی کب فرشتوں کو نصیب
یہ فراق چکھنے کو پیدا خلق میں آدم ہوا

میرے زخموں کی ہنسی پر تمکو رونا آگیا
یہ خوشی بھی کچھ خوشی تھی جسکا ایسا غم ہوا

تیرا دیوانہ جو آیا یہ ملایک نے کہا
انتظام عرصۂ محشر بھی لو برہم ہوا

نوک خنجر ہو کہ اے سفاک پیکان تیر کا
جو درے پہلو میں آ بیٹھا مرا ہمدم ہوا

اونچے اونچوں کی مرے گل نے مٹادی ہے نمو
چشمۂ خورشید گھٹ کر قطرۂ شبنم ہوا

ذبح کرتے ہو مجھے ایجان کس چھلے ہاتھ سے
واہ اچھے وقت میں غصہ تمھارا کم ہوا

تیغ زنگ آلود خنجر کند قاتل خرد سال
کیا کہوں مقتل میں وقت قتل کیا عالم ہوا

تنگ آ آکر دعا فرقت میں مانگی موت کی
حسرتیں بگڑیں مزاج آرزو برہم ہوا

جان قالب میں ہی مضطر دم خفا دل بیقرار
موت ہی آئی مزاج یار کیا برہم ہوا

دل جگر دونوں تھے میری جان کے دشمن مگر
جو گیا پہلو سے میرے مجکو اوسکا غم ہوا

رہ گئے وہ دو قدم چلکر مری میت کے ساتھ
پانوں میں پھندا اٹک کر گیسوے پرخم ہوا

روکنا فرقت میں اشکوں کا نہیں اچھا امیر
چار دن کے ضبط میں دیکھو تو کیا عالم ہوا

وہ کون تھا جو خرابات میں خراب نہ تھا
ہم آج پیر ہوے کیا کبھی شباب نہ تھا

شب فراق میں کیوں یارب انقلاب نہ تھا
یہ آسمان نہ تھا یا یہ آفتاب نہ تھا

لحاظ ہمسے نہ قاتل کا ہو سکا دم قتل
سنبھل سنبھل کے تڑپتے وہ اضطراب نہ تھا

اوسے جو شوق سزا ہے مجھے ضرور ہے جرم
کہ کوئی یہ نہ کہے قابل عذاب نہ تھا

شکایت اونسے کوئی گالیوں کی کیا کرتا
کسی کا نام کسی کی طرف خطاب نہ تھا

نہ پوچھ عیش جوانی کا ہمسے پیری میں
ملی تھی خواب میں وہ سلطنت شباب نہ تھا

دماغ بحث تھا کسکو وگرنہ اے ناصح
دہن نہ تھا کہ دہن مین مری جواب نہ تھا

وہ کہتے ہین شب وعدہ مین کسلیے پاس آیا
تجھے تو ہوش ہی اے خانمان خراب نہ تھا

ہزار بار گلا رکھدیا تہ شمشیر
مین کیا کرون تری قسمت ہی مین ثواب نہ تھا

فلک نے افسر خورشید سر پہ کیون رکھا
سبوے بادہ نہ تھا ساغر شراب نہ تھا

غرض یہ ہے کہ ہو عیش تمام باعث مرگ
وگرنہ مین کبھی قابل خطاب نہ تھا

سوال وصل کیا یا سوال قتل کیا
دہان مہین کے سوا دو سطر جواب نہ تھا

ذرا سے صدمے کی تاب اب نہین ہمین بھی ہمین
کہ ٹکڑے ٹکڑے تھا دل اور اضطراب نہ تھا

کلیم غش کرو حشر تک نہ ہوش آتا
ہوئی یہ خیر کہ وہ شوخ بے نقاب نہ تھا

یہ بار بار جو کرتا تھا ذکر مے واعظ
پیے ہوے تو کہین خانمان خراب نہ تھا

امیر اب ہین یہ باتین جب اٹھ گیا وہ شوخ
حضور یار کے منہ مین ترے جواب نہ تھا

کہا جو مینے کہ یوسف کو یہ حجاب نہ تھا
تو ہنس کے بولے وہ منہ قابل نقاب نہ تھا

شب وصال بھی وہ شوخ بیحجاب نہ تھا
نقاب الٹ کے بھی دیکھا تو بے نقاب نہ تھا

لپٹ کے چوم لیا منہ مٹا دیا انکار
نہین کا اونکے سوا اسکے کچھ جواب نہ تھا

مرے جنازے پہ اب آتے شرم آتی ہے
حلال کرنیکو بیٹھے تھے جب حجاب نہ تھا

نصیب جاگ اٹھے سو گئے جو پانون مرے
تمھارے کوچے سے بہتر مقام خواب نہ تھا

غضب کیا کہ اسے تو نے محتسب توڑا
ارے یہ دل تھا مرا شیشہ شراب نہ تھا

زمانہ وصل مین لیتا ہی کروٹین کیا کیا
فراق یار کے دن ایک انقلاب نہ تھا

تمھین نے قتل کیا ہے مجھے جو تنتے ہو
اکیلے تھے ملک الموت ہمرکاب نہ تھا

دعاے توبہ بھی ہمنے پڑھی تو مے پیکر
مزہ ہے ہمکو کسی شے کا بے شراب نہ تھا

مین روے یار کا مشتاق ہو کے آیا تھا
ترے جمال کا شیدا تو اے نقاب نہ تھا

بیان کی جو شبِ غم کی بیکسی تو کہا
جگر مین درد نہ تھا دل مین اضطراب نہ تھا

وہ بیٹھے بیٹھے جو دے بیٹھے قتلِ عام کا حکم
ہنسی تھی اونکی کسی پر کوئی عتاب نہ تھا

جو لاش بھیجی تھی قاصد کی بھیجتے خط بھی
رسید وہ تو مرے خط کی تھی جواب نہ تھا

سرورِ قتل سے تھی ہاتھ ہاتھ پانو مین جنبش
وہ مجھ پہ وجد کا عالم تھا اضطراب نہ تھا

ثبات بحرِ جہان مین نہین کسیکو امیر
ادھر نمود ہوا اور ادھر حباب نہ تھا

نامہ لیکر جو کوئی کوے بتان سے آیا
مین یہ سمجھا کہ ملک باغِ جنان سے آیا

میرے گھر مین جو کوئی اوسکے مکان سے آیا
چیخ اوٹھا کہ مین دوزخ مین جنان سے آیا

ای جرس تو تو نہین قافلے والون سے جدا
تیری آواز مین یہ درد کہان سے آیا

جانتا ہون وہ کماندار کشیدہ ہی بہت
گہ کبھی تیر بھی مجھ تک نہ کمان سے آیا

اب کوئی کعبے مین دم بھر بھی ٹھہر سکتا ہے
برہمن بہرِ طلب کوے بتان سے آیا

شغل رونے کا ازل مین بھی مجھے تھا ورنہ
نوح کے وقت مین طوفان کہان سے آیا

خبرِ مرگ مری دیر و حرم مین تو گئی
نہ یہان سے کوئی آیا نہ وہان سے آیا

بولتا کب ہے وہ سفاک پکارو نہین ہرا
کاش خنجر ہی کہے اپنی زبان سے آیا

مفتیون سے کہو لتر وہ اب کہتے ہین کیا
نعش و عین روزہ ماہِ رمضان سے آیا

دیکھکر اوس رخ و گیسو کو مین حیران ہون امیر
شب تاریک مین خورشید کہان سے آیا

مثلِ موسیٰ سامنے میرے جو تو ہو جائیگا
لن ترانی مین مقامِ گفتگو ہو جائیگا

عشق مین تازہ دماغ آرزو ہو جائیگا
رنگ اڑکر چہرۂ عاشق سے بو ہو جائیگا

ضبطِ گریہ مین نہین کرتا کہ رہتا ہے خیال
سوکھکر کانٹا نہالِ آرزو ہو جائیگا

پھوٹ ابل پڑنے کا ڈر کیا دون تجھے قد بوستان
سرو فوارہ کنارِ آب جو ہو جائیگا

ہو یہی رنگ ستم اوس خال عارض کا اگر
مشک کا دل نافۂ آہو میں لہو ہو جائیگا

ہو کبھی پیدا جو تاثیر حسن و عشق کی
ذرے ہم ہو جائینگے خورشید تو ہو جائیگا

آرسی پر کچھ نہیں موقوف اے آئینہ رو
جو تجھے دیکھیگا وہ میرا عدو ہو جائیگا

اف نکر اے دل زمانہ پیس ڈالیگا تجھے
کھا کے کوڑا اور ابلق تندخو ہو جائیگا

تم جو اوٹھ جاؤگے بزم عیش ہوگی بزم غم
بادۂ گلرنگ شیشوں میں لہو ہو جائیگا

دست قاتل سے بڑھیگا تیغ کا پانی فزوں
تا کمر ہے آج کل تک تا گلو ہو جائیگا

بعد مردن شرم عصیاں سے ہوں ایسا آب آب
خاک سے میری تیمم بھی وضو ہو جائیگا

میرے میخانے سے اے ساقی کہاں جائیگی عید
ماہ نو یاں ناخن دست سبو ہو جائیگا

محو آب و تاب دنداں ہوں پڑھوں کیونکر نماز
آب گوہر ہاتھ میں آب وضو ہو جائیگا

چھا رہی ہے دل میں میرے اس قدر اے یاس کیوں
دیکھ ظالم صفت خون آرزو ہو جائیگا

چار سو ٹکڑا اوڑیگا سر دیکھکر ابرو امیر
فرض اس کعبے میں سجدہ چار سو ہو جائیگا

اک جہاں بسمل ترا اے تندخو ہو جائیگا
چار ہی ہاتھوں میں شہرہ چار سو ہو جائیگا

جذب پر آمادہ گر اے شوق تو ہو جائیگا
خنجر قاتل مرا طوق گلو ہو جائیگا

طاقت دیدار کا دعوے ہو اہل دید کو
فاش پردہ ہوگا بے پردہ جو تو ہو جائیگا

اے تصور مجھ سے بخت تیرہ جاتا ہو کہاں
دل میں عکس زلف آئینے میں مو ہو جائیگا

ہو نہیں مجذوب خراباتی اگر توڑیگا جام
محتسب کا ہاتھ خود دست سبو ہو جائیگا

ہوں وہ بیکس شیشۂ مے کو کرونگا جب میں یاد
ہچکیاں لے لیکے بسمل کا گلو ہو جائیگا

میرے قلب صاف کے منہ پر نہ آئینہ چڑھے
آبرو مٹ جائیگی بے آبرو ہو جائیگا

یاس حرماں کے اگر جھونکے ہیں فرقت میں یہی
کوئی دم میں گل چراغ آرزو ہو جائیگا

جلتے جلتے ہجر میں ہوگی ہوس جلاد کی
گھٹتے گھٹتے درد دل درد گلو ہو جائیگا

کون سنتا ہے بیاں ایسی ہی تیرے حضور
ختم یہ جھگڑا خدا کے روبرو ہو جائیگا

ساتھ میرا تو نہ چھوڑا اے یاس پھر یار مین
اور بھی ویران دل بے آرزو ہو جائیگا

پھول ہی بلبل نہ پھولون پر دو روزہ ہے بہار
ایک جھونکے مین ہوا سے نکہت بو ہو جائیگا

بھولی باتون پر نہ بھول آئے جاوس گل سے کچھ دلا
دیکھنا گل اور رنگ گفتگو ہو جائیگا

عیب اصلی عارضی زینت سے چھپتا ہے کہیں
غازہ ملنے سے نہ زنگی خوبرو ہو جائیگا

فصل گل آنے تو دو فصد ونگا پھر کیا ہے شتاب
ظرف بھر بھر جائینگے پانی لہو ہو جائیگا

غیر اول مین سمجھتے ہین مجھے مٹتے جدا
قصہ یہ یکسو تمھارے روبرو ہو جائیگا

خوب گلرویون سے آتا ہے ہمارے دل کو لطف
رنگ مین یہ رنگ ہوگا بو مین بو ہو جائیگا

داغ حسرت گھر سے مین لیکر کہان جاؤن امیر
جانتا ہون گل چراغ آرزو ہو جائے گا

نہیں سنا ہی مجھ حزین کا پتا کہان کو ہی نازنین کا
غبار آسا نہیں کہین کا نہ آسمان کا نہ مین زمین کا

یہ طرز وحشت نئے رنگ با ندھا کہ ہو گیا وہ بہانہ کیونکر ہوا
زمین پہ جادہ فلک پہ جوزا نشان ہی چاک آستین کا

فراجو کاتب کو رحم آتا تو بخت بنا دہی مٹا تا
درست لکھتا تو ٹوٹ جاتا قلم ہمارے خط جبین کا

جہان ہے بلبل کے خون کا خنجر گواہ ہین گل برابر
نہین ہے یہ داغ لالہ تر پہ نقش ہے مہر کی نگین کا

یہ تیغے تیلے ہین یا ولیکے نہ آسمان کے نہ ہین زمین کے
نشان تک شکن جبین کے کھلا نہ مطلب خط جبین کا

تمہیں محبت ہے جسکا مطلب کدورت اوس دل کی ہو عیان کیسے
کہ ہو جہانتک ہے خم لباب پتا کہان ہے نشین کا

کیا تھا کیون دعا باطل لہو تھا اوس نے کیون مقابل
سزا ملی ہو گیا سیہ دل جو شکنا نہ غزال چین کا

یہ جو سلیمان کے جتنے رتبے تمہاری الفت کو تم کر گئے
یہ نقش حسب دل مین جھکے بیٹھے بلند ہو نام اوس نگین کا

کیا تھا نالہ کہا تھا شیون تمام سے تا اجل ہے وقت مرگ ان
قلم ہوئی ہے یہ مین گردن زبان پہ نعرہ ہے آفرین کا

قریب ہے یار روز محشر چھپے گا کشتو نشانہ قتل کیونکر
جو خیبر زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

عجیب مرقع ہے باغ دنیا کہ جسکا صانع نہیں ہے پیدا
ہزار ہا صورتین ہین پیدا پتا نہیں صورت آفرین کا

ہوا نہ دشوار جسکو مرنا اوسی گلی میں بچھا انہی ہزار
لکھا جو وصف ایک گلبدن کا تو رنگ پیدا ہوا نگین کا
کمال حاجت ہی شکوا کیا نہ عرس ایکدن ہما
اثر ہی گیسو کا یہ تمہارے کہ عطر آگین ہیں فرش سارے
نہیں ہی اتنے کہ ہم بتا ہی گنہ کی تعداد پیر ہو رہا ن ضعیفی
خدا سے جبتک نہو شناسا حریم دل کا ہی شوق بیجا
کہاں ہیں ایسے نصیب اپنے کہ ڈھونڈکے مضمون جواب لکھیے
ملا ہی جنکو دل مصفا پیر انکو بھی دیکھتے ہیں اچھا
جنون کا ہمپر ہی قطع جیتک قبا کہاں کی لباس کیسا
کسی آستانے پہ جا پڑا ہوں کہاں الٰہی نشین سا ہوں
کہاں کا کعبہ ہی دیر کیسا پتا ہی کوچے کا اوسکی پتا

نہ تھا مناسب غنچے کتا سوے پہ دوچار گز زمین کا
جو صفحہ ہی برگ یاسمن کا تو خامہ ہی شاخ یاسمین کا
سر سجدہ ہی ہجوم ہوتا کبھی حسینان مہ جبین کا
ورق ہے دیوان میں جو ہمارے وہ تختہ ہی عطر کی زمین کا
لگا ہی درہ جو مجھکو قاصد کسیکے گیسوے عنبرین کا
مکان کا تب پتا ملیگا کہ کچھہ پتا پاوے ہو مکین کا
اوڑے اڑے نامہ کے اوسنے پرزے کھلا لفافہ جو خط جبین کا
پھریگا عکس آئنے میں ہیکا ہزار اولٹا ہو خط نگین کا
ہمارا بازو ہی ملک شاہ پہونچا کسی طرح ہاتھ آستین کا
کہ سر نہ اوٹھی ہزار چاہوں یہ ربط ہی سجدہ و زمین کا
میں پوچھتا ہوں پتا کہیں کا نشان ملتا ہی ہم کہیں کا

امیر گھٹ یوں رہی خموشی گلے سے آواز تک نہ نکلی
خیال جس رات خواب میں بھی بندھا کسی چشم سرمگین کا

ہوا جو پیوند میں نگین تو دل ملا شاد تجھہ مہین کا
اگرچہ پیر ہیں ناتوان ہیں شباب کے کچھہ اثر عیان ہیں
فقط ہی تیرا خیال باطل کہ رہتی ہیں تو م حاصل
کہیں مکرر زبان کٹنا کوئی مخاطب نہیں ہی اصلا
کھلے ہیں یہ استخوان پیکر کہ پوست ہی پوست ہے سراسر
ہزار روز زمین میں ہیں زیر کر جو زیر زمین ہیں مرکے
جہانمیں ہیں ڈالے رسن بہت کم ازل کے پایال ہی یہ عالم
ہوئے ہیں ہوں محو ایسا چمن میں گھر کر جو امیر آیا

نہیں ارادہ نہیں کہیں کا کہ رہنے والا ہوں عرش بریں کا
نہیں ہی زمین جہریان ہیں نشان ہیں جبین یقین کا
درست وہ گر کبھی ایدل جو نقش اولٹا ہوا نگین کا
ہمارا اظہار غم ہی گویا سوال درویش رہنشین کا
کلاہ کا شک ہی مہر سر پگان ہی بازوے آستین کا
کھنچے دو دو رویہ زیبکہ نقشے بھرا ورق پشتہ زمین کا
کرلی فرشتوں نے خاک آدم سنا نہ شور ایک بھی یمین کا
سیاہ مستی میں ہیں یہ سمجھا جہاں ہی آب آتشین کا

سفر مبارک ہو آخرت کا بخیر انجام ہو خدایا
جو گھر سے نکلے مرا جنازا تو سامنا ہو کسی حسین کا

جو شعلہ بالا کا طور چمکا جھپک گئی جب سے چشم موسیٰ
بجھا ہوا تھا کوئی شرارہ تمہارے رخسار آتشین کا

کیا ہے اوس نے کنارا سر ور داغ کا ہو گوارا
لہو ہو میکشو ہمارا جو نام لو آب آتشین کا

سمجھ کے پھیر نہ آنے کہدو کوئی یہ دزد کفن سے یارو
برہنہ دیکھے نہ گور مجکو مین کشتہ ہون چشم سرمگین کا

ہوئی ہو تقدیر سے رہائی ضرور ہو قسمت آزمائی
کرینگے اوس پہ جبہہ سائی نشان جبتک ہے جبین کا

جو وحشت عشق مین کھینچی ایذا بندھا تصور ہمیشہ طرح کا
بھری جو چشم غزال صحرا دکھا دیا رنگ شہر بین کا

چمن مین غنچہ نہین کھلا ہے وہ گل یہان اتکو رہا ہے
یہ کوئی تعویذ کھل پڑا ہے اوسی کے بازوئے نازنین کا

اوسیکا پھیلا ہے نور سارا کہان کا خورشید عالم آرا
اگر ہے چمکا کوئی ستارہ لباس تار جبین کا

حسین چتون بانکی چھبین جان شیرین کے نذر لیلین
ہنسی ہنسی سے جو زہر مین فرو ہو سمجھو انگبین کا

جو دیکھی نرگس کی شرمساری بھری جو چشم آنسو کی جاری
نگاہ مین پھر گیا ہماری حجاب چشم سرمگین کا

عجب ہے آئینے کا مقدر کہ عکس افگن ہے چشم دلبر
قدم نکالا نہ گھر سے باہر شکار کھیلا غزال چین کا

جو تیغ ساعد ہوئی مقابل تڑپ گئی خلق مثل بسمل
الٹ گئی صف جو تو نے قاتل دلٹ پا گوشہ آستین کا

امیر دیکھا جو اوسکا نقشہ تو نقشہ یوسف کا دلسے اوترا
کہ نقش ثانی کے آگے ہوتا فروغ کیا نقش اولین کا

ردیف بای موحدہ

سیکھ کر مجھ نالہ کش سے طرز افغان عندلیب
ہے چمن گلشن مین ہوئی ایسی خوش الحان عندلیب

ہون وہ عاشق تند و رفتکا جو گلشن سے چلون
فاختہ پکڑے مرا دامن گریبان عندلیب

رحم گر یون پھول بیدردی سے گلچین توڑا
سر پہ نالون سے اوٹھا لیگی گلستان عندلیب

فصل گل آنے تو دو اوڑ جائیگی لیکر قفس
خانۂ صیاد مین دو دن ہے مہمان عندلیب

برق آسا ہے فروزان خندۂ گل باغ مین
چاہیے مرسلے اپنے شگون کا باران عندلیب

چھوڑ کر تیرے رخ رنگین کو اے رشک چمن
گل پہ مرتی کیسلیے ہوتی جو انسان عندلیب

فصل گل مین پھول دکھلائین جو پہونچا جمال
کیون نہو پھر دم کش مرغ سلیمان عندلیب

عاشق کامل کو وصلت مین زیادہ ہی ملال
فصل گل مین بیشتر ہوتی ہی نالان عندلیب

کون گل ہی جو رخ گلرنگ پر عاشق نہین
تو وہ گل ہے جسپہ ہی سارا گلستان عندلیب

جو پسند آجاے عاشق کو وہی معشوق ہے
سرو پہ قمری فدا ہے گل پہ قربان عندلیب

اوڑکے گل خود شوق مین پہونچا بہت دو ہاتک
کسلیے گلچین سے ہے دست و گریبان عندلیب

توڑ کے جوڑی جو اپنے ہاتھ کی اوس گل جدا
مول لے دیکر زر گل دستگردان عندلیب

شوق مین لالو کے جانے باغ مین وہ گل اگر
لال ابھی ہو خون گل مین ہو سکے غلطان عندلیب

قابو سے ہتیا دمین آتی کبھی ممکن نہ تھا
دام کو سمجھی ترا گیسوے پیچان عندلیب

وہ بھی دن آئے کہ او تیرے قفس مین کبھی
اے گل تیر دلمین رکھتی ہے یہ ارمان عندلیب

فاتحہ خوانی کو جب وہ گلبدن آیا امیر
نکلے سب ساکن شہر خموشان عندلیب

کیا ہنسی ہو گریۂ عشاق مضطر کا جواب
سوچ رکھو کچھ سوال روز محشر کا جواب

وردیا ہوگا شکست کاسۂ سر کا جواب
غافلون کو دیگی میری لاش ٹھوکر کا جواب

منھ چڑھاتا ہے مرا کیا آئینے مین دیکھ تو
تجکو دیتا ہے دہن تیرا برابر کا جواب

شوق سے لکھیں مرے عصیان فرشتے باذن
ایک رحمت اوسکی ہی اس سارے دفتر کا جواب

ایکدن وہ میرے گھر ہے ایکدن وہ اوسکے گھر
تیر کی قسمت بھی ہے میرے مقدر کا جواب

جب مین کہتا ہون کہوگے کیا خدا کے سامنے
کہتے ہین تمکو بتا دین روز محشر کا جواب

نرم دل سے نرم دل ہین سخت گو سے سخت گو
شیشے کا شیشہ یہان پتھر ہے پتھر کا جواب

بیزبان ہی گوش یارون کی گرمی کہتا ہے
اے زبان تو اوسکے بدلے دی برابر کا جواب

اوسنے خط بھیجا جو مجکو ڈاک پر ڈالا گیا
یار کیا کرتا نہ تھا میرے مقدر کا جواب

ہارے ہفت و دولت مجھے بحث عشق مین
تھا تو تھا پر دیا نے بہتر کا جواب

منھ چڑھاؤ اور کا تیوری چڑھاؤ اور پر
آئینہ ہون منھ پہ دونگا مین برابر کا جواب

کس لیے ڈرتے ہو ہنگامے سے آؤ تو سہی
پاؤن کی خلخال دیگی شور محشر کا جواب

پھینکدو خط لکھکے قاصد جو تم نہ اوٹھو
اڑکے آئیگا جو ہے میرے مقدر کا جواب

منھ کی کھائی سیکڑون بال آئینے مین پڑ گئے
لیکے آیا تھا تری زلفِ معنبر کا جواب

رہ گیا خاموش وہ بت بیدہالی سے امیر
یاد تھا کوئی سوال جانِ مضطر کا جواب

ہے خموشی ظلم چرخ دیو پیکر کا جواب
آدمی ہوتا تو ہم دیتے برابر کا جواب

جو بگولا دشت غربت مین اوٹھا سمجھا یہین
کرتی ہے تعمیر ویرانی مرے گھر کا جواب

ساتھ تیغ ہجر کے چلیگی وقت ذبح اپنی زبان
جان دینے واسطے دیتے ہین برابر کا جواب

کہہ کے کہتا ہون جو مین ٹھوکر لگا ہے وہ بت
پاؤن اوسکا جھٹکے دیتا ہے مرے سر کا جواب

ابر کے لکے نہ اونچے ہین مرے سیلِ اشک سے
خشک مضمون ہے شکلِ مصرعِ تر کا جواب

وہ کھنچا تھا مین بھی کھنچ رہتا تو بنتی کس طرح
سر جھکا دینا تھا قاتل تیرے خنجر کا جواب

جیتے جی ممکن نہین اوس شوخ کا خط دیکھنا
بعد میرے آئیگا میرے مقدر کا جواب

شیخ کہتا ہے برہمن کو برہمن اوسکو سخت
کعبہ و بتخانہ مین پتھر ہے پتھر کا جواب

روز دکھلاتا ہے گردون کیسی کیسی صورتین
بت تراشی مین ہے یہ کافر بھی آذر کا جواب

ہر جگہ قبر گدا تکیے مین ہر جا گور شاہ
ایک گھر اس شہر مین ہے دوسرے گھر کا جواب

جلوہ گر ہے تو جہتی ہونے سے یکتائی امیر
سایہ بھی ہوتا اگر ہوتا پیمبر کا جواب

پلا ساقیا ارغوانی شراب
کہ پیری مین دے نوجوانی شراب

وہ شعلہ ہے ساقی کہ رشک کی طرح
اوڑا دیتی ہے ناتوانی شراب

کہان بادۂ عیش تقدیر مین
پیون مین تو ہو جائے پانی شراب

نہ لایا ہے شیشہ نہ جام و سبو
پلاتا ہے ساقی زبانی شراب

کہان عقل برنا کہان عقل پیر
نئے سے ہے بہتر پرانی شراب

مرے چہرۂ زرد کے عکس سے
ہوئی ساقیا زعفرانی شراب

ہوے مست دیکھا جو پھولون کا رنگ
پیالون مین تھی ارغوانی شراب

کہان چشمۂ خضر کیسے خضر
خضر مین مری زندگانی شراب

خضر ہون اگر مین تو جا کر پیون
سر چشمۂ زندگانی شراب

گلستان ہی پھولون سے کیا لعل لعل
پلے ساقیا ارغوانی شراب

عجب ساقی گندمی رنگ ہے
کہ پرتو سے بنتی ہے دھانی شراب

رہے طاق پر پارسائی امیر
پلائے جو وہ یار جانی شراب

لائیگا رنگ خون دل اعدا کب
آئیگی اس چمن مین الٰہی بہار کب

رویا ہمارے حال پر ابر بہار کب
بیٹھا زمین پر اوٹھکے ہمارا غبار کب

اوٹھیگا میری خاک سے یارب غبار کب
آئیگا ہاتھ گوشۂ دامان یار کب

مقتل سے وہ پھرے تو قضا نے یہ عرض کی
حاضر ہوا اب حضور مین یہ جان نثار کب

داغون سے دل چمن ہو کرون ضبط آہ کیا
رکتی ہے روکنے سے نسیم بہار کب

ناصح خوشی سے کون اوٹھاتا ہے بار عشق
کرتا ہے کوئی آپ سے جبر اختیار کب

ٹھنڈی ہوا ہے ابر ہے ساقی ہے نہر ہے
کھیلوگے میکشو بط مے کا شکار کب

ہمکو ملا کے خاک مین بھی جب ہوئے نہ صاف
جائیگا پھر حضور کے دل سے غبار کب

کہتی ہے مرغ دل سے یہ وہ چشم فتنہ گر
بچتا ہے زد پر آکے ہمارا شکار کب

کیا کیجیے گلہ کہ نہ آیا وہ دفن کو
مرنے کا میرے اونکو ہوا اعتبار کب

مین خاک بھی ہوا تو ہوئی خاک گردباد
گردش تھمیگی اے مرے پروردگار کب

محشر مین ایک ایک سے ہم پوچھتے پھرے / آخر تمام ہوگا غم انتظار کب

آئے ہما کو بھی نہ مرے استخوان پسند / خوش ہوگا انکو کھا کے سگ کوی یار کب

برہم نسیم کوچۂ جانان ہی کس لیے / تعظیم کو اوٹھا نہ ہمارا غبار کب

جسکا دماغ ہی ترے جوڑے کی بو پرست / سونگھے وہ بوے نافۂ مشک تتار کب

ہم کیا سمجھکے یار سے رکھین امید قتل / کرتا ہے عاشقون مین وہ ہمکو شمار کب

یارب نگاہ بھر کے وہ دیکھینگے کب ادھر / ہوگا یہ تیر میرے کلیجے کے پار کب

مین تو تڑپ تڑپ کے ہوا عشق مین تمام / آئیگا چین تجھکو دل بیقرار کب

کیا بیکسی کا شکوہ کرون مین فراق مین / آتا نہین ہے گریۂ بے اختیار کب

جو تجکو جانتے ہین فلک کا شریک غم / کرتے ہین شکوہ ستم روزگار کب

مرنے کو منع ہم نہین کرتے مگر امیر
سوگند مرگ کی تو اونکو ہوا اعتبار کب

ردیف تاء فوقانیہ

کیون نہ کھٹکے مجھے جو خار ہی ہے چمن دوست / دوست کے دوست کا دشمن ہی جو ہی دشمن دوست

دیکھکر ربط گل و خار یہ امید ہوئی / شاید آجاے مرے ہاتھ مین بھی دامن دوست

مثل یعقوب مری آنکھین بھی روشن ہوجائین / لا کسی روز صبا نکہت پیراہن دوست

طرف کعبہ نہ جا حج کے لیے ناداں ہی / غور کر دیکھ کہ ہی خانۂ دل مسکن دوست

ملک الموت سے کہدو کہ نہ تکلیف کرین / مرگ آسان ہی مگر کون سنے شیون دوست

شاخ صندل پہ ہوا مار سیہ کا دھوکا / دیکھکر کاکل پرپیچ پس گردن دوست

اے جنون یان کوئی بیکار رہا جاتا ہی / یا گریبان ہے مرے ہاتھ مین یا دامن دوست

ہم تو نظارے سے محروم خدا کی قدرت / آئینہ اور تماشاے رخ روشن دوست

رہ گیا شوق مری لاش کو پامالی کا / گرم جولان نہ کسی روز ہوا توسن دوست

بہ وصیت ہی کہ کفن مجکو اوتی کا دینا / لا نقصہ آجاتے جو اوترا ہوا پیراہن دوست
لیکے گردون نے بنایا ہی اوسیکو مہ نو / گر پڑا تھا جو کوئی نعل سم توسن دوست
عکس ہر عضو کا ہر عضو مین کیونکر پڑے / کہین آئینے سے بڑھکر ہی صفائے تن دوست

کیون نہ ملبوس پہ فانوس کا دھوکا ہو امیر
شمع روشن سے زیادہ ہی تپش تن دوست

ایک ہی میرے خضر اور سفر کی صورت / گھر مین ہون گھر سے نکلکر بھی نظر کی صورت
چشم عشاق سے پنہان ہو نظر کی صورت / وصل سے جان چرائے ہو کمر کی صورت
ہون وہ بلبل کہ جو صیاد نکالے مرے پر / گر گئے پھول ہر اک شاخ سے پر کی صورت
تیرے چہرے کی ملاحت جو فلک نے دیکھی / پھٹ گیا حسرت سے دل شیر سحر کی صورت
جھانک کے روزن دیوار سے وہ تو کیا / لگیا کھول کے آغوش مین در کی صورت
تیغ گردن پہ کہ ہی سنگ پہ آہن دم تیغ / خون کے قطرے نکلتے ہین شرر کی صورت
کون کہتا ہی ملے خاک مین آنسو میرے / چھپ رہی گرد یتیمی مین گہر کی صورت
نہین آتا ہی نظر المدد اسے خضر اجل / جادۂ راہ عدم ہو سے کمر کی صورت
پڑگئین کچھ جو مرے گرم لہو کی چھینٹین / اوڑ گئی جوہر شمشیر شرر کی صورت
قبر ہی مادی غربت مین بنے گی اکدن / اور کوئی نظر آتی نہین گھر کی صورت
خشک سیرون تن شاعر کا لہو ہوتا ہی / تب نظر آتی ہے اک مصرع تر کی صورت
آفت آغاز جوانی ہی مین آئی مجھ پر / بجھ گیا شام سے دل شمع سحر کی صورت
جلوہ گر بام پہ وہ مہر لقا ہے شاید / آج خورشید سے ملتی ہی قمر کی صورت
دہن یار کی توصیف کٹھن منزل ہی / چست مضمون کی بندش ہو کمر کی صورت
نوبہار مین غم ہے عجب روز افزون / بڑھتی جاتی ہی گرہ دل کی ثمر کی صورت
ہون بگولے کی طرح سے مین سراپا گردش / رات دن پاؤن بھی چکر مین ہین سر کی صورت

جب کھلا تفسیر سے مضمون جنات نعیم
مین یہ سمجھا ہی یہ قرآن مین بیان کوی دوست

میرے اشکون سے جو دریا موج زن ہو رات دن
مردم آبی بنے ہین رہروان کوی دوست

ہے نیا عالم ہی اس عالم سے وہ عالم جدا
دوسری کچھ ہین زمین و آسمان کوی دوست

جب قدم رکھا زمین پر آسمان پر جا چڑھا
بارہا ہمنے کیا ہے امتحان کوی دوست

نامہ بر مین جانتا ہون پر بتا سکتا نہین
دل مین ہے لب تک نہین آتا نشان کوی دوست

چاہتے ہو داب لو اسکو بغل مین ای امیر
بوستان سعدی کی ٹھہرا بوستان کوی دوست

ردیف ثاے مثلثہ

گریہ بے سود ہی نالے دل ناشاد عبث
دادرس کوئی نہین شکوۂ بیداد عبث

کھنچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کے ساتھ
حوصلہ وار لگانے کا ہی جلاد عبث

اشک تک آتا ہے یان ضعف سے اک جاتا ہے
رنگ بھرنا مرے نقشے مین ہے بہزاد عبث

بندہ ہون تیری محبت کا مین جاؤنگا کہان
بند کرتا ہی قفس مین مجھے صیاد عبث

ایک مشتاق شہادت بھی تو جوہر نہ ہوا
تجھ مین جوہر ہین یہ اے خنجر فولاد عبث

وہ گل آیا ہے نہ آئیگا کبھی گلشن مین
سرو قد اوٹھتے ہین تعظیم کو شمشاد عبث

داد بھی دیگا وہی جسنے یہ کی ہے بیداد
دوڑتی پھرتی ہے ہر سو مری فریاد عبث

لاکھون گھر اوجڑے ہین دلمین مرے کیا کہنا ہی
کرتی ہے خانہ خرابی اسے برباد عبث

عمر رفتہ یہ تاسف سے نہین کچھ حاصل
وہ نہین بھول گئے کرتے ہین ہم یاد عبث

سنکے درد دل عشاق یہ کہتا ہے وہ بت
سنیے اللہ کے ہو مجھسے ہے فریاد عبث

بال بال اوسکا گرفتار بلا ہوتا ہے
بندۂ عشق کو سب کہتے ہین آزاد عبث

جان دی کام مین معشوق کے سب کچھ پایا
کون کہتا ہے کہ تھی محنت فرہاد عبث

انبیا تک رہے پابند شریعت کے امیر

ظاہر تھی قید سے گھبراتے ہیں آزاد عبث

ردیف جیم

آنے سے تیرے یاس ہوئی مجھکو یار آج
کل تک ترا تھا موت کا ہے انتظار آج

مجنوں کی قبر سے جو اٹھا پھر غبار آج
گزرا ادھر سے کیا کوئی محمل سوار آج

تم بھی بناؤ کرکے چلو سیر باغ کو
نکھرا ہوا ہے رنگ عروس بہار آج

قاتل جو یہ ہیں روز ترقی ہے حسن کی
کل سو ہوئے تھے قتل مرینگے ہزار آج

ہاں سچ ہے قید بوسہ گیسو کی ہے سزا
کل کھاتے ہیں وہ مجھ سے غبار آج

کل تک تو میرے سایے سے تم بھاگتے تھے
بیٹھے ہو پاس آکے کہو کیا ہے یار آج

حسرت سے بعد مرگ بھی آنکھیں کھلی ہیں
سمجھے تھے ہم کہ ختم ہوا انتظار آج

مد نظر بتوں کو مرا امتحان ہے اب
رہجائے آبرو مری پروردگار آج

قاضی برہنہ سر ہے تو زخمی ہے محتسب
شاید کہ پی رہے ہیں بہت بادہ خوار آج

مشتاق قتل کون ہوا بات کو نثار
کہتا ہے تیرے کوچے میں ہیں کسکا مزار آج

ہمدم دراز ہے شب فرقت تو غم نہیں
شب بھر رہے ہیں شانہ گیسوے یار آج

کھینچے ہوے ہیں تیغ وہ بڑھ بڑھ کے جھک کے قدم
اے دل یہی تو وقت ہے ہمت نہ ہار آج

روتا ہے باغبان در گلشن پہ زار زار
شاید چمن سے ہوتی ہے رخصت بہار آج

کانٹوں میں لیچلا ہے جنوں مجھکو کھینچتا
باقی رہیگا ایک نہ دامن میں تار آج

کل تک لکھا تو نہیں بھی صاف مٹا دیا آسماں
باقی کہیں کہیں ہے جو نقش و نگار آج

قاتل نے ہاتھ روک لیا کیا غضب کیا
مایوس ہوگیا دل امیدوار آج

رہ رہ کے ہچکیاں مجھے آتی ہیں کیوں امیر
کرتے ہیں یاد کیا وہ مجھے بار بار آج

گلگشت کر رہا ہے جو وہ گلعذار آج
پھرتی ہے باغ باغ نسیم بہار آج

پھولیگا خون سے دشت مین پھر لالہ زار آج
چھالون سے چھیڑ کرتی ہے پھر نوک خار آج

اوسے وہ ہنکر دیکھ کے چشم سیاہ کا
آئینہ کھیلتا ہے ہرن کا شکار آج

تڑپا رہی ہے تجھ مین لذت وصال کی
کل پی تھی جو شراب ہوا اوسکا خمار آج

جاگا ہون عمر بھر کا ذرا اب تو سو رہون
کہدو رہے خموش چراغ مزار آج

میری تڑپ کو دیکھ کے ایسی ہے بیقرار
مشتاق صبح خود ہے شب انتظار آج

جھنجھلا کے بوسہ لب جانبخش پر کہا
کچھ موت تو نہین ترے سر پر سوار آج

حورین جنان مین بیٹھی ہین دامن بچھا کے
اوٹھتا ہے کسکی خاک سے یا رب غبار آج

گر محو خواب راحت کو ہوگا سحر یہ یار
ہر نقش پا بنیگا چراغ مزار آج

مین نکہت رہا ہون لاکھون مین ہمرہِ دل
گھر سے چلے ہین آپ کھیلتے ہین شکار آج

منظور کسکا قتل ہے تیغ نگاہ سے
پھر پھر کے دیکھتے ہو کسے بار بار آج

سکتے مین زیر سایۂ انگور نالہ کش
ساقی چمن مین پھیری پڑی ہے پکار آج

وہ کیا شب فراق مین کوئی نہ آئیگا
بیفائدہ ہے موت کا بھی انتظار آج

پہلو مین غیر کے ہے مقرر وہ جان جان
دل کو کسی طرح نہین آتا قرار آج

کل تک سواری آئیگی یقین ہے بہار کی
نکلا ہے پیش خیمۂ ابر بہار آج

سر پر ہے ابر ساقی و مطرب ہین سامنے
اللہ رے جوش رحمت پروردگار آج

قدمون پیا دو سبکے [illegible] ڈھا دیا
کیا کام آگیا ہے دل بیقرار آج

کل تک سا جو کچھ دکھایا ہے دکھلا یہ سبکے
دکھلائے کیا مشیت پروردگار آج

پر وشکے پر پھوٹ کے کیون آڑا امیر
دیکھو تو ٹوٹی ہے کوئی کیا نوک خار آج

سے جلے تمہارے سے رخ آتشین سے دامن صبح
یہ اشتعال ہے ساحل پہ سکتے آئینگا

یہ شعلہ وہ ہے جو بجھا ہے برق خرمن صبح
سر حباب ہے اونچا بلند گردن صبح

خیال زلف میں کرتے ہیں ہم تری کا سفر
لپٹ نہ جائے کہیں اوڑ کے مار رہزن موج

یہ خوف ہے تری ابرو کی تیغ کا قاتل
کہ آج تک نہیں جاتا ہے رعشۂ تن موج

عبث ہے تجھکو قریبوں سے چشم دادرسی
سنے نہ بحر میں گوش حباب شیون موج

ہمارے رونے پہ آتی نہیں کسے رقت
حباب روتے ہیں آنکھوں پہ رکھکے دامن موج

یہ خوف ہے تری تیغ نگہ کا دریا میں
کہ چشم مردم آبی ہے نیم جوشن موج

فقط نہ دیدۂ تر سے نگوں ہے چشم حباب
خمیدہ شرم سے ہو لی ہے گردن موج

ذلیل ہے سمجھے بحر کس خطا پہ امیر
حباب کا نہ مخالف ہو کیوں یہ دشمن موج

دینار کی نہ مجھکو درم کی ہے احتیاج
بس تیری اک نگاہ کرم کی ہے احتیاج

خط عذار یار رقم سے لے رقم ہوا
اس خط کو کیا دوات و قلم کی ہے احتیاج

دل اپنا کیفیت ہی میں ہے جام جہان نما
کب میکشوں کو ساغر جم کی ہے احتیاج

اشکوں کے ساتھ عشق میں لازم ہے آہ بھی
جو ہے سپاہ اوسکو علم کی ہے احتیاج

ہم سینچتے ہیں آنسوؤں سے دل کی کشت کو
اے ابر کسکو تیرے کرم کی ہے احتیاج

بے احتیاج کوئی نہیں اس جہان میں
ناوک کو پر کی تیغ کو دم کی ہے احتیاج

ہر سنگ سجدہ گاہ ہے شوق جبیں کو
ساجد کو دیر کی ہے نہ حرم کی ہے احتیاج

کب جیب میں ہوں طالب تحفہ ذرا کرم
ان کو اگر ہے سنگ شکم کی ہے احتیاج

وعدہ کیا ہے اوسنے تو آئیگا وہ امیر
سمجھا اوس سے قول کی نہ قسم کی ہے احتیاج

ردیف حاے حطی

آزما لو دل کو حسرت آزمانے کی طرح
گر زمیں تھم تو بدلتے ہو زمانے کی طرح

دیدہ و دل میں مرکھا ہے کیا او تخم تم
رنگ پیدا کر زمیں میں دانے کی طرح

صورت آئینہ اے دل تا کجا دیدار حق
خاک چھانی اب کوچۂ گیسو میں شانے کی طرح

درد دل کہوں تو وہ عاشق کا دہ سنتے ہی نہیں
اور جو سنتے ہیں تو سنتے ہیں فسانے کی طرح

ناوک انداز نگہ ابھی نہیں بیٹا کہ جھانک
اور نہ جانے دیکھنا کوئی نشانے کی طرح

بادہ خوار و تمکو کیا خورشید محشر کا ہے خوف
چھا رہا ہے ابر رحمت شامیانے کی طرح

جب کبھی آتا ہے دل میں تیری چتون کا خیال
چوٹ پڑتی ہے جگر پر تازیانے کی طرح

چشم فتان اوسنے کی ہے اگر ارشاد ہو
ہم بھی کچھ نیرنگ دکھلائیں زمانے کی طرح

دیکھیا اسے برق تکلیف اور کہو جگر آشیں
پھونک دے تمکو بھی میرے آشیانے کی طرح

تم تو آتے ہی قیامت کرتے ہو [illegible]
دل میں آتے ہو تو آؤ گھر میں آنے کی طرح

او جنون اب بھی دکھلا کوئی عالم [illegible]
تنگ ہو جیسے یہ عالم قیدخانے کی طرح

دست [illegible] سر اپنا اسکو
ہمیں بھی کچھ کچھ ہے تیرے آستانے کی طرح

چار دن کو کیسی طرح آشیان اے عندلیب
ڈالیوں پر کاٹ دیں دن آشیانے کی طرح

او کمان ابرو ادھر بھی سرسری کوئی نگاہ
تیر کے مشتاق ہم بھی ہیں نشانے کی طرح

دلکو آجاتا ہے یاد سوزن مژگان کی چبھن
زخم میں ابھی ہر [illegible] ٹانکے لگانے کی طرح

کیسے بیدرد ابیں زمانے کے اطبا ہیں امیر
حال بیماروں کا سنتے ہیں فسانے کی طرح

جس دن وہ رشک مہر نے منہ دکھایا صبح
تا روز حشر شام نہ ہو اے خدا سے صبح

پیر مغان کی بزم میں [illegible] کہا شیخ
جنت میں جیسے شام نہیں [illegible] صبح

[illegible] ہے گرم ہو
کیا سرو سر چلتی ہے ساقی ہوا صبح

ایسا [illegible] تمام رات وصل
کیا دوستو جو شام ہو پیدا [illegible] صبح

اے جان [illegible] عکس میں [illegible]
اس [illegible] نشاط [illegible] صبح

ایسا شب فراق کیا [illegible] منتظر
آنکھیں [illegible] صبح

پوچھو نہ کچھ جوانی و پیری کی سرگذشت
یہ ماجرائے شام ہے وہ ماجرائے صبح

صبح شب وصال یہ روتا ہوں میں کہ ہو
شام شفق ہے سرخ سراپا ردائے صبح

شادی کی رکھ امید جو غم کا ہو سامنا
بعد سواد شب ہے ظہور ضیائے صبح

مشکل سے ہوتی ہے شب فرقت اگر تمام
ڈرتا ہوں کوئی اور نہ فتنہ جگائے صبح

صورت شب وصال کی آئی ہو کب نظر
تاثیر ایک دن نہیں کرتی دعائے صبح

چھٹتے ہی صبح گھر سے سدھارا وہ مہروش
کیوں آتش شفق سے نہ مجھکو جلائے صبح

میرے جنون کا پنجۂ خورشید میں ہے رنگ
کرتا ہے چاک چاک ہمیشہ قبائے صبح

بیجا ہے دخل غیر شب وصل سے امیر
دروازہ بند کیجیے آنے نہ پائے صبح

ردیف خائے معجمہ

کیا کیا پیا ہے دیکھ کے رنگ شراب سرخ
غصے سے ہو گیا ہے رخ آفتاب سرخ

ہر رنگ اصل فرع نہ ہوگی کسی طرح
گل ہو ہزار سرخ نہ ہوگا گلاب سرخ

کشتہ جو تھا میں ایک بت سرخ پوش کا
ہاتھ آئی حشر میں مجھے فرد حساب سرخ

ہم دل جلوں کا سینہ ہے پیمانے کا جواب
واں ہے شراب سرخ یہاں ہے کباب سرخ

رہتا ہے دل میں یاد وہ گلرنگ کا خیال
ساقی ہے نہ کیوں مری چشم پر آب سرخ

غازہ جو اوسنے رات کو منہ پر لگا لیا
مانند آفتاب ہوا ماہتاب سرخ

فرقت میں یاد وہ رخ گلگون جو آگیا
خون روئے اسقدر کہ ہوا فرش خواب سرخ

قاصد سمجھ گیا میں یہ ایما ہے قتل کا
شنجرف سے لکھا مجھے اوسنے جواب سرخ

چھو لے جو اپنے دست نگاریں سے وہ نگار
یاقوت کی طرح سے ہو گوہر خوشاب سرخ

چھپتا ہے نور عارض گلگوں یہ اسقدر
ہو جاتی ہے سفید بھی اوسکی نقاب سرخ

اوبھرا جو اوس نگار کا جوبن شباب میں
دریا سے حسن میں نظر آئے حباب سرخ

پر تو ہے ترے شان جمال و جلال کی — ہے روئے مہ سفید رخ آفتاب سرخ
مخمور آنکھیں یہ نہیں ساقی کی میکشو — بلور کی پیالیوں میں ہے شراب سرخ
خونریزیاں ٹپکتی ہیں قاتل کی وضع سے — جوڑا لگے ہیں سرخ کمر میں ہے داب سرخ
مہندی لگا کے ہاتھ جو دھوئے وہ گلبدن — پانی ہو کیوں نہ طشت میں مثل شہاب سرخ

مطلب نہیں امیر کو حور و قصور سے
ساقی ہو سبزہ رنگ الٰہی شراب سرخ

ردیف دال مہملہ

کون اوٹھائیگا تمھاری یہ جفا میرے بعد — یاد آئیگی بہت میری وفا میرے بعد
ہوں وہ نالاں کہ ہوا انکے لیے مرنیکی منتی — چین سے سوئیگی سب خلق خدا میرے بعد
جتنا جی چاہے بلاؤں میں پھنسا لو مجکو — کوئی پاؤگے نہ مشتاق بلا میرے بعد
ہے وصیت مری مرقد پہ یہ لکھدیں احباب — کہ کرے کوئی کسی سے نہ وفا میرے بعد
شکر ہے کچھ تو محبت میں ہوا رنگ اثر — تین دن اونے لگائی نہ حنا میرے بعد
کون ماتم میں ہے یوں دل کا جلانیوالا — گل ہوئی شمع مزار شہدا میرے بعد
ضعف میں ہے تن مجنوں بھی یہ لیکن — ہے وہ عالم میں تو انگشت نما میرے بعد
مرگیا زندہ میں صنم تیری فراموشی پہ — یاد کرنا نہ مجھے بہر خدا میرے بعد
تھا وہ بلبل کہ جگر میں مرے کانٹا کھٹکا — چمن حسن میں جو پھول کھلا میرے بعد
خون ہر اک کے بہت ہاتھ ملے قاتل نے — نہ چڑھا پر نہ چڑھا رنگ حنا میرے بعد
تھی مرے دم سے فقط اوسکے ستم کی تیزی — نہ رہے جوہر شمشیر جفا میرے بعد
میرے مرتے ہی ملا خاک میں یہ اوج جنوں — دشت میں کوئی بگولا نہ اوٹھا میرے بعد
نگہ ناز سے مارا نہ کسی کو اوس نے — یار سے کھنچ نہ سکی تیغ ادا میرے بعد
خوش خطوں نے نہ کسی کو بھی کیا زیر و زبر — یک قلم چھوٹ گئی مشق جفا میرے بعد

زینت محفل ارباب سخن تھا ہیں امیر
نہ رہی رونق بزم شعرا میرے بعد

موت پھر جاتی ہے آنکھوں میں اگر آتی ہے نیند — رات بھر درد سے ہی مر کے مجھکو کھلاتی ہے نیند
ہجر میں مجھ تک جو آتی ہے تو گھبراتی ہے نیند — مانگ کر پلکوں کے پیر آنکھوں سے اوڑجاتی ہے نیند
دیکھتا ہوں اونکی پلکوں کو جو آجاتی ہے نیند — جاگ کر دیوانہ جیسے تنکے چنواتی ہے نیند
ہجر کی شب ایک تو یوں ہیں نہیں آتی ہے نیند — اور یک بات سے تیرے تا صبح اوڑ جاتی ہے نیند
درد دل کہتا ہوں میں جب رات کو کہتے ہیں وہ — ختم کیجیے یہ کہانی اب نہیں آتی ہے نیند
تیرے جگنو کا اگر آنکھوں کو بند تھا ہے خیال — کر یک شب تاب بنا تجھ سا اڑجاتی ہے نیند
ایکدم کو تو کرم فرما اگر ہو ہجر میں — اے اجل دیکھوں تو پھر کیونکہ نہیں آتی ہے نیند
جاگتے میں جو فرشتوں کو نہیں آتا نظر — وہ تماشا خواب میں انسان کو دکھلاتی ہے نیند
جانتے ہو بند کیوں ہوتی ہیں آنکھیں وقت خواب — اہل بینش چشم پوشی تمکو سکھلاتی ہے نیند
لیٹتا ہوں روز یہ کہکر میں مشتاق جمال — آج دیکھوں سیر کیا کیا مجھکو دکھلاتی ہے نیند
غفلت پیری ہے اب بھی نوجوانی تک ترنگ — رات کے جاگے ہوئے کو جیسے آجاتی ہے نیند
غافلوں کا اور غافل میری صحبت نے کیا — آگئی غفلت کو غفلت نیند کی ماتی ہے نیند
ڈرتی ہے میرے سرہانے میں جو آتی ہوئی — موت کو ہمراہ لے لیتی ہے تب آتی ہے نیند
خواب میں ہر شب نظر آتے ہیں کیا کیا ماہم — اختر طالع کو میرے روز چمکاتی ہے نیند
چشم وا ہے شام سے ہر چند دروازے کی طرح — کیا ہجوم رنج ہے آنے نہیں پاتی ہے نیند
عین غفلت میں ہیں خوش اس طرح یہ اہل جہان — جیسے ہنس چلتے ہیں لڑکر انکو جو آجاتی ہے نیند
سخت جان ہوں ہجر میں ٹلتی ہے گر تیغ اجل — یوں اوچٹ جاتی ہے وہ جیسے اچٹ جاتی ہے نیند
ہیں تو کیا محفل میں اوسکی جاکے سو جاتے ہیں پانون — نرم بستر پاکے کیسے پاؤں پھیلاتی ہے نیند
ہجر میں آرام کیسا ہم بھی شب بیدار ہیں — کام کیا راحت کا کیوں تکلیف فرماتی ہے نیند

ہجرِ جانان مین جو سو غمزدن سے آتی ہے امیر
خفتگانِ خاک کی صورت سلا جاتی ہے نیند

چشمِ موسیٰ کو رہے برقِ سرِ طور پسند
ہمکو اوس چہرۂ پر نور کا ہے نور پسند

جتنے میوے چمنِ دہر مین ہین اون سب مین
تیرے مجروح کو ہے زخم کا انگور پسند

شکل ملتی ہے تری زلفِ سیہ سے کچھ کچھ
کیون نہو ہمکو سوادِ شبِ دیجور پسند

اور نغمون سے نہین ترم جہان مین کچھ کام
اپنے کانون کو تو ہے نغمۂ منصور پسند

کاش جراح چھڑک دے کہین تھوڑا سا نمک
میرے زخمون کو نہین مرہم کافور پسند

تیری تعریف کے ہین کان ہمارے مشتاق
ذکر لیلےٰ کا نہ شیرین کا ہے مذکور پسند

تیرہ دل چاہین نہ کیون سارے جہان مین اندھیر
شپرہ کو ہے سوادِ شبِ دیجور پسند

ہون مین شاعر ہے مجھے شعر سے رغبت ایسی
جسطرح مست کو ہو بادۂ انگور پسند

کیون کہی بات جو کہنے کی سزاوار نہ تھی
خود ہوا دار پہ رہتا تجھے منصور پسند

اک نظر میرے دلِ صاف کو دیکھے جو کبھی
آئینے کو نکرے وہ بتِ مغرور پسند

کاٹ کر راہ مرے گھر کی چلے اور طرف
یہ طریقہ نہین مجھکو کسی دستور پسند

تنگ آیا ہون بہت اہلِ وطن سے مین امیر
کیون نہو دل کو وطن سے سفرِ دور پسند

آفت ہے یون جہان مین اہلِ ہوس کے گرد
ہو عنکبوت گھات مین جیسے مگس کے گرد

پھولونکا ڈھیر روز لگاتے ہین گلفروش
رہتا ہے پھول والونکا میلا قفس کے گرد

گھیرے ہین درد و غم دلِ نالان کو عشق مین
یہ قافلے کا قافلہ ہے اس جرس کے گرد

ساقی وہ بادہ خوار ملامت پسند ہون
ساغر بکف پھرا ہون مین ہر عسس کے گرد

گھیرے ہین تیغِ یار کو ایذا کشانِ عشق
مظلومون کا ہجوم ہے فریادرس کے گرد

دوران سرِ الفت لب کا یہ حکم ہے
بیمار بنکے پھرتے ہین مسیحا نفس کے گرد

سر پھر گیا کسی کی پلک یاد آگئی
دیکھا کبھی بھنور کو جو چکر مین جس کے گرد

عالم تمام بحث عقول عشر مین ہے
کیا سیر ہے کہ ایک زمانہ ہے دس کے گرد

سودے زلف مین ہین عزیز جہان ہوا
ایسا نظر آیا کہ پھرا سانپ ڈس کے گرد

حسرت ہے دید گنبد مولا کی اے امیر
آنکھوں کی پتلیان ہون تصدق کلس کے گرد

پہونچا نہین کوے بت دلخواہ مین قاصد
کیا جانے کہان بیٹھ رہا راہ مین قاصد

اک چاند کے ٹکڑے کو لکھا بیٹھے خط شوق
لیجا مرے نالے کو شب ماہ مین قاصد

مکتوب مین اوس چاہ زنخدان کی کر تعریف
ڈرتا ہے نہ کہین ڈوب مرے چاہ مین قاصد

اوس بت نے نکالا تھا اگر شہر تلک آتا
کیون بیٹھ رہا خانۂ اللہ مین قاصد

کیسا چمن کوچۂ جانان مین گیا جلد
ٹھہرا نہ کہین مثل صبا راہ مین قاصد

لیکر خبر یار پھرے جلد الٰہی
بھیجا ہے بڑے صدمۂ جانکاہ مین قاصد

خط لیکے گیا ہے کئی گذرے ہین مہینے
آتا ہے ادھر دیکھیے کس ماہ مین قاصد

خط اوسنے لکھا سچ ہے یہ کہتا تو قسم کو
بہل حضرت عباس کی درگاہ مین قاصد

ڈھیلی ہے کمر کس کے ذرا باندھ دوبارہ
گر جائے نہ خط کھل کے کہین راہ مین قاصد

خط لیکے چلتے ہی ہوئے وہ ادھر آپ روانہ
ہوتا ہے اثر کچھ بھی مری آہ مین قاصد

بھیجا تھا امیر اوسکو تو اک بت کی گلی مین
سیدھا گیا اللہ کی درگاہ مین قاصد

ردیف دال مہملہ

خنجر قاتل نکر اتنا روانی پر گھمنڈ
سخت کمظرفی ہے اک دو بوند پانی پر گھمنڈ

شمع کے مانند کیا آتش زبانی پر گھمنڈ
صورت پروانہ کر سوز نہانی پر گھمنڈ

ہے اگر شمشیر قاتل کو روانی پر گھمنڈ
بسملون کو بھی ہے اپنی سخت جانی پر گھمنڈ

تازا وٹھا نیکا ہو اوسکے حوصلہ ہو جان نثار
اب تلک تجھکو ہی زور ناتوانی پر گھمنڈ

نوبت شاہی سے آتی ہو صدا شام و سحر
اور کرلے چار دن اس دار فانی پر گھمنڈ

دیکھیا او ناداں کہ پیری کا زمانہ ہو قریب
کیا لڑکپن ہے کہ کرتا ہے جوانی پر گھمنڈ

چار ہی نالے ہمارے سنکے چپکی لگ گئی
تھا بہت بلبل کو اپنی خوش بیانی پر گھمنڈ

عفو کے قابل مرے اعمال کب ہیں اے کریم
تیری رحمت پر ہے تیری مہربانی پر گھمنڈ

شمع محفل شامت آئی ہو تری خاموش ہو
دل جلونکے سامنے آتش زبانی پر گھمنڈ

طبع شاعر آسکے زوروں پر کرے کیونکہ ثنا
سکو ہوتا ہے جوانی میں جوانی پر گھمنڈ

چار سو جون میں ہماری چشم تر کے رہگیا
ابر نیسان کو بھی تھا دُر فشانی پر گھمنڈ

دیکھنے والوں کی آنکھیں آئینہ دیکھی نہیں
حق بجانب ہو اگر ہے لن ترانی پر گھمنڈ

عاشق و معشوق اپنے اپنے عالم میں ہیں مست
وان نزاکت پر تو یان ہو ناتوانی پر گھمنڈ

تو بھی کلمہ ترا پڑھوا کے چھوڑونگا اے صنم
زاہدوں کو ہی بہت تسبیح خوانی پر گھمنڈ

سبزہ خط جلد یا رب رخ پر اوسکے ہو نمود
خضر کو ہے اپنی عمر جاودانی پر گھمنڈ

گور بھی کہتی ہو عبرت قیصر و فغفور سے
کیوں نہیں کرتے ہو اب صاحبقرانی پر گھمنڈ

رہی ہی تاثیر آب خنجر جلاد میں
چشمہ حیوان نہ کر تو اپنے پانی پر گھمنڈ

حال پر اجداد و آبا کے تفاخر کیا امیر
ہیں وہ ناداں جنکو ہی قصے کہانی پر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

کیا روکے قضا کے وار تعویذ
قلعہ ہے نہ کچھ حصار تعویذ

چھوٹی میں ہے مشکبار تعویذ
یا فتنہ روزگار تعویذ

دونوں نے نہ درد دل مٹایا
گنڈے کا ہو رشتہ وار تعویذ

کیا ناد علی میں بھی اثر ہے
چاروں ٹکڑے ہیں چار تعویذ

ڈرتا ہوں نہ صبح ہو شب وصل
ہے مہر وہ زر نگار تعویذ

ہمکو بھی ہو کچھ امید تسکین
کھولے جو تپ ہشیار تعویذ

پتال کو خط ہمارا بھی پہونچی
گاڑا اتہ پاسے یار تعویذ

حاجت نہیں اونکو نور تن کی
بازو پہ ہیں پانچ چار تعویذ

کھلکے وہ نہ آئے فاتحے کو
دیکھا جو سر مزار تعویذ

پی جاینگے گھول کر کے آپ
ہے نقش نہ خاکسار تعویذ

اے ترک ٹلیں بلائیں سر کی
اک تیغ کا خط ہزار تعویذ

ڈرتے ہیں کہ کنگنوں سی لازم
لایا تو ہے سادہ کار تعویذ

اکسیر کا نسخہ اوسکو سمجھوں
کھولے جو ترا غبار تعویذ

مجمع ہے امیر کی لحد پر
بیکس کا ہوا اشتہار تعویذ

چوٹی ہیں اگر ہے بار تعویذ
لا میرے ہی سر سے بار تعویذ

یان حب کے تو پانچ چار تعویذ
وہان بغض کے ہیں ہزار تعویذ

ہی مار سیاہ اوسکی چوٹی
ہیں سانپ کا زہر نگار تعویذ

گھبرا اونکے گئے تو ہنسے گاڑے
چارون کدیون میں چار تعویذ

لکھے مرے خون سے جو قاتل
دکھلائے نئی بہار تعویذ

جاتی نہیں ہجر کی تپ جاں
ناحق ہے گلے کا ہار تعویذ

قاتل نے لکھا جو کوئی پرزہ
سمجھا میں جگر فگار تعویذ

چاندی ہوئی اوسکی جب دیا حکم
سونے میں مندھے سنار تعویذ

ہو ایک سپر نہ تیغ غم کی
ہیکل میں جو ہوں ہزار تعویذ

لو تار نظر مری اگر ہے
ڈورے کا امیدوار تعویذ

کیوں رشک سے دل جلے نہ میرا | ہو اوس سے جو چمکدار تعویذ
چوٹی نے ترے جو سر چڑھایا | ہے صاحب افتخار تعویذ
باندو سے صنم کہاں کہاں تو | اللہ رے ترا وقار تعویذ

اللہ رے امیر سوز فرقت
جل جاتا ہے برق وار تعویذ

ردیف رائی مہملہ

دل پہ داغ کا مسکن نہیں ہی اوسکی گیسو پر | اوگا ہے پھول لانے کا یہ گویا شاخ سنبل پر
ہجوم ایسا ہوا گلشن میں اوسکے قد دلجو پر | گرے ہے سرو لب جو ٹوٹ کر سرو لب جو پر
الٰہی شکر رتبہ میرے خط شوق نے پایا | عوض تعویذ کے باندھا ہی اوسنے اپنی بازو پر
کہاں جاتا ہی اپنی فکر سے اوس چشم کا جادو | یقیں ہی صید ہو ڈالا ہے گھوڑا ہمنے آہو پر
سنبھل سکتا نہیں ہی سرو فرط ناتوانی سے | اگر تکیے سے اوٹھتا ہے تو آ رہتا ہی زانو پر
امید قتل ترک چشم سے کچھ کچھ توقع تھی | بڑھا کر دست مژگاں رکھدیا ہی تیغ ابرو پر
یہ شوق قتل تھا مجکو کہ مقتل میں گلا رکھکر | کبھی شمشیر کے نیچے کبھی شمشیر کے اوپر
پرستش سے بت پندار کی اوسکو ہی کب فرصت | مسلماں کیا سمجھکر طعنہ زن ہوتے ہیں ہندو پر
مرے رونے نے فرقت میں ڈبایا ایک عالم کو | بہائے ابر نے دریا مرے ایک ایک آنسو پر
چمک جاتا ہے درد دل زیادہ ہجر ساقی میں | اگر برسات میں شب کو نظر پڑتی ہی جگنو پر
اگر رخصت ہی ہی مد نظر اتنا ٹھہر جاؤ | کہ اپنے داغ دل کی اشرفی باندھوں میں بازو پر
در جاناں پہ مطلب تھا یہ میرا لغزش پا سے | گرا اِس حیلے سے رکھدوں ہاتھ دروازے کی بازو پر
خبر مجکو نہیں ہی اے سگ جاناں تعجب ہی | سگ اصحاب کہف آیا ہمارے لاش کے اوپر
پڑا خط بھی نہ میرے تن پہ میری نحیف جانی سے | تفاخر تھا بہت قاتل کو اپنے زور بازو پر

امیر انجام کا کب دھیان رہتا ہی محبت میں

مسلمان ہوکے ہم عاشق ہوئے اک طفل ہندو پہ

فقط کتا نہیں ہیں شعر اوس مصرع گیسو پہ
رباعی اک نئی ہوتی ہے موزون چار ابرو پہ

نہیں خال سیہ جو ہے نمایان اوسکی ابرو پہ
نشیمن زاغ نے آکر بنایا شاخ آہو پہ

وہ شاہِ حسن تل بیٹھے تو یہ اوج شرف بخشے
کہ صدقے ہو ہما پھر پھر کے شاہین ترازو پہ

مرض مین اوسکے گھر جاکر عیادت کا غرور اوٹھا
دعا ہمنے پڑھی جب ہاتھ رکھکر اوسکے بازو پہ

معطر مغز جان تک ہو جو پھیر داغ دل سونگھین
چمن مین مست ہین کیا بلبلین پھولونکی خوشبو پہ

سلام اوس ترک کا لینا ہی ایما قتل کا شاید
کہ رکھتا ہی وہ پیشانی کے بدلے ہاتھ ابرو پہ

ہوا ہین سینہ زن فرقت مین سینہ کرکے یاد اوسکا
خیال آیا جو زانو کا تو مارا ہاتھ زانو پہ

ہی وحشت ہی مجکو وحشیون سے انس ہے ایسا
کہ آنکھین دشت مین ملتا ہون نقش پای آہو پہ

خیال ناوک مژگان نے یہ سوراخ ڈالے ہین
کہ تودے کا گمان ہوتا ہے مجکو اپنے پہلو پہ

گرے تھے نہر گلشن مین کبھی دو اشک گرم اپنے
حباب انکو نہ سمجھو ہین یہ چھالے لب جو پہ

نہایت تنگ ہے قاتل ہماری سخت جانی سے
کہ تن پر خط نہین پڑتا کوئی اوس دست بازو پہ

کیا دلکو جلاکر خاک اپنے نے وہمہ
بڑی مشکل سے پایا قبضہ اوسکی تیغ ابرو پہ

ملے بازو اگر اوس ترک نے دست حنائی سے
جمایا طایر رنگ حنا نے رنگ بازو پہ

بہت کرتا تھا رم جب سامنے آیا وہ صید افگن
نہ سوجھا کچھ پھنسے حیرت کے پردے چشم بازو پہ

صدف کی کیا حقیقت ہی اگر اوسمین نہو گوہر
نہ کیونکر آبرو ہو آنکھہ کی موقوف آنسو پہ

پس مردن یہ بختی ہمکو رفعت بیقراری نے
چھپے ہم خاک کے نیچے گئے افلاک کے اوپر

بڑھا جاتا ہے تجسے دیکھہ کو سون ناقہ لیلے
سوا رائے قیس تو بھی کیون نہین چڑھتا ہی آہو پہ

سہی قد یاد آتے ہین جو گلشن مین خرامان بھی
بھر آتی ہین امیر آنکھین مری قمری کی کوکو پہ

کیا قصہ جب کچھ کہون اونکو چلکر
دلی بات ہونٹھون مین منہہ سے نکل کر

گرا مین ضعیف اوسکے کوچے کو چل کر
زمین رحم کر تو ہی پہونچا دے ٹل کر

نہی سیر دیکھو سوے قاف چل کر
سر راہ بیٹھی ہین پریان نکل کر

ادھر کی نہو جاے دنیا ادھر کو
زمانے کو بدلو نہ آنکھین بدل کر

وہ کرتے ہین باتین عجب چکنی چکنی
یہ مطلب کہ جو بیٹھ ہو کوئی پھسل کر

وہ مضطر ہون نہین کیا مرے ساتھ گھڑیون
تڑپتا ہے سایہ بھی کروٹ بدل کر

یہ کہتی ہے وہ زلف عمر خضر سے
کہ مجھ سے کہان جائیگی تو نکل کر

گلستان نہین ہے یہ بزم سخن ہے
کہو شاعرون سے کہ پھولین نہ پھل کر

غضب اوج پر ہے مری بیقراری
زمین آسمان بن گئی ہے اوچھل کر

پڑا تیر دل پر جو منھ تو نے پھیرا
نشانہ اوڑایا ہے کیا رخ بدل کر

نہ آئینگے وہ آج کی شب بھی شاید
کہ تارے چھپے پھر فلک پر نکل کر

جو پہلو و شیشو بزم گلزار مہکے
گل آئے ہین پوشاک مین عطر مل کر

چھپا کب بہت خاک ظالم نے ڈالی
شفق بن گیا خون میرا اوچھل کر

کمر بال سی ہے نہ بچکے یہ ڈر ہے
جوانی پر اے ترک آنا نہ بل کر

حضور اوسکے باتین جو کین ڈرتے ڈرتے
کھڑا ہو رہا دور مطلب نکل کر

چھپے حرف گیری سے سب عیب میرے
ہوئی پردہ ہر بات مین تہ نکل کر

وہ ہون لالہ سان سوختہ بخت میکش
کہ مے ہو گئی داغ ساغر مین جل کر

کہے شعر امیر اوس کمر کے ہزارون
مگر رہ گئے کتنے پہلو نکل کر

یہی سوز دل ہے تو محشر مین جاکر
جہنم اوگل دیگا مجھکو نگل کر

پڑی بیچ اوچھی وہ تلوار چل کر
گئی کس طرف موت کمبخت ٹل کر

نہ وحدت سے مطلب نہ کثرت سے مطلب
نہ گھٹ کر ہون قطرہ نہ دریا اوبل کر

تری بات بھی تیر ہے ناوک افگن
گڑی بھی میرے دل مین زبانسے نکل کر

جو شام شب ہجر دیکھی تو سمجھے
قضا سر پر آئی ہے صورت بدلکر

جہان مین نہ کی قدر غم جب کسی نے
پشیمان ہوا میرے دلسے نکل کر

سخن اوس بت کا شاید نکلتا ہے پتھر
کہ قدمون پہ گرتی ہین نظرین پھسل کر

جلا تھا مرا دل جو پروانہ آسا
کہا شمع نے بھی شعر و اونکو جل کر

جلانے کو دل داغ سینہ ہے حاضر
مگر تو ہی اے داغ پہلو بدل کر

جو کھینچیگا بھی تیر سینے سے ظالم
تو پیکان سے لیجائیگا دل بدل کر

اونھین آج دیکھا تو دوڑین نگاہین
گئی آنکھین اونسے بھی آگے نکل کر

یہ میری طرف پاؤن محفل مین کیسے
ذرا آو ہیئت سے بیٹھو سنبھل کر

عزیزا ہے قدر نقد جان کیون ہے دل
خدا دے جو ہمت تو نذر اجل کر

بشر کیون نہو بیوطن ہوکے مضطر
تڑپتی ہے دریاسے مچھلی نکل کر

وہ بسمل ہون جب ہاتھ قاتل نے کھینچا
گلے پر مرے گر پڑی تیغ اوچھل کر

مرا دل بھی آئینۂ انجمن ہے
دکھاتا ہے سو رنگ صورت بدل کر

قدم جب خوشی نے در دل پہ رکھا
صدا غم نے دی دیکھ ظالم سنبھل کر

امیر اہل مسجد سے اظہار تقوے
ابھی آئے ہو میکدے سے نکل کر

دکھائی ادا طرفہ ظالم نے چلکر
وہ بیٹھا گرا سر پہ شانے سے ڈھل کر

ارادہ ہے خود اونسے پوچھون مین چلکر
یہ خط کسنے پھاڑا کہ قاصد نے چلکر

جو برسات مین تا در یار پہونچے
بہانہ کیا خود گرے ہم پھسل کر

توقع ہے دھوکے مین آکر وہ پڑھ لین
کہ لکھا ہے نامہ اونھین خط بدل کر

کہین محتسب چونک اوٹھے نہ غش سے
تو جا بوے مے میکدے سے نکل کر

یہ مہر و مہ و لالہ و گل نہ سمجھو
دکھاتے ہین جلوے وہ شکلین بدل کر

زمین پر نہین پانوں رکھتا ہے قاتل
کہو خون دامن پکڑ لے اوچھل کر

وہ تیر نگہ پر واز ہے عمر انسان
دکھاتی ہے یہ تین شکلین بدل کر

سنبھالا جو پیر مغان نے تو کیا غم
بلا لیگی پھر دختر رز مچل کر

کھنچے دل نہ کیونکر حسینوں کی جانب
جو پارہ بھی دوڑے کنوئین سے نکل کر

دم فکر ہے دھیان کس خوبرو کا
کہ سانچے مین آتے ہین مضمون ڈھلکر

پڑا ہے جو پے آب چاہ زنخدان
ہوا کیا عرق تیرے رخ سے نکل کر

نفس دار کی ایک جا آمد و شد
کہ مقصود اپنا ٹھکانا تھا چلکر

حسین کیون نہ جوش جوانی کو روئین
کہ جوبن مٹا اشک کی طرح ڈھل کر

وہ مقتل ہے تیرا کہ آتے ہین قاتل
جوان دوڑ کر گھٹنیون طفل چلکر

نہ جائے کبھی وار قاتل کا خالی
جگر دب رہے روک لے دل دہلکر

یہ خواہان ہر شئی نگین بے نشانی
نہ جائے نگین نام ہے نکل کر

مرے قتل سے وہ کمر کب ہے منکر
خطر کیا ہے بیٹھی ہے کیون ناف ٹل کر

یہی سوز غم ہے تو اشکون کی صورت
کسی روز یہ جب ٹپکیگا دل پگھل کر

امیر اپنے تن کی بڑھی یہ حرارت
کہ جون ہوگئی خاک ساقی سے جلکر

نہ جاتا تھا اوس تک کبوتر دہل کر
روانہ کیا روغن قاز مل کر

تھکے مدتون راہ مین سب کے چل کر
وہ در تک بھی آئے نہ گھر سے نکل کر

شب تار ہو جائیگا روز روشن
زمانے کو بدلو نہ آنکھین بدل کر

کرے وہ جو بندے کی اپنی حفاظت
تو یوسف جوان بیڑیون مین ہو ملکر

ضعیفون کو ہے باعث زیست بستر
گرٹتا ہے عکس آئنے سے نکل کر

ذرا گرم نظروں سے دیکھے جو ساقی
ابھی مے سے پتلا ہو شیشہ پگھل کر

لگا رہے دو در سے بیتاب دل کو
کہاں جائے بازو سے مچھلی نکل کر

گریں گرم آنسو جو دریا میں میرے
صدف میں گہر پھر ہو قطرہ پگھل کر

عجب خاک تیرہ بھی ناگن ہے موذی
کہ لے غم ہے بچوں کو اپنے نگل کر

مے گرم سے نے کر دیا گرم ساقی
صراحی پیالا کوئی شور سے نکل کر

یقین ہے کہ پھر جان ہی لیں یہ موذی
جو بیٹھیں کبھی مثل چیچک نکل کر

جو وہ اٹھ چلے اہل محفل تو کیسے
پکڑ لے سپند اسکا دامن اچھل کر

رقیبوں سے کیا راہ ہے ڈاکیوں کو
کہ دیتے ہیں مجکو خط اوسکا بدل کر

وہ مجنوں ہوں شب کو جو صحرا میں بھٹکوں
چراغ سر راہ ہو گھانس جل کر

ابھی جان دیدوں جو دے مجکو مٹی
غبار اوس ستمگر کے دل سے نکل کر

اوٹھا ایدل آنکھوں سے اتنا نہ طوفان
کنوئیں بیٹھ جاتے ہیں اکثر ابل کر

نظر چشم دل کو وہ بے پردہ آئے
جلایا جو پردوں کو آنکھوں نے جلکر

جھنکائی لحد گلرخوں کو فلک نے
پری کس شکنجے میں نازوں کی پل کر

مرے آنسوؤں نے مجھے بخشوایا
بڑے کام آئے یہ لڑکے مچل کر

کہو میرا مرنا اوس گلبدن سے
مٹا دے نہ رنگ حنا ہاتھ مل کر

وہ لاغر تھا میں ہفت قلزم میں ڈوبا
گرا آنکھ سے ایک آنسو جو ڈھل کر

امیر آسمان بھی کھلاڑی ہے شاطر
دکھاتا ہے کیا کیا یہ نقشے بدل کر

آستین سے جو ہوا دست ستمگر باہر
میں یہ سمجھا کہ ہوا میان سے خنجر باہر

ڈر سے آسکتے نہیں میرے سیہ خانے میں
ماہ و خورشید چلے جاتے ہیں باہر باہر

داغ الفت مرے دل میں کوئی چھپ سکتا ہے
شمع فانوس کا نور ایک ہے اندر باہر

غیر قاتل سے جدا ہو نہیں آتا ہے یقین — ہو گا سگ کوچۂ قصاب سے کیونکر باہر
کیا ہوا خط کا جو اوس چاہ ذقن پر ہے ہجوم — مور روزن سے نکلتے ہیں برابر باہر
شوق ہوتا جو نہ اوس چاہ ذقن کا ہمیں — کبھی ظلمات سے ہوتا نہ سکندر باہر
ایک گھر میں نہیں رہ سکتے ہیں یاں دو انساں — حشر کو ہونگے ہر اک قبر سے ستر باہر
ہوں وہ دیوانہ جو رکھتا ہوں کہیں گھر میں قدم — غل یہ زنجیر مچاتی ہے کہ باہر باہر
مجمر چشم سے کیوں دانۂ اشک آئے نہ تند — کہ سپند آگ سے آتا ہے تڑپ کر باہر
ہوں وہ جانباز میں آیا تو پئے استقبال — تیر ترکش سے چلا میان سے خنجر باہر
چاہتا ہے کہ وہ بے پردہ ہو آنکھوں کی حضور — اتنا جامے سے ہوا یہ دل مضطر باہر
قاصدی کیا جو خط اوس تیر فگن کو لکھوں — چاہ سے ڈر کے نہو کوئی کبوتر باہر
شیخ صاحب نے جو رندوں کی سنی ہے آمد — کیسے گھبرائے پڑے پھرتے ہیں اندر باہر
بھوں چڑھاتا ہے عبث جان کبھی جی بھی ہیں — کب ہوا تجھ سے ہیں اے ترک ستمگر باہر
بادہ خواروں کا زمانے سے جدا ہے عالم — بستیاں ہوتی ہیں آبادی سے اکثر باہر

روح سے قدر ہے اس پیکر خاکی کی امیر
کیا حقیقت ہے صدف کی جو ہو گوہر باہر

موج وحشت نے ہزاروں کو پنہائی زنجیر — زنگ لائی تری گردن کی طلائی زنجیر
ہے ہمارے دل چاک کا حصہ وہ زلف — شانہ ہے کون جو چھوتا ہے پرائی زنجیر
آج منت ہوئی پوری ترے دیوانے کی — ملک الموت نے پاؤں کی بڑھائی زنجیر
اے جنوں ہاں خدا کو نہ کڑی کر مجھ پر — عرش ہل جائیگا سنیے جو ہلائی زنجیر
ہے خوشی مجکو جو زنداں سے رہائی کی تو یہ — تنگ ہے قید سے پائیگی رہائی زنجیر
ترے پاؤں سے پریرو نہیں نالاں ہیں فقط — کھینچتی مرے پاؤں کی دہائی زنجیر
قید خانے کی طرح وادی وحشت میں بھی قید — ہو گئی مجکو مری آبلہ پائی زنجیر

پاؤں گیسو نے دکھایا ہے تماشا کیسا
شیشۂ دل مین ہمارے اوتر آئی زنجیر

کس پری کے گل عارض کا مین دیوانہ تھا
کہ مرے پاؤن مین پھولی نہ سمائی زنجیر

قیدخانہ نظر آیا مجھے وحشت مین چمن
موج گل آئی تو سمجھا کہ مین آئی زنجیر

ای پری دست حنائی کا مین دیوانہ ہون
چاہیے ہو مری گردن مین طلائی زنجیر

پانو پر اونکے گری ہو کے پریشان کاکل
مری وحشت نے پری کو بھی پنھائی زنجیر

اپنے ابرو کا وہ دیوانہ جو سمجھا مجھکو
یار نے توڑ کے شمشیر بنائی زنجیر

لیچلے یون ترے وحشی کو قیامت مین ملک
ہتھکڑی ہاتھون مین پاؤن مین پنھائی زنجیر

اک حسین کا ہو نہین دیوانہ تکلف ہی ضرور
نقرئی طوق ہے زیبا تو طلائی زنجیر

تیرا وحشی جو کبھی جانب صحرا گذرا
طوق گرداب نے موجون نے پنھائی زنجیر

ہر گھڑی نعل در آتش ہون جو ای آہنگر
آہن برق سے کیا تو نے بنائی زنجیر

اے جنون پاؤن ہین مجروح تو گر نہین خار شتر
طوق گلرنگ لہو سے ہو حنائی زنجیر

اپنے دیوانے کے مدفن پہ جو آیا وہ امیر
چاہیے گل سایۂ گیسو سے چڑھائی زنجیر

تیغ قاتل بھی نہین چلتی کبھی مجھ زار پر
وائے بیرحمی کہ پانی بند ہے بیمار پر

جا بجا سبزہ نہین ای دل یہ قصر یار پر
بال کھولے پریان پھرتی ہین سر دیوار پر

ہون وہ وحشی جب قدم رکھا در دلدار پر
چڑھ گیا سایہ پری بنکر سر دیوار پر

جور ہفت افلاک ہین انسان کے جسم زار پر
بوجھ ان ساتون چھتون کا ہی اسی دیوار پر

یہ مرے بیت الحزن پر چھائی ہی پوسیدگی
ڈرتے ڈرتے سایہ رکھتا ہی قدم دیوار پر

کہگئی گل کر کے میری شمع بالین کو صبا
کوئی او نادان روتا ہی سر بیمار پر

بے نقاب آؤ چمن مین تم تو ہر برگ حنا
ہاتھ رکھدے بڑھ کے چشم نرگس بیمار پر

ہون وہ بلبل یہ کیا گلشن کو دو نغمون سے مست
دست گلچین چڑھ گیا اکثر سہاگ کے خار پر

وار کر سکتی نہ قاتل کو بلی گلشن میں بار
دوڑ کر خود رکھدیا سینے گلا تلوار پر

باغ سے ہوتا نہیں وحشی بے تکلف سیر دشت
پاؤں بھی رکھا نہ شل سے بو گل دیوار پر

ہم سے کپڑے زاہدان خشک کے کیا تر کیے
حلقے ہم نے آگ رکھدی جبہ و دستار پر

وہ حسین ہے تو ہوا از نا ہمین جب دم جلوہ گر
کھنچ گئی تصویر یوسف ہر طرف دیوار پر

بیٹھتے ہی بیٹھتے ہر یہ ہوا اپال ہما
جو کبوتر اڑ کے آ بیٹھا تری دیوار پر

گرد گل کانٹے نہیں ہے یہ گلشن میں نمود
انگلیاں اوٹھنے لگی ہین عندلیب زار پر

کی نظر قاتل نے جب میری طرف کی میں نے آہ
وار رو کے سیکڑون تلوار کے تلوار پر

زیر و بالا یہ کیا مرغان گلشن نے ہجوم
اور اک دیوار اوٹھی باغ کی دیوار پر

آنکھ اگر آئینہ وحدت نما سے ہو دوچار
ہے پر طوطی کا عالم سبزۂ زنگار پر

باغ سے باہر تو کیا جاؤں گا میں بے بال و پر
اڑ کے پہونچوں بھی تو پہونچوں باغ کی دیوار پر

شمع سان گریان ہے قاتل میرے بالین پر امیر
موت کو روتے ہوے دیکھا اسی بیمار پر

لڑتے ہیں عشاق کیا کیا ابروے خمدار پر
روز بارہ کے گلے کٹتے ہیں اس تلوار پر

جلوہ گر ہے خود وہ اپنے طالب دیدار پر
دھوکے کی ٹٹی ہے پردہ یار کے رخسار پر

دیکھ کر چھاتے سراپا میرے جسم زار پر
کیسے جھنجھلائے وہ اپنے ہونٹ ہونکے پار پر

شان اوس کی ہے کوئی قانع ہو کوئی زیر پا
چھت جو ٹٹی ہے تو کڑیاں چڑھتی ہیں دیوار پر

سکھیے ہم پہونچی جو ابرو تک پلک اوس آنکھ کی
بارہا دیکھی رکھے اونگلی ترک نے تلوار پر

بند آنکھیں بھی دکھائیں ہو گئیں ہنگام مرگ
آخر شب کیا اوداسی چھا گئی بازار پر

اوج دولت میں بھی کتنے شاد ہیں کتنے حزیں
لالہ داغی کبک دیکھے خندہ زن کہسار پر

ہیں کمین وہ محروم راحت گرنہ پاؤں فرش خواب
گر پڑے دیوار چھٹ کر سایۂ دیوار پر

ہے بلند و پست کی کب تیغ قاتل کو تمیز
سیل کی ہے چال یکسان راہ ناہموار پر

ہون وہ طائر لذت غم کب ہوئی پوری نصیب
تو نشیمن مین رہگئے صیاد سے دو چار پر

اسلیے تا دور ہی سے دیکھنے والے ہون مست
بوتلون کے ٹکڑے ہین میخانے کی دیوار پر

کرکے گلگشت چمن گھر کو چلا جسدم وہ گل
ابر کے بدلے اوداسی چھا گئی گلزار پر

ہے یہی باعث جو ہے رنگ بدن طوطی کا سبز
زہر کھایا ہے تمھارے سبزۂ رخسار پر

نیزۂ قاتل سر بسمل پہ خندان زخم تن
کیا اوگا ہے نخل ماتم قہقہہ دیوار پر

ای پری آتے سلیمان بھی عیادت کو اگر
سورۂ جن پڑھکے دم کرتے ترے بیمار پر

تیر پڑتی ہے نظر اوس ترک کی جھپر امیر
تل رہا ہے باز کیا کنجشک کے آزار پر

ہو اگر ناز سے وہ بزم مین رقصان جھک کر
چوم لے پانون سر گوشۂ دامان جھک کر

مرتبہ پیش خدا ہوتا ہے اُتنا ہی بلند
جسقدر چلتا ہے انسان ہے انسان جھک کر

خاکساران زمین کا ہے یہ شوق پابوس
رہگئی ہے کمر گنبد گردان جھک کر

رفعت قصر تواضع سے اگر واقف ہون
آئین پھر خانۂ درویش مین سلطان جھک کر

مین وہ عاشق ہون صفا کیش پریرویونکا
ہوتے ہین مجھسے بغلگیر سلیمان جھک کر

دیکھ پائے جو ابھی ٹھاٹھ سے تجکو اے ترک
لے قدم دوڑکے رستم سر میدان جھک کر

تم وہ لیلےٰ ہو جو آئے تو برائے تسلیم
بید مجنون ہوے شمشاد گلستان جھک کر

بیڑیان بھی جو کٹیں ہون وہ اسیر لاغر
پانون مین میرے پھنسے طوق گریبان جھک کر

سرکشی اہل تواضع سے کوئی چلتی ہے
پست دروازے سے آتا ہے خود انسان جھک کر

تو وہ گلرو ہے اگر باغ مین رکھتا ہے قدم
چوم لیتی ہے قدم شاخ گلستان جھک کر

قد خم گشتہ پہ کس طرح نہ روئین اطفال
سب سمجھتے ہین کہ گرجاؤ ہین ایوان جھک کر

آئی پیری تو ملی خاک مین تعمیر حیات
چار دیوار عناصر ہوے ویران جھک کر

ہے یہ ایماء کہ چلا چاہتے ہین زیر زمین
چلتے ہین موسم پیری مین جو انسان جھک کر

کہہ دو صیاد سے کیا ہاتھ بڑھانے سے ہی کام
خود بخود آئیگی مجھے شاخ گلستان جھک کر

یاد رکھو مصرع اُستاد یہ ہر وقت امیر
دوست دشمن سے ملے چاہیے انسان جھک کر

دل کو رہتی ہی جو یاد رخ جانان رات بھر
ہم بھی حافظ کی طرح پڑھتے ہین قرآن رات بھر

یاد زلف یار مین جمعیت خاطر کہان
خواب آتے ہین نظر ہمکو پریشان رات بھر

اندنون ہوتی ہین یون اپنی بسر لیل و نہار
یاد رخ دن بھر خیال زلف پیچان رات بھر

کچھ شب فرقت نہ پوچھو حال اشک و آہ کا
برق چمکی صبح تک برسا ہے باران رات بھر

بندھ گیا ہی شام سے کس فرقت کی قشقا کا دھیان
جگنوؤن سے ہے مرے گھر مین چراغان رات بھر

باغبان ہوتا ہی تجھکو گران کیون چمن مین
مثل شبنم ہو نہین اس گلشن مین مہمان رات بھر

نیت بد ہی تو کار نیک سے حاصل ہے کیا
جاگتے ہین دزد بھی مثل نگہبان رات بھر

عالم افلاس مین کیا روشنی کی احتیاج
ہے چراغ خانہ اپنا ماہ تابان رات بھر

اور بیماری مین ہوتا ہی شریک درد کون
شمع رہتی ہے مرے بالین پہ گریان رات بھر

تیرے وحشی کی سواری کا ملا کچھ تو پتا
پھونکتے ہین مشعلین غول بیابان رات بھر

آتش شوق اور بھی قصہ خوان نے تیز کی
کیون سنایا ذکر بلقیس و سلیمان رات بھر

کی عیادت صبح تک بھیجا کیے ہم بھی سلام
حکم حیدر تھی جو آواز نگہبان رات بھر

پوچھتے ہو کیا شب فرقت کی تاریکی کا حال
اپنی آنکھو لیے رہے ہم آپ پنہان رات بھر

ذرہ ذرہ ہو گیا سا گردش ایام سے
ہین پریشان حال دن بھر ہم تو سرگردان رات بھر

کشورون مین لکھ کے خط احباب کو بھیجے امیر
کیسے کیسے طے کیے خامے نے میدان رات بھر

غنچہ سان بیٹھ دلا سر بگریبان ہوکر
رخ یار آئیگا آنکھون مین گلستان ہوکر

روحین کشتون کی گلے ملتی ہین شادان ہوکر
عید سے عید ہوئی یار پہ قربان ہوکر

پتلیان کب تری آنکھون مین ہین ای غیرت حور
دیکھنے آئی ہین پریان تجھے افشان ہوکر

عشق عارض مین مرے تار نظر جاتے ہین
رہین قرآن مین شیرازۂ قرآن ہوکر

ناتوانی نے مری مجھکو بنایا کانٹا
چشم مردم مین کھٹکتا ہون مین مژگان ہوکر

ہوکے محمود مین ہون بندۂ فرمان ایاز
ناز پریون کے اوٹھاتا ہون سلیمان ہوکر

ابھی اتنا ہی حجاب اونکو جو کچھ کہتا ہون
نیچے کر لیتے ہین آنکھین وہ پشیمان ہوکر

جلگیا اگتے ہی دانا جو مری قسمت کا
آسیا رہ گئی انگشت بدندان ہوکر

ہو جدا تجھسے تو کیا خاک رہے عاشق مین
جسم پیوند زمین ہوتا ہے بیجان ہوکر

ہون وہ وحشی مجھے نظرون سے گرادے جو جہان
چشم عالم مین پھرون خواب پریشان ہوکر

دل ملا خاک مین ایسا کہ ملا پھر نہ پتا
سیکڑون داغ اوگے خاک مین پنہان ہوکر

گل ہوا غنچہ تو آواز یہ اوس سے آئی
جمع پھر دل نہین ہوتا ہی پریشان ہوکر

کچھ اوٹھایا نہ تڑپنے کا مزہ تڑپا کر
چل دیا زخمون پہ قاتل نمک افشان ہوکر

خون دل کوچۂ گیسو سے سیہ مین جو بہے
جلوہ گر ہو شفق شام غریبان ہوکر

ہو تماشا جو مرے داغ چمن مین چمکین
جل اوٹھین شہپر طاؤس چراغان ہوکر

چاہتے ہین تری تلوار کے جوہر اوترک
دہن زخم مین جم بیٹھتے دندان ہوکر

باغ سے ہمکو نکالا تو ہماری آنکھین
رہ گئین رخنۂ دیوار گلستان ہوکر

موسم گل مین تقاضا ہی جنون کا یہ امیر
چاک ہو پیرہن زیست گریبان ہوکر

دار الیا مین ہوا بادیہ پیما ہوکر
ذرہ چاہے تو تھکا دے تجھے صحرا ہوکر

استقدر تھک گئے ہم بادیہ پیما ہوکر
کف پا اوٹھہ نہ سکے نقش کف پا ہوکر

ہم مریضون سے یہ اغماض مسیحا ہوکر
کیسے نادان بنے جاتے ہو دانا ہوکر

لذت درد سے جینے کا مزہ ملتا ہے
چھیڑتا کیون ہے مجھے زخم دل اچھا ہوکر

بعد مرنیکے بندھی ہی مرے نالون کی ہوا
گنبد قبر اڑے کیون نہ بگولا ہو کر

سرو و گل سے تمھین تشبیہ مین کب دیتا ہون
لال آنکھین نہ کرو آگ بگولا ہو کر

یاد کس ترک کی آئی کہ مرا زخم جگر
رہ گیا دیدۂ بسمل کیطرح وا ہو کر

ہالۂ ماہ کا دل شوق سے ایسا پھیلا
آ رہا کان مین اوس مہ کے ہالا ہو کر

اوسکے اوڑتے ہین کبوتر تری ٹکڑی کے غضب
جا لگے چرخ سے کیا عقد ثریا ہو کر

حسرت دست حنائی مین ہم ایسا روئے
بہ گیا آنکھ سے دل خون تمنا ہو کر

دل حسینون کی محبت مین لگا ہی رہنے
غرق کردے نہ یہ قطرہ مجھے دریا ہو کر

دیکھ لے وہ جو کبھی آنکھ سے گلشن کیطرف
چور ہر دانہ انگور ہو مینا ہو کر

لیجیے مال امیرون سے فقیرون کے لیے
لوٹیے دولت دین طالب دنیا ہو کر

آکے وحشت مین جو کہتا ہون ملین سے جاتا ہی
ناز مجنون کے اوٹھاتا ہی وہ لیلیٰ ہو کر

بید مین بنتے ہو تا تم سے جلانا نہ پڑے
خوب دم دیتے ہو مردونکو مسیحا ہو کر

نہ محبت نہ تلطف نہ عنایت نہ وفا
تم ہی کہدو کہ رہے پھر کوئی کسکا ہو کر

لیکے وہ تیر و کمان جاتے ہین جب بہر شکار
قاف سے آتے ہین جن آہوی صحرا ہو کر

خرمن جان و جگر مزرع امید اسیر
دل نے پھونکا شرر آتش سودا ہو کر

کبھی تو بھول کے رکھدے قدم مرے سر پر
پڑا ہون صورت نقش قدم ترے در پر

جو ذبح بھی ہو تو احسان نرکھ ستمگر پر
یہ ذکر خیر رہے گا زبان خنجر پر

وہ مست ہون کہ رگڑتا ہون سینہ خنجر پر
وہ تشنہ ہون کہ پٹکتا ہون سر کو پتھر پر

وہ مست جب کبھی گذرا ہے میکدے کیطرف
بہک کے دست سبو جا پڑا ہے ساغر پر

دل شکستہ نے اوس بت کے دل کو نرم کیا
کیا ہے ٹوٹ کے شیشے نے زور پتھر پر

برنگ سایہ رہا پایمال ساری عمر
مین جسکے پانون پڑا پانون رکھدیا سر پر

لکھا جو خط مین سگِ یار کو سلامِ نیاز
ہما نے سایہ پرون سے کیا کبوتر پر

ہوا ہے بوسۂ لب سے ہی تو مرگ کے بعد
حباب سے بنکے رہونگا مین آبِ کوثر پر

ازل سے طبعِ ملاحت پسند رکھتا ہون
چھڑک لیا تھا نمک سینے شیرِ مادر پر

پھڑک رہا ہے مرا مرغِ روح اے قاتل
کہ جوہرون نے بچھایا ہی جال خنجر پر

وہ زار ہون کہ جو لیٹون تو شک ہوتا ہے
پڑا ہوا ہے فقط رختِ خواب بستر پر

نگہ کو دیتے ہین گردش جو آشنائے ترک
چھری کو کرتے ہین دیدہ تیز پتھر پر

جو آبرو کا ہے خواہان تو خاکساری کر
یہ قول گردِ یتیمی ہے روئے گوہر پر

صفِ مژہ کو بھی ہی تاکِ چشمِ ساقی کی
گرے ہین سیکڑون میخوار ایک ساغر پر

چلا ہی نامہ مرا لیکے نامہ بر یا رب
ترے حبیب کا سایہ مرے پیمبر پر

سوال سے ہی یہ نفرت نہ ہاتھ اوٹھاؤن امیر
پڑھون جو فاتحہ مین تربتِ تونگر پر

وہ ناتوان ہون جو لیٹا کبھی مین بستر پر
گمان ہوا کہ شکن پڑ گئی ہے چادر پر

پھرینگے حشر مین کھولے ہوے وہ زلفِ دراز
بڑی بلا تو پڑیگی یہ اہلِ محشر پر

کچھ ایسا مین نشان بنگئی ہی تیرے مژگان کی
نثار ہو رگِ جان ایک نوکِ نشتر پر

کیا عدو نے جو گیسوے یار مین شانہ
ہوا یہ رشک کہ آرے چلے یہان سر پر

پیا تھا جوشِ جنون مین کبھی لہو میرا
وہی مزا ہے ابھی تک زبانِ خنجر پر

ہوا ملون اہلِ دول سے یہ ثابت
قدم ٹھہر نہین سکتے ہین آبِ گوہر پر

مین سخت جان ہون وہ کرتا ہی سنگسار مجھے
خطر ہے ضرب نہ آجاے اوسکی پتھر پر

ملے جو خدمتِ آئینہ داریِ خوبان
مرے گناہونکی گٹھری ہی غیر کے سر پر

لیے ہین دفترِ عصیان کو کاتبِ اعمال
مرے گناہونکی گٹھری ہی غیر کے سر پر

یہ مجکو حسرتِ دیدارِ یار تھی دمِ قتل
نہین فنا نہ چڑھا خون بھی مرا سر پر

جو ایکدم کو بھی غرفے مین آپ آ بیٹھے
ہجوم خلق سے دیوار اوٹھ گئی در پر

وہ ناتوان ہون نکالے جو گھر سے یار مجھے
چلون وہ چال کہ پہونچون تو حشر تک در پر

ہجوم اشک سے دانتونکے عشق مین پھیلا
بندھا ہی موتیون کا پل یہ آب گوہر پر

وہ ناتوان ہون کہ آئے جو نیند کا جھونکا
تو اوڑکے مثل پر کاہ جاؤن بستر پر

امیر ظلمت عصیان سے رہگیا پردہ
عجب نقاب پڑی روے اہل محشر پر

سنا کسی سے جو نام دوائے درد جگر
تڑپ کے دل نے صدا دی کہ ہای درد جگر

رضا جو عشق کی ہو ہر طرح ہون مین راضی
گھٹائے درد جگر یا بڑھائے درد جگر

نہ کوئی دوڑنے والا نہ مہربان ہے طبیب
کہان سے آئے الٰہی دوائے درد جگر

زبان رک نہین سکتی ہے رنگ چہرہ ہے زرد
کہان تلک کوئی یارب چھپائے درد جگر

تڑپ سے دل کے یہ ہوتا ہے اب مجھے ثابت
کہ جان جاے یہ ہے انتہائے درد جگر

دیا ہے قسمت بد نے عجب مرض مین مرض
کہ درد سینے مین بھی ہے سوائے درد جگر

ہوئی دوا بھی لکھے عاملون نے بھی تعویذ
ٹلی نہ سر سے ہمارے بلائے درد جگر

اٹھا کے آنکھ بھی دیکھا نہین کسیکی طرف
ہوا کہان سے یہ بیٹھے بٹھائے درد جگر

ہمارے دل کا وہی درد امیر کچھ سمجھے
ہوا ہو عشق مین جو مبتلائے درد جگر

جلتا ہے دل فراق مین کیونکر خوش آئے ابر
پرکالے آگ کے ہین مجھے لکہ ہاے ابر

بیکس وہ ہون کہ میری لحد پر جو آئے ابر
رو رو کے چادر آب رواں کی چڑھائے ابر

ہین کسکے غم مین نالۂ درد آشنا سے رعد
ہے کسکے غم مین گریۂ بے انتہائے ابر

دریا بہاتی ہین مری آنکھون کی پتلیان
آئی ہے ٹھیک اسکے بدن پر قبائے ابر

ساقی ہین بادہ خوار ترے بادشاہ وقت
سر پہ ہے اسکے سایۂ بال ہماے ابر

سرسبز کیا ہو کشت وہ برگشتہ بخت ہون
بجلی گرے تڑپ کے جو مانگون دعاے ابر

مین ہجر یار مین نکرون نالے تا فلک
بلبل تو ہاے گل کے طاؤس ہاے ابر

آئی خزان بہار گئی رنگ و بو کسان
چھائی ہے کیا چمن مین اداسی بجاے ابر

اک برقوش کی یاد مین رو رو کے مرگیا
کیونکر چڑھے نہ قبر پہ میری رداے ابر

دل مین ہمارے آگ لگا کر فراق مین
پانی کو دوڑتے ہین عبث لکہ ہاے ابر

ہر واسن قطرہ مین سمندر بھرے ہون جب
پھر کسطرح نظر مین ہماری سماے ابر

خط اسطرح ہو روے کتابی یار پر
کاغذ پہ کاغذی کوئی جیسے اوڑھاے ابر

سیکھا ہے میرے دیدۂ گریان سے ساشا
کہدو کہ آبرو کو نہ اپنے مٹاے ابر

مجھ مست سے چھڑی ہوئی ہے یہ ہواے باغ
شیشہ بھرون جو مے سے تو پتھر گراے ابر

برسات مین بھی ہے اگر سیکشی کا لطف
دامن پہ زاہدون کے نہ دھبا لگاے ابر

ہم بیکسون کا کون عزادار ہے اسیر
ہان نیلگون ہے دوش پہ اپر رداے ابر

اے بتو لازم ہے چشم لطف دولتخواہ پر
بوسہ یا دشنام کچھ تو دو خدا کی راہ پر

جانور بھی ہوتے ہین اقبالمندون کے مطیع
سایہ کرتا ہے ہما شہپر سے فرق شاہ پر

پھنس گیا ہون دام مین صیاد کا ہے خفیا
اب گلا میرا دبائے خواہ اڑائے خواہ پر

بیٹھنے دو پاس لینگے بوسۂ عارض اب
شک اگر ہو مہر ہم کردین کلام اللہ پر

چہرۂ روشن سے تیرے کسطرح تشبیہ دین
چھائیان ہمکو نظر آتی ہین روے ماہ پر

کاسۂ دریوزہ آنکھونکو بناتا ہے عبث
چاہیے ہر وقت انسان کی نظر اللہ پر

کی مشقت ہو گئے ہم خاک جسکی راہ مین
وہ قاتل وہ آج تک آتا نہین ہے راہ پر

اوٹھ سکیگا کس طرح مجھ ناتوان سے کوہ غم
ڈالتے ہو کوہ کا غم بوجھ برگ کاہ پر

شکر ہے اتنا تو الفت نے کیا پیدا اثر
آہ کر اٹھتا ہے وہ بیدرد میری آہ پر

ہو وہ شاہ حسن ہیں افلاک بھی زیر نگین
سکہ بٹھلادے زر خورشید و سیم ماہ پہ

دیکھیے کیا ہو دل نالاں کو دیکھو رعد کو
کیا بڑی آواز ہے اس قامت کوتاہ پہ

ہوں وہ بیمار محبت میں جو چاہو گا علاج
چیخ سے اوترینگے جیسے سقف بیت اللہ پہ

ہے تفاوت بوریا و تخت میں تا زندگی
موت کا قابو برابر ہے گدا و شاہ پہ

شکر ہے آئے بھی میرے گھر میں مہمان بھی ہوے
یہ عنایت یہ عنایت بندۂ درگاہ پہ

دم میں مٹ جائینگے یہ مثل حباب اے امیر
ہیں عبث مغرور منعم خیمہ و خرگاہ پہ

کون وحشت کا ہوا سلسلہ جنباں چلکر
آرہا جو مرے دامن میں گریباں چلکر

تھا وہ دیوانہ کہ زندان کی صحبت نہ گئی
رہ گیا چار قدم سوئے بیاباں چلکر

جمع عشاق ہیں نکلو کہ گرے لاش پہ لاش
تیغ کی چال دکھاؤ سر میدان چلکر

ابر آیا ہے بہت بیٹھ چکے مسجد میں
کیجیے بادہ کشی آج گلستان چلکر

قصد اوس بزم کا کیجے کہ ملے بوسۂ لب
لیجیے مول کوئی لعل بدخشان چلکر

جانتا ہوں کہ مجھے یاد دلاتا ہے وہ چال
چال مجھ سے نہ کرے کبک خرامان چلکر

باغ باغ اوسکی گلی میں ہے مرا غنچۂ دل
کیا کروں میں طرف روضۂ رضوان چلکر

سخت جان ایسے ہیں عاشق کہ نکلتا نہیں دم
پانی پانی ہے ترا خنجر براں چلکر

تو خراماں ہو جو گلشن میں تو تیرے آگے
کبک و طاؤس نہ کیونکر ہوں پشیمان چلکر

دل بھر آتا ہے احباب کی فرقت میں امیر
روئیے خوب سر گور غریبان چلکر

طرفہ دولت کا نشان زلف رسا ہے میرے
توشۂ حسن ہے یہ ظل ہما ہے سر پہ

سارے عالم میں پھرے ہم نہ ملی اس کی ہوا
پہونچے جس شہر میں دیکھا کہ قضا ہے سر پہ

واقعی کتنی ہے معشوقۂ دنیا بے شرم
رخ پہ اسکے ہے نہ برقع نہ ردا ہے سر پہ

شمع ساں سوزش غم سے نہیں دنیا کو نجات | کیا تکلف ہے اگر تاج طلا ہے سر پر
دھوپ میں جلکے دکھایا ہے تماشے نے فروغ | آفتابی ہے کہ دامان قبا ہے سر پر
روبرو اوسکے جھجکتی ہے مہ و مہر کی آنکھ | چاند سورج کی وہ چوٹی میں ضیا ہے سر پر
کہکشاں چرخ پہ دیکھی تو یہ سمجھے شب ہجر | ترک کھینچے ہوئے شمشیر جفا ہے سر پر
سلطنت کو ترے درویش سمجھتے ہیں وبال | سایۂ بال ہما ابر بلا ہے سر پر
سرخ ٹوپی نہیں پہنی ہے مرے قاتل نے | خون ناحق کسی کشتے کا چڑھا ہے سر پر
حسب ارشاد نبی فقر حقیقت میں ہے فخر | ابر رحمت کہ گلیم فقرا ہے سر پر
دشت میں گرمی رفتار و بخار دل سے | بجلیاں پاؤں کے نیچے ہیں گھٹا ہے سر پر
حائل کوہ غم ہجر ہوں کیا راہ چلوں | پاؤں اوٹھ سکتے نہیں بوجھ بڑا ہے سر پر
کوے جاناں میں گرایا مجھے اے لغزش پا | بارک اللہ یہ احسان ترا ہے سر پر
سیکڑوں پاؤں اوٹھائے ہوئے گلشن کو چلو | ساتھ چلتی ہے ہوا سر پہ گھٹا ہے سر پر
محتسب لیسے ہے شیشے کی پری کا دامن | سخت دیوانہ ہے جن اسکے چڑھا ہے سر پر
واعظ شہر بھی رکھتا ہے کنہیا کا مکٹ | واہ عمامہ عجب جلوہ نما ہے سر پر

اہل دنیا ہیں غرض کے لیے دیندار امیر
وقت سوگند کے قرآن کی جا ہے سر پر

اور بھی تیر لگا دل پہ مری جان دو چار | ساتھ پیکاں کے نکل جاتے ہیں ارمان دو چار
ذکر اوس مصحف عارض کا بھی ہوتا ہے ضرور | جمع ہوتے ہیں جہاں حافظ قرآن دو چار
ساکنان حرم و دیر کو ہم دیکھ آئے | رخ کے حیران ہیں تو گیسو کے پریشان دو چار
جب نکلتے ہیں مکاں سے وہ بدلکر کپڑے | چاک ہو جاتے ہیں جتنے ہیں گریبان دو چار
مجلس گور غریباں نہیں رہتی خالی | روز آرہتے ہیں یہیں نئے مہمان دو چار
جھانک کر روزن دیوار سے دیکھو تو ذرا | در پہ ہیں خاک نشین بے سر و سامان دو چار

عاشق عارض و لب قید سے چھوٹے جو مدام — گئے دس بیس حلب کو تو بدخشان مین دوچار

ہون وہ وحشی کہ ٹھہرتا نہین دل روز دو — جب تلک طے نہین کرتا ہون بیابان دوچار

بند کے عشاق سے وابستہ گیسو ہین سدا — لاکھون ہندو نظر آتے ہین مسلمان دوچار

ہون وہ بلبل کہ ہے زخمون کو غرہ دو رو کا ہی — نہ بھرے جی جو نہ خالی ہون نمکدان دوچار

امتحان مردم دنیا کا کیا ہے تمنے امیر
دیو خصلت جو ہزارون ہین تو انسان دوچار

تمھین کو جانا تمھین کو سمجھے تمام عالم سے تنگ ہو کر — دوئی کا وحدت مین دخل کیسا ہے ہمیشہ اک رنگ ہو کر

ادا تو دیکھو کہ وقت بیعت ہر ایک یان بدنگاہ ہو کے — چھپا رگ جان مین مثل نشتر جگر مین بیٹھا خدنگ ہو کر

ٹھہر گیا ہے ہمارے دلمین ہزار منت درد الفت — لگے یہ ٹھوکر کہا او ٹھہ نہ جاؤ مکان کی تنگی سے تنگ ہو کر

قدم جو اوسکے مکان مین رکھون بہشت گلشن ہو کنج کنج — لگاؤ ڈیرون کے بجا بچھے ہر ایک زن فرنگ ہو کر

جو بخت وحشی و شون سے چھوٹ تو پہونچا اودھ کو دشت ایذا — بہ نگہ زخمی کرے ہے مفرد جدا فلاخن سے سنگ ہو کر

عبور دریا مین ساتھ جسکے ہو میری تقدیر کی برائی — بچا ہی کشتی ہے دانت جیسے جو اژدہ پشت نہنگ ہو کر

سہان تھا آنا کہ ہو خطا ہر عیان تھا جانا کہ ہو نشان ملیحہ — وہ دلمین آئی تمنا کہ بیٹھے قبضے تو پھرے کا رنگ ہو کر

بہت فرنگی بچون کی صحبت کا شوق دل ہے رہا ہے جسکو — حرم کو تم سیدھی راہ جاؤ ہم آ رہینگے فرنگ ہو کر

کسان طرف جنون مین ہر کوئی آتا جائگا آفت — چھپا دیا بلوری مین اپنے کا قطرہ دو لب پہ بیٹھا خدنگ ہو کر

غرض کے انسان ہو مصیبت کرے طوفان ہے دنیا فانی — کہ دیکھو چکی کے پاٹ کیسے بہم ہو گردش مین سنگ ہو کر

ہوئے جو بند و بچون کے عاشق شہید ہونگے کی کیا خبر تھی — نہ جانتے تھے کہ خون ہمارا اوڑیگا پھولون کا رنگ ہو کر

اثر نہ جاوے کسی طرح سے مرے مقدر کی کوتہی کا — فلک نے قبر وسیع بھی دی سے وہ قبر پہنچا ہے تنگ ہو کر

گیا وہ موسم کشادگی کا کہ غنچہ ہوتا تھا پاؤن مین گل — وہ فصل ہے اب اگر مین رکھون تو پھول غنچہ ہو تنگ ہو کر

جو آیا خط وہ اودھر سے آیا کہ دل کیا اے امیر زخمی
ہوا کی صورت گیا کبوتر پھر اوہان سے خدنگ ہو کر

نہ کور باطن ہوا ہے ہمیں ذرا تو چشم تمیز وا کر
جو اوٹھکے پہلو سے انجمن میں وہ بیٹھے ہیں میری جا سرک کر
شرر سے کہدو کہ پست فطرت چھپا ہے کیوں سنگ میں تو جا کر
قدم کو لغزش زباں کو لکنت ہے رعشہ ہاتھوں کو سر کو جنبش
جو آنکھ کھولی تو کچھ نہ دیکھا سحر کو سنسان بستر اوٹھکر
نہ بھول اس زندگی پہ غافل نہیں ہے کچھ اعتبار اسکا
بپا ہے طوفان بے ثباتی روا روی میں ہیں ہم تو گرکر
چمن ہے کشتوں کا تیرے مدفن ہے لالہ و گل نہیں شگفتہ
نہیں ہے کوئی جہان میں باقی چلیگی اب تیغ ناز کس پر
اوسیکا ہے رنگ یاسمین میں اوسیکی بو باس نسترن میں
بلا ہے حرص ہوائے دنیا کہ سب چکر میں ہیں انسان
جو آئینہ ٹوٹ جائے جو آنکھ ہو وہ تو پھوٹ جائے
سخنوروں سے مباحثوں میں سوائے ذلت حصول کیا ہے
یہ کسکی تیغ جفا کا یارب ہے ہر ایک لب ہی جیب عالم
شبیہ اتری کسی کی کہ کوئی پوری نہیں لے و ترقی
زمانہ ہے دل جلانے کی محفل سپند سے کم نہیں نقش لب
ہوئے ہم جانان مشرب پایان کا دیکھے یہ تماشا تمنا
جواب کہتی نہیں ہیں اپنا فسونگری میں بتا نگاہیں
ذرا سے کھٹکے نے نیند اوڑا دی کہ چوٹ تیر ہے جیب لگا کر

خدا کا بندہ بتوں کو سجدہ خدا خدا کر خدا خدا کر
تڑپ نہ چور دہ جگر کے دلکو ٹپک پڑا ہے اوٹھا اوٹھا کر
یہ کیا سمجھ کے پڑے ہیں تیرا ارادہ ہے منزل فنا کر
کدھر گئی ہائے نوجوانی اب ان فنون میں ہیں پھنسا کر
ہو نہ پھر اہیون آشنا کہ ساتھ لیتے تجھے دغا کر
کہ راہ لیگی یہ بچی اکدن تم کار بستہ تجھے بتا کر
ہوں میں نا حق بھرا ہوا ہے حباب دریا میں گھر بنا کر
صبا کو پا کہ تربتوں پر چراغ روشن کئے ہیں لا کر
مگر ترے قتل گہ میں لاشیں ہیں مسیح مرقد جلا جلا کر
جو کھل کے شیدا بھی اس چمن میں خیال آوارہ نشانہ کر
کیا پریشان آندھیوں نے تمام ذروں کو خاک اوڑا کر
خدا نہ منھ غیر کا دکھائے فروغ عارض ترا دکھا کر
چمن میں سمجھے جو ہیں ہنس پڑے پھول کھلکھلا کر
ہلال کی ہو خمیدہ گردن سپہر چلتا ہے سر جھکا کر
مٹا دیے صانع ازل نے ہزاروں نقشے بنا بنا کر
کوئی تو ہنگامہ تو بھی غافل ہے انجمن میں جگہ بنا کر
مگر ہٹی شکوؤں سے رو کا ادب نے نالہ و واویلا کر
فریب دیتی ہیں اک جہان کو بتے تجھے دیکھ کر دکھا کر
صدا یہ گوش شرر میں آئی کہ خواب غفلت سے چشم وا کر

امیر میری رگ گلو کو یہ تیغ قاتل کی آرزو تھی
ملے وہ آکر جو بعد مدت تو خوب روئے گلے لگا کر

ہوا سوا ہمکو جوش وحشت چمن میں روز بہار جاکر
گلوں نے ہنس ہنس کے مار ڈالا اڑا لیا پھولوں نے مسکرا کر

دست میں ہم کہ پاؤں اپنے ٹکے ہیں عرش تک پاکر
کبھی جو چوکھٹ پہ سیکے گرے ہیں نشہ میں لڑکھڑا کر

نصیب ہر ستم تجھکو نخوت نہیں غریبوں کو تیری پروا
خدا ہے ہر مور ناتواں کا جو تو سلیمان ہے تو ہوا کر

یہ ظلم سہتے ہیں چند روزہ ہے اکدن انتقام کا بھی
امیر حاتم کرم کرینگے فقیر کا جھونپڑا جلا کر

خیال گیسو میں دل ہمارا جو آج کی شب ادھر گیا ہے
کہاں سے لایا ہے یا الٰہی یہ گھر میں کالی بلا لگا کر

شب جدائی ہوئی یہ جاری ہے تپ دو غم کی شدت
جو ہوش آیا تو ہمنے ٹپکا زمین پہ تکیے سے سر اٹھا کر

خدا ہی یاد ہے ہوا کچھ ایسی دل ہو وحشی تم کو کہانی
کیا ہے اونکو نے آگ اوسکو لگا لگا کر بجھا بجھا کر

عیان جو سرخی شفق کی دیکھی ہمارے دلکو ہوا یہ ہرگا
ترے شہیدوں میں ترک گردوں ہوا ہے شامل لہو لگا کر

نکیر و منکر جو آئینگے اب تو راہ ہو لینگے بے تامل
ہماری تربت پہ اقربا نے کیا ہے اندھیر خاک اوڑا کر

بنی نے چھوڑا ہمیں قرآن سمجھے کوئی تو خود جا
قصور ہر دی ہو جو اندھلگے قصر بستر اٹھا کر

طبیب تو کوئی جا کے کہدے دوا کی ہے فکر تجکو بیجا
یہ درد دل ہے علاج کیسا خبر ہے کچھ ہوش کی دوا کر

بجا ہے چاہ ذقن کو تیرے کہے اگر خلق چاہ زمزم
مریض چھپے ہوے ہیں آکر اسی کنویں میں ہیں نہا کر

جدا ہے پہلو سے کسکا پہلو کہ سارا اعضا ہیں دشمن
قضا دیئے ہیں زندگی میں ہمارے بیداد ہیں بنا کر

رقیب نے تیرے گھر سے ہمکو صنم نکالا اگر نکالا
زمیں پہ لائے جنان سے آدم فریب شیطان سے داغ اٹھا کر

بہار آئی چمن میں ساقی ہمیں بھی کر دو رجام خوش
نسیم گلشن لٹا رہی ہے گلوں کو کیا کیا ہنسا ہنسا کر

امیر وحشت میں جو لکھا ہے اوسیکا ہر روز سامنا ہے
خدا ہے مالک خدا ہے رازق کسی سے ہرگز نہ التجا کر

ردیف رائے ثقیلہ

سنکے پھر نہ کرو وطن کیطرف یوں وطن کو چھوڑ
چھوڑو جو بوئے گل کی طرح سے وطن کو چھوڑ

اے روح کیا بدن میں پڑی ہے بدن کو چھوڑ
میلا بہت ہوا ہے اب اس پیرہن کو چھوڑ

کیا لطف اگر لگی پہ فلک ہم نہ آگئے
سیدھی طرح سے راہ پر آ اس چلن کو چھوڑ

ہے روح کو ہوس کہ نہ چھوڑے بدن کا ساتھ
غربت پکارتی ہے کہ غافل وطن کو چھوڑ

کہتی ہے بوے گل سے صبا آکے صبحدم
اب کچھ ادھر اودھر کی ہوا کھا چمن کو چھوڑ

تلوار چل رہی ہے کہ یہ تیری چال ہے
اے بت خدا کے واسطے اس بانکپن کو چھوڑ

نقاش فکر یار کا رخ کھینچ زلف کھینچ
کھینچا نہ جائیگا کبھی اوسکے دہن کو چھوڑ

بندہ ترا ہوا ہے خدا کو وہ چھوڑکر
اے بت امید خیر نہ رکھ برہمن کو چھوڑ

عریان محض مجکو نہ کر کچھ خدا سے ڈر
چادر تو اے فلک کوئی میرے کفن کو چھوڑ

نادان سواے حق ہے کسیکا کہاں وجود
باتیں خودی کی خوب نہیں ما و من کو چھوڑ

بیباک میرے سامنے پھرتا ہے چوکڑی
اے وحشت اب تھکا کے غزال ختن کو چھوڑ

بسمل کو تیری تیغ سے کرتی ہے کیا جدا
دو لعل سے کہہ رہی ہے قضا اس دہن کو چھوڑ

راحت سے بیٹھ کر بھی محنت سے ہاتھ اٹھا
اے دل ہوا ہے زلف شکن در شکن کو چھوڑ

شاعر کو فکر شعر میں راحت کہاں امیر
آرام چاہتا ہے تو مشق سخن کو چھوڑ

ردیف زاے معجمہ

کیا ہوش ربا ہیں تری تلوار کے انداز
سیکھے ہیں یہ شاید تری رفتار کے انداز

اک جلوے میں غش کر گئے اے حضرت موسیٰ
ہوتے ہیں یہی طالب دیدار کے انداز

ہنگام غضب منہ میں زبان کرتی ہے ...
ہیں محتسب شہر میں مے خوار کے انداز

طوبیٰ سے لگے بیٹھے ہیں فردوس میں ...
پائے نہ ترے سایۂ دیوار کے انداز

کیا ناز میں صاحب تمہیں یکتا ہو جہاں میں
دیکھو ذرا اوروں کے بھی دلدار کے انداز

بوسہ کوئی مانگے تو نہیں کہتے ہیں ہنسکر
انکار میں بھی صاف ہیں اقرار کے انداز

کس شوق سے ملتا ہے گلے خنجر قاتل
ظالم کی کھنچاوٹ میں بھی ہیں پیار کے انداز

جب چٹکیاں بھرتے ہو سے جاتے ہیں ...
یاد آتے ہیں مجکو تری رفتار کے انداز

التفات تو فرمایئے کیونکر میں نکالوں
ہر بار کے یہ ناز یہ ہر بار کے انداز

آنکھیں نہ جھپکتی ہیں دیدار کی طالب
دیکھو تو ذرا طالب دیدار کے انداز

ہر موج سے اک لغزش مستانہ ہے پیدا
ہیں آب رواں میں تری رفتار کے انداز

کن آنکھوں سے دیکھوں میں الٹ رنگ گل کی
پھرتے ہیں نظر میں کمر یار کے انداز

عیسیٰ ہیں تری چال ترے ناز کہاں ہیں
ہاں باتوں میں البتہ ہیں گفتار کے انداز

گھبرا کے مسیحا جو چلا ہے سوے گلشن
اچھے نہیں کچھ نرگس بیمار کے انداز

کہتی ہے امیر اوس سے اجل میرے سرہانے
اچھے نہیں عیسیٰ ترے بیمار کے انداز

ہے یہ تیری کاکل پیچاں دراز
عمر خضر ایسی کہاں جاناں دراز

ہر مصیبت میں رہی میرے شریک
یا خدا عمر شب ہجراں دراز

سینہ خالی رہ گیا دل لے گئے
کرکے دست ظلم وہ مژگاں دراز

کیوں نہ دعوی تیرے قامت سے کرے
قد صنوبر کا ہے اے جاناں دراز

اہل دنیا کی ہوس ہے اے امیر
شکل موسے قید ہی زندان دراز

ردیف سین مہملہ

جاتا ہوں ایسے صنم بے وفا کے پاس
پہونچا جو اوسکے پاس پہونچا خدا کے پاس

یوں دل مرا ہے اوس صنم بے وفا کے پاس
جس طرح آشنا کسی ناآشنا کے پاس

پہلو میں دل کے چاہیے تصویر یار کی
بتخانہ بھی بنے حرم کبریا کے پاس

بولا وہ بت سرہانے مرے آکے وقت نزع
فریاد کو ہمارے چلے ہو خدا کے پاس

ثابت ہوا یہ گرم نگاہی سے یار کے
بجلی نہیں ہے ہوگئے وہ چتون حیا کے پاس

تلوار کے تو دور سے کھنچتے لگا سے داؤ
جلاد کوئی ہاتھ چھری کا بھی آکے پاس

سنبل کو چھیڑ کر جو پریشان کر دیا
کیا بوسے زلف یار بھی تھی کچھ صبا کے پاس

توفیق اتنی دے مجھے افلاس میں خدا
حاجت شرے لیکے جاؤں کبھی اغنیا کے پاس

الفاظ کر کے ہجر میں کیونکر میں جان دوں
قاتل کہاں ہیں تیری ادائیں قضا کے پاس

مجروح لاکھوں جنبش مژگان سے ہو گئے
کیا کیا کٹاریاں ہیں تمہاری ادا کے پاس

مرنے کی آس بھی نہ رہی عاشقوں کو اب
جب پوچھیے قضا کو ہے اونکی ادا کے پاس

رہتے ہیں ہاتھ باندھے ہوئے گلرخان دہر
یارب ہے کس غضب کا فسوں دست حنا کے پاس

نظارہ چاہتے ہیں ہم حسن و عشق کا
آئینہ دیکھتے ہیں وہ مجکو بٹھا کے پاس

آئی قضا جو حسرت پابوس میں تو جھپ
بنتا مزار کاش ترے نقش پا کے پاس

لٹکا کے مار رکھتی ہے عشاق کو ترے
لٹکا عجب یہ ہے تری زلف رسا کے پاس

تجھ سے پڑا ہے اپنی کیوں کے دل امیر
جاتا ہے دوڑ دوڑ کے یہ خود قضا کے پاس

آئے ہیں پہن پہن کے نئے گلبدن لباس
یارب ہزار رنگ سے بدلے چمن لباس

کرتے ہو کیا لباس سے آرائش بدن
اک روز فرش خاک ہے مسند کفن لباس

کیا کیا بتوں کو دہر میں آراستہ کرے
اوترا ہوا جو پائے ترا برہمن لباس

پھاڑوں میں اپنا جامۂ ہستی تو دے کفن
پہنائے یوں حیا مجھے جیب کہن لباس

کہدو قریب آئی سواری بہار کی
پہنے نیا اوتار کے پُرانا چمن لباس

درزِ کفن سے گور کی منزل میں خوش رہے
اس راہ میں کبھی لوٹتے ہیں راہزن لباس

نافے لبا میں قیمت مشک ختن چھٹے
پائیں ترا جو تاجر ملک ختن لباس

یاد آئے مجھ غریب کی عریان تنی اگر
پہنیں کبھی نہ بھول کے اہل وطن لباس

زیبا ہو خاک عشق کا جامہ رقیب کو
کیونکر خوش آئے مرد کا پہنے جو زن لباس

ہر عید کا دن میں بھی تماشا ہے بوستان
کیا لعل لعل پہنے ہیں گل پیرہن لباس

عریاں تنوں پہ تیرے ہے اللہ کا کرم
گذریں ہیں بیتیں نہیں ہوتا کہن لباس

ٹکڑے ٹکڑے یاد وطن میں دل امیر
کیونکر کرے نہ چاک غریب الوطن لباس

بیتاب ہجر یار میں اپنا جگر ہے دل کے پاس
بسمل تڑپتا ہو کوئی جیسے کسی بسمل کے پاس

تعبیر ظاہر ہے کہ وہ جا بیٹھینگے بزم غیر میں
دیکھا زحل کو خواب میں بیٹھے مہ کامل کے پاس

لیلیٰ حسیں تم نازنیں وقت سفر ہو مہ جبیں
ناقہ ہو ناقے کے قریں محمل رہے محمل کے پاس

ہوں جو گدا سے متصل گھر میں مرے خلق خدا
گویا کہ نقش بوریا ہی نقش حب عامل کے پاس

کیونکر ہوا وہ رخ پہ خط چاہ ذقن کو خوشنما
سرسبز رہتا ہے بہت جو کھیت ہو ساحل کے پاس

پیری میں باقی ہیں کہاں ہوش و خرد تاب و تواں
لوٹا گیا یہ کارواں پہونچے جو ہم منزل کے پاس

زاہد جو تنہائی میں تھا کچھ تجھکو باتوں کا مزہ
لازم تھا کنج انزوا میخواروں کی منزل کے پاس

نزدیک وصل دکر دیا دل کو تسلی ہو بجا
لنگر سفینے کو ہوا پہونچا اگر ساحل کے پاس

یہ فوج غم آکر گری اک دم میں ساری لٹ گئی
جتنی متاع صبر تھی مجھ خستہ جاں کی دل کے پاس

جتنیں سما جائیں گھر اس چشم تر کے سر بسر
دامن درا نرا ہی چشم تر ایسا کہاں ساحل کے پاس

بیمار ہجر یار ہوں عیسیٰ سے میں بیزار ہوں
دیوانہ ہشیار ہوں جاتا ہوں کب عاقل کے پاس

تادل گیا شکر خدا سینہ ہدف تونے کیا
پیکان تیر جا ملا مثل جگر ہے دل کے پاس

جب تک کہ ہو سر دوش پر جائیگا کیونکر درد سر
صحت کہاں عیسیٰ کے گھر جائیے کبھی قاتل کے پاس

آنکھیں تری سفاک ہیں خونریز ہیں چالاک ہیں
دو ساحر بیباک ہیں بیٹھے ہیں دونوں پلکوں کے پاس

کیا ذکر اہل سیم و زر سلطاں گدا ہوں ہے فقیر
وہ بھیک دیں گو آئیں گر کبھی سائل کے پاس

دنیا سے اے شداد ہے سرکش عبث مغرور ہے
تاج سر فغفور ہے کاسہ نہیں سائل کے پاس

محفل میں وہ مہر جبیں گرد اس کے سیارے نار
گویا کہ ہیں محفل نشیں انجم مہ کامل کے پاس

کیا حسن شوخ خال ہے جادو کی وہ تمثال ہے
چاہ ذقن پہ خال ہے زہرہ چہ بابل کے پاس

مرتا ہون خواب عیش پہ بھولون مین قتل اگر
پہونچے مقر ریوٹ کر سر زانوی قاتل کے پاس

سن جو امیر اپنا دل کیے تا پھر نہ تو صدمے سہو
ناقص ہے پھر ناقص رہے بیٹھے اگر کامل کے پاس

ردیف شین معجمہ

رہی جو یوہین مرے پیک آہ کی گردش
وہان دیگی رسالت پناہ کی گردش

ازل مین کسنے دکھائی نگاہ کی گردش
کہ سارے خلق کو ہے ایک نگاہ کی گردش

کسیکا ساتھ زمانے مین کون دیتا ہے
پھرا جو سر تو نہ دیکھی کلاہ کی گردش

جو گرد باد کو دیکھا یقین ہوا دل کو
اسی طریق سے ہے چتر شاہ کی گردش

بجا ہے تیغ نگہ ہے جو آبدار اسے ترک
کہ میان ہے تری چشم سیاہ کی گردش

ہزار بار ادھر کی ادھر کرے دنیا
فلک نہ پائیگا تیری نگاہ کی گردش

گلی گلی اسے چکر ہے اوسکو شہر بشہر
کہین فقیر سے افزون ہے شاہ کی گردش

پھنسینگے حشر مین فریاد رس جو غافل ہین
بنے گی طوق گلو دادخواہ کی گردش

صفت ذرہ کو وہ دیتا ہے جنبشین ہر دم
پسند شاہ کو ہے خود سپاہ کی گردش

تمھاری گرمی رفتار سے یہ بھڑکی آگ
بنی ہے شعلہ جوالہ راہ کی گردش

اوٹھا جو پردہ رخ کبسے دوڑتی ہین عجیب
کہین ٹھکانے لگے مہر و ماہ کی گردش

دھوئین اوڑانے زحل سے مقابلہ کرکے
بڑھی رہی مرے بخت سیاہ کی گردش

فلک نے جب کوئی چکر پڑا دیا مجھکو
نظر مین پھر گئی تیری نگاہ کی گردش

مٹینگے نہ ورق چرخ پہ دو اثر داغ
رہی جو یوہین مرے کالک آہ کی گردش

وہ لالہ رو در گلشن سے جاکے پھر آیا
امیر طالع مردم گیاہ کی گردش

پھنسائیگی طلب عز و جاہ کی گردش
بنیگی حلقۂ زنجیر راہ کی گردش

نہین ہی چرخ پہ بیوجہ ماہ کی گردش
پھرا رہی ہے کسیکی نگاہ کی گردش

جو آئی حشر مین یاد اوس نگاہ کی گردش
زبان بھول گئی داد خواہ کی گردش

مکان یار مین تب دخل مہر نے پایا
جب اوسکے کوچے مین دوچار ماہ کی گردش

کسیکے ساتھ نہ سیدھا چلا یہ کجرفتار
زمانہ ہے کہ تمھاری نگاہ کی گردش

لگا کے سرمہ نظر اوسنے پھیر لی ہمسے
اثر دکھا گئی بخت سیاہ کی گردش

کسیکے کوچۂ گیسو مین دل ہی سرگردان
گدا کے پانون ہین اور کوہ شاہ کی گردش

جو کچھ نصیب مین ہی لے ہوس وہ ملتا ہی
پھرا ہی سر جو اوٹھاؤن مین راہ کی گردش

خدا کی شان کی نیرنگیان دکھاتی ہے
بتون کی چشم سفید و سیاہ کی گردش

یوہین زمانہ ہے اندھیر میری آنکھون مین
فلک بناتی ہی کیون دود آہ کی گردش

تمھاری سیدھی نظر نے تو یہ دیے چکر
خدا دکھائے نہ ترچھی نگاہ کی گردش

برنگ جادۂ صحرا ازل سے اے وحشت
مرے نصیب مین لکھی ہے راہ کی گردش

جنون مین ضعف سے یہ شکل بنگئی ہی امیر
لپٹ کے پانون سے روتی ہی راہ کی گردش

حیوان کو بھی ہی وصل کی اوقات کی تلاش
طاؤس کو ہمیشہ سے ہے برسات کی تلاش

یہ ایک حسن لاکھ شرافت سے بڑھکے ہی
نادان ہی دیکھے دل جو کرے ذات کی تلاش

بوسے کی آرزو ہی ہمین مفلسی مین یون
جیسے گدا کو ہوتی ہی خیرات کی تلاش

پیری مین چاہیے نہ جوانی کی آرزو
بے عقل ہے جو دن کو کرے رات کی تلاش

جز ذات بے نیاز کوئی یان غنی نہین
عالم کو ہے کسی نہ کسی بات کی تلاش

کب بھولتی ہے یاد خط و زلف یار انھین
دن رات عاشقونکو ہی آفات کی تلاش

حضرت کو گر نہین مری پروا تو غم نہین
بندے کو کب ہے قبلۂ حاجات کی تلاش

ہی میکشی کا دھیان عبادت کے وقت مین
مسجد مین بیٹھکے ہے خرابات کی تلاش

شہرۂ حسن کے ہوئے مشتاق ایا ہم / سنکر صفات ہمکو ہوئی ذات کی تلاش

ہم اور بوسۂ لب محبوب سبزہ رنگ / کرتا ہے کون پردۂ ظلمات کی تلاش

ای شیخ ہو اسیر تو دیدار کا فقیر
اسکو نہ کشف کی نہ کرامات کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

دل کو ہے زلف سیہ فام کی حرص / ورنہ کس مرغ کو ہے دام کی حرص

میری آنکھوں کو ہے کانوں کو / ہے ترے نامہ و پیغام کی حرص

ذوق دل مست مجھے رکھتا ہے / جم نہیں ہوں جو کروں جام کی حرص

باغ عالم میں ہے عنقا کی طرح / بے نشانی میں مجھے نام کی حرص

ہے عجب درد محبت میں مزا / اس مرض میں نہیں آرام کی حرص

نام محبوب رہے ورد زبان / کام کی ہے تو یہ ہے کام کی حرص

نظر آجاے جو وہ مصحف رخ / ہندوؤں کو بھی ہو اسلام کی حرص

عاشق خانہ خرابی ہیں ہم / کسکو ہے زیب در و بام کی حرص

خط کے لایا ہے وہاں سے پرزے / اسپہ قاصد کو ہے پیغام کی حرص

ابھی پختہ نہیں وہ سیب ذقن / کیجیے کیا طمع خام کی حرص

لب شیریں پہ ترے خط نکلا / اب نہ بوسے کی نہ دشنام کی حرص

عشق نے سب سے کیا بے پروا / ننگ کی ہے نہ مجھے نام کی حرص

ہجر جانان میں نہانا کیسا / خاک مردے کو ہو حمام کی حرص

خوش ہیں ہم جامۂ عریانی میں / کسکو ہے جامۂ احرام کی حرص

پھول دیکھے ہیں جو چوٹی میں ترے / عندلیبوں کو ہے گلدام کی حرص

ہجو میکش ہو لب واعظ پر / دل میں پوشیدہ ہے مے و جام کی حرص

لیگئی ہند سے تا شام امیر
ہمکو اوس زلف سیہ فام کی حرص

سیدھی نگاہ مین ہین ترے تیر کے خواص
ترچھی ذرا ہوئی تو ہین شمشیر کے خواص

مشہور ہین جہان مین جو اکسیر کے خواص
وہ سب ہین خاک روضۂ شبیر کے خواص

حیرت مجھے ملی ہے جو تمکو ملا ہے حسن
دونون طرف ہین ایک سی تصویر کے خواص

دنیا سے بے نیاز ترے خاکسار ہین
ہین تیری خاک پا مین بھی اکسیر کے خواص

کرتی ہے یہ بھی اوسکی طرح سے مخالفت
تدبیر مین بھی ہین مری تقدیر کے خواص

ابرو دکھا کے دل کو وہ کر لیتے ہین شکار
یہ طرفہ ہین کمان مین بھی تیر کے خواص

ترکش مین تیر میان مین شمشیر مضطرب
دیکھو تو بے قراری نخچیر کے خواص

اوترے نہ مر کے بھی تری عاشق کے پانو سے
زنجیر مین ہین زلف گرہگیر کے خواص

آتی ہے خاک گور غریبان سے یہ صدا
غافل ہین مجھہ مین منکر نکیر کے خواص

بھیجا جو نامہ تو نے مسیحا مین جی اوٹھا
تحریر مین بھی ہین تری تقریر کے خواص

مشکل پڑی حضور کو گھر رات کاٹنی
دیکھے ہمارے نالۂ شبگیر کے خواص

کہتا ہے شعر سنکے کوئی واہ کوئی آہ
کچھہ میرزا کے مجھہ مین ہین کچھہ میر کے خواص

برزخ سے بڑھ کے شغل نہین ہے کوئی امیر
آجاتے ہین مرید مین بھی پیر کے خواص

ردیف ضاد معجمہ

مکان سے ہے نہ کچھہ ہمکو لامکان سے غرض
جہان حضور ہین ہمکو ہے وہان سے غرض

تمھارے جلوے کے مشتاق ہین جہان نصیب
زمین سے کام نہ کچھہ ہمکو آسمان سے غرض

تمھاری ذات سے مطلب ہے دین و دنیا مین
نہ کچھہ یہان سے غرض ہے نہ کچھہ وہان سے غرض

ہر ایک فصل مین مانند سرو ایک ہی رنگ
بہار سے ہے نہ مطلب نہ کچھہ خزان سے غرض

خیال ہی کہ جو برق آئے منفعل ہو پھرے
نہین کچھ اور خس و خار آشیان سے غرض

پتا اسکان کا پوچھا تو اوسنے ہنسکے کہا
کہ آپ کون ہین کیا ہی مرے مکان سے غرض

جو تو ہو پاس تو ناصح کی کون سنتا ہے
شب وصال ہین ہی کسکو قصہ خوان سے غرض

تمیز عشق و ہوس ہین کہان وہ کمسن ہین
نہ جھوٹ سچ پہ نظر ہے نہ امتحان سے غرض

نہ پھولنے کی توقع یہان نہ پھلنے کی
نہال خشک ہون کیا مجکو باغبان سے غرض

زمین کوچہ جانان ہین دفن ہو جاون
اگر غرض ہی تو اتنی ہے آسمان سے غرض

ہجوم اشک سے جان عزیز کہتی ہے
وہ یوسف اور تھے جنکو تھی کاروان سے غرض

حرم سے کام نہ مطلب ہے دیر سے ہمکو
سر نیاز کو ہے تیرے آستان سے غرض

کسے ہے فکر مضامین تازہ کی قسمت
امیر ہے مجھے شیرین زبان سے غرض

جلائے دل عاشقون نے کیونکر نہ وقت نظارہ تاب عارض
وہ روے روشن ہے مہر محشر تو جیسے محشر نقاب عارض

جو ہمسے ایمان کی بات پوچھو کہان ہے جواب عارض
اگر وہ عارض ہی مصحف ہے تو غلاف مصحف نقاب عارض

عیان ہی اعجاز حسن ہے پر نہو زمانہ مطیع کیونکر
جمال اوسکا ہی وہ پیمبر ہے جسپہ نازل کتاب عارض

بیان توصیف خال و خط مین جو کوئی لکھے تو بس ہے لکھیے
یہ خط گلزار صفحہ رخ وہ نقطہ انتخاب عارض

جدا لیے نور و ضیا کیسے ہین پر نور دونون عالم
فلک پہ ہی آفتاب خاور زمین پہ ہی آفتاب عارض

حسین کوئی کہان ہی ایسا کہ ہون مثنا سب تمام عنقا
اوسیکا گیسو حجاب گیسو اوسی کا عارض حجاب عارض

ہزار خواہش کوئی جتاوے وہ چہرے بے پردہ کیا دکھاوے
جو خواب عاشق کو بھی آوے کبھی الٹ کر نقاب گیسو

کہون بہشت برین مین گلبن تو نامناسب نہین کہنا یہ
ہزار و ہفتاد و یک عدد ہین کیا ہی جیسے حساب عارض

شراب پی کر وہ مہر طلعت گزک کو ہستی مین جو بلاے لب
کباب تاکی پھپھولے نکو کرے وہین لعاب عارض

عرق جو رخ سے ٹپک رہا ہی یہ رشحہ رشحہ ہی آب باران
غلط نہین اب خط سیہ پہ جو ہو گمان سحاب عارض

ہوئی ہین ہم محو حسن ایسے کہ علم ہی اور طاق نسیان
بیاض اپنی بیاض گردن کتاب اپنی کتاب عارض

نہین ہی ممکین میان فانوس جو پوشیدہ شمع روشن
اگر چہ پڑینگے ہزار پردے نہونگی وہ حجاب عارض

ہر ایک ذرہ بلسان شبنم ہزار دیدار کے ہین طالب
دکھائیے آفتاب عارض دکھائیے آفتاب عارض

نمود خط سیہ اگر ہے تو بوسہ عاشق کو ہو عنایت
ضرور ہی تمکو صدقہ دینا گہن مین ہی آفتاب عارض

کہین ہے چاردہ اگر ہم تو ہی یہ تشبیہ محض بیجا
کہ مہر نصف النہار سے بہی سنا ہی ہمنے خطاب عارض

امیر کی احتیاط ہی ہے وگرنہ ممکن تھا ہم بہی کہتے
شراب عارض کباب عارض ثواب عارض عذاب عارض

ردیف ط

آیا ہے بندھکے تیر مین مجکو اودہر سے خط
لکھنا پڑا جواب مین خون جگر سے خط

کرتا ہون مین تو روز روانہ ادہر سے خط
لکھا نصیب کا نہین آتا اودہر سے خط

مضمون ایسے ہین کمر یار کے رقم
آتا نہ باندھ کھینچ کے قاصد کمر سے خط

غربت مین کس طرح نہ پریشان ہو غریب
اک عمر ہو گئی نہین آیا ہی گھر سے خط

مضمون شوق کچھ ہین قلم سے نکل گئے
ڈر ہے نکل نہ جائے کبوتر کے پر سے خط

چہرے نہ ماہتابی پہ اوٹھے ہوے نقاب
لکھوائیے غلامی کا پہلے قمر سے خط

غربت نے نام اہل وطن کے بھلا دیے
بھیجون کسے مین لکھکے الہی سفر سے خط

مین تھام لون جگر کو بہت ہے یہ بیقرار
قاصد ٹھہر نہ کھول ابھی تو کمر سے خط

بہتے ہین اشک آنکھ سے فرط سرور مین
اے دل نہ شاد ہو کہ لگا چشم تر سے خط

اونکو غرور حسن ہی مجکو غرور عشق
آئے کبھی ادہر سے نہ جائے ادہر سے خط

آیا جو تیر روح نے قالب سے یہ کہا
میری طلب مین دیکھ یہ آیا اودہر سے خط

آنسو رواں نہین دم تحریر خط شوق
تحریر کر رہا ہون مین آب گہر سے خط

پڑہنے دیا نہ دل کی تڑپ نے مجھے امیر
ایسے ہجوم شوق مین آیا ادہر سے خط

لکھتا ہون فرط شوق مین مین بار بار خط — لکھتا نہین ہے ایک مجھے وہ نگار خط

جھنجھلا کے ایک بھی نہ پڑھیگا یقین ہے وہ — لکھے ہین ایک روز مین مینے ہزار خط

کیا شوق ہے بنا کے کبوتر کو نامہ بر — ایک ایک پر مین باندھ دیے چار چار خط

لکھون ذرا کدورت دل کا اگر مین حال — خط غبار کیا ہو سراپا غبار خط

ممکن نہین کسیکو کرے نامہ وہ رقم — جب تک نکالتا نہین اوسکا عذار خط

بھیجا جو یار تک نہین پہونچا یہ کیا ہوا — ڈوبا کہ جل گیا مرے پردرد گار خط

لکھا ہے اپنے ہاتھ سے اوسنے نیا سہی — آنکھون سے کیون لگاؤن نہ مین بار بار خط

بیٹین کے بدلے اوسکو پڑھونگا سامنے — آجاے یار کا جو دم احتضار خط

وہ سخت جان ہون پڑتی ہین تیغین ہزار ہا — پڑتا نہین ہے تن پہ مرے زینہار خط

نقلین مری رقیبون نے کین سیکڑون امیر — لکھا جو اوسنے مجکو ہوا اشتہار خط

ردیف ظائے معجمہ

جان بزم مے و معشوق غنیمت واعظ — خلد مین ہاتھ نہ آئیگی یہ صحبت واعظ

توبہ سو بار مین کر لونگا کچھ انکار نہین — مے کشی سے تو ذرا ہو مجھے فرصت واعظ

کانپتا خوف سے مستون کا ہے یہ بیان رونا — کچھ زبان سے نہین توبہ کی ضرورت واعظ

دل جلون سے نہ جہنم کا کیا کر مذکور — کہین انکو بھی نہ آجاے حرارت واعظ

حق بجانب ہے جو زہاد کی تعریف کرے — تو نے رندون کی دو ٹھائی نہین صحبت واعظ

درد دل کون سنے ذکر جو مین کرتا ہون — اور اولٹی مجھے کرتا ہے نصیحت واعظ

فیض ساقی سے یہان پیر جوان ہوتے ہین — در میخانہ نہین ہے در جنت واعظ

ہمسے دیوانون کے آگے یہ قیامت کا بیان — کہین آجاے تجھی پر نہ قیامت واعظ

تو جو رندون کی حقیقت نہین سمجھا نہ سمجھ — رند سمجھے ہین تری خوب حقیقت واعظ

جام مے دیکھ کے جامے سے ہوا تو باہر
پی لے دو گھونٹ تو کیا ہو تری شدت واعظ

بات کیا سیدھی نظر سے نہیں لیتا ہے سلام
گھر ہیں اللہ کے یہ کیسی نخوت واعظ

دیکھ میخانے پہ گھنگھور گھٹا چھائی ہے
سر پہ مستوں کے ہے اللہ کی رحمت واعظ

ایسے پڑھنے سے تو اچھا تھا کہ جاہل رہتا
نہ حیا تجھ میں ہے باقی نہ مروت واعظ

مست ہم دختر رز کے ہیں وہ حوروں کا امیر
کبھی سمجھیگا نہ رندوں کی حقیقت واعظ

صبح کے وقت صبوحی کی مذمت واعظ
کیا ہوا ہے تجھے کیوں آئی ہے شامت واعظ

فصل گل میں بھی ہے محروم مے گلگوں سے
دن تو اچھے ہیں بری ہے تری قسمت واعظ

اپنی کچھ کہہ مری کچھ سن تو مزہ بھی اوٹھے
تا کجا تذکرۂ دوزخ و جنت واعظ

دو گھڑی بادۂ گلرنگ کا بھی چرچا ہو
ختم کر ختم کر اب وعظ کی صحبت واعظ

بے سبب آٹھ پہر ذکر مے و جام نہیں
کچھ تو ملتی ہے زبان کو ترے لذت واعظ

نشۂ بادۂ وحدت کے اوٹھائے جو مزے
تو کرے پیر خرابات کی خدمت واعظ

ذوق پر اپنے ہے موقوف عذاب اور ثواب
ہے یہی میکدہ دوزخ یہی جنت واعظ

ذکر تو دختر رز کا ہو کسی رنگ سے ہو
وعظ میں تیرے بھی کچھ ملتی ہے لذت واعظ

قبر پر سنگ کی جا چاہیے خشت سر خم
کر اوٹھا آج بہک کر یہ نصیحت واعظ

ایک دم ذکر سے اوسکی نہیں تھمتی ہے زبان
دختر رز سے ہے تجکو بھی محبت واعظ

مسجد و خانہ کعبہ تو بہت دیکھ چکا
میکدے کی بھی مناسب ہے زیارت واعظ

دیکھتا ہے نہ سمجھتا ہے کہ مے ہے کیا چیز
نہ بصیرت ہے تجھے ہے نہ بصارت واعظ

میکدہ چھوڑ کے جنت کی طرف جائے امیر
چڑھ کے منبر پہ یہ کی خوب عدالت واعظ

جیب بھی ہو بک رہا ہے کیا واعظ
مغز رندوں کا کھا گیا واعظ

تیرے کہنے سے رند جائین گے
یہ تو ہے خانہ خدا واعظ

اللہ اللہ یہ کبر اور یہ غرور
کیا خدا کا ہے دوسرا واعظ

بے خطا سیکڑون پہ چشم غضب
حشر ہونے دے دیکھنا واعظ

ہم ہین فقط شراب سے بیمار
کس مرض کی ہے تو دوا واعظ

رہ چکا میکدے مین ساری عمر
کبھی میخانے مین بھی آ واعظ

ہجو مے کر رہا تھا منبر پہ
ہم جو پہونچے تو پی گیا واعظ

دختِ رز کو بُرا مرے آگے
پھر نہ کہنا کبھی سُنا واعظ

آج کہتا ہون وحدت مے مین امیر
دیکھون کہتا ہے اس مین کیا واعظ

ردیف عین مہملہ

پیش رخ پر نور ہے ہر دم سفری شمع
کیون شام ہی سے ہو نہ چراغ سحری شمع

دن رات یہ روشن ہے وہ روشن ہو شب بھر
پائے ترے کانون کی کہان جلوہ گری شمع

کس مہر درخشان کی طرف دیکھ رہی ہے
ہو جو نہین ہو تری آنکھون کی تری شمع

پروانون سے ہوتا ہے جو رخصت تجھے ہو کے
آتی ہے کوئی دم مین نسیم سحری شمع

ظاہر مین ہے معشوق تو باطن مین ہے عاشق
سیرت مین ہے دیوانہ تو صورت مین پری شمع

وہ جل کے ہوا خاک خبر تک نہین تجھکو
پروانے سے اچھی نہین یہ بیخبری شمع

بیچارے پتنگون کے پر و بال جو پھونکے
پھر بھی ہے کوئی شیوہ بیدادگری شمع

سبزہ ترے کانون کا اگر عکس نگین ہو
شمشاد کی صورت ابھی ہو جائے ہری شمع

کیا میری طرح تو بھی کسی مہ کی ہے عاشق
زردی ترے چہرے پہ ہے آنکھون مین تری شمع

بلبل سے کہو آئے وہ پروانے کے بدلے
گل کر گئی محفل مین نسیم سحری شمع

پروانے کرین کس سے بیان حال دل اپنا
سنتی ہے نہین شکوہ بے بال و پری شمع

معشوق کرے کیا جو مرے آپ ہی عاشق
پروانہ جلے خود تو خطا سے ہے بری شمع

محفل میں کھلے بالوں حسین کیا کوئی آیا
بیوجہ نہیں تیری پریشان نظر ہی شمع

بجھتے ہیں امیر اشک جو اسکے تو اثر کیا
ہے سوز و گداز غم الفت سے بری شمع

میرے دل میں نہیں ہیں ارمان جمع
گھر میں اللہ کے ہیں مہمان جمع

سیکڑوں عیش کے ہیں سامان جمع
پر نہیں خاطر پریشان جمع

جوش سودا خیال خط غم زلف
ہیں پریشانیوں کے سامان جمع

آرزو و داغ بیکسی حسرت
کیسے کیسے ہیں دل میں مہمان جمع

ہم کوئی روکنے سے رکتے ہیں
در جانان پہ کیوں ہیں مہمان جمع

ایک دل کے ہزار دل ہوجائیں
اس لیئے کر رہا ہوں پیکان جمع

ہنس چکو تم ہمارے رونے پر
لطف دیں ہوں جو برق باران جمع

آرزوئیں تڑپ رہی ہیں دل میں بھری
یا پری خانے میں ہیں پریان جمع

اے جنون کب سے دونوں ہیں مشتاق
آج ہو جائیں جیب و دامان جمع

آج اوٹھینگے زخمیوں کو مزے
ہو رہے ہیں وہاں نمکدان جمع

گر یہی طبع کی روانی ہے
چار دن میں ہے اپنا دیوان جمع

اب ملیگی سخن کی داد امیر
آج محفل میں ہیں سخندان جمع

ردیف غین معجمہ

دیکھنا ہمدم یہ بجلی ہے جو چمکاتی ہے تیغ
یا پری کہسار سے کھینچے ہوئے آتی ہے تیغ

جب گنہگاروں پہ تیرے رحم فرماتی ہے تیغ
ابر رحمت بنکے مقتل میں برس جاتی ہے تیغ

واہ رے شوق شہادت ایک گرتا ہے ایک
عمر گذری ہے کہ دم لینے نہیں پاتی ہے تیغ

چین پیشانی پہ ابرو پہ شکن اچھی نہیں
دیکھیے بیکار ہو جائیگی بل کھاتی ہے تیغ

رہ نہیں قالب سے نکل آتی ہیں تا کہ شوق کے
میان سے اوسکے نکلنے بھی نہیں پاتی ہے تیغ

یہ لگاوٹ یہ کھنچاوٹ یہ چلن یہ بانکپن
ٹھہر کی چالین تجھے ای ترک سکھلاتی ہے تیغ

سخت جانی نے خجل کس کسکو مقتل میں کیا
اوس سے شرماتا ہون میں اور مجھسے شرماتی ہے تیغ

بسملون کا جذبۂ شوق شہادت دیکھنا
میان سے بیتاب ہو کر خود نکل آتی ہے تیغ

آبروئے الفت دندان قاتل میں ملی
اپنا مالا … گلے میں میرے پہناتی ہے تیغ

چاہتی ہے لے مشقت سرخرو ہو جائیے
قتل ہو جانے کا بیڑا تجھ سے اوٹھواتی ہے تیغ

ہو … بازار جزا لے تیغ زن اپنی جنس
دیکھ وہ تیری قضا کھنچے ہوے آتی ہے تیغ

سخت … ہماری سخت جانی دیکھیا
… ہو … سے ٹکراتی ہے تیغ

حال … آمادی کا ابھی کھل جائے گا
تشنہ … کیون کر کے کھلواتی ہے تیغ

کیا عروس مرگ کا دولہا بنا … ہے
شیخ جوڑا تیرے کشتے کو جو پہناتی ہے تیغ

… میں … سے … میں …
… سے آتی ہے اور انداز سے پاتی ہے تیغ

تشنہ … فقط … اسکو چاہیے
جان لیتی ہے تو منزل پہ کبھی پہونچاتی ہے تیغ

اور میری تشنہ کامی پہ کسے آتا ہے رحم
حلق میں دو بوند پانی آکے ٹپکاتی ہے تیغ

آتش … دیکھا … پیاسا … سمجھ کر
دیکھ قاتل شرم سے پانی ہوئی جاتی ہے تیغ

ہجریان عشق کوئی دم میں ہرا ہے
آج کل دریائے رحمت بنکے لہراتی ہے تیغ

بسملون کے خون سے قاتل اسے سیراب کر
دیکھ تو کب سے زبان خشک کھلاتی ہے تیغ

رعب ایسا چھا گیا ہے سخت جانی کا امیر
موت میری دور ہی سے مجھکو دکھلاتی ہے تیغ

تیرے آگے کیا حسینون کا چلے مہ رو چراغ
ہاتھ سے اپنے جلانے تو جلا ہے گل رو چراغ

انجم و مہتاب پروانے ہین تیرے تو چراغ
گل بھی ہو جائے تو پھر … کی … چراغ

وقت گریہ یاد گیسو سخت دل ہمراہ اشک — رات کو برسات مین ہون جسطرح جگنو چراغ
نور عرفان کے لیے آنکھونمین آنسو ہین ضرور — نور تب دیتا جب روغن سے مملو ہو چراغ
قصر سلطان خانۂ درویش پر ہی طعنہ زن — اے مہ تابان ہو گردون پر تکلف تو چراغ
فرقت محبوب مین کیسی بہار بزم عیش — تیرہ آتا ہے نظر مشعل گل شبو چراغ
جوش وحشت مین بیابان مرگ قسمت ہو گیا — قبر پر یا قوت کو ہوگا دیدۂ آہو چراغ
ان کے مہندی پاؤنمین جب وہ ہوے گرم خرام — نقش پا سے شب کو روشن ہو گئے ہر سو چراغ
نور کا پتلا بنایا کیا تجھے اللہ نے — ساق سیمین شمع روشن کاسۂ زانو چراغ
چھڑکی افشان زلف مین شبکو چراغان ہو گیا — ہو گئے روشن میان کوچۂ گیسو چراغ
صبح تک شب کو تصور کسکے عارض کا رہا — گاہ اس پہلو تھا روشن گاہ اوس پہلو چراغ
ایک سے ہی ایک کو اس محفل عالم مین فیض — شب کو ہے آنکھون کے حق مین قوت بازو چراغ
کسکی زلف مشکسا کی لائی ہے خوشبو صبا — مشکبو شمعین سر محفل ہین عنبر بو چراغ
صاف محراب حرم ہے ابروے خمدار یار — کیون نہ کیجے خال روشن کو تہ ابرو چراغ
روشنی اوسکی ہے شب بھر یہ روشن آہ دن — کیا چراغ داغ دل کا ہوگا ہم پہلو چراغ
شمع کافوری مبارک منعمون کی بزم کو — ہین ہمارے خانۂ تاریک مین جگنو چراغ

سینہ ہی پر داغ اشکون مین ہین سخت دل امیر
باغ مین گویا کہ روشن ہین کنار جو چراغ

نہ آئے شب کو میسر اگر نہ آئے چراغ — کہ داغ سینے کے روشن ہین یان بجائے چراغ
گلہ نہین ہے اگر اقربا نہ لائے چراغ — کہ جگنوون نے مری قبر پر جلائے چراغ
نقاب ڈال کے آئے ہین وہ تو کیا پروا — چھپے نہ پردۂ فانوس مین ضیائے چراغ
لنڈھے شراب کے ساغر جو محتسب آیا — ہوا غضب کی چلی یک قلم بجھائے چراغ
موسے جو ہم تو مرادین بر آئین عالم کی — بتون نے خانۂ اللہ مین جلائے چراغ

یہ اپنی عمر کا عالم ہے عہدِ پیری میں
نسیم صبح سے جس طرح جھلملاے چراغ

تمیز ہو کہ نہ ہو شرط دل کا آنا ہے
خدا کی شان کہ پروانہ آشنا ہے چراغ

جہان کو فیض ہے مجھ سے میں قید کلفت میں
مکان میں نور اندھیرا ہے زیر پاے چراغ

وہ صاف دل تھا جلے بے فتیلہ و روغن
جو کاسہ گر نے مری خاک سے بنایے چراغ

عبث ہے سامنے جاہل کے شعر کا پڑھنا
وہ بے تمیز ہے اندھے کو جو دکھاے چراغ

جنون رہا یہی تا صبح یاد عارض میں
کبھی جلائے کبھی رات کو بجھاے چراغ

خدا ہی دل جو بچے حادثوں کے جھونکوں سے
کہاں تلک تہ دامن کوئی چھپاے چراغ

رہے نہ داغ جوانی امیر پیری میں
جلائے شب کو سحر ہو گئی بجھاے چراغ

ردیف ف

زلفیں آئی ہیں لٹک کر رخ جانان کیطرف
پاؤں پھیلائے ہیں اس کافر نے قرآن کیطرف

گھر سے اٹھے تھے کہ جائینگے گلستان کیطرف
وحشت دل لیچلی ہمکو بیابان کیطرف

پھول مرجھا جائیں شاخوں پہ ثمر ہو جائیں خشک
میں جگر تفتہ جو جا نکلوں گلستان کیطرف

دل کے اک اک گوشے سے ہم دیر تک رویا کیے
لیگئی عبرت جو کل گور غریبان کیطرف

رہگیا ہے آسرا تیری عنایت کا مجھے
تو ہی اب آ مرے پاس ہو جا میرے ارمان کیطرف

ہوں وہ زخمی دل کو میرے درد کا ہے مژدہ
دیکھتے ہیں زخم حسرت سے نمکدان کیطرف

ہو چکیں وہ دست وحشت کی جو تھیں چالاکیاں
ہاتھ اب برسوں نہیں اوٹھتا گریبان کیطرف

حشر ہے شہر خموشاں میں جو برپا دیکھنا
کسکی میت آئی ہے گور غریبان کیطرف

کچھ تو تمکو چاہیے اپنے اسیروں کا خیال
روز آ نکلا کرو دم بھر کو زندان کیطرف

زاہدا تسبیح میں زنار کا ڈورا نہ ڈال
یا برہمن کیطرف ہو یا مسلمان کیطرف

آپ سے جاتا نہیں ہر بار میں مجبور ہوں
دل کھنچا جاتا ہے میرا کوے جانان کیطرف

چاہتا ہون وصل وہ سے جو دو عالم مین نہین
اب کہین یاران رفتہ کا نشان ملتا نہین

مجھکو دیکھو اور میرے دل کے ارمان کیطرف
شوق دل لے چل مجھے گور غریبان کیطرف

جاکے اب یارونکی تنہائی مین دیکھون کا امیر
لے چلی ہے بیکسی گور غریبان کی طرف

شوخیان کہتی ہین ہم ہین اوسکی چتون کیطرف
سیر دیکھو دل بھی ہے اوس شوخ پرفن کیطرف
دیکھ قاتل جذب شوق قتل کا ہنگامہ ہو
اوس رخ رنگین پہ زلفین دیکھکر کہتی ہے خلق
ہاتھ جیب و سپر اوٹھاتا ہے مرا دست جنون
عارض گلگون سے اولٹی ہے ہوا اوس گل نے نقاب
سنگ پڑا کیا کوئی سنگ دل کا لعل ہے چشم تر
کھینچ لیتا ہے جو قاتل ہاتھ میرے قتل سے
کوئی گل توڑا کہ گلچین نے کیا بسمل کو ذبح
دونون آنکھون سے ہے میری آبرو برسات کی
نا قبول خلق سمجھا کوئی عالم مین نہین
میان سے کھینچا جو خنجر یار نے اللہ رے شوق
میرے گھر آتے نہین اچھا نہ آؤ خوش رہو
پھول مرجھا جائین تو مجھسے نکرنا کچھ گلہ
آج تک خورشید کا منھ اس طرف ہوتا نہین
جب مین کہتا ہون دم آخر کوئی اپنا نہین
جب بہت تعریف سنتا ہون مین چشم حور کی

چھیڑتی ہین کہتی ہین ہم ہین یا چشم پرفن کیطرف
دوست ہوکر بولتا ہے میرے دشمن کیطرف
دو چلے تلوار تیری میری گردن کیطرف
جھوم کر کالی گھٹا آئی ہے گلشن کی طرف
پھٹکے کہتا ہے گریبان مین ہون دامن کیطرف
بلبلین اب رخ نہین کرتی ہین گلشن کیطرف
ڈھونڈھنے کو اشک آتے ہین جو دامن کیطرف
دیکھتی ہے تیغ کس حسرت سے گردن کیطرف
اے صبا [illegible] کیطرف
ایک بجا دون کیطرف [illegible] دامن کیطرف
برق بھی آتی نہین ہے میرے خرمن کیطرف
روح سارے جسم کی کھنچ آئی گردن کیطرف
خاک اوڑاتے آؤ گے اک روز مدفن کیطرف
اے صبا چلنے کو مین چاہتا ہون گلشن کیطرف
دیکھنا آسان نہین اوس روے روشن کیطرف
تیغ کہتی ہے کہ مین ہون تیری گردن کیطرف
دیکھتا ہون حسرت سے گھر کے روزن کیطرف

تیغ ابرو تیر مژگان دونون حامی ہین مگر ایک سینے کیطرف ہو ایک گردن کیطرف
لاابالی جب نکل چلتے ہین پھر رکتے نہین بوے گل کب دیکھتی ہے پھر کے گلشن کیطرف

لاکھ اوبھارے وحشت دل کوے جانان کے امیر
مین نہ صحرا کی طرف جاؤن نہ گلشن کیطرف

کیونکر نہ مرغ دل ہو ہمارا شکار زلف رشتہ جو دام کا ہو وہ ایک ایک تار زلف
افسون پڑھو ہزار اوترتا نہین یہ زہر ہے اوسکی موت ہی جسے ڈس جاے مار زلف
چوٹی مین اپنے پھول جو رکھے ہین یار نے دکھلا رہی ہے طرفہ تماشا بہار زلف
کرتا ہے پھنس کے گیسوؤن مین دل خدا کی یاد مصروف ذکر مین ہے یہ شب زندہ دار زلف
حاضر ہے [illegible] منظور [illegible] زلف
[illegible] آہ کرتے [illegible] زلف
[illegible] ہین ایسے دو [illegible] وطن [illegible] زلف
[illegible] آیا ہے گھر کے [illegible] بہار زلف
[illegible] گھبرا رہے ہین قیدی زندان تار زلف
جاتا نہین [illegible] کسی طرف آیا پسند [illegible] زلف
[illegible] جاتی [illegible] کی روشنی دیتا [illegible] زلف
اے دل سمجھ کے کوچہ الفت مین رکھ قدم ڈسے نہ کاٹ کھاے کہین اژدہاے زلف

بہتر کہین یہ قید رہائی سے ہے امیر
ہون پاے بند سلسلہ تار زلف

ردیف قاف

ہین تری زلف رسا کے عاشق ہم بھی ہین یار بلا کے عاشق
تیرے معشوق خدا کے معشوق تیرے عاشق ہین خدا کے عاشق

غمزے جوڑوں کے اوٹھا تو ہین کوئی — آپ کے ناز و ادا کے عاشق
منھہ دکھاؤ نہ سناؤ آواز — کان اپنے ہین صدا کے عاشق
پانوں رکھتے نہیں بالاے زمین — تیرے نقش کف پا کے عاشق
ان جفاؤں پہ وہی ذوق وفا — ہم تو ہین اپنی وفا کے عاشق
تجھسے روٹھے نہیں اے تیغ قضا — ناز کرتے ہین ادا کے عاشق
شوخ چشمی نہ کر اتنی ظالم — گڑے جاتے ہین حیا کے عاشق
سندی ملواؤ نہ تم غیروں سے — رنگ لائینگے حنا کے عاشق
دیکھیے حشر مین کیا ہوتا ہے — ہم ہین محبوب خدا کے عاشق
رغبت اسلئے دل کو ہے یون جانب غم — جیسے معشوق کو تا کے عاشق

رات دن ہوتے ہین اوس بت پہ امیر
سیکڑوں بندے خدا کے عاشق

ہین نہ زندوں مین نہ مردوں مین کمر کے عاشق — نہ ادھر کے ہین الٰہی نہ ادھر کے عاشق
ہے وہی آنکھ جو مشتاق ترے دید کی ہو — کان وہ ہین جو رہین تیری خبر کے عاشق
جتنے ناوک ہین کماندار ترے ترکش مین — کچھ مرے دل کے ہین کچھ میرے جگر کے عاشق
رہ ہین دیر سے کعبے سے پھر آئے حاجی — تیرے در سے نہ سرکنا تھا نہ سر کے عاشق
آنکھ دکھلاؤ انھین مرتے ہون جو آنکھوں پر — ہم تو ہین یار محبت کی نظر کے عاشق
چھپ رہے ہونگے نظر سے کہین عنقا کی طرح — تو یہ سمجھے کہین مرتے ہین کمر کے عاشق
بے جگر معرکہ عشق مین کیا ٹھہرینگے — کھاتے ہین خنجر معشوق کے جوہر کے عاشق
تمکو کعبہ ہو مبارک دل ویران ہمکو — ہم ہین زاہد اسی اجڑے ہوے گھر کے عاشق
کیا ہوا لیتی ہین پریان جو بلائین تیری — کہ پری زاد بھی ہوتے ہین بشر کے عاشق
بیکسی درد الم داغ تمنا حسرت — چھوڑے جاتے ہین یہی گنج یہ ترکے عاشق

ہو نصیب سیرِ شب ماہ نہیں ہے یہ امیر
ہوگئے تم بھی کسی رشکِ قمر کے عاشق

جادۂ راہِ عدم ہے رہ کاشانۂ عشق
ملک الموت ہیں دربانِ درِ خانۂ عشق

مرگ خاک ہے دُردِ تہِ پیمانۂ عشق
آسمان ظرف برآوردۂ میخانۂ عشق

کم بلندی میں نہیں عرش سے کاشانۂ عشق
دونوں عالم ہیں دو مصراعِ درِ خانۂ عشق

ہے جو واللیل سراپردۂ کاشانۂ عشق
سورۂ شمس ہے قندیلِ درِ خانۂ عشق

دل مرا شیشہ ہے آنکھیں مری پیمانۂ عشق
جسم یا جوشِ محبت سے ہے پیمانۂ عشق

ہم سے اور پیش نظر جلوۂ مستانۂ عشق
ہیں زمانے میں نہ محرم تھا نہ بیگانۂ عشق

غرق ابھی بحرِ فنا میں یہ دو عالم ہوجائیں
ایک اشارہ جو کرے نرگسِ مستانۂ عشق

ہم وہ فرہاد ہیں کاٹا نئی صورت سے پہاڑ
حسن کا گنج لیا کھود کے ویرانۂ عشق

کچھ گرہ میں نہیں گرمی کے سوا شعلِ سپند
برگ و بر دود و شرر ہوں جو اُگے دانۂ عشق

عین مستی میں ملے ہیں مجھے گوشِ شنوا
سن رہا ہوں میں صدا کو لبِ پیمانۂ عشق

آرہے باغِ جناں سے جو زمیں پر آدم
فی الحقیقت تھی وہ اک لغزشِ مستانۂ عشق

معتقد کون نہیں کون نہیں اس کا مرید
پیر مفتا دو دولت کا ہے دیوانۂ عشق

دل سے تسبیح بنا کر وہ کیے زیبِ گلو
ہاتھ آئے جو کوئی گوہرِ یکدانۂ عشق

زلفِ معشوق نہ گھٹ جائے اونچا ہی مقام
بڑھ چلیں اتنے نہ سولی سرِ دیوانۂ عشق

سننے والوں کے یہ ڈر ہے نہ جلیں پردۂ گوش
کیا سناؤں کہ بہت گرم ہے افسانۂ عشق

خاک در کا رہے وہ لوث خطا سے جو بچا
ورنہ ہر خاک سے اُگتا ہے کوئی دانۂ عشق

کہتے ہیں مرگِ جوانی جسے سب اہلِ جہاں
اپنے نزدیک ہے وہ بازیٔ طفلانۂ عشق

آہ عاشق سے ہوئی غفلتِ معشوق نہ کم
خواب تھا حسن فسوں ساز کو افسانۂ عشق

سخت برگشتہ ہوں تب بھی نہیں جاتا یہ غرہ
ذکر ہے بادہ جو واژون بھی ہو پیمانۂ عشق

طور پہ کہتی ہے یہ شمع تجلی کی زبان
سرمۂ حسن ہے خاکستر پروانۂ عشق

طالب درد ہے اس رتبہ مرا طائر دل
ٹوٹ پڑتا ہے یہ جس جا ہو میں ہو دانۂ عشق

ہوں وہ دیوانہ کہ قدموں لگا ہو مرے حسن
ہو مرے پاؤں میں زنجیر پریخانۂ عشق

مر کے دے روح کو میری یہ الٰہی قدرت
ہنس بن بن کے چھکے گوہر یکدانۂ عشق

کیا فلاطوں کو ہے نسبت ترے دیوانے سے
آشنا ہے یہ محبت کا وہ بیگانۂ عشق

ہم تھے اور چہرۂ محبوب کا نظارہ امیر
شعلۂ حسن تھا جس روز نہ پروانۂ عشق

جلد آجاؤ کہ ہیں گور کنارے مشتاق
دم میں آجائیں نہ ہو روح کے تمھارے مشتاق

دل صد چاک بھی چلمن ہو کسی کمرے کی
سر جھکاتے ہیں تو کرتے ہیں نظارے مشتاق

مست ہونے کا انھیں حکم ہے اے نرگس یار
خوب پہچانتے ہیں تیرے اشارے مشتاق

تہ و بالا ترے دیدار کا طالب نہیں کون
گل زمیں پر ہیں تو گردوں پہ ستارے مشتاق

استخواں تو کہیں جلدی ہو بدن سے باہر
ہیں ہما و سگ محبوب تمھارے مشتاق

بیخودی تا بکجا آپ میں آؤ بھی امیر
دیر سے بیٹھے ہیں احباب تمھارے مشتاق

ردیف کاف تازی

آئی جو کھل کے زلف رسا سر سے پاؤں تک
لینے لگی بلائیں ادا سر سے پاؤں تک

لاغر ہوں اس قدر مجھے پہچانتی نہیں
رہ رہ کے دیکھتی ہے قضا سر سے پاؤں تک

رخ نور جبہہ نور شکم نور ساق نور
تو اے صنم ہے نور خدا سر سے پاؤں تک

کھائے ہیں ہنسے گل تر چھالوں کے اس قدر
خالی نہیں ہے جسم میں جا سر سے پاؤں تک

گندا نظر گذر کا بچھائیگی آپ کو
قد ناپتی ہے زلف رسا سر سے پاؤں تک

بالکل ہے مجھ ضعیف کا ہر عضو جسم بار
ہیں کا ہوں وہ کہ دبا سر سے پاؤں تک

دوران سر کے ساتھ ہی چکر بھی پانون مین
ہون مبتلائے رنج و بلا سر سے پانون تک

موقوف شمع پر نہین کچھ سوزش درون
جس پر گرے یہ برق جلا سر سے پانون تک

اودی یہ خار وادی وحشت کی ہی خلش
ایک آبلہ ہے جسم مرا سر سے پانون تک

میرے نگاہ شوق کی اللہ رے گرمیان
وہ گل عرق مین ڈوب گیا سر سے پانون تک

کچھ تمکو میری طوق و سلاسل کی ہی خبر
زیور مین غرق رہتے ہو کیا سر سے پانون تک

اچھی کسیکی آنکھ کسیکی نگاہ ہے
یکتا ہین آپ نام خدا سر سے پانون تک

گرمی سے حسن کے وہ ہوا ہی عرق عرق
دیکھو ٹپک رہی ہے ادا سر سے پانون تک

زلفِ دوتا سے آپ ہی الجھن مین ہاونکا دل
گھیرے ہی دو طرف سے بلا سر سے پانون تک

گریان اکر مین شہر بین سے گذر گیا
فوارہ آب آب ہوا سر سے پانون تک

تڑپے شب وصال نہ کیونکر نگاہ شوق
گھیرے ہوے ہے اونکو ادا سر سے پانون تک

جب مینے فکر کی ترے دانتونکے وصف مین
آب گہر مین ڈوب گیا سر سے پانون تک

پہونچائے کربلا مین جو بخت رسا امیر
ملیے بدن مین خاک شفا سر سے پانون تک

کرون ضبطِ نفس ہمدم کہانتک
لگی ہے آگ اک دل سے زبان تک

دھوان دل سے مرے اوٹھا ہی ایسا
اندھیرا ہے زمین سے آسمان تک

کرون کس شوق سے ہر بار سجدہ
جو پہونچے سر تمہارے آستان تک

تجھے ملتا نہین گھر اونکا قاصد
گئے کیونکر پیمبر لامکان تک

غش آیا ہے مجھے مسجد مین لے چل
چلو لیکر مجھے پیر مغان تک

جو موت آئے تو پہچانے نہ مجکو
ہوا ہون ہجر مین لاغر یہان تک

امیر اب مہربان ہی مجھپر صیاد
خبر پہونچے نہ اوسکی باغبان تک

ردیف کاف فارسی

مرے ہر عضو کو ہی اوس بُتِ خونخوار سے لاگ
دل کو ہی تیرے گردن کو ہی تلوار سے لاگ

اوس دلآرام کو ہی میرے دلِ زار سے لاگ
مژدہ ای مرگ مسیحا کو ہے بیمار سے لاگ

روتے ہین کھول کے دل تو بھی نہ سمجھے آنسو
ضبطِ غم تجکو ہی کیون دیدۂ خونبار سے لاگ

کُند تلوار سے کرتا ہے جو عاشق کو حلال
دل مین رکھتا ہے وہ جلاد گنہگار سے لاگ

جھانک کر دیکھ لیا کرتے ہین چلمن سے کبھی
ہے جو در پردہ اونھین لب دیدار سے لاگ

پھول نے پھلنے کی نوبت نہین آنے پاتی
کیا خزان کو ہی الٰہی مرے گلزار سے لاگ

شانہ کی طرح سے صد چاک رہا کرتا ہے
جیسے ہی دل کو ترے گیسوئے خمدار سے لاگ

دو قدم یار چلا اور قیامت آئی
فتنۂ حشر کو ہے یار کی رفتار سے لاگ

ہم نہ ہین دوست کسی کے نہ کسی کے دشمن
یار سے ہمکو لگاوٹ ہے نہ اغیار سے لاگ

مدد اے پیرِ مغان المدد اے پیرِ مغان
بڑھ گئی ہے بہت اب چرخِ ستمگار سے لاگ

تارے گن گن کے شبِ ہجر بسر کرتا ہون
کیا کرون خواب کو ہے دیدۂ بیدار سے لاگ

کیون حیا اونکو نکلنے نہین دیتی باہر
حسنِ یوسف کو ہے کیون گرمیِ بازار سے لاگ

بندۂ عشق ہون مین ایک سے دونون ہین مجھے
کچھ نہ کافر سے محبت ہے نہ دیندار سے لاگ

بیطرح حال تمھارا جو مین پاتا ہون امیر
ہو گئی کیا کسی معشوق طرحدار سے لاگ

ردیف لام

سنتا نہین وہ دل سے کبھی داستانِ دل
کس سے بیان کرے کوئی دردِ نہانِ دل

کرتا ہے آب آب جگر کو بیانِ دل
افسانے کی طرح سنو داستانِ دل

اے شاہِ کشورِ دل و جانِ جہانِ دل
قربان ہر ادا پہ دل و جانِ جانِ دل

کس بے نشان کی یاد نے ایسا مٹا دیا
سینے مین نام کو نہین باقی نشانِ دل

ہمراہ دوڑتا ہون مین اوس شہسوار کے — ہے دست اختیار سے باہر عنان دل

جیسے کہ تیر یار کی سینے مین ہے جگہ — خالی نہین ہما سے مرا آشیان دل

حوا کا عشق قسمت آدم مین جو لکھا — پہلا تھا نقطہ قلم امتحان دل

بے شبہ اس زمین سے جدا ہے زمین عشق — اس آسمان سے ہے الگ آسمان دل

پھینک جائے صور حشر جو ہوتا ہے جلد ہو — کب تک کرون مین ہجر مین ضبط فغان دل

پھولے ہین کیسے لالہ و گل فیض عشق کے — قابل ہے تیری سیر کے یہ بوستان دل

جلسے کہ دھیان ہے رخ تابان یار کا — ہے آفتاب چشمہ چراغ مکان دل

جائیگا کیا تصور خال سیاہ یار — آنکھون مین مردمک ہے سویدا میان دل

حسرت وہی فروغ وہی ہے جلا وہی — کچھ کچھ تو آئینے سے ہے آئینہ شان دل

تو ہے وہ ماہ مصر کہ جاتا ہے جس طرف — رہتا ہے ساتھ تیرے کاروان دل

غصے مین آکے ہاتھ سے پھینکا ٹپک دیا — آئینے پہ ہوا وہین شاید گمان دل

ممنون ضعف عالم پیری ہون اے امیر
جھکتا چلا ہے سر طرف آستان دل

داغون سے گل شگفتہ دوبالا ہے شان دل — ہے ماہ و آفتاب نہین آسمان دل

عنقا سے ہے بلند کہین آشیان دل — سنتے ہین نام پر نہین ملتا نشان دل

فیض قدم سے تیرے تجھی ہے یہ شان دل — ہین ساتون آسمان تہ آسمان دل

دوزخ شرار نالۂ آتش فشان دل — فردوس برگ ریزۂ گل بوستان دل

کعبہ ادب سے آتا ہے میرے طواف کو — جیسے ہوا ہین گوشہ نشین مکان دل

غنچے کے توڑنے کو سمجھتا ہون معصیت — سنگی ہے جسنے لوٹے گل بیخزان دل

اتنے لیے پسند ہے مجکو چمن کی سیر — گل شکل داغ دل ہے صنوبر بسان دل

رستے مین وقت فکر سکندر سے کم نہین — کرتا ہون سر جھکا کے مین سیر جہان دل

آتے نہ نظر عالم عنصر ہوا اگر مکین
خالق نے کیا وسیع بنایا مکان دل

مخفی نہیں ہے اہل صفا کے ضمیر مین
دیکھا کہان کسی نے کبھی استخوان دل

کیا آنسوؤن نے پردہ الفت کیا ہے فاش
آنکھون سے آشکار ہے راز نہان دل

کیونکر لینگے یاد وسمہ در دندان یار کو
اس طرح سرمئیون سے بھرینگے دہان دل

ممکن نہیں کہ وہم کسی کا پہونچ سکے
کوسون پرے لامکان سے ہے بلند آستان دل

مانند شمع نطق کی طاقت نہیں مگر
روشن مری زبان سے ہے میرا بیان دل

دو ٹکڑے ہوا ابھی جگر بوالہوس امیر
کھینچون جو معرکے مین مین تیغ زبان دل

گل وہ رخ نازک ہے پسینا عرق گل
شبنم سے ہے لبریز گہر یا طبق گل

بلبل کا قفس چھاؤ کبھی پھولون سے صیاد
اس صبح پہ بھی یا ہے پھولے شفق گل

تا زیست تھا مجھ زار کو عشق رخ رنگین
ہو غسل بکفن کو عرق گل ورق گل

اوس روی کتابی کا ہو ذکر اور دہن اپنا
بلبل کو فراموش ہو گا سبق گل

ہو فصل خزان مین بھی وہی رنگ بہاران
گل سینہ بلبل مین ہے داغ قلق گل

کسکے رخ رنگین کا سنا ہے فسانہ
گل کان ہوے کان پہ ہے ورق گل

سب خار اوچک سکتے ہین دامان صبا کے
گلشن کی قلمرو مین ہے نظم ونسق گل

آہون نے کیے سخت جگر برہم و درہم
کیا تند ہوا مین ہین پریشان ورق گل

آمد ہے یہ گلزار مین کسکی کہ صبا نے
صدقے کے لیے زر سے بھرے ہین طبق گل

وہ رنگ کہان اب کہ خزان باغ مین آئی
بیکار ہے اب تذکرہ ما سبق گل

تحریر کرے وصف رخ اوسکا تو ہے لازم
کاتب خط گلزار مین لکھے ورق گل

زیبا ہے کہون مین جو فلک خاک چمن کو
پھولی ہے عجب سم گل مین شفق گل

پائیگا امیر اوس رخ گلرنگ کا بوسہ

بلبل کے سوا کوئی نہیں مستحق گل

بجا ہیں بلبل و گلچیں خراب خندۂ گل
دو آتشہ ہے چمن میں شراب خندۂ گل

گرائے برق اگر التہاب خندۂ گل
تو کیوں نہ ہو دل بلبل خراب خندۂ گل

ہنسی ہے اوس گل تر کی جواب خندۂ گل
تبسم ایسے کہیں انتخاب خندۂ گل

کرے گی بلبل نالاں جو حشر میں فریاد
صبا سے ہوگا حساب کتاب خندۂ گل

سوال ہے کہ چھڑے عشق حسن کے منہ پر
کہاں ہے نالۂ بلبل جواب خندۂ گل

چمن میں نالہ کشی ہے قبول اے صیاد
پڑا اس چمن میں نہیں مجکو تاب خندۂ گل

ابھی تو صورت شبنم ہوں اشک بلبل خشک
چھپائے دکھائے اگر آفتاب خندۂ گل

جو کاسۂ سر بلبل سے وہ منصف ہوں
بھروں میں اوس میں لبالب شراب خندۂ گل

شراب خندۂ بلبل کو پی کے کیوں نہ ہو مست
ابھی تو نام جدا ہے شباب خندۂ گل

سمند ہوش ہو بلبل کا کیوں نہ برق خرام
چھپا نہ پائے ہو سوچ سے شراب خندۂ گل

دبا ہے وہ مجھے اللہ رے دل نازک
کہ آب آب ہے جسکو تاب خندۂ گل

سنا تو تھی صبا یہ کہ ہوگئی غش بلبل
کھلا کے غنچہ اوٹھائے نقاب خندۂ گل

ذرا نہیں کسی بلبل کو ہوش صورت مست
غضب کی تند کھنچی ہے شراب خندۂ گل

غش آگیا مجھے غنچوں کے مسکرانے سے
کسے ہے حوصلۂ انتخاب خندۂ گل

یہی ہے شام سے مضمون گریۂ بلبل
سحر کو دیکھیے گا اضطراب خندۂ گل

نظیر گریۂ بلبل ہے گریۂ مینا
ہنسی ہے جام کی ساقی شراب خندۂ گل

امیر خیر ہو گلشن میں جان بلبل کی
کھنچی ہے صبح سے تیغ خوشاب خندۂ گل

پر نور رخ سے ترے ہے جو نور محفل
ہے تجلی کدہ جلوے سے ترے جھلک محفل

جذب دل کھینچ کے گل چہرہ کو لے آ
عطر مجموعے سے ہو جائے معطر محفل

رشک پروانہ ہیں ہم کم ہو اگر غیرتِ شمع
امتحان کے لیے ہو جائے منور محفل

سب فراہم ہوئے اس کی رحبہ سوم میں یکجا
بن گئی غیرتِ بتخانۂ آذر محفل

ہجر میں چار ادھر چار ادھر کے ہیں
جس طرح ماہ محرم میں ہو گھر گھر محفل

مماثلت فانوس خیالی کا گمان ہوتا ہے
گھوم رہی ہے یہ ترے رقص سے چکر محفل

باغ کس کام کا جس میں گل شمشاد نہ ہوں
لطف دیتی نہیں بے شیشہ و ساغر محفل

رقص کے وقت قیامت ہے تمھاری ٹھوکر
کیوں اولٹ جائے نہ مثلِ صفِ محشر محفل

لیکن نالوں کے علم ہم بھی ضرور آئینگے
ہوگی جس روز محرم میں ترے گھر محفل

جا چکا عہد جوانی کا چلیں سوئے عدم
شمع ساں دیکھ چکے دہر میں شب بھر محفل

شمع فانوس میں پھولی نہ سمائی او گل
تیرے آتے ہی ہوئی جامے سے باہر محفل

مل گیا یار کا ابرو جو ذرا رقص کے وقت
ایک ہم کیا کہ ہوئی کشتۂ خنجر محفل

گذرا دس ماہ دو ہفتہ کا بھی شاید ہو اعجاز
کیجیے چودھویں تاریخ منور محفل

فرقت یار میں آتشکدہ ہے ہر محفل
بلکہ ہوگا یہ محشر کے برابر محفل

ہے عجب شمع کی صورت دل قاتل چلیے
بلبلوں کے ہوتے سایۂ خنجر محفل

چاہئے آئینہ رویوں کا بھی ہو جائے
کیجیے چل کے سرِ قبر سکندر محفل

ہم بغل ہجے ہے غیروں کو لگائے رکھو
گھر میں خلوت ہی رہے جمع ہو باہر محفل

کس پہ ہو کا شعور نہیں دل میں اپنے
جمع رہتی ہے اس آئینے کے اندر محفل

سب منگلوں سے جدا پیر مغان ہی مکان
سیکڑوں کی ہے الگ شہر سے باہر محفل

ایسے ہی حسن تیرے ہو جہان کی رونق
جس طرح شمع سے ہوتی ہے منور محفل

تم کو پروا ہے نہ افشا کی نہ اخفا کا خیال
گھر کے باہر کبھی خلوت کبھی اندر محفل

ہے دل سوختگان روز الم ہے شب عیش
چشم پروانہ میں آتشکدہ ہے ہر محفل

دل کے جاتے ہی ہوئی انجمن چشم اداس
محفل آرا نہ ہو کوئی تو ہو ابتر محفل

شمع محفل میں ہے پروانے ہیں گرد سر شمع
کیا تکلف ہے کہ محفل کے ہے اندر محفل

ہم ہیں پروانہ دل سوختۂ بزم خیال
شمع رویوں سے بیان گرم ہے شب بھر محفل

سر فروش آئے ہیں مشتاق شہادت ہو کر
جمع کرتا ہے ہمیشہ ترا خنجر محفل

اوسکے خنجر کا نے سے برہم ہوئی یہ غیر امیر
شمع کیا ہم پہ ہوئی دست بہ خنجر محفل

جب یار ہوا جفا کے قابل
تب ہم نہ رہے وفا کے قابل

ہے خوف سے سارے تن میں رعشہ
اب ہاتھ کہاں دعا کے قابل

آئے مجھے دیکھنے اطبا
جب میں نہ رہا دوا کے قابل

بولے مرے دل پہ پیس کے دانت
یہ دانہ ہے آسیا کے قابل

کلفت سے امیر صاف کر دل
یہ آئینہ ہے جلا کے قابل

اے دل مجھے بیٹھے بہلاوات سے حاصل
خالی ہے مکان حرف و حکایات سے حاصل

تسکین مجھے دیتے نہیں اے حضرت واعظ
کیا اور مجھے قبلۂ حاجات سے حاصل

پھر ہے ترا دل میں کہوں حالت دل کیا
کعبے میں جو بت ہو تو مناجات سے حاصل

ہے زیست کا حاصل تو فقط وصل کی لذت
جب رات کا وعدہ نہ ہوا دن رات سے حاصل

روتا ہوں لہو بھی تو مجھے نہیں ملتی
کیا بندگی پیر خرابات سے حاصل

ظاہر میں دیا بوسہ تو کیا دل ہے مکدر
نیت ہی نہیں ٹھیک تو خیرات سے حاصل

تقدیر مری تو نہ بدل دیگا دعا سے
اے شیخ پھر اس کشف و کرامات سے حاصل

قسمت میں جو ہے ہو وہ بہر کیف ملیگی
پھر قاضی و مفتی کی ملاقات سے حاصل

پہچانتے ہیں اہل سخن خوب سخن کو

خاموش امیر اتنی مباہات سے حاصل

ردیف میم

کیون نالے کرین بلبل گلشن تو نہین ہم
اے ضبط جنون عقل کے دشمن تو نہین ہم

دلکو جو بچاتا ہون تو کہتی ہین وہ آنکھین
کیا لوٹ ہی لینگے کوئی رہزن تو نہین ہم

خالق نے تمھین مہر بنایا ہمین شبنم
دکھلاؤ جو تم چہرۂ روشن تو نہین ہم

خط دیکے تجھے کوچۂ جلاد مین بھیجین
کچھ خیر ہے قاصد ترے دشمن تو نہین ہم

ذلت سے کبھی لینگے نہ ہم بوسۂ گیسو
صدقہ کسے دیتے ہو برہمن تو نہین ہم

کیا ضعف سے حاصل کہ ترے گھر مین نہ پہونچے
ذرے ہین مگر ذرۂ روزن تو نہین ہم

دل کھینچے لیے جاتا ہے قاتل کی گلی مین
کچھ آپ روانہ سوے مدفن تو نہین ہم

رہجائینگے پیچھے نہ کبھی ساتھ سے تیرے
سایہ ہین غبار سم توسن تو نہین ہم

سو بار کھٹکینگے اری طور پہ جا کر
کیا سمجھے ہین موسی ہمین الکن تو نہین ہم

کرتا ہون جو کنگھی تو یہ کہتے ہین وہ گیسو
کانٹون مین نہ کھینچو ہمین دامن تو نہین ہم

ظاہر مین تو نرگس کیطرح پائی ہین آنکھین
پر قابل نظارۂ گلشن تو نہین ہم

بخیے کا دیا حکم تو بولے دہن زخم
سلواتے ہو کیون قابل سیون تو نہین ہم

موسی سے یہ کہدو کہ بہت بڑھکے نہ بولین
کچھ نابلد وادی ایمن تو نہین ہم

کہتا ہے حیا سے وہ دہان مسی آلود
کیا دیکھتے ہین سب گل سوسن تو نہین ہم

غیرون سے جو دشمن ہین تو کیا تیری طرح سے
اے دوست کسی دوست کے دشمن تو نہین ہم

کیا نالہ کشی کی ہمین بت دیتے ہین ترغیب
انسان ہین ناقوس برہمن تو نہین ہم

کرتی ہین یہ طنز اونکے خط سبز پہ آنکھین
کچھ پیرہن خضر مین رہزن تو نہین ہم

کیا حوصلہ اونکا ہے جو زندان مین بھیجین
زندانی تاریکی مدفن تو نہین ہم

بے منت احباب یہان قبر ہے روشن
محتاج چراغ سر مدفن تو نہین ہم

بوے گل فردوس امیر اپنا ہی مردہ
سنکا جو ذرا تختۂ مدفن تو نہین ہم

ہوے جو رنگ وصل یار مین ہم — اچھے پہولے پھلے بہار مین ہم
ہوگئے مردہ ہجر یار مین ہم — گھر مین اپنے ہین یا مزار مین ہم
اوسکو لائینگے خاک قابو مین — کہ نہین اپنے اختیار مین ہم
کون پوچھےگا ہم غریبون کو — روز محشر ہین کس شمار مین ہم
فرش سے عرش تک نشان نہین — دور پہونچے ہواے یار مین ہم
حضرت دل جو تم ہو پہلو مین — مرکے بھی رہ چکے قرار مین ہم
وصل مین بھی شکستہ خاطر ہین — توبہ مست ہین بہار مین ہم
پیش رخسار یار خار ہین گل — ایک دو کیا کہین ہزار مین ہم
قاصد آیا ہے پر نہین پاتا — گم ہوے ایسے انتظار مین ہم
گھر مین ہین لیکن اپنے نام کی طرح — ہین ہر اک ملک ہر دیار مین ہم
زلف و رخسار کے تصور سے — ہین حلب مین کبھی تتار مین ہم

جبر جو چاہین ہم پہ وہ کرلین
ہین امیر اونکے اختیار مین ہم

ہوا کہ زندہ رہا نامہ بر نہین معلوم — کچھ آج تک نہین اوسکی خبر نہین معلوم
مکان دل مین ہے کسکا گذر نہین معلوم — یہ بیخودی ہے کہ گھر کی خبر نہین معلوم
کیا ہے بیخبری نے جہان سے فارغ — فلک کہان ہے زمین ہے کدہر نہین معلوم
مین جسکو دیتا ہون اوس فتنہ گر کے نام خطوط — وہ یہ بتاتا ہے کہ مجھکو تو گھر نہین معلوم
تری گلی ہے کہ میدان حشر ہے قاتل — یہان کسی کو کسیکی خبر نہین معلوم
ہوا شہید تبسم جسکی کہ دل یارب — رہی تڑپ سے یہ تسلی کدھر نہین معلوم

کیا ہے ذوق شہادت ذرمحویہ وم قتل / لگے ہیں زخم کہاں جسم پر نہیں معلوم
شب جمال ہوں بوس و کنار سے محروم / دہن کہاں ہے کدھر ہے کمر نہیں معلوم
پڑا ہے تیغ کے نیچے کہ پائے قاتل پر / کدھر کو اوڑ کے گیا تن سے سر نہیں معلوم
شب وصال سر شام سے وہ کہتے ہیں / کہ آج کیوں نہیں ہوتی سحر نہیں معلوم
ادھر کو منھ جو نہیں پھیرتا کبھی خورشید / یہ کسکا گھر ہے بازار اودھر نہیں معلوم
جو کل تھے ساتھ گئے آج کسطرف یارب / کسیکا حال کسیکی خبر نہیں معلوم
خضر ہو راہبری سے ثواب اے زاہد / کہ ہمکو بادہ فروشوں کا گھر نہیں معلوم
ہمیشہ نالۂ دل بے اثر ہے کیا باعث / یہ نخل کیوں نہیں لاتا ثمر نہیں معلوم
جہاں میں اب نظر آتا ہے رات دن اندھیر / فلک پہ کیا ہوئے شمس و قمر نہیں معلوم

بھٹکتے پھرتے ہیں ہم مثل گرد راہ امیر
ہوا ہے قافلہ راہی کدھر نہیں معلوم

تیرے جور و ستم اٹھائیں ہم / یہ کلیجا کہاں سے لائیں ہم
جی میں ہے اب وہاں نہ جائیں ہم / دل کی طاقت بھی آزمائیں ہم
... / ...تے ہیں تری ہوائیں ہم
... / ...کو منھ لگائیں ہم
... اب یار لیا ... رہے ہے / کوئی پیس... [illegible] ائیں ہم
دل میں تم دل ہے سینہ سے خود گم / اپنے دل کی لگی ... ہم
آب شمشیر یار اگر مل جائے / اے بت اپنے خدا سے ...
اب جو منھ موڑیں بندگی سے ترے / قصر کیا مقبرہ بنائیں ہم
زندگی میں ہے موت کا کھٹکا / زاہد و دیکھ کر گھٹائیں ہم
توبہ مے سے کیا پشیمان ہیں / جو گھٹائے اوسے بڑھائیں ہم
دل میں ہے مثل ہیزم و آتش

زار سے زار ہین جہان مین امیر
دل ہی بیٹھے جو لطف اوٹھائین ہم

ردیف نون

کیا ویسے امیر کے عفو گناہ مین ۔ اللہ کیا کمی ہے تری بارگاہ مین
آئے ہو تیغ کھینچ کے تم قتل گاہ مین ۔ تو لو تو پہلے موے کمر کو نگاہ مین
کانٹا ہوا ہون سوکھ کے لیکن نہال ہون ۔ کھٹکونگا اور اپنے عدو کی نگاہ مین
بیہوش کوئی بزم خرابات مین نہین ۔ مشہور یہ خبر ہے غلط خانقاہ مین
خالی شرارتون سے نہین ظلمت جہان ۔ لپٹی ہوئی ہے برق گلیم سیاہ مین
پیری مین قد نگون جو ہوا دانت بھی چلے ۔ بھاگڑ پڑی شکست علم سے سپاہ مین
مدت ہوئی بچھڑے ہوے آنکھونکی پتلیان ۔ صورت تمھاری پھرتی ہے اب تک نگاہ مین
نکلا نہین ہے خط ترے عارض پہ حسن نے ۔ کانٹے بچھائے ہین یہ محبت کی راہ مین
کشتی ضرور ساتھ رہے تیرے اے فقیر ۔ ڈوبے نہ قلزم کرم بادشاہ مین
بے قصد بد سے بھی کبھی ہوتا ہے کام نیک ۔ شب کو چراغ غول جلاتے ہین راہ مین
دعوی بہت تھا سنگدلی کا حضور کو ۔ کیون دل پکڑ کے بیٹھ گئے ایک آہ مین
اللہ رے جذب میری تڑپ کا کہ کھینچ کے ۔ تاثیرین دوڑی آتی ہین آغوش آہ مین
اعلی کو کیون نہ صحبت ادنی سے ہو حذر ۔ دیکھا کبھی نہ پرتو خورشید چاہ مین
یوسف سے بھی سوا ہے مرے دل کا مرتبہ ۔ ڈوبا ہوا ہے چاہ زنخدان کی چاہ مین
بے داغ عشق ارض سے تا آسمان ہو کون ۔ ماہی مین فلس ہے تو کلف جرم ماہ مین

ہے نقش دل پہ صورت توحید اے امیر
ہون محو ذکر اشہد ان لا الہ مین

ہون زار اس قدر کہ تری جلوہ گاہ مین ۔ چھپ جاؤنگا مین پردۂ گرد نگاہ مین

ہین جلوہ گر شرار مری دود آہ مین
یہ تخم چھپتے ہین کوئی ابر سیاہ مین

وہ توڑا ہے فلک ہی مرے تیر آہ مین
چاہون تو توڑتے ہون سپہر مہر و ماہ مین

سمجھے سر یہ تاج کو کشکول و بوریا
ہو فقر کا مزہ جو دل بادشاہ مین

اہ ادھر ہی من سے نکلے تو کیونکر حسین نہو
بجھ جائے ماہ بھی جو ملجائے آہ مین

سایہ پڑا اگر مرے بخت سیاہ کا
یہ تیرگی نہ تھی تری زلف سیاہ مین

اقبال نیک کے لیے اچھی جگہ بھی ہو
مے پیجیے تو چل کے کسی خانقاہ مین

آنے نہ دے حیا کو یہ ہے رات وصل کی
کیا کام غیر کا ہے ترے جلوہ گاہ مین

دیوانہ تیرا آتا ہے لرزان ہین اہل شہر
رستم کی دھاک سے ہے تزلزل سپاہ مین

کیون مثل رخ نہ ہمکو خط سبز ہو پسند
پھولون کی ہمکو آتی ہے خوشبو گیاہ مین

اہل زمانہ بنکے بگڑتے ہین کیسے جلد
ہے ماہ کو زوال و کمال ایک ماہ مین

ہم رہروان عشق کو محشر کا خوف کیا
پڑتے ہین ایسے کتنے ہی میدان راہ مین

زلفونکی آڑ مین نہین آتے وہ چشمگین
بجلی تڑپ رہی ہے یہ ابر سیاہ مین

کیا سمجھے قدر ساغر جمشید کی وہ چشم
دنیا نہین سماتی ہے جسکی نگاہ مین

تونے تو اے سیاہی شب ہائے ہجر
دھبا لگا دیا مرے بخت سیاہ مین

اوترے جو نشہ توبہ کرین ہم شراب سے
لغزش نہ تا زبان کو ہو عذر گناہ مین

آئے وہ گور پر جو ہوے دفن ہم اسیر
جاگے نصیب سوئے اگر خوابگاہ مین

کس کام کی ہے آنکھ ترے جلوہ گاہ مین
کیا احتیاج شمع تماشائے ماہ مین

ہین شوخیان کہین جو شرارت نگاہ مین
بجلی گرے گی جا بطرف جلوہ گاہ مین

محراب اوسکی تیغ کو سمجھا پڑھی نماز
ہو بچا ہین قتل گاہ مین یا عیدگاہ مین

فریاد کس سے تیر کے سوا ابھی ایرن
ساتھی ہمارے چھوڑ گئے ہمکو راہ مین

چہرہ دکھا جو حسن کا شاہد ہے آئینہ
قرآن ضرور چاہیے دست گواہ مین

اوس ترک کجکلہ سے اوٹھین کیون انکھڑیان
انداز ماہ نو کا ہے طرف کلاہ مین

دیکھو جو جا کے آنکھ تو دیکھو رقیب کو
چھریان بھری ہوئی ہین تمھاری نگاہ مین

برگشتہ بخت وہ ہون جو منزل چلا کبھی
گھیرا ادھر ادھر سے بگولون نے راہ مین

کوچے سے تیرے اوٹھگیا شاید ترا فقیر
کملی سی اک پڑی ہوئی دیکھی ہے راہ مین

اعضا تمام صوم مین رہتے ہین روزہ دار
روزے ہزار رکھتے ہین ہم ایک ماہ مین

پست و بلند دائرۂ عشق مین نہین
پائین و صدر ایک ہے اس بارگاہ مین

ہے راست رو وہی جو ہے دین رسول پر
ہوتی ہے کوئی راہ غلط شاہراہ مین

غواص آئین بحر سے موتی نکالنے
پر تو اگر پڑے ترے دانتونکا چاہ مین

یون روے یار دیکھ کے مجروح دل ہوا
ہو جائے جیسے چاک کتان نور ماہ مین

مقراض دونون پانون ہین جنت کے جوش مین
کچھ ماندگی سے کام نہین قطع راہ مین

نشہ کے ڈورے یار کی آنکھون مین ہین امیر
یا چند سرخ پوش مکان سیاہ مین

وہ تو سنتا ہی نہین مین دادخواہی کیا کرون
کس کے آگے جا کے سر پھوڑون الٰہی کیا کرون

مجھ گدا کو دے نہ تکلیف حکومت اے ہوس
چار دن کی زندگی مین بادشاہی کیا کرون

رشک دیکھو غیر سے محضر خون دیکھکر
سوچتا ہے اسپہ مین اپنی گواہی کیا کرون

دھوتے دھوتے آنسوون سے ہوگئین آنکھین سفید
بخت بد جاتی نہین تیری سیاہی کیا کرون

مجھکو ساحل تک خدا پہونچائیگا اے ناخدا
اپنی کشتی کی بیان تجھسے تباہی کیا کرون

شمع مین آنکھین ملا کر یار نے مجھسے کہا
اب تری آنکھون مین دم بھر کم نگاہی کیا کرون

ترک لذت سے جدائی مین ہون مین آشنا
بادہ صاف و کباب مرغ و ماہی کیا کرون

شوق کہتا ہے پہونچ جاؤن کعبے مین جلد
راہ مین تنہا نہ چھٹتا ہے الٰہی کیا کرون

کل گیا تھا پیش زاہد سوچتا ہوں دلمیں آج — خدمت پیر مغاں میں عذر خواہی کیا کروں
ورنہ کر دم آہ رک سکتی ہے تھم سکتے ہیں اشک — چھپ نہیں سکتا ہے لیکن ننگ کا ہی کیا کروں

وہ مرے اعمال روز و شب سے واقف ہے امیر
پیش خالق ادعاے بیگناہی کیا کروں

لگے ہیں ہاتھ تجھے شب وصل پری کی راہیں تھیں — سحر ہوئی تو وہ آنکھیں نہ وہ نگاہیں تھیں
شکل کے چہرے پہ میدان نشان خط نے کیا — کبھی وہ کوچہ تھا ایسا کہ سندرا ہیں تھیں
فراق میں ترے عاشق کو جا کے کل دیکھا — کہ وہ تو ہیچ تھا کچھ اشک تھے کچھ آہیں تھیں
لگو لے اب ہیں کہ غربت ہے گوشہ ہاں پہ — سروں پہ چتر جلو میں کبھی سپاہیں تھیں
ہزاروں لوٹ گئے گل ادھر بھی جو وہ چلیں — خدنگ تھے مژہ برچھیاں نگاہیں تھیں
کیا یہ شوق نے اندھا تجھے نہ سوجھا کچھ — وگرنہ ربط کی ادھر سے ہزار راہیں تھیں
یہ ضعف ہے کہ نکلتی نہیں ہیں اب لے کے — کبھی فلک سے بھی اونچی ہماری بانہیں تھیں
جگر میں ہجر کی حسرت ہی نہیں تجھ پہ ہاں — مگر جو غور سے دیکھا تری نگاہیں تھیں
پہنچ گئے سر منزل چلے جو چال نئی — او نفسیں میں نہیں تھا دیکھی ہوئی چراہیں تھیں
فلک کے دور سے دنیا بدل گئی ورنہ — جہاں بنے ہیں یہ میخانے خانقاہیں تھیں
یہ ضعف اب ہے کہ ملنا گراں ہے قدموں کو — سکبر دی ہیں کبھی انکو دستگاہیں تھیں
مشاعرے سے حسین کیوں نہ چھین لیجاتے — رہا عیاں مری جو گوشہ کلاہیں تھیں

حسین زر کے ہیں طالب کہ اب ہیں گرد امیر
غریب ہم تھے تو یہ پیار تھا نہ چاہیں تھیں

جب کبھی اسکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہیں — دل ہے واقف ہے جس ارمان سے ہم دیکھتے ہیں
داغ سے بڑھکے نہیں دلمیں کسیکا جلوہ — گھر کی رونق اسی مہمان سے ہم دیکھتے ہیں
ہے پری تو نہیں پر یوں کی مگر خود تجھ میں — انکو سمجھ بہت انسان سے ہم دیکھتے ہیں

شفقت کا پاس کرے دست جنون کے ہاتھ سے — یہ بہت دور گریبان سے ہم دیکھتے ہین
ہے اگر طالب تمغہ تو سمٹ جا اے دل — نفع تیرا ترے نقصان سے ہم دیکھتے ہین
حشر مین ہاتھ سے رضوان کے انسے بہی ہے نصیب — ذلتین جو ترے دربان سے ہم دیکھتے ہین
مظہر خاص تجھے حق نے بنایا ہے صنم — شان اوسکی تری ہر شان سے ہم دیکھتے ہین
گرد ابرو ہے ہی منہ لال ہے چتون ہے پھری — آج اوٹھینا وہی سامان سے ہم دیکھتے ہین
جب نظر بندہ نوازی پہ تری جاتی ہے — مور کو ٹیڑھے جھکے سلیمان کے ہم دیکھتے ہین
دل یہ کہتا ہے بدخشان مین شفق پھولی ہے — سرخ جب ہونٹھ ترے پان سے ہم دیکھتے ہین
خاک پر پاتے ہین غلطان اوسے حسرت کے سبب — جو گہر دور ترے کان سے ہم دیکھتے ہین
بار بار آتی ہے زلف اوس رخ روشن کی طرف — ربط کافر کو مسلمان سے ہم دیکھتے ہین
ہو کہین لالہ و گل اور کہین شمس و قمر — ہر جگہ تمکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہین
کنہ باری کو پہنچ جاے دلا فکر سے تو — یہ تو باہر ترے امکان سے ہم دیکھتے ہین
ہر طرف اپنی ہی صورت ہمین آتی ہے نظر — آئینہ خانہ مین حیران سے ہم دیکھتے ہین
کیا سواری کسی قاتل کی پھرے مقتل سے — لاشے آتے ہوے میدان سے ہم دیکھتے ہین

کچھ نہین ہی نہین کاوش ہے حسینونکو امیر
جیتے مرتیون کو ہر انسان سے ہم دیکھتے ہین

تیغ جلاد کو ارمان سے ہم دیکھتے ہین — موت کو اپنی عجب شان سے ہم دیکھتے ہین
اب بھی قاتل تجھے ارمان سے ہم دیکھتے ہین — زیر خنجر بھی اوسی آن سے ہم دیکھتے ہین
دیکھتے تجھے یہ امید کو جس حسرت سے — یاس کو بھی اوسی ارمان سے ہم دیکھتے ہین
سنکے حال دل عشاق کو اس کا چپ رہ — صاف اوڑا دیتے ہین وہ سنکے کان سے ہم دیکھتے ہین
آنکھ آئینے سے کیون اونکی پھری جاتی ہے — کیا یہ سمجھے ہین کہ حیران ہین ہم دیکھتے ہین
مدح کرتا ہے جو تو غیر کی دانائی کی — پھر وہ منہ کو ترے نادان سے ہم دیکھتے ہین

شکل آئینہ بنایا ہے ہمین حیرت نے
دیکھتے ہین تجھے حیران سے ہم دیکھتے ہین

شک یہ ہوتا ہے کہ چھلے ہین پڑے ناگن کے
زلف لپٹی جو ترے کان سے ہم دیکھتے ہین

جان باقی نہین گو دل مین ہماری لیکن
تجھپہ قربان اسے سو جان سے ہم دیکھتے ہین

خط نمایان کبھی کرتا ہے کبھی خال وہ رخ
روز اک معجزہ قرآن سے ہم دیکھتے ہین

بھر گیا جی غم دلدار سے شاید اے دل
کچھ کشیدہ تجھے مہمان سے ہم دیکھتے ہین

رشک ہوتا ہے کہ شاید ہے تمہارا عاشق
تنگ ایسا جسے جان سے ہم دیکھتے ہین

ساغر بادہ بھی ہو جام جہان بین ساقی
سیر عالم ترے احسان سے ہم دیکھتے ہین

جی مین آتا ہے کرین ہاتھ کلائی سے قلم
جب الگ اسکو گریبان سے ہم دیکھتے ہین

ہو گیا میل کچھ آپس مین کہ اب غیرون کو
جھک کے ملتے ترے دربان سے ہم دیکھتے ہین

سحن داود سے آہن جو ہوا موم تو کیا
دلکو پانی تری ہر تان سے ہم دیکھتے ہین

عرش کا حال دل صاف سے آتا ہے نظر
رفعت بام کو دالان سے ہم دیکھتے ہین

دوربین کہین کیا چشم بصیرت کی امیر
صاف سیر قدم امکان سے ہم دیکھتے ہین

بخت سیہ سے گو کہ کلیم گدا ہون مین
شاہون کے سر پہ سایۂ بال ہما ہون مین

صحرا مین شکل موج ہوا کم نما ہون مین
دریا مین نقش آب کی صورت فنا ہون مین

وا کردہ چشم دل صفت نقش پا ہون مین
ہر رہگذر مین راہ تری دیکھتا ہون مین

[illegible] اپنے کہے عاشقون نے سب
وہ بت بگڑ کے بولا وفا کیا خدا ہون مین

لے انقلاب دہر مٹاتا ہے کیون مجھے
نقشے ہزارون مٹ گئے ہین تب بنا ہون مین

وحشت مین گو کہ قیس سے بڑھکر نہین مگر
اتنا کہونگا ایک وہ تھا دوسرا ہون مین

افتادگی مین اوس سے نہ سمجھو جدا مجھے
سایہ صفت قدم بقدم زیر پا ہون مین

حسرت یہی کہ فلک کا [illegible]
عقدہ ہے آج تک نہ کھلا [illegible]

اوس دل کا مبتلا ہون جو رکھتا ہی داغ عشق
پروانۂ چراغ حریم خدا ہون مین

کشتہ کیا ہے مجکو محبت کے جوش نے
ذبوح خنجر نگہ آشنا ہون مین

دعویٰ ہے تن کو بسکہ ہی زخمونکا اشتیاق
آہن ہی تیغ یار تو آہن ربا ہون مین

کہتی ہے ہر بلا یہ تری زلف دراز سے
چھوٹے سے قد پہ میرے شجانا بلا ہون مین

رسوا ہوے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ دل نے کیا بیٹھا ہون مین

زندہ کیے ہین تینے دل مردہ سیکڑون
فیض سخن سے عیسی معجز نما ہون مین

مقتل ہے میری جان کو وہ جلوہ گاہ ناز
دل سے ادا یہ کہتی ہے تیری قضا ہون مین

لذت سے آب تیغ مین آب حیات کی
زندہ بسان خضر ہون گو مر چکا ہون مین

مانند سبزہ اس چمن دہر مین امیر
بیگانہ وار ایک کنارے پڑا ہون مین

دامن سے لوگ اوسکے اکثر لگے ہوے ہین
کوچے مین سیکڑون کے بستر لگے ہوے ہین

کیونکر نہ ہون نگاہین قاتل کی تیز ایسی
پتلی کی سان پہ خنجر لگے ہوے ہین

نکلینگے حشر کے دن ہم ناتوان کیونکر
قبرونکے منہ پہ بھاری پتھر لگے ہوے ہین

کیا دیکھے عاشقونکے وہ داغدار سینے
پھولونکی کشتیون مین زیور لگے ہوے ہین

یارب ہی کسکی آمد جو شہر مین ہی شادی
صندل کے آج چھاپے گھر گھر لگے ہوے ہین

چاہی جو مینے عجلت بولا بگڑ کے قاصد
اڑجاؤن کسطرح مین کیا پر لگے ہوے ہین

کیا حال دل چھپاؤن جاسوس ہین پری کے
اندر لگے ہوے ہین باہر لگے ہوے ہین

نامے وہ باری باری عشاق کے پڑھینگے
عجلت سے کچھ نہ ہوگا نمبر لگے ہوے ہین

مین جانتا ہون بلبل جو ہے تری حقیقت
اک مشت استخوان مین دو پر لگے ہوے ہین

کیا کیا اذیتین ہین مژگان کی یاد مین بھی
ایک ایک رگ مین سو سو نشتر لگے ہوے ہین

بڑھتا ہی آبرو مین کیا آنسوؤن سے میرے
کون ایسے لعل تجھ مین گوہر لگے ہوے ہین

ہے حکم یار کوئی میری طرف نہ دیکھے | یہ اشتہار اب تو گھر گھر لگے ہوئے ہین

مجھ بینوا گدا کو پوچھے امیر وہ کیا
شاہ ہونگے اوس گلی مین بستر لگے ہوئے ہین

جب خوبرو چھپاتے ہین عارض نقاب مین | کہتا ہے حسن مین نہ رہونگا حجاب مین
بے قصد لکھ دیا ہے گلا اضطراب مین | دیکھون کہ کیا وہ لکھتے ہین خط کے جواب مین
بجلی چمک رہی ہے فلک پر سحاب مین | اب دخت رز کو چین کہان ہے حجاب مین
اللہ رے میرے دل کی تڑپ اضطراب مین | گھبرا کے کروٹین لگے لینے وہ خواب مین
مہمان کے ساتھ کھانیکا ہوتا نہین حساب | ہم تم کباب کھائین ڈبو کر شراب مین
اے برق تو ذرا کبھی تڑپی ٹھہر گئی | یان عمر کٹ گئی ہے اسی اضطراب مین
ملنے کا وعدہ منھ سے تو اونکے نکل گیا | پوچھی جگہ جو مینے کہا ہنسکے خواب مین
دو کی جگہ دیئے مجھے بوسے بہک کے چار | تھے نیند مین پڑا اونھین دھوکا حساب مین
قاصد ہے قول و فعل کا کیا اونکے اعتبار | پیغام کچھ کہا ہے لکھا کچھ جواب مین
ترغیب میرے قتل کی دو اونکو مدعیو | ہے کار خیر تم بھی ہو داخل ثواب مین
کیا آہ کی ہوا سے ہوا ہل گئے جو وہ | اوٹھتا مزہ جو بند نہوتے نقاب مین
سمجھے ہین دل مین کیا جو یہ مغرور ہوا ہین | مہمان چار دن کا ہے جوبن حباب مین
سمجھا ہے تو جو غیبت پیر مغان حلال | واعظ بتا یہ مسئلہ ہے کس کتاب مین
خونخوار ہے وہ مست ملے گا بڑا مزہ | قیمہ مرے جگر کا ملا دو کباب مین
کام آئی کیسی ظلمت عصیان بروز حشر | سایہ ہمارے سر پہ رہا آفتاب مین
دیکھا کیا جو دفتر آفاق بعد جمع | ہم پہلے ہو گئے نظری انتخاب مین
منظور ہے قتل جو ہو حکم دیجیے | ہے یہ گناہگار بھی حاضر جواب مین

دامن مین اونکے خون کی چھینٹین پڑین امیر

بسمل سے پاس ہو نہ سکا اضطراب میں

قاصد بھی اب تو آئے ہیں بزم شراب میں
ساقی ہزار شکر خدا کی جناب میں

جا پائی خط نے اوسکے رخ بے نقاب میں
سورج گہن ہوا شرفِ آفتاب میں

دامن بھرا ہوا تھا جو اپنا شراب میں
محشر کے دن نہائے گئے آفتاب میں

رکھا یہ تونے پاے حنائی رکاب میں
یا پھول بھر دیے طبق آفتاب میں

تیر دعا نشانے پہ کیونکر نہ بیٹھتا
کچھ زور تھا کمان سے سوا اضطراب میں

وہ ناتوان ہون قلعۂ آہن ہو وہ مجھے
گر دے جو کوئی بند مکان حباب میں

حاجت نہیں تو دولت دنیا سے کام کیا
پھنستا ہے تشنہ دام فریب سراب میں

مثل نفس آمد و شد سے ملا فراغ
جب تک رہی حیات رہے اضطراب میں

سرکش کا ہے جہان میں دوران سے زوال
کیونکر نہ گردباد رہے پیچ و تاب میں

چاہے جو حفظ جان تو نہ کر اقربا سے قطع
کب سوکھتے ہیں برگ شجر آفتاب میں

دل کو جلا تصور حسن ملیح سے
ہوتی ہے بے نمک کوئی لذت کباب میں

ڈالی ہیں نفس شوم نے کیا کیا خرابیان
موذی کو پال کر ہیں پڑے کس عذاب میں

اللہ رے تیز دستی مژگان رخنہ گر
بیکار بند ہو گئے اونکی نقاب میں

چلتا نہیں ہے ظلم تو عادل کے سامنے
شیطان ہے پردہ در کہ ہیں مہدی حجاب میں

سمجھو یہ ربط حسن و عشق سے کچھ عجب نہیں
بلبل بنے جو بلبلہ اوٹھے گلاب میں

چومے جو اسکا مصحف رخ زلف میں پھنسے
بار عذاب بھی ہے طریق ثواب میں

ساقی کچھ آجکل سے نہیں بادہ کش ہیں ہند
اس خاک کا خمیر ہوا ہے شراب میں

فرقت میں میرے دل کے ڈرانے کے واسطے
مشعل ہے برق کی کف دیو سحاب میں

جب نامہ بر کیا ہے کبوتر کو اے امیر
اوسنے کباب بھیجے ہیں خط کے جواب میں

راحت کہاں ہوا اسکو جو ہے پیچ و تاب مین — دکھلا رہا ہے موج کو کشتی حباب مین

ساقی صبح وقت ہے بزم شراب مین — دیتا ہے بھر کے مے قدح آفتاب مین

دریاے حل ہے مسئلہ جو فہم چاہیے — دیکھو بلا صفت مین خلا ہے حباب مین

دل صاف ہو تو کشمکش دہر کیا کرے — شعلہ ہے کب شمع موئین کیطرح پیچ و تاب مین

دنیا بھی دین ہے جو ہو لذت بشر سے ترک — کیون ہو حرام نشہ نہو جس شراب مین

مردہ جو اہل دل ہون تو زندہ اونھین سمجھ — عاشق کی آنکھ رہتی ہے بیدار خواب مین

دریا مین ہو گیا ہے نہانے سے اسکو عشق — شاید ہے نقش حب کا اثر نقش آب مین

خط اوسکے روے صاف پہ ظاہر ہے شب و روز — مانند ماہ داغ لگا آفتاب مین

رکھ دیکھ بدر کبھی سحر سے سکے پیچ — طاقت ہے جذب آب کی مردہ سحاب مین

دکھلاتی ہین وہ وقت ترک معجزہ مسیح — مردون سے جان پڑتی ہے مرغ کباب مین

پھر وا نہین ہین ہمکو اگر ہین قفس مین بند — صیاد سیر باغ کی کرتے ہین خواب مین

پیری مین پیچ کچھی ہوئی پلکو نکا حال ہے — دیکھو دہن جیسے خم ہون مکان خراب مین

لکھا ہے سینہ دیدہ گریان کا لٹنے والا — جذاب چاہیے کوئی کاغذ کتاب مین

پہنچانے مین جو اسے تو ناصح ہے خوش — دم مارنے کی جا نہین لشان کو آب مین

پیاسو نکو خاک سیر کرے گا یہ آسمان — چشمہ تو ہے پر آب نہین آفتاب مین

زاہد کو فیض صحبت رندان سے کیا امیر
عالم کبھی نہ رہ سکے ہو کیڑا کتاب مین

خنجر بکف جو اپنے قاتل کو دیکھتے ہین — دل ہمکو دیکھتا ہے ہم دل کو دیکھتے ہین

واماندہ دور سے یون منزل کو دیکھتے ہین — کشتی شکستہ جیسے ساحل کو دیکھتے ہین

ہر چند ماندگی نے ہمکو بٹھا دیا ہے — صد شکر دور سے تو منزل کو دیکھتے ہین

آنکھون کو بند کرلین خالق سے لو لگا کر — کیون غرق ہونیوالے ساحل کو دیکھتے ہین

شوق نظارہ دیکھو بیٹھی ہوئی ہو عینک
آنکھیں ہیں بند لیکن قاتل کو دیکھتے ہیں

پروا نہیں جو آنے پائے نہیں ہیں شب بھر
ہم خواب میں تمھاری محفل کو دیکھتے ہیں

کیوں مضطرب نہ ہووے بوسے کے مانگنے پر
خوش ہوتے ہیں گدا جب سائل کو دیکھتے ہیں

لیلےٰ کو دیکھ کر جو بیخود نہیں ہوئے ہیں
ناقے کو دیکھتے ہیں محمل کو دیکھتے ہیں

دنیا امیر ساری ہے محفل تماشا
دیتا ہے جان اوپر جس دل کو دیکھتے ہیں

شمشیر ہے سنان ہو کسے دو دن کسے نہ دن
اک جان ناتوان ہے کسے دو دن کسو نہ دون

مہمان ادھر جائے ادھر ہو سگ حبیب
اک مشت استخوان ہو کسے دو دن کسو نہ دون

دربان ہزار ہونگے یہان ایک پاسبان
مال سفر کہان ہو کسے دو دن کسے نہ دون

بلبل کو بھی ہو بو تو گلچین کو بھی طلب
حیران باغبان ہے کسے دو دن کسو نہ دون

سب چاہتے ہیں اوس سے جو وعدہ وصال کا
کہتا ہے اک زبان ہو کسے دو دن کسے نہ دون

شہزادے دخت رز کے ہزاروں ہیں خواستگار
حیرت میں شیخ مغان ہو کسے دو دن کسے نہ دون

یاروں کو بھی ہو بوسے کی غیروں کو بھی طلب
ششدر وہ جان جان ہو کسے دو دن کسو نہ دون

دل مجھ سے مانگتے ہیں ہزاروں حسین امیر
کتنا یہ ارمغان ہے کسے دو دن کسے نہ دون

تصور ایک مجھ حسن کا یوں ہو رہے دل میں
رواں رہتا ہے سیماب جس طرح آغوش ساحل میں

ہوا ہے زلف جاناں نے نہ چھوڑا مر کے بھی پیچھا
قیامت میں بھی ہم اٹھے ہیں تو آئے سلاسل میں

شراب سرخ شیشے میں نہیں ہے یار ایسا ہی
بھرا ہے خون بسمل یہ گلو سے مرغ بسمل میں

تمہارے شہادت میں نہ مر کر بھی ہوئی راحت
تڑپ کر حسرت سے پھر آ رہا ہوں کوئے قاتل میں

ترا خال ذقن دیکھا تو ہمکو یہ خیال آیا
ز شوق کی جگہ ہے قید نہ ہو چاہ بابل میں

کیا ہو مرے مجھے جب دم نکل کر روبرو آیا
بجائے تیغ آئینہ ہے لازم دست قاتل میں

رہ صحرائے ہستی کو یہ آسانی سے کاٹیگا
تری تلوار کا دم آگیا ہی تیرے بسمل مین

جگہ تربت ہی کی تھوڑی ملی بعد فنا مجھکو
فلک میرا بھی حق ہی کچھ زمین کوے قاتل مین

یہ کسکے نوک مژگان کا تصور آنے والا ہی
کھٹک جاتا ہے اک کانٹا سا جو ہر دم مرے سینے مین

سنبھالے رنگ کو جاہل نہین ہی قابل صحبت
طلب ہوتا ہی کب طاؤس ہر رقص محفل مین

تڑپتے ہین کہ شوق قتل مین یہ رقص کرتے ہین
تماشا بسملون کا ہو رہا ہی کوے قاتل مین

یہ کیون گھبرا رہے ہین کچھ سبب اسکا نہین کھلتا
کبھی جاتے ہین آنکھون مین کبھی آتے ہین وہ دل مین

چھری کو تیرے اسنے دینا وا ابتک بیقراری سے
کوئی رگ رہ گئی ہو کیا گلو سے مرغ بسمل مین

تقاضا جان نثاری کا یہ ہی ایذا نہو اوسکو
خوشی سے کاٹ کر سر اپنا رکھا ہی دست قاتل مین

ہزارون قیس مشرب ساتھ پھرتے ہین بیابان مین
مرے دل مین خیال آیا کبھی لیلے ہی محمل مین

کبھی غمزہ اگر تیغ نگہ کو روک لیتا ہے
تو پلکون کے چبھو جاتے ہین وہ نشتر مرے دل مین

یہان ظلمت تھی میرے گھر شب فرقت سما آئی
دھوئین کا نام اب باقی نہین ہی چاہ بابل مین

بمشکل ضعف مین پہونچا ہون ان آستانہ تک
جما دو سے قدم اے درد پہلو کوے قاتل مین

عروس گل تیری تیغ کا منہ چوم لیتی ہے
نکلتی ہے لگا کر جب یہ غوطہ خون بسمل مین

نکل جاتا ترا تیر اسکے پہلو سے یہ کیا ممکن
ابھی اسے ترک تنی جان باقی ہو مرے دل مین

امیر اب تک نہین کھلتے جو اوسکے تیغ کے جوہر
توقف کیون ہے کیا منہدی لگی ہے دست قاتل مین

کسی مہر و تمثال کا تصور ہے مرے دل مین
نجم یا قمر کا ہے گذر خورشید منزل مین

قدم رنجہ تو فرماؤ کوئی دن رہنے نہ پائیگا
نکل جائینگی جتنی آرزوئین ہین مرے دل مین

رہیگی خوب اے قاتل غضب کا رنگ لائیگی
لگائی ہی جو منہدی پیس اسکو خون بسمل مین

نہین کرتا کبھی پروا جستہ اگر گل خوبی
نہایت پائی مجھسے بے نیازی تیرے سائل مین

یہی حیرت کا عالم ہے تو نظارہ کہان ممکن
نکل بھی آئے محمل سے تو غیر لیلی ہو محمل مین

دوئی اوٹھ جاے تو جھگڑا اکہان شیخ و برہمن کا
بت آئین سمجھ کے تے شوق ہے اس کعبۂ دل مین

تڑپتا ہے دل صیاد بھی اسکو تڑپتے پر
قیامت کا اثر ہے اضطراب مرغ بسمل مین

یہ بیماری محبت کی کوئی نیرنگ ہے یا دل
جہان آیا مسیحا درد دونا ہو گیا دل مین

دہان زخم ذکس کس کا مزے اسکو چوسا ہے
لب شیرین کی لذت ہے زبان تیغ قاتل مین

جدا ہوتی نہین گردن سے قاتل زور کرتا ہے
زبان تیغ نے لذت یہ پائی خون بسمل مین

ذرا محمل سے ہٹ کر خاک اڑا او بادیہ مجنون
خیال اتنا تو کرنا چاہیے ہے کون محمل مین

کرامت ہے کوئی ساقی کہ تیری چشم میگون نے
چھکا یا ایک پیمانے سے تو نے سب کو محفل مین

لگا کر وار دچھا پھر نہ دیکھا اوسطرف ہنسنے
قضا روتی رہی بیٹھی ہوئی پہلوے بسمل مین

اجازت چاہتی ہے کس سے پروانوں کی آنے کی
کھڑی ہے عرض بیگی کیطرح جو شمع محفل مین

نہ آیا وہ ہوا ہو کوئی غمزہ اوسکا شوخی پہ
الٰہی خیر بجلی سی چمکتی ہے مرے دل مین

امیر اوسکی تجلی گاہ ہے دنیا جو آنکھین ہون
وہی گل ہے گلستان مین وہی ہے شمع محفل مین

بے حجابانہ اگر وہ لب آب آتے ہین
شوق دیدار مین آنکھون سے حباب آتے ہین

اشک آنکھون مین مرے گرم شتاب آتے ہین
شہسواران عدم پا بہ رکاب آتے ہین

یاد وہ ولولۂ عہد شباب آتے ہین
جوش کیا کیا ہمین ہنگام خضاب آتے ہین

پی کے ہم جذب یہ مجھ رند کا بڑھ جاتا ہے
اڑ کے منھ تک صفت مرغ کباب آتے ہین

اس طرح مجلس ہا دین جاتا ہون مین رند
متقی جیسے سوے بزم شراب آتے ہین

بیخبر دیکھ کے مردون کو یہ کہتی ہے زمین
جو یہان آتے ہین مست مے خواب آتے ہین

جو تہ گنبد تسلیم و رضا بیٹھ رہے
غیب سے اونکے سوالونکے جواب آتے ہین

سیم بہوا رہے روندینگے وہی خاک نہ آ
تا در گور جو ہمراہ رکاب آتے ہین

صفت شمع سحر جو تری محفل سے ہین ہو
موت سے اونکو پسینے دم خواب آتے ہین

موت آتی ہے کہ آتی ہے سواری اونکی
کبھی جلاد بھی ہمراہ رکاب آتے ہین

مرگ کے بعد بھی آئینگے کبھی ہم او تھین یا
جن حسینون کے تصور دم خواب آتے ہین

غیر منہ پر چڑھے کھینچتے ہین ہم ناب لیے
کہو ابلیس ہٹے تیر شہاب آتے ہین

سوزش دل سے چلتی ہین ہماری آنکھین
اشک منھ پر صفت اشک کباب آتے ہین

ہجر ساقی ہین کبھی دل کبھی جلتا ہے جگر
ہر طرح سے مرے حصے مین کباب آتے ہین

راحتین وصل کی یاد آتی ہین اوڑجاتی ہین ہوش
غش پہ غش ہجر کی شب مین دم خواب آتے ہین

یہ قضا ہے کہ ادا آپ کی سبحان اللہ
صفت اولٹی ہے جو مسجد مین شباب آتے ہین

نہین جاتے کبھی پیری مین جوانی کے خیال
صبحکو یاد مجھے رات کے خواب آتے ہین

کرتے ہین ہجر کے پیغام مرا دل زخمی
تیر آتے ہین کہ نامون کے جواب آتے ہین

عمل بد جو ہوے ہم سے سیہ کاری مین
گور مین نکلے وہی مار عذاب آتے ہین

کیون نہو دیدۂ تر یار کو رحم آہی گیا
خوب چھوٹے تجھے اے خانہ خراب آتے ہین

دھیان بیجا ہے بلا سے کی ہم آوازی کا
ایسے نغمے تجھے کب مرغ کباب آتے ہین

پانون تھکتے ہین کوئی سحر بیان ہین اونکے
سر اوٹھائے ہوے جوشش حباب آتے ہین

جوش وحشت مجھے ہر سال بناتا ہے جوان
جب بہار آتی ہے ایام شباب آتے ہین

ہم ترے کوچے مین آئے تو کیا کون گناہ
لوگ کعبے مین پے کسب ثواب آتے ہین

حال افلاک دل صاف مین آئینہ ہے
ایک قطرے مین نظر سات حباب آتے ہین

دھیان بندھتا ہے جو اوس عارض وگیسو کا امیر
متصل سنبل و مشک وگلاب آتے ہین

خاکسار ہون خود آئینۂ رشک ماہ ہون
جیسا ہون پیش چشم ہون پیش نگاہ ہون

با وصف بخت تیرہ مین روشن نگاہ ہون
سرمہ وہ ہون کہ سرمۂ چشم سیاہ ہون

منکر ہو میرے قتل سے قاتل جو روز حشر
بولی زبان تیغ کے مین گواہ ہون

ردینگے اشک گرم مرے مجبور روسیاہ
گو روسیاہ ہون مگر ابر سیاہ ہون

حرص و ہوا کو صد جہان سے نکال دون
دو دن کو مین جہان مین اگر بادشاہ ہون

ہفتے مین ایک دن تو مرے گھر مین آیئے
امیدوار رحمت گاہ گاہ ہون

رہتا ہی صبح و شام گنا ہون کا سامنا
فارغ جو اسے ہون تو کبھی عذر خواہ ہون

غیر از چراغ غول نہین کوئی پیش و پس
تاریک شب مین رہرو گم کردہ راہ ہون

تاب و توان نہ مجھ مین نہ عقل و حواس ہے
شکل آدمی کی صورت مردم گیاہ ہون

کہتا ہے روے یار یہ خط سیاہ سے
تو ہالہ ماہ کا ہے مین ہالے کا ماہ ہون

لاغر یہ عشق مو سے کمر نے کیا مجھے
پنہان نگاہ خلق سے مین مثل آہ ہون

دست کشادہ ہے سبب تنگی معاش
دریا دلی سے اپنے مین مجبور چاہ ہون

اس قلزم جہان مین سفینہ جو میری آنکھ
سارا جہان ہو غرق اگر مین تباہ ہون

رکھتا نہین ہے فرق سر مو مرا سخن
گویا زبان خامۂ صنع اله ہون

مد نظر ہے صاحب جوہر کا محو حفظ
مثل نیام تیغ کے حق مین پناہ ہون

روضہ رسول کا ہے اگر بارگاہ حق
مین بھی امیر خاک در بارگاہ ہون

خیال لب مین ابر دیدہ ہاے تر برستے ہین
یہ بادل جب برستے ہین لب کوثر برستے ہین

خدا کے ہاتھ ہم چشمون مین ہے اب آبرو اپنی
بھرے بیٹھے ہین دیکھین آج وہ کسپر برستے ہین

ڈبو دینگی یہ آنکھین بادلونکو ایک چھینٹے مین
بھلا یہ مین تو میرے سامنے کیونکر برستے ہین

کبھی آتی ہین کبھی ہین سختی ایام سے نالے
ہو چلتی ہے بجلی گرتی ہے پتھر برستے ہین

جہان اول ابر دون پیمیل آیا کٹ گئی لاکھون
یہ وہ تیغین ہین جنکے ابر سے خنجر برستے ہین

لب شیرین سے ایسی سخت باتین میری حیرت ہے
گویا کوہکن کی قبر پر پتھر برستے ہین

چھلکے رہتے ہین مو سے جوش پر رحمت ساقی
ہمارے میکدے مین غیب سے ساغر برستے ہین

جو ہم گرشتۂ قسمت آرزو کرتے ہین پانی کی ❊ تو ہے باران رحمت سیخ سے پتھر برستے ہین
غضب کا ابر خون افشان ہے ابر تیغ قاتل بھی ❊ روان ہے خون کا سیلاب لاکھون سر برستے ہین
سما کی ابر نیسان خاک مجھ گریان کی آنکھون مین ❊ کہ پلکون سے یہان بھی متصل گوہر برستے ہین
وہان ہین سخت باتین یان امیر آنسو بہاتے ہین ❊ تماشا ہے ادھر موتی اودھر پتھر برستے ہین

عروس مرگ پہ جو دل نثار کرتے ہین ❊ لپٹ کے خنجر قاتل کو پیار کرتے ہین
وہ شانہ بالون مین کیا بار بار کرتے ہین ❊ لباس زیست ہم تار تار کرتے ہین
جو سیدھی طرح سے آنکھین وہ چار کرتے ہین ❊ ہزار تیر کلیجے کے پار کرتے ہین
جو راہ چلتے ہین وہ دل کے پانون مین مہندی ❊ زمین کو صفحۂ نقش و نگار کرتے ہین
موے بھی ہم پہ ابھی ہے شکستہ ترس ❊ ہزار آنکھ سے ہم انتظار کرتے ہین
ہزار شکر گئین بدگمانیان اونکی ❊ وہ میری بات کا اب اعتبار کرتے ہین
فریب ہونگے تو خود لوٹتے ہین حضرت دل ❊ خدا سے مفت مجھے شرمسار کرتے ہین
دل و جگر کو نکالو بھی میرے سینے سے ❊ تڑپ تڑپ کے مجھے بیقرار کرتے ہین
ہین مر کے خاک ہوا خاک ہو گئی برباد ❊ وہ موت کا بھی نہین اعتبار کرتے ہین
نہ شاخ گل ہے مرا دل نہ دامنی خوار ❊ بہار ہین اسے کیون داغدار کرتے ہین
ہین بادہ کش ہون وہ وحشی کہ بھیجے ساقی ❊ لگا کے شیشے مجھے سنگسار کرتے ہین
خدا نے ان حسینون کو دی ہے اور ہی کیا ❊ بس اتنی بات پہ یہ افتخار کرتے ہین
وہ صاف دل ہین رقابت کا کچھ خیال نہین ❊ جو تمکو پیار کرے اوسکو پیار کرتے ہین
طلسم گنج بھی آتا ہے جب نظر ہمکو ❊ وہ مردہ دل ہین گمان مزار کرتے ہین
کبھی بتون سے جو کرتا ہون وصل کی خواہش ❊ خدا کے فضل کا امیدوار کرتے ہین
نگار نہین جو اڑاتے ہین تیغ سے ٹکڑے ❊ یہ ترک ایک سے مجھکو ہزار کرتے ہین

فلک کے قصر سے ہو اور کیا ہمین حاصل
فقط نظارۂ نقش و نگار کرتے ہین

چلو امیر چلو تا کجا اقامت دہر
مسافران عدم انتظار کرتے ہین

کیون نہ موسی کو خطر ہو شوق برق طور مین
مشکلین پڑتی ہین سالک کو حجاب نور مین

روز حشر ایسی جلن ہوگی دل محرور مین
بھاگ کر ڈوبیگا دوزخ چشمۂ کافور مین

خاکساری کی ہے ذلت دیدۂ مغرور مین
مال کیا ظرف گلی ہے مجلس فغفور مین

ہم ہون یا موسی ہون کوئی دیکھ سکتا ہے اوسے
پردے حیرت کے پڑے ہین جلوہ گاہ طور مین

کیا تماشا ہے اسے سمجھے ہین غافل جلترنگ
دام چینی رو رہے ہین ماتم فغفور مین

حوصلہ عالی اگر ہو ہر جگہ معراج ہے
دار بھی ہے شاخ سدرہ دیدۂ منصور مین

گور مین چونکا کے یہ عبرت پکاری بار بار
ہوشیاری شرط ہے غافل شب دیجور مین

نزع کے وقت آدمی سے ہل سکین کیا ہاتھ پانون
شام کو باقی نہین رہتی سکت مزدور مین

بت تراشون پر پڑین پتھر کیا پھر جلوہ گر
چھپ کے بیٹھے بت خدا ہم ڈر کے سنگ طور مین

گھر بنایا ہے یہ کسکا قصر تن ہو بے ثبات
جھونکتی ہے خاک عبرت دیدۂ مغرور مین

شیخ کو تھوڑا انجا لو یہ بڑا مکار ہے
ساری دنیا چھوڑ بیٹھا ہے تلاش حور مین

منزل مقصود کی مستون کو دکھلاتی ہے راہ
خضر بن بیٹھی ہے سبزی دانۂ انگور مین

اوسنے کہتی ہے حیا اتنا جو میرا پاس تھا
نور بنکر چھپ رہی ہوتی نگاہ حور مین

محتسب کے لاکھ لاکھ احسان کہ خوشے کی طرح
ٹانگ کر مستون کے سر لٹکا دیے انگور مین

ہے اگر گردون مخالف غم نہین مجھکو امیر
ہون مین ظل دامن شاہ ابو المنصور مین

ہچکتے ہین اعضا یہ گرمی ہے تن محرور مین
جاے ہیزم استخوان جلتے ہین اس تنور مین

رنگ پریون کا جدا الطف اور ہے آدمی مین
ہے زمین و آسمان کا فرق نار و نور مین

جان جاتی ہے خیال عارض پرنور مین | ڈوبتی ہے میری کشتی چشمۂ کافور مین
چاہتا ہے ایک دم مین طے کرے ہستی کی راہ | آج ایسی آگئی طاقت تن رنجور مین
اپنی طاعت کی جزا چاہے جو خالق سے بشر | پہلے محنت سے اجورہ دے کف مزدور اپنی
جمع مال انسان تو کیا حیوان کو کرتا ہے تباہ | شہد دلواتا ہے آتش خانۂ زنبور مین
فرش استبرق کی کچھ حاجت نہین اے باغبان | بادہ کش ہین خوب بیٹھینگے سایۂ انگور مین
ہین اگر چھوٹون خلش سے آسمان پیدا کری | خار ہیر غنچے مین جیسے نیش ہے زنبور مین
سچ ہے اہل درد سے ہوتا نہین رونے کا ضبط | اشک بہتے ہین لبالب دیدۂ ناسور مین
کشتگان عشق سے کہتی ہے تیغ حسن یا | شربت دیدار کا چشمہ ہے کوہ طور مین
ساقیا کیون دمبدم پینگ وہ شاداب ہے | خون تن ستون کا شاید بھر دیا انگور مین
سچ ہے انسان کو مصیبت مین خدا آتا ہے یاد | موت کا دھیان اکثر آتا ہے دل رنجور مین
میری بزم عیش مین رویا ہے یہ جی کھول کر | ایک قطرہ خون نہین باقی تن مخمور مین
داغ سے ہے سینۂ پرسوز عاشق کا فروغ | کردہ نان آئینہ ہے خانۂ تنور مین
داغ الفت کھا کے جاتی ہے جوانی تو کیا | چاہیے شب بھر چراغ اے دل شب دیجور مین
رات دن مین لاکھ بار اوٹھ اوٹھ کر جاتا ہے کہین | درد شاید قید ہے میرے دل رنجور مین
عیب سلطان کیا ضرورت ہے رعیت مین کبھی | ننگ ہی رہتے تھے کیا سب کشور تیمور مین
ترک کر لذت اگر چاہے جہان مین عافیت | شہد آتش سے سوا ہے خانۂ زنبور مین
سب کو لنگر خانۂ خالق سے حصہ مل چکا | کیا مری قسمت کی روٹی جل گئی تنور مین
سینہ پر درد مین کیا روح کو آرام ہو | کون سویا چین سے ہمسایۂ رنجور مین

کیسی موسیٰ لن ترانی کی صدا کیسی امیر
حسن کے نیرنگ تھے خلوت سرائے طور مین

ہٹاؤ آئینہ امیدوار ہم بھی ہین | تمھارے دیکھنے والون مین یار ہم بھی ہین

تڑپ کے روح یہ کہتی ہے ہجر جاناں میں
کہ تیرے ساتھ دل بیقرار ہم بھی ہیں

رہے دماغ اگر آسمان پہ دور نہیں
کہ تیرے کوچے میں مست غبار ہم بھی ہیں

کہو کہ شغل چمن سے سرکشی نہ کریں
او نقشین کی طرح سے باغ و بہار ہم بھی ہیں

ہمارے آگے ذرا ہو سمجھ کے زمزمہ سنج
کہ ایک نغمہ سرا سے ہزار ہم بھی ہیں

کہاں تک آئینے میں دیکھ بھال دھر کے
کہ اک نگاہ کے امیدوار ہم بھی ہیں

شراب منھ سے لگاتے نہیں ہیں ہو زاہد
فراق یار میں پرہیزگار ہم بھی ہیں

ہمارا نام بھی لکھ لو جو ہے قلم جاری
قدیم آپ کے خدمتگزار ہم بھی ہیں

ہما ہیں گرد مری ہڈیوں کے آٹھ پہر
سگ آپ کے کہتے ہیں امیدوار ہم بھی ہیں

جو لڑکھڑا کے گرے تو قدم پہ ساقی کے
امیر مست نہیں ہوشیار ہم بھی ہیں

چار ابرو ہیں ترے حسن میں بہتر چاروں
کیا رباعی ہے کہ مصرع ہیں برابر چاروں

کس گل تر کا ہیں کشتہ تھا کہ مرقد پہ مرے
لگ گئے چار چمن گوشۂ چادر چاروں

ایکدم حکم خدا مجکو فراموش نہیں
دل پہ لکھے ہیں سماوی ہیں جو دفتر چاروں

کیا ہوا چار عناصر جو پریشان ہوئے آج
دم میں ہو جاینگے اک جا دم محشر کا غذ

ہاتھوں پانوں کا بھروسا تھا سو وہ بھی تھک خاک
ہو گئے مجھ سے جدا ا سے مقدر چاروں

ابر مژگان کی شب ہجر جو بارش ہوگی
گھر کی دیواریں گرا دیگا سمندر چاروں

زہرہ و مشتری و شمس و قمر وقت نثار
گرد پھرتے ہیں ترے باندھ کے چکر چاروں

تندرستی کی کہاں فرقت جاناں میں امید
جدا اصلاح سے اخلاط ہیں باہر چاروں

حق تو یہ ہے کہ ہیں تیرے در دولت کے گدا
سنجر و قیصر و دارا و سکندر چاروں

خاک ہیں لعل و زمرد ہوں کہ یاقوت و عقیق
ہوں غنی میری نظر میں ہیں یہ پتھر چاروں

بطن مادر بغل گور مکان باغ بہشت
اپنے بندوں کو خدا نے یہ دیے گھر چاروں

اے امیر احمد مرسل کے جو ہیں چار وزیر
چار یاری ہوں مجھے ہیں یہ برابر چارون

سو سو کسی سے اپنی کہانی اگر کہون
طاقت جواب دے کہ نہ بار دگر کہون

طول شب فراق کا قصہ نہ پوچھیے
محشر تلک کہون میں اگر مختصر کہون

قاصد یہ کوے یار سے کہتا ہوا پھرا
اپنی خبر نہیں مجھے کس کی خبر کہون

اے اہل دیر و کعبہ ہیں غماز کچھ نہیں
جو اس طرف کی سنتے کہی اودھر کہون

سنتے ہیں آپ سارے زمانے کا درد دل
کہیے تو میں بھی قصۂ سوز جگر کہون

شب کو کہو جو روز تم اپنی زبان سے
سورج قمر کو شام کو میں بھی سحر کہون

حاصل صفا سے قلب ہو آئینے کی طرح
کیون منھ پہ صاف صاف نہ عیب و ہنر کہون

وقفہ بہت قلیل ہے حسن شباب کا
بڑھکر کہون تو جلوۂ برق و شرر کہون

تشبیہ سامنے کی ہی ای فکر چاہیے
گیسو کو شام چہرے کو اوسکے سحر کہون

محروم ہون میں لذت بوس و کنار سے
کیونکر نہ اونکو بے دہن و بے کمر کہون

ہرگز نہ فرق آئے مری بات میں امیر
اکبار جو کہا ہے وہی عمر بھر کہون

سخت دل لپٹا ہے ناحق آہ بے تاثیر میں
کچھ نہیں حاصل جو پیکان ہو ہوائی تیر میں

ہو کے میری لاش نے پامال حسرت سے کہا
آگئے ہو گے دیکھیے کیا ہے مری تقدیر میں

پھر تو ہے اے دل کنارا مرگ کا زیر قدم
پھیرتے دو ہاتھ اگر آب دم شمشیر میں

بہتے بہتے ایکدن شیرین کو پہونچیگا ضرور
نامہ لکھکر ڈالدے فرہاد جوے شیر میں

عشق ابروے بتان میں دل نے کی ایسی تپش
زلزلہ آیا زمین کوچۂ شمشیر میں

جس پری کی آنکھ مجھ سے پھر گئی بولا جنون
لو مبارک اور اک حلقہ بڑھا زنجیر میں

آئے جب تخمیر ہونے پر کمی ترکون کی کیا
پر نہیں ہے آب کا اے ترک تیرے تیر میں

سوئی ابرو کی تابان میں تل نہیں ہے یہ رخ
دانہ چھٹکا ہے یہ دام جوہر شمشیر میں

عشق گیسو میں ملی دنیا کی گردش سے نجات
نیند بھر کر پاؤں سوئے خانۂ زنجیر میں

روند رسوائی سے نادم ہو کے قاتل نے کہا
وہ تری تقدیر میں تھا یہ مری تقدیر میں

کشتۂ خون اپنا ہی رہتا ہوں ڈر کا نہیں
روند ڈالا بسمل پھرتے کو شمشیر میں

نیند تیرے وحشیوں کو صبح تک آتی نہیں
رتجگا رہتا ہے شب بھر خانۂ زنجیر میں

باندھتا ہے گر ہوا ظلم کر کے شکار
جب کہ لگتے ہیں پر ہے شب پر لگتے تیر میں

عشق ابرو میں جو جاتا ہوں تو ہو وہ ترک
کون دیتا ہے جواں کو چھ شمشیر میں

شکر ہے تیرے ہوں پریشان حسرت کا الوک
ہے خطا سے فاش آگے تفسیر میں

تیر سے تیرا اوس تنگ لے گئے اس ...
رہ گئی حسرت تڑپنے کی دل نخچیر میں

الٰہی شادون سے صبر آیا ہے نہ دل کو اسیر
خم نہیں آتا ہے حسرت سے کمان کے تیر میں

ہے جبیں کی کا جو یا دو حسرت پیر میں
خون ہار طفل ہیں لا کر تیر میں

... تم ہوں سے تمھارے عشق اسیر ہیں
چل گیا تھا ہم سے کو چھ شمشیر میں

شب ہم سے آہ کی ہو جو سے دلیں گرہ
تیر ہو جاتا ہے پیکان سے تصویر میں

... ارشوں لے کے
نا ہوا دیا تھا گر تھا نامہ ... میں

... زبان ... پا کے ...
... دنیا ہے ... کی ہی تقدیر میں

... دنیا کی ... لذت ...
... سے ... شمشیر میں

دیا ہے شوقیاں کی تن خشان یا
جو کر دی پھرتے ہیں آہو سا یہ شمشیر میں

آتے ہیں سر او شاہ ملک ... آدم
ہو گئی ہے تا اون کی خاک خانۂ زنجیر میں

... ہم ... میں جا کر ...
تھا جو ... کا زمانہ کھو چکا تفسیر میں

اے جنون ... کر کچھ ... آگر
... جان عاشق کی زنجیر میں

ذوق رحمت کھینچتا ہی سوے رحمت اے کریم
جانتا ہے تو کہ مین مجبور ہون تقصیر مین

ملکے آنکھیں ابروے جانان سی جب روئے ہین ہم
بھر دیے ہین ہمنے موتی دامن شمشیر مین

انجمن مین مست ہو جائین نہ کیونکر سامعین
قلقل مینا کا عالم ہے تری تقریر مین

نقل سے کوئی نکلتا ہی جہان مین کار اصل
پائین کب غواص موتی قلزم تصویر مین

بیقراری سے مجھے الفت مین حاصل ہی سکون
پاے دل ہیچ پریشانی سے ہے زنجیر مین

دور گردون مین کہان ہو جائے آسائش امیر
سیر کو آتی ہی ویرانی ہر اک تعمیر مین

عاشقون سے ہی ترقی حسن کی تنویر مین
جنکے رخ سے رنگ اڑ آیا تری تصویر مین

قتل مجکو یاد ابرو مین اون آنکھون نے کیا
ان ٹھگون نے ملکے مارا کوچۂ شمشیر مین

غیر ممکن ہے دل حیران مین میرے دخل غیر
عکس پڑتا ہے کہان آئینہ تصویر مین

قتل عاشق قاتلون کے واسطے ہی قوت روح
سب لہو جاتا مرا دم آگیا شمشیر مین

بیخبر ہیں مآل مرگ سے ہے وہ حسین
ہو کے یوسف ہی پریشان خواب کی تعبیر مین

مشق ابرو مین جوان و پیر سب ہوتے ہین قتل
[illegible] چلتا ہے رستہ کوچۂ شمشیر مین

اپنی وحشت سے ہی روشن خانۂ زندان غم
[illegible] پاؤن اپنا دیدۂ زنجیر مین

[illegible] خورشید محشر سے وہ ہین کیا کام ہی
ہین ترے کشتون کی روحین سایۂ شمشیر مین

کام آتی ہے جوانون کے بہت تدبیر پیر
طاقت پیدا ہے زور کمان سے تیر مین

[illegible] ابرو کا آیا عارض دشمن [illegible]
[illegible] سایۂ شمشیر مین

[illegible] کرتا ہے ہوا [illegible]
انکی قسمت مین [illegible] تقدیر مین

[illegible] کا کام [illegible] کچھ تو اے ناوک فگن
[illegible] تیر مین

[illegible] پر نور [illegible]
[illegible] شمشیر کی [illegible] مین

کب خزانۂ غیب کا [illegible]

چھپاتا ہی خاک ناحق خواہش اکسیر مین

وطن کی یاد ہے بلبل و بہار غربت مین
یہی ہوا ایک بڑی تنگی سار غربت مین

شگفتگی سے ہون سامان ہزار غربت مین
برا یکسان ہی ہو خزان و بہار غربت مین

گل وطن کی ہوا بھی اڑا کے گئے
لپٹ گئے ہے دامن سے خار غربت مین

عجیب شئین ہی جو ہو سو جدا نسیم کرم
دکھا مین خار گلون کی بہار غربت مین

امید و بیم و غم بیکسی و درد فراق
یہی رفیق ہین دو تین چار غربت مین

مین بوسہ نافہ آہو کرے نکہت گل وطن
وطن مین صبر نہ مجکو قرار غربت مین

بچھا کے بیٹھے مصلا پڑھا دوگانۂ شکر
اگر ملا شجر سایہ دار غربت مین

وہ زار ہون کہ مین زندہ ہوا ہین دفن مین
پڑا جو اس کے بدن پر غبار غربت مین

چراغ شام غریبی نے گل کھلائے نئے
دکھائی صبح وطن کی بہار غربت مین

قرار گھر مین بیابان مین اضطراب ہے کیون
وہی وطن مین وہی کردگار غربت مین

کبھی کبھی تو لکھو نامہ کوئی اہل وطن
کہ چھٹکے موت سے ہے انتظار غربت مین

تڑپ گیا صفت ابر یہ دل مضطر
برس پڑا اگر ابر بہار غربت مین

کبھی نہ بھول کے اہل وطن نے یاد کیا
نہ ہچکی آئی مجھے زینہار غربت مین

جو دوستان وطن ہے تھے وسیلے ہین داغ اسیر
مین جاتا ہون اوسے الگ زار غربت مین

تڑپا مین جو آنکھون کو پھرا کر گئین آنکھین
دل لوٹ گیا چوٹ غضب کی کر گئین آنکھین

کیا مست نگاہین مجھے دکھلا گئین آنکھین
دو جام مجھے ابر کے چھلکا گئین آنکھین

مجروح ہوا ایک نظارے مین مرا دل
دو پھول کی کٹاری تھی کہ چمکا گئین آنکھین

آفت کی سفیدی تھی قیامت کی سیاہی
نیرنگ دو عالم مجھے دکھلا گئین آنکھین

اورون سے تو بیباک سر بزم لڑا گئین
عاشق سے ہوئین چار تو شرما گئین آنکھین

موسیٰ کی طرح تاب تجلی کی نہ آئی
ہم طور پہ بیہوش تھے کہ پتھرا گئیں آنکھیں

ہوں لاکھ زبانیں پہ پرسش خموشی
پلکوں نے اشارے میں یہ سمجھا گئیں آنکھیں

معشوق کا جلوہ مجھے دل میں نظر آیا
سو شکر کہ جو ڈھونڈتی تھیں پا گئیں آنکھیں

تیغیں تھیں کہ یا رب مرے قاتل کی نگاہیں
بسمل کی طرح سے مجھے تڑپا گئیں آنکھیں

اوس فتنۂ دوراں نے جو دی آنکھ کو گردش
چکر کبھی آیا کبھی پتھرا گئیں آنکھیں

اس ناز سے دیکھا کہ ہم کشتہ گئے ناحق
[illegible] لڑوا گئیں آنکھیں

[illegible] شوق [illegible]
رو رو کے دل آٹھا او قہری آ گئیں آنکھیں

تا چند اسیر اس چمنستان کا نظارہ
دل سیر ہے ادھر کا گیا پتھرا گئیں آنکھیں

گم گشتہ دل کی ہم کہاں جستجو کریں
جان اور دل ملے تو ہم آرزو کریں

قسمت میں [illegible] کی کیا آرزو [illegible]
دل خون ہو اگر کسی غنچے کو بو کریں

یا رب وہ دن [illegible]
[illegible] جام و سبو کریں

دنیا سے پاک [illegible]
[illegible] حرم بے وضو کریں

مغرب [illegible] مشرق [illegible]
مرنا ہو تو دفن پھر کبھی قبلہ رو کریں

بوسہ جو چاہا ہم نے محبوب کا ملے
کعبے میں سجدہ آٹھ پہر چار سو کریں

قدرت خدا کی اشک مسلسل بہائیں ہم
مالے کو موتیوں کے وہ زیب گلو کریں

ملتے ہیں ہاتھ دیکھ کے صبح شب وصال
یہ چاک وہ نہیں ہے کہ جس کو رفو کریں

[illegible] آپ سے اول [illegible]
[illegible] نہیں زبان تجھ سے گفتگو کریں

دامن ہے چاک چاک گریبان [illegible]
کس کس جگہ لباس ہم اپنا رفو کریں

میں بھی تو خاک راہ کسی گلبدن کا ہوں
سونگھیں گل حسین مری مٹی کو بو کریں

[illegible] جب خفا ہیں تو نا مہربان [illegible]
کعبے کا قصد دیر کی کیا آرزو کریں

ہین دست روزگار مین تیغ اصیل ہون
جوہر شناس ہون تو مری آبرو کرین

ہیچی نظر حیا سے کرین کیا وہ جستجو
جو اک نظر مین خون ہزار آرزو کرین

پلکون سے وہ اسیر بپا کرتے ہین سلام
جب طرح گنگ او نگہون سے گفتگو کرین

خنجر وہ خون پہ چشم کرم جستجو کرین
سوزن ہم ایک تار نظر سے رفو کرین

شبنم پہ جو گرد آئے جیسے شست و شو کرین
آتی تو ہے کہ اشک مری آبرو کرین

جو لوٹتے ہین ایک نظر مین وہ اور ہین
بیٹھے نہ ہم جو نوش سبو کے سبو کرین

دیوانگی کا سلسلہ جماعت مین بھی ہے تو جا
سیلے پڑھین نماز تو تیغے وضو کرین

تار نگاہ دیدۂ یعقوب اگر ملے
ہم چل کے چاک دامن یوسف رفو کرین

ہون مست معرفت مجھے کب ہے دماغ مے
شوخی سے خیر سے ساقی سے جام

انسان ہو کے ہم رہین محروم ای فلک
سبزے کی سیر ... جستجو کرین

ہم بیکسون کو کام شراب گزک سے ہے
قرآن پڑھین تو ورد ... آرزو کرین

لگنے نہ لگے ستم مین کیا کام سے ہے کام
جب تک کہ دم مین دم ہے تری جستجو کرین

زاہد ہے فرشتون کو یہ دن نصیب
جنت سے حور آئے جو ہم آرزو کرین

ثانی نہ ہو سکے یار کا یارون پہ مہر و ماہ
ہر سون چراغ لیکے اگر جستجو کرین

منہ سے لگے بہشت کو آنے ملک تو کیا
کچھ حوصلہ اگر ہو تو اب گفتگو کرین

جب تک کہ دل ہی چاہے ہلکو تلاش
جب تک چلے زبان تری گفتگو کرین

کب ابرون کو مسئلہ عشق کا ہے فہم
نامحرمون سے راز کی کیا گفتگو کرین

آیا وہ مست باغ مین لگے سحاب سے
کہدو کہ جام لالہ و گل شست و شو کرین

چوری ہے کب ثبوت مرے نقد ہوش کی
مفتی شہر قطع نہ دست سبو کرین

شوق سجود ہے تہ محراب تیغ اگر
آب بقا سے خضر و سکندر وضو کرین

ہو غنچہ سان بہار خموشی مین ای امیر
بلبل کی طرح باغ مین کیا ہاؤ ہو کرون

سختی جی یہان سے گذرتے ہین
مرنے والون پہ ہم تو مرتے ہین

کچھ نہ پوچھو کہ ہاتھ خالی ہے
ہم جو دن زندگی کے بھرتے ہین

دل ٹھہرجائے یہ امید نہین
ایسے بگڑے کہین سنورتے ہین

کس سے چوری اگر خدا سے نہین
چھپ کے زاہد بتون پہ مرتے ہین

لکھتے ہین خط رقیبون کو
روز پرچے ہمین گذرتے ہین

مل گیا گھاٹ تیغ قاتل کا
اب کوئی دم مین پار اترتے ہین

چاہتے ہین تو اک نظر مین امیر
مہر ذرے کو بھی وہ کرتے ہین

یہ چرچے یہ صحبت یہ عالم کہان
خدا جانے کل تم کہان ہم کہان

جو خورشید ہو تم تو شبنم ہین ہم
ہوے جلوہ گر تم تو پھر ہم کہان

حسین قاف مین گو کہ پریان بھی ہین
مگر ان حسینون کا عالم کہان

الٰہی ہے دل جائے آرام غم
نہ ہوگا جو یہ جائیگا غم کہان

کہون اوسکے گیسو کو سنبل مین کیا
کہ سنبل مین یہ پیچ یہ خم کہان

وہ زخمی ہون مین زخم ہین بے نشان
الٰہی لگاؤن مین مرہم کہان

زمانہ ہوا غرق طوفان امیر
ابھی روئی یہ چشم پرنم کہان

شہرے جو دور دور ہماری فغان کے ہین
دہشت سے ہوش اوڑے ہوے نہ آسمان کے ہین

ظاہر مین ہم فریفتہ حسن بتان کے ہین
پر کیا کہین نگاہ مین جلوے کہان کے ہین

یاران رفتہ سے کبھی جا ہی ملینگے ہم
آخر تو پیچھے پیچھے اسی کاروان کے ہین

گھبرا کے جب فراق میں مانگی دعائے وصل
آئی صدا یہی تو مقام امتحاں کے ہیں

سات آسمان کو توڑ کے تا عرش جا چکا
اے تیر آہ بس اب ارادے کہاں کے ہیں

ٹکرا کے میرے سر کو وہ کہتے ہیں ناز سے
لو لیجئے مفت سجدے مرے آستاں کے ہیں

مر کر بھی مے سے ہم کو تعلق یہی رہا
تختے سحد میں پیر مغاں کی دکان کے ہیں

ڈوبے ہوئے لہو میں نظر آتے ہیں کیوں گل
سینچے ہوئے مرے قطرہ خوں فشاں کے ہیں

شکوہ و شب وصال میں تا صبح بھی نہ تھا
اے دل ستائے تو تیرے جھگڑے کہاں کے ہیں

تا دل فگن جھلک سے تیرے یار نشتر کی ہے
دو آئینے لگے ہوئے گھر میں کمال کے ہیں

طاقت ہماری گھٹ گئی بہت نہیں کبھی
پہچانا کریں تو آ گئے ہی عمر رواں کے ہیں

دنیا میں بھی سفر میں عقبیٰ میں بھی سفر
ہم لوگ رہنے والے الٰہی کہاں کے ہیں

روشن چراغ برق سے رہتا ہے رات بھر
تنکے ہوئے نصیب مرے آشیاں کے ہیں

خنجر کو چوس چوس کے کہتے ہیں میرے زخم
ظالم مزے بھرے ہوئے تیری زباں کے ہیں

اے [illegible] بلند ابھی [illegible]
[illegible] جو [illegible] ہیں وہ اور [illegible] کہاں کے ہیں

یاں جان پہ بنی [illegible]
اے [illegible] یا [illegible] کہاں کے ہیں

وہ اور وعدہ وصل [illegible]
[illegible] اور [illegible] کہاں کے ہیں

اس [illegible]
[illegible] ورنہ [illegible] کہاں کے ہیں

بلبل [illegible]
[illegible] کھلا [illegible] ہوئے [illegible]

وان [illegible]
[illegible] کہاں کے ہیں

[illegible]
[illegible] مقام [illegible] امتحاں [illegible]

[illegible]
[illegible] ہیں

[illegible]
[illegible]

محال میری نہیں ہمت کہ مانگوں تو لب و دہن کا
ہزار وعدے ہیں پر ہمیں یقین [illegible]

ہمیں تو نغمہ سنایا ہو نغمہ سنجان بوستان کا
[illegible] دیکھے فراق تو [illegible]

زمین میں گڑ کر جو لطف دیکھا یا ادا جو طبع خنک کا
کبھی پایا [illegible] زندگی [illegible]

[illegible] سلطنت [illegible] کہ شمشیر [illegible] شہر
وسیع ملک سخن [illegible]

[illegible] ہیں جیسے [illegible]
[illegible] ہوں [illegible]

امیر رہتا تھا جس جگہ پر وہاں کل [illegible]
وہ خاک چھانی اور خدہ رخسار [illegible] یاں [illegible]

نمایاں تھا جو آئینے سے وہ بیگانہ ہو بیٹھا
پیا [illegible] آتا [illegible] ہو رہوں

رہی ادا کل [illegible] کو دیکھوں کہ [illegible] ہوں
بھرا کی [illegible] ہیں [illegible] کی بو رہوں

فلک [illegible] دشمن ہم [illegible] راست
جو [illegible] ہو رہوں

دل شگفتہ میں [illegible] جلوہ رنگ حیران کا
[illegible] ہیں [illegible] ہم اپنے [illegible]

[illegible] کوئی مرد میدان [illegible]
کیا [illegible] خموشی کی زبان سے ذکر ہو رہوں

[illegible] ہوں لیکن [illegible]
کیا [illegible] آپ [illegible] ہو رہوں

[illegible] کوئی [illegible]
سب [illegible] آرزو [illegible]

فراق یار میں [illegible]
شب [illegible] تنہائی [illegible] ہو رہوں

مری حالت [illegible] حسرت
[illegible] سے روز [illegible] آرزو [illegible]

[illegible] ہم [illegible]
نہال [illegible] گردن میں [illegible] ہو رہوں

جنون میں [illegible] کی وحشت
کیا ہی [illegible] دامن گریبان کو [illegible] ہو رہوں

تمہاری اک نگاہ ناز نے توڑا [illegible]
[illegible] چشم و دل نے [illegible] آرزو [illegible] ہو رہوں

بلائے جسے لے اک ہاتھ مارا [illegible] گردن
زبان [illegible] سے [illegible] کی گفتگو [illegible] ہوں

ہوا ہوں آتش [illegible] خاک میں [illegible]
[illegible] سے [illegible] گل [illegible] کی بو [illegible] ہوں

کہاں ہونگی امیر ایسی ادائین حور و غلمان مین
رہیگا خلد مین بھی یاد ہمکو لکھنؤ برسون

رہیگا یاد اے غم ہمکو بعد مرگ تو برسون
کھلایا ہے جگر برسون پلایا ہے لہو برسون

تڑپ کر دل نے میرے مدتون سودا کیا تجکو
بہا کر اشک آنکھون نے ڈبوئی آبرو برسون

گداز عشق مثل شمع ہر موسے ہوا اظاہر
پسینا بنکے ٹپکا جسم سے میرے لہو برسون

مزہ یہ ذبح مین پایا کرتا ہے دعا بسمل
رہے یون ہی الٰہی ربط شمشیر و گلو برسون

کوئی میرے برابر کیا کریگا ضبط الفت کو
نہین آیا زبان تک دل سے حرف آرزو برسون

فنا کے بعد ایسے بیکسون کو کون پوچھے گا
گرا اے بیکسی رویا کریگی مجھکو تو برسون

چھپائے منھ اگر وہ یوسف گل پیرہن دو دن
چمن کا منھ نہ دیکھے گا روان رنگ و بو برسون

نہین اے بیکسی بعد فنا کچھ خوف تنہائی
رہیگا میری تربت پر ہجوم آرزو برسون

رہائی حلقۂ گیسو سے جیتے جی تو کیا ممکن
ہوئے پر بھی نہ اوترےگا مرا طوق گلو برسون

نہ چھوڑا پاس ایمان حق یہی اسکو کہتے ہین
رہ شوق بتان مین بھی چلے ہم قبلہ رو برسون

مزا اسنے لیے کیا رگڑا ہے گلا شمشیر قاتل سے
یہ رنگ زخم ہم ہنس ہنس کے روئے ہین لہو برسون

نہ آیا ساقی پیمان شکن ہم سرد کی صورت
قدم گوگاڑ کر بیٹھے کنار آب جو برسون

وہ بلبل ہون کہ یون صیاد نے بھی میرا بہلایا
لگا یا ؤ میرے پھولون کا قفس کے روبرو برسون

شکر اے یاس یون برباد میرے خانۂ دل کو
اسی گھر مین جلایا ہے چراغ آرزو برسون

کبھی ہمکو بھی رہتا ہے دعوی ضبط الفت کا
پلٹ جاتے تھے نالے دل سے آ کر تا گلو برسون

امیر اُس بے نشان تک ستی سے کوئی جو جا سکتا
تو کیسے پاؤن ہم آنکھوں سے کرتے جستجو برسون

رہے تصویر حیرانی ہم اونکے روبرو برسون
لب خاموش سے کی درد دل کی گفتگو برسون

نہیں چھٹتی ہے دل سے مر کے آنکی آرزو برسون
یہ وہ گل ہے کہ مر جانے پہ بھی دیتا ہے بو برسون

کوئی گاہک نہ ٹھہرا دل کا بازارِ محبت میں
پھرے ہم بیچتے یوسف کو اپنے چار سو برسوں

نہ ہوگا با وفا میخوار اے پیرِ مغان ہم سا
گھٹا کر خون بڑھائی دخترِ رز کی آبرو برسوں

رہیں مر کر بھی یا رب میکدہ ہی میں دو مستوں کا
بنائے جائیں انکی خاک سے جام و سبو برسوں

یہ کس تیغِ نگاہِ ناز نے زخمی کیا مجکو
کہ آئی سیری زخموں سے بھی کچھ نا رفو برسوں

چلے تھے ایکدن ٹھکرا کے ساغر کو سبو نے
کیے سر زاہدوں کے کاٹ کر نذرِ سبو برسوں

رہیں کیونکر نہ توصیفِ دہن میں ہم بخود شاعر
جگہ کچھ بھی اگر پاتے تو کرتے گفتگو برسوں

پسیجا دل نہ اوسکا بھی کبھی تیری طرح قاتل
کیا خنجر سے ہمنے شکوۂ دردِ گلو برسوں

صدف سے نہ نکلے شرم آئی تیرے دانتوں سے
گرہ میں باندھ رکھی موتیوں نے آبرو برسوں

ہماری آنکھ نے کیا جانے کس حسرت سے دیکھا تھا
کہ تیغِ یار روئی چشمِ جوہر سے لہو برسوں

زبان اظہارِ حق سے کاٹ دیں کوئی اگر کٹتی ہے
خدا کی حمد کی ہمنے بتوں کے روبرو برسوں

لگا یا دخترِ رز کو نہ منہ پینے پھر ساقی میں
رہے طاقوں پہ سر ٹپکائے جام و سبو برسوں

ہوا یہ خطِ آب آتشیں ساقی کی فرقت میں
رہا وردِ دعا سے توبہ ہمکو بے وضو برسوں

اثر ایسا کب گیا دل سے مرے مژگانِ جانان کا
کھٹکتا ہی رہا آنکھوں میں وہ اک ایک مو برسوں

امیر اک مصرعِ تر بیت کہیں صورت دکھاتا ہے
بدن میں خشک جب ہوتا ہے شاعر کا لہو برسوں

بے حجابانہ مرے گھر جو وہ آجاتے ہیں
ایک تصویر درِ دل پہ لگا جاتے ہیں

طورِ شوخی جو اگر طور پہ آجاتے ہیں
ہوش وہ برقِ تجلی کے اڑا جاتے ہیں

وہ سسکتے دم کو مرے پہلو میں جو آجاتے ہیں
دل لگانے کی جگہ تیر لگا جاتے ہیں

چٹکیاں تک بھی تو پھر باقی ہیں دیکھو دمِ نزع
وقت پڑتا ہے تو سب آنکھ چرا جاتے ہیں

یہ بھی ایسا ہے کہ غصہ نہیں اترا اب تک
جا کے گل قبر پہ تیوری جو چڑھا جاتے ہیں

کر لی ہے تیغِ قضا ڈھونڈھ کے آنکھ جو رنگ
چوٹ شمشیرِ ادا کی جو بچا جاتے ہیں

یاد آتا ہے جو ہنس ہنس کے رولانا میرا
چار آنسو مری تربت پہ بہا جاتے ہین

ساغر زہر ہلاہل بھی جو دیتا ہے فلک
یاد ساقی مین بلا نوش چڑھا جاتے ہین

کیا سخی ہین عدم آباد کے جانے والے
نقد جان پہلی ہی منزل مین لٹا جاتے ہین

جب پلٹ جاتے ہین وہ ہاتھ کمر پر رکھ کر
جلوۂ ملک عدم مجکو بتا جاتے ہین

اور بیچارے کرین کیا ادھر آنے والے
مارے غیرت کے زمین مین تو سما جاتے ہین

کس کے کوچے سے یہ آتے ہین ہوا کے جھونکے
کہ مری شمع لحد روز بجھا جاتے ہین

جو ترے دل مین ہے وہ دیکھنے والے تیرے
نگہ ناز کے انداز سے پا جاتے ہین

کیسے چالاک ہین یہ ترک کہ کرتے ہی نگاہ
سرمہ تلوار سے آنکھون مین لگا جاتے ہین

گل سے مطلب ہمین گلشن مین نہ بلبل سے غرض
سیر کرنے کو کبھی باغ مین آجاتے ہین

غنچے کھل جاتے ہین آ کے گلستان کے لئے
ساقیا دل تو یہ ستون کو بڑھا جاتے ہین

سادہ آئینہ رخون کو نہ سمجھنا اے دل
کیسے مطلب کی تو یہ صاف اڑا جاتے ہین

ہین یہ خشک سمجھتے ہین مجھے کیا رہرو
راہ چلتے ہوئے جو آگ لگا جاتے ہین

پیچ ہے آندھی ہین مٹانے کو حسین دل کے لیے
جو بگڑ و نہ اپنے بنا تا ہے مٹا جاتے ہین

ہین مزیدار اگر ہون تو نگہ کا اون کی
تیغ کیون سر سے گلے سے وہ لگا جاتے ہین

حسن کی شان کو ہے جو قلموبی لازم
کیا کہون کیسے وہ نیرنگ دکھا جاتے ہین

ملک الموت کبھی جنکے سلا دیتے ہین
فتنۂ حشر کبھی جنکے جگا جاتے ہین

کیا بلا ہو گئے وہ گیسو مجھے لپٹے ہین اسیر
آنکھ ہو بند تو دل پر سے چھپا جاتے ہین

ہین الفت سے کے وہ حسن کے جوش مین
نہ مین ہوش مین ہون نہ وہ ہوش مین

لٹک کر وہ زلف آئی ہے تا کمر
کہ لیلی ہے مجنون کے آغوش مین

نہ اوٹھو ابھی بزم سے گفتگو
ہین بھی تو آپنے دو ہوش مین

نکل آنکھ سے اشک ٹھہرا ہے کیا
گہر ہو کبھی اوس بناگوش مین

کہین لعل ہم کیا لب یار کو
کہ ہے فرق گویا و خاموش مین

قدم پر جو گرنے لگا غش مین مین
کہا بت سے آؤ ذرا ہوش مین

بہت دختر رز سے گرمی نہ کر
کہین آئے واعظ نہ وہ جوش مین

نہ کر ساقیا اب تو حیلہ شراب
نہین جان رند قدح نوش مین

پیا وصل مین سے نہ او نکو اثیر
مزہ کیا رہے جب نہ دو ہوش مین

میکش کے دل کے راز کسی پر عیان نہین
شیشے کو دیکھ لو کہ دہن ہے زبان نہین

عالم مین اوسکے حسن کا جلوہ کہان نہین
فانوس کا بھی شمع سے خالی مکان نہین

موجود خشت خم ہے اگر نردبان نہین
اتنی تو میفروش کی اونچی دکان نہین

کرتے ہو انکسار کی باتین جو آج کیا
میرا بیان ہے یہ تمھارا بیان نہین

مردہ جو مجھ غریب کا سب گور رہگیا
دو گز بھی کیا زمین تہ آسمان نہین

اک جو روش کی خانۂ زندان مین ہو جو یاد
در جبین نسیم خار کی ہین بیڑیان نہین

کیا کیا کرینگے قتل نگہ سے تو ورا نہین
پیشانی پر شکن [illegible] رنگ مین [illegible] نہین

کیا باغبان کا ذکر مین ہون خار [illegible]
جز مشق نالہ کہین آشیانہ نہین

چشم سیاہ یار کے اتنے ہین وصف
ہر خیل سرمہ منہ مین ہے زبان نہین

طوطی ہو آجکل سگ جانان کا بو نہ
لذت مین نیشکر ہین مرے استخوان نہین

مرقد مین بھی نصیب کی گردش وہی رہی
سمجھے تھے ہم زمین کے تلے آسمان نہین

بالیدہ اوسکے آنے سے ایسا ہوا چمن
ساقی وہ کون شیشہ ہے جو آسمان نہین

زندان چمن ہے وحشی نازک مزاج ہون
پھولو کی پنکھڑیان ہین مری بیڑیان نہین

آنکھون کے ہم تو ساعد جانان کے گرد ہین
حلقے ہمارے آنکھونکے ہین چوڑیان نہین

ہون اس چمن مین طائر کم پر تو کیا ہوا — صیاد ابھی ہے دور بلند آشیان نہین
لذت جو آبلے نے اوٹھائی ہے خار کی — کیونکر بیان کرے کہ دہن مین زبان نہین
پیری مین اور بھی مجھے زینت ہوئی نصیب — انگو قبا سے تن پہ ہے جھریان نہین
ادنی یہ فیض ہے سخن آبدار کا — موتی صدف مین ہین جو ہر نقطہ مین دہان نہین

ایذا کا خوف صاحب تمکین کو کیا اسیر
نشتر سے آشنا رگ سنگ گران نہین

ہے تیغ ادا کا وہی بسمل سمجھین — زیست کو حرف مسیحا کو جو قاتل سمجھین
ناصحون سے کہو سر کاٹ کے معذور ہون — اپنے سر کو بھی جو خنجر قاتل سمجھین
اے پری وشکے لیے فکر سلاسل ہے عبث — جو تری زلف مسلسل کو سلاسل سمجھین
اک تجلی مین جو موسی سے ہو طالب کا یہ رنگ — اور پھر کسکو وہ دیدار کے قابل سمجھین
جان جان جسکو کہے جان اوسے ہم جانین جان — دلربا جسکو کہے دل اوسے ہم دل سمجھین
لاکھ دولاکھ مین شاید کہ اوٹھے ایک کا پاؤن — عاشق اتنی جو کرین ہی عشق کی منزل سمجھین
زندگی یار کی اور موت ہے اوسکے ہاتھ — کسکو آسان کہین ہم کسے مشکل سمجھین
آشنا درد سے کچھ ہون جو تپان بیدرد — پیری ہے زاد کو اک مشربہ بیدل سمجھین
کیا کسی دل کے تڑپنے پہ اوٹھین رہ آئے — مقتل بسمل کو جو آرام کی محفل سمجھین
بت مین بھی دیکھتے ہین نور خدا کا جلوہ — واعظو حق کسے جانین کسے باطل سمجھین
اپنے ہاتھ اپنا گلا کاٹ کے خود بسمل ہون — کچھ بھی لذت جو تڑپنے کی وہ قاتل سمجھین
زخم کا ذکر تو کیا ضد ہے یہان تک مجھسے — زہر دین بوسۂ خط کا جو وہ سائل سمجھین
آپ پیری دیوانی پہ بچا ہین صاحب — دل عاشق کو پرستو ہی دل سمجھین
گھر کرین وہ ہین دہشت کی یہین کیون آنکھون سے — اسکو محمل تو ا ہین بیدہ محمل سمجھین

یون تو ہر غنچۂ گل شکل صنوبر ہے اسیر

سمجھیں کچھ درد کی جو آس لئے اُسے دل سمجھیں

کسطرح موت کو آسان نہ وہ بسمل سمجھیں
تیغ کو تیغ جو قاتل کو نہ قاتل سمجھیں

آپ ہی دیکھیں کریں میرے تحیر پہ نظر
ہمہ تن چشم وہ مجکو ہمہ تن دل سمجھیں

پیچ قسمت نے دیئے ہیں جو اسیروں کو تری
موج گل بھی اگر آ جائے سلاسل سمجھیں

کھینچ کر تیغ ہی آئیں وہ کہیں آئیں تو
نہ جلائیں نہ سہی قتل کے قابل سمجھیں

جلد لے لیں کہیں اسکو بھی فراغت ہو جائے
وہ مری جان کو بھی کاش مرا دل سمجھیں

دور ہیں چھپ کے ہیں روحیں شہدا کی کلیں
خلد سمجھیں کہ اسے کوچۂ قاتل سمجھیں

ہر مژہ عضو کشتہ کا وہ معنی کچھ دور نہیں
بیگانہ ہوں کو جو قعر کے قابل سمجھیں

دور ساقی میں ہر یہ پیالہ شکست دل ہیں
ٹوٹ کر چور ہو شیشے کو اگر دل سمجھیں

دل جو انگاروں پہ لوٹے تو وہ کیوں شاد نہ ہوں
شمع و پروانے سے جو گرمی محفل سمجھیں

پانی ٹپکا ہیں دم نزع نہ منہ میں احباب
تشنۂ آب دم خنجر قاتل سمجھیں

بسمل ناز و ادا ہم سر کہاں ہوتے ہیں
ڈر سکے گر تیغ چلے غمزۂ قاتل سمجھیں

اپنے خود بین سے ہوں یارب کہیں تو بینا
آئینے کو یہ حسین کاش مرا دل سمجھیں

ہمہ تن داغ ہیں لالے کا تختہ سب بدن
لالۂ زرد کا تختہ مجھے سیر کے قابل سمجھیں

ذبح سے کے دم جو پڑے تیغ کے ماسے پہ نظر
ہم وہ بسمل ہیں کہ گردن میں حمائل سمجھیں

مر رہی کچھ کم نہیں زندوں زمیں کے نیچے
فانوس سے کہو محفل تہ محفل سمجھیں

سے اور سے کر طرف باغ فنا تکو امیر
نالۂ دل کو یہ طائر بسمل سمجھیں

دامن رحمت اگر آیا ہمارے ہاتھ میں
پھول ہو جائینگے دوزخ کے شرارے ہاتھ میں

گل تر ہم حسینوں کے ہیں اگر گل ہو ہمارے ہاتھ میں
باغ الفت کا ہے گلدستہ ہمارے ہاتھ میں

پوچھتے ہو کس سے پوچھا ہو کہ دو تمہارا ہاتھ
دل تمھارے ہاتھ میں ہے یا ہمارے ہاتھ میں

اے پری افشان چھڑکنے کا جو تجکو شوق ہو — زہرہ دوڑے آسمان سے لیکے تارے ہاتھ مین
لطف اوٹھے سیر حمل کا شب مہتاب مین — ہاتھ اوسکا ہو جو دریا کے کنارے ہاتھ مین
ہم وہ مجرم ہین کہ دوزخ ہمکو جیل خانہ ہوا — حورین دوڑین لیکے جنت سے ہزارے ہاتھ مین
ہم صفت لاغر ہین پہناوٗ نہ ہمکو ہتھکڑی — ڈال دو چھلا کوئی اپنا ہمارے ہاتھ مین
اونگلیان شوخی سے چمکاتا نہین وہ رقص مین — پیسنا نہ پھرتا ہے ترا رے ہاتھ مین
جام کیسا جام چلو کو نہیا سکتے نہین — ہے نشہ مستی سے رعشہ بھی ہمارے ہاتھ مین
ناز سے کہتے ہین رکھکر اپنی آنکھون پر وہ ہاتھ — دیکھو یون نخچیر ہوتے ہین شکارے ہاتھ مین
آتش رنگ حنا بھی ہے عجب معجز نما — ہے مینا مثل کف موسیٰ تمہارے ہاتھ مین
کیا نزاکت ہے جو توڑا شاخ گل سے کوئی پھول — آتش گل سے پڑے ہین چھالے تمہارے ہاتھ مین

حلقہ گیسوے جانان وہ بلا ہے اے اسیر
عیب رہی ہین مچھلیان شست کے مارے ہاتھ مین

کھائی شکست گل نے اوس گلبدن سے چمن مین — ابتک ہے ٹکڑے ٹکڑا جو غنچہ ہے بدن مین
ہین چشم و دل ٹھکانے جبتک ہے روح تن مین — کیا مصحف آرسی ہے دولہا مین اور دولہن مین
ہے جبین پہ ایسا ابروے ماہ نو کا — کچھ کچھ خمیدگی بھی لازم ہے بانکپن مین
غصے سے یار اوسنے مجکو کیا ہے شاید — جو ساتھ ہچکیونکے رعشہ بھی ہے بدن مین
بڑھتی ہے عمر جتنی ہوتی ہے عقل افزون — ہر دم نیا مزہ ہے اس بادۂ کہن مین
ہین قدم سے تیرے بالیدگی ہے ایسی — جو شمع ہے لگن مین شمشاد ہے چمن مین
ہے جمع مال آفت دیکھا ہے بخیل غافل — کیسے کا باندھتے ہین کسکر گلا رسن مین
کیا جانیے کہ چھوڑا پھولون نے کیا شگوفہ — بلبل پکارتی ہے صیاد کے چمن مین
شیخ حرم اگر تو جلوہ بتون کا دیکھے — کعبے سے اوٹھکے بیٹھے پہلوے برہمن مین
دو انگ ہو رہا تھا گدڑی فقیر کی سے — ہشیار بھی ہین اکثر مستونکے پیرہن مین

دیبا مریر قاقم تھا رفت خواب جنکا
زیر لحد پڑے ہین لپٹے ہوئے کفن مین

داغِ جگر کا پھاہا جل کر وہین چھپا ہین
یہ بھی کنول ہو روشن اوس گل کی انجمن مین

سن لے جو تبکدے مین اُس گل کی آمد آمد
چھپتا پھرے ہر اک بت داماں برہمن مین

کیا تکمۂ گریبان انگور کا ہے دانہ
رنگ شراب گلگون ہر اوسکے پیرہن مین

مین نقش سکے ہون درپیچ ہر نفس میری درپے
رہزن کو فکر میری مین فکر راہزن مین

کنعان کی چاہ مین تھا یوسف کو سہل گرنا
جب جانتے کہ گرتے تیرے چہ ذقن مین

یاران رفتہ کا ہے غم اے امیر ناحق
چھوٹے ہوئے سفر کے ملجائینگے وطن مین

سمجھا ہین جو نکلے شاخون سے گل چمن مین
صوفی نکل کے بیٹھے خلوت سے انجمن مین

ہر بلبل باغ بلبل جسطرح تو چمن مین
پھرتے تھے یون ہی ہم بھی خوش خوش کبھی وطن مین

اوس بت نے منھ چھپایا گیسوے پُرشکن مین
اے دل خدا خدا کر خورشید ہے گہن مین

آزادہ رہ کے ہمنے ایام عمر کاٹے
دو چار دن سفر مین دو چار دن وطن مین

ظاہر پہ جا نہ اسکے ہے پیر زال دنیا
غافل ہے تو زلیخا یوسف کے پیرہن مین

آواز کن جو آئی کانون مین ہم یہ سمجھے
غربت پکارتی ہے بس رہ چکے وطن مین

حال بدن کہون کیا دل ہی بجھا ہوا ہے
اک شمع ہے سو وہ بھی خاموش انجمن مین

کیا جانین خرمی تیرے گرفتہ خاطر
کہنے کو سو زبانین ہین غنچے کے دہن مین

یارون سے اُنس کیا غربت مین عمر گذری
ٹھہرے مسافرانہ دو چار دن وطن مین

راتون کو مثل شبنم چھپ چھپ کے باغبان سے
ہر پھول سے لپٹ کر روتا ہون مین چمن مین

غربت مین ہے جو صورت خط مین لکھون کہانتک
تصویر اپنی بھیجون احباب کو وطن مین

فرقت مین ہین کیسا شیشے کی طرح ساقی
رو رو کے دل مین خالی کرتا ہون انجمن مین

تحلیل ہوگئے ہین فرقت مین سارے اعضا
مثل حباب باقی ہے سانس پیرہن مین

ہے سفید سر پہ تیاری عدم ہے — غربت سے خاک اڑاتی ہیں ہم وطن میں
صبا نے رو رشتہ پہیا ہی پگلا میں ڈالی — سولی پہ مجھکو کھینچا شمشاد نے چمن میں
مشق دہن میں تیرے منہ سے یہ خون ڈالا — اب تک لہو بھرا ہے ہر غنچے کے دہن میں
چھیڑ ہو صبا نہ اتنا کہہ دیں یہ سے گل ہوں — جا کر چمن سے مجھکو آتا نہیں چمن میں
کس وقت ہوں پشیمان کب ہونٹ چباتا ہوں — جب دانت تک نہیں ہیں باقی مرے دہن میں

وحشت امیر اپنی کچھ آج سے نہیں ہے
مانند گل ازل سے ہر چاک پیرہن میں

ہم جو مست شراب ہوتے ہیں — ذرے سے آفتاب ہوتے ہیں
ہے مزا بات صحبت واعظ — لوگ ناحق خراب ہوتے ہیں
کیا کہیں کیسے روز و شب ہم سے — عمل ناصواب ہوتے ہیں
بادشہ ہیں گدا گدا سلطان — کچھ نئے انقلاب ہوتے ہیں
ہم جو کرتے ہیں میکدے میں دعا — اہل مسجد کو خواب ہوتے ہیں
وہی رہ جاتے ہیں زبانوں پر — شعر جو انتخاب ہوتے ہیں
کہتے ہیں مست رند سودائی — خوب ہمکو خطاب ہوتے ہیں

آنسوؤں سے امیر ہیں رسوا
ایسے لڑکے عذاب ہوتے ہیں

کچھ خار ہی نہیں مرے دامن کے یار ہیں — گردن میں طوق بھی تو لڑکپن کے یار ہیں
سینہ ہو کشتگان محبت کا یا گلا — دونوں یہ تیرے خنجر آہن کے یار ہیں
خاطر ہماری کرتا ہے دیر و حرم میں کون — ہم تو نہ شیخ کے نہ برہمن کے یار ہیں
کیا پوچھتا ہے مجھسے نشان سیل و برق کا — دونوں قدیم سے مرے خرمن کے یار ہیں
کیا گرم ہیں کہ کہتے ہیں خوبان لکھنؤ — لندن کو جائیں وہ جو فرنگن کے یار ہیں

وہ دشمنی کریں تو کریں اختیار ہے
ہم تو عدو کے دوست ہیں دشمن کے یار ہیں

کچھ اس چمن میں سبزۂ بیگانہ ہم نہیں
نرگس کے دوست لالہ و سوسن کے یار ہیں

کانٹے ہیں جتنے وادی غربت کے اے جنون
سب آستین کے جیب کے دامن کے یار ہیں

گم گشتگی میں راہ بتاتا ہے ہمکو کون
ہر خضر جنکا نام وہ رہزن کے یار ہیں

جلتے ہیں شوق برق تجلی میں کیا ہی خوف
جیتے تمام وادی ایمن کے یار ہیں

پیری مجھے چھڑاتی ہے احباب سے امیر
دندان نہیں یہ میرے لڑکپن کے یار ہیں

بے نشانی تو کہو خلد کے گلشن میں نہیں
زار ہوں مرگ ہوں میں کچھ بھی مرے تن میں نہیں
سرو بے سایہ جو تجھ سا کوئی گلشن میں نہیں
کہدو آئیں نہ فرشتے مجھے خجلت ہوگی
کیوں نہ خوش ہوں کہ بھرا ہی پیٹ کہنے سے
مرگ کے بعد بھی ہے تیر کی بخت ایسی
کیا مری طرح سے ہوگا ترا عاشق اے بت
آپ تو آپ وہ صفت خاک لہو اچھلیگا
عمر ذوری کی نکالے دل عشاق سے جالن
ہیں وہ رہرو ہوں کہ ہر دست تہی نان سفر
ہیں بنا مانے کی جو لذت سی بری عالی قدر
حور و غلمان ہیں جو ہی حسن بشر میں بھی ہر
اور ٹے ہیں دل عاشق سمجھکر کمبخت تک
چھت سے ہمکو نہ معشوق ملا سادہ مزاج

داغ مے ایک بھی رہا ہو ترے دامن میں نہیں
کس سے الجھینگے فرشتے کوئی مدفن میں نہیں
طوق قمری کی طرح میری بھی گردن میں نہیں
ہر جگہ تنگ سمائی مرے مدفن میں نہیں
کہ مرے دوست کی جا اب دل دشمن میں نہیں
کہ کفن کی بھی سفیدی مرے مدفن میں نہیں
پتلی ٹھہرائی ہوئی چشم برہمن میں نہیں
رگ جہندہ کوئی قاتل مری گردن میں نہیں
نوک ایسی مژۂ یار کی سوزن میں نہیں
کچھ ندامت کے سوا قسمت رہزن میں نہیں
گذر برق کبھی ماہ کے خرمن میں نہیں
کم یہ تصویر کی رنگ میں روغن میں نہیں
ابھی کم سن ہیں وہ نہیں ہوش لڑکپن میں نہیں
چین چولی میں شکن تک کہیں دامن میں نہیں

دو دونوں جوانان تھے پڑی جب بھی پرو تیغ — لاگ اور اوس کے سوا کچھ سر و گردن میں نہیں
دولت حسن کو کیا دولت دنیا سے پہنچے — جو چمک رنگ طلائی میں ہے کندن میں نہیں

ہوں وہ لاغر جو ملک آئے پس مرگ امیر
پھر گئے دل میں یہ سمجھے کوئی مدفن میں نہیں

چھوٹ کے بھی قید ہوں قوت جو مری تن میں نہیں — کہ نشان طوق کا ہے طوق جو گردن میں نہیں
خوف آفات جہان کا دل روشن میں نہیں — دخل سیلاب کبھی ہالہ کے خرمن میں نہیں
چشم نمناک نے اشکوں کا یہ مینھ برسایا — کہ کہیں گرد کدورت دل دشمن میں نہیں
پردہ بیجا ہے غم عشق کوئی چھپتا ہے — چشم خونبار رہا گوشۂ دامن میں نہیں
دل جو صد چاک ہے اوس میں ہے خیال رخ دوست — شانہ ہے پردہ نشین کون سی چلمن میں نہیں
اپنے چہرے کی سیاہی سب اوسی کو دیتا — کیا کرے بخت مرا قابو دشمن میں نہیں
باغبان باغ کو کیا آکے خزان نے لوٹا — کوئی گل سچ بھی دروازۂ گلشن میں نہیں
فاتحہ پڑھنے مری قبر پہ آئے کوئی کیا — طائر رنگ کا بھی گذر گنبد مدفن میں نہیں
گرم آنسو تری میخوار کے ہیں اے ساقی — رات کو کرمک شب تاب یہ ساون میں نہیں
بزم میخانہ ہے کیا انجمن ناز و نیاز — ہاتھ کس مست کے یاں شیشے کی گردن میں نہیں
دل کھنچے جاتے ہیں سب کے تری بازو کی طرف — نقش حب کا کوئی تعویذ تو جوشن میں نہیں
محو ہے عشق میں جا دیکھ فروغ رخ حسن — طور کس جا ہے اگر وادی ایمن میں نہیں
خندہ زن کیا ہے کہ طوق ایک ہے آپس ہو کہ نہ — تیری گردن میں نہیں یا مری گردن میں نہیں
غور سے دیکھ لیا عاشق و معشوق ہیں ایک — خال عارض ہے سویداے دل دشمن میں نہیں
کیا زمانہ ہے نہیں صاف کسی سے کوئی — دوست کے دل میں وہ جو دل دشمن میں نہیں
اب یہ سنجیدگی طبع سے خالی ہے جہان — مصرع سرو بھی موزون کسی گلشن میں نہیں
سیکڑوں شیشۂ دل کی ہے حفاظت لازم — دیکھو پتھر تو کوئی اوس کے دامن میں نہیں

واہ کیا تازہ مضامین ہین ترے رنگین ہین امیر
رنگ ایسا کبھی فردوس کے گلشن مین نہین

[illegible] اگر [illegible] مرے [illegible] مین نہین
اشک ماتم کی جگہ دیدۂ روزن مین نہین

[illegible] دل [illegible] دولت [illegible] کون [illegible] مین نہین
[illegible] اوڑتی [illegible] ناگن مین نہین

[illegible] جنون [illegible] ہوئی [illegible] لباس
شکر ہے ہون گریبان مرے [illegible] مین نہین

اسکی آسودگی گھبرا کے جو کہتا ہے یہ رنگ
رخصت اے گل کہ گذارہ مرا گلشن مین نہین

اے جنون دست درازی کا تو ہو قایل ہون
چاک ہے کون گریبان کا کہ دامن مین نہین

چاہیے کیا مجھے محشر مین کوئی اور گواہ
کیا مرے خون کا دھبا ترے دامن مین نہین

کہتے ہین وہ خط سرخ جلد بنا اسے حجام
کام اس سبزہ قدم کا مرے گلشن مین نہین

ڈھونڈھتے ہو گرمی دل جا کے گر استخوانون مین
یہ شرر سنگ مین ہوگا اگر آہن مین نہین

[illegible] تن ہو کے زبان کہتی ہے مقتل مین یہ تیغ
کون سر ہے جو مرے سایۂ دامن مین نہین

آتش مے سے جو اوٹھتا ہے دھوان کافی ہے
کسکو پروا ہے ہوا ہے جو گلشن مین نہین

جانتا ہے مری خاطر کی کدورت وہ مہر
ذرہ خورشید سے پنہان کسی روزن مین نہین

کبھی زندان کی طرف بھی تو پری آ نکلے
اثر اتنا کسی زنجیر کے شیون مین نہین

تیغ قاتل کا لب خشک ہے تر ذبح کے وقت
خون اتنا بھی ہماری رگ گردن مین نہین

دور کر پیچ طبیعت سے کہ ہو سب کو عزیز
عقدۂ تار کی جا دیدۂ سوزن مین نہین

ترے بیتاب کو کیا سیر ہو گلشن کی پسند
آشیان طایر سیماب کا گلشن مین نہین

کشتۂ تیغ تحیر ہون مین اس محفل مین
جان تصویر کے مانند مرے تن مین نہین

کیون لگاتے ہین سر گور چراغان لوگین
دفن لاشے ہین دفینہ کسی مدفن مین نہین

بزم مین جنکے رہا کرتی تھین شمعین روشن
سوجھتا کچھ اونھین تاریکی مدفن مین نہین

تھی کبھی سایۂ دیوار مکان ظل ہما
آشیان جغد کا اب کون سے روزن مین نہین

قتل کرتی ہے دوبارہ ہمیں شرم انکی امیر
خم شمشیر ہے خم یار کی گردن میں نہیں

عالم پیری میں وہ یوسف لقا ملتا نہیں
صبح ہے خورشید روشن کا پتا ملتا نہیں

وصل بت ہوتا نہیں ہے یا خدا ملتا نہیں
ڈھونڈھنے پر آدمی آئے تو کیا ملتا نہیں

حسن جب پردہ ہے عاشق کا پتا ملتا نہیں
فیض بخشی پر کریم آیا گدا ملتا نہیں

اے امیر اول تو وہ نا آشنا ملتا نہیں
مل گیا جب گھر میں اسکا پتا ملتا نہیں

دل لگاتے ہیں تو دنیا کے مزے ہم سکتے واسطے
اے بتو تم سے کوئی بہر خدا ملتا نہیں

ذبح کرتا ہے تو پھیرے دست و بازو کھول کے
رحم کر قاتل کہ بے تڑپے مزا ملتا نہیں

حسرتیں گھیرے ہیں اس کثرت سے سینے کو ترے
روح نکلے تن سے آخر راستا ملتا نہیں

اک تجھ سے رہ گیا سارے زمانے کا حجاب
کون ہے جس سے وہ عالم آشنا ملتا نہیں

شوق کر ہی کیا مقدم پوچھ منزل کا ہو مقصد
راہرو بہکے نہ جب تک راستا ملتا نہیں

ہوشیاری شرط ہے غافل جہاں جھپکی پلک
خواب میں بھی سایہ دل کا پتا ملتا نہیں

دیر میں بھی برادری کا شوق اے اہل حرم
برہمن کو بت بھی بے اذن خدا ملتا نہیں

سنگ بیدرنگی معشوق و عاشق ہیں جو لوگ
دیکھیں کیا رنگ کاہ و کہربا ملتا نہیں

اتنی تیزی کر نہ قاتل ذبح کرنے میں مرے
دم تو لینے دے تڑپنے کا مزا ملتا نہیں

تازہ وارد ہوں عدم میں حال کس سے کہوں
ملک بیگانہ ہے کوئی آشنا ملتا نہیں

ہجر کے حرفوں میں بھی ایسا اثر ہے ہجر کا
لب سے لب وقت تلفظ اک ذرا ملتا نہیں

رزق کی وسعت جو ہے منظور اے دل کر دعا
بھیک کا ٹکڑا گدا کو بے صدا ملتا نہیں

راہرو کا ذکر کیا ہے سرزمین عشق میں
سیکڑوں منزل نشان نقش پا ملتا نہیں

جس لحد میں دیکھیے ششدر ہیں مردے اے امیر
خاک کے نیچے بھی کنج انزوا ملتا نہیں

سوے مژگان سیہ تر سیکڑون مرجاتے ہین
یہی نشتر تو رگ جان مین اتر جاتے ہین

حرم و دیر ہین عشاق کے مشتاق مگر
تیرے کوچے سے ادھر یہ نہ ادھر جاتے ہین

کوچۂ یار مین اول تو گذر مشکل ہے
جو گذرتے ہین زمانے سے گذر جاتے ہین

شمع سان جلتے ہین جو بزم محبت مین ترے
نام روشن وہی آفاق مین کر جاتے ہین

اثر آب بقا خاک رہ عشق مین ہے
وہی زندہ ہین یہان آکے جو مرجاتے ہین

تم جو چڑھتے ہو نظر پر تو تمھارے ہوتے
سب حسینان جہان دل سے اوتر جاتے ہین

زاہدو تمکو جنان ہمکو در یار پسند
خیر جاؤ تم ادھر کو ہم ادھر جاتے ہین

زندے کیا اہل عدم کو بھی پھنسا لاتے ہین
زلف کے بال اگر تا بہ کمر جاتے ہین

کیا اثر نام علی مین ہے کہ لیتے ہی امیر
کام بگڑے ہوے بنتے ہین سنور جاتے ہین

مے مین کیا کہ کچھ مزا ہی نہین
ساقیا باغ مین گھٹا ہی نہین

خضر کیا جانین مرگ کی لذت
اس مزے سے وہ آشنا ہی نہین

شعر وصف دہن مین سنکے کہا
ایسا مضمون کبھی سنا ہی نہین

کسطرح جائین اونکی محفل مین
جنکے دل مین ہماری جا ہی نہین

کیا سنین گے وہ خلق کی فریاد
کہتے ہین جو کوئی خدا ہی نہین

لذت عیش وصل کیا جانین
اسمین حصہ ہمین ملا ہی نہین

کل تلک تھا وہ ربط وہ اخلاص
آج وہ شوخ آشنا ہی نہین

ہے جہان اب تو تیری الفت مین
صدمہ وہ جسکی انتہا ہی نہین

مرنے والون سے کہتے ہین وہ امیر
کیا تمھاری کبھی قضا ہی نہین

مرے مرقد کو ٹھکرا کے قیامت جگاکے آتی ہین
پڑا ہو نہین یہان اگر تو یون مجھکو ستاتے ہین

دیا ہی غسل یارون نے کفن رنگین پہناتے ہین
تماشا ہی کہ کشتے کو ترے دولہا بناتے ہین

ہماری بیخودی تمہید ہی تیری نمایش کی
مٹا کر نقش اپنا ہم ترا نقشہ جماتے ہین

محبت کا برا ہو دل کو روؤن یا جگر تھامون
مرے قابو سے یہ دونون کے دونون نکلے جاتے ہین

گذرگاہ جہان خالی نہین ہی ہی کثرت سے
تماشاگاہ ہی دیکھو ہزارون آتے جاتے ہین

شعاع مہر کس شوق سے آکر بیٹھتی ہے
کبھی کوٹھے پہ چڑھ کر وہ جو بال اپنے سکھاتے ہین

طلب شانہ کی ہی زلف دوتا کی خیر ہو یارب
خدا حافظ ہی یکتائی کا آئینہ منگاتے ہین

بہانہ ہی حنا بندی کا یہ بھی ایک شوخی ہے
ہمارا ہی تو دل مٹھی مین ہی ہم سے چھپاتے ہین

نظر اسپر نہین کرتے خود آئے ہین یہی بنکر
ہمین کو اور اُلٹے اپنا دیوانہ بناتے ہین

نظر آتا نہین کچھ دیکھنے والونکی آنکھونمین
لگاتے ہین وہ سرمہ یا کوئی جادو جگاتے ہین

عزیز ایسی ہوا ہی قاتل کہ بسمل جان دیدیکر
تری تلوار کا دم اپنے سینے مین چراتے ہین

حسینان جہان سے کہتے ہین شاید درد کا شیوہ
جگہ دیتا ہی جو دلمین اوسی کا دل دُکھاتے ہین

نہین خالی ہماری وحشت دل ہوشیاری سے
گریبان پھاڑ کر پیوند دامن مین لگاتے ہین

جنازے پر جو آئے کو کھو لنے کہتے ہین
کہین تابوت کا بوجھ ایسے نازک بھی اٹھاتے ہین

گلوری وہ نہین کھاتے ہین مسی مل کر ہونٹھون پر
نگین یاقوت کا نیلم کی تھری پہ جماتے ہین

وہ بیکس ہین کہ رکھ لیتے ہین سینہ چیر کر دلمین
کوئی شیشے کا ٹکڑا راستے مین بھی جو پاتے ہین

ہماری لغزشونکی تجھکو اے زاہد خبر کیا ہے
فرشتے تھامتے ہین ہاتھ جب ہم لڑکھڑاتے ہین

وہ اوٹھی ہی گھٹا وہ برق چمکی وہ ہوا آئی
اُٹھو رندو چلو واعظ تو یونہین سر پھراتے ہین

دیا جاتا ہی شمشیر قضا پر باڑھ کا ڈورا
مبارک مرگ تو اے دل وہ پھر سرمہ لگاتے ہین

نہین ہی پیار بھی دربردہ اونکا چھیڑ سے خالی
رُلا دیتے ہین اتنا وصل کی شب گدگداتے ہین

امیر افسردہ ہو کر غنچہء دل سوکھ جاتا ہے
وہ میلے ہمکو سیر باغ کے جب یاد آتے ہین

کہا بستر پہ ہم کروٹین ہر سو بدلتے ہین
بھلا اٹھتا ہے جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہین

سیہ پوشاک جنکو خانۂ کعبہ مین جا ہو سجے
بلا کا بھیس اوکا فر ترے گیسو بدلتے ہین

بہار آئی ہے صبح عید کا عالم ہے گلشن مین
نئی پوشاک شمشاد کنار جو بدلتے ہین

نزاع کفر و دین ہے دور دور زلف و عارض مین
مسلمانون سے ٹوپی آجکل ہندو بدلتے ہین

تری نیچی نگاہین سایۂ مژگان مین پھرتی ہین
ہرن ہین جیسے بانکے بیچ سے ہر سو بدلتے ہین

ہوا مین کچھ تو پایا ہے انھین اے چشم تر بہتر
جو اپنے موتیون سے جوہری آنسو بدلتے ہین

مے کہنہ ہے یہ آب وضو تیرا انھین زاہد
جو چھٹے نور کے ہین کب وہ رنگ و بو بدلتے ہین

تری محفل مین یہ دیوار کی کہتی ہین تصویرین
ادب سے بیٹھے وہ اسکے کہین زانو بدلتے ہین

امیر اس باغ مین رہکر کہین کیا دم الجھتا ہے
نہ نکہت چھوڑتے ہین گل نہ کانٹے خو بدلتے ہین

آنکہ دیکھے خواب اچھے سب نے تعبیرین کہین
وصل کی بنتی ہین ان باتون سے تدبیرین کہین

پہونچے ہم جب شہر مین پوچھا یہ اہل شہر سے
خوبرویون کی یہان بکتی ہین تصویرین کہین

نیچی نظرون سے مجھے آخر لگے وہ دیکھنے
اوپر اوپر جاتی ہین آہون کی تاثیرین کہین

قیدیون کا اپنے اس ظالم کو ہے ایسا خیال
چونک اوٹھتا ہے جو غل کرتی ہین زنجیرین کہین

ابرؤون سے پھر کہین تاکس کو تم کرتے ہو قتل
خوف ہے منھ کی نہ کھا جائین یہ شمشیرین کہین

وہ بت آئیگا تو بت بن جائینگے واعظ ابھی
جا کے انکے سامنے چلتی ہین تقریرین کہین

لاغری سے اپنی زندان مین یہ مجکو خوف ہے
پانون سے میرے اوتر جائین نہ زنجیرین کہین

اوسکے کوچے مین ٹھہرنے کو جگہ جا ہے اگر
بولے دربان جاکے کیا بٹتی ہین جاگیرین کہین

لاکھ منت کی نہ نکلی وصل کی صورت امیر
سامنے تقدیر کے چلتی ہین تدبیرین کہین

تمام تن مین ہین چھالے اگرچہ زار ہون مین
کرو جو غور نظر آنسوؤن کا تار ہون مین

بجا ہے سر سے قدم تک جو داغدار ہون مین
کہ ہجر مین ہمہ تن چشم انتظار ہون مین

کرم کرے جو وہ شمشیر کیسی تنہائی
جدا ہون عضو بدن ایک سو ہزار ہون مین

الٰہی آئے کوئی حور باغ جنت سے
اُلجھ رہا ہون کہ تنہا تہ مزار ہون مین

جو اپنے ہاتھ سے دیتے ہو دو مجھے تعزیر
گناہگار نہین تو گناہگار ہون مین

سزا ہے مردہ نہین زندہ رہا جو ایک تو کیا
زمانہ مست ہے کیا خاک ہوشیار ہون مین

بچھا ہوا ہون پامال شرم شبنم سی
کوئی گناہ کسی سے ہو شرمسار ہون مین

شریک درد نباتات ہون انس کیسے
پڑے ہین درخت پہ پتھر تو سنگسار ہون مین

کہو فلک سے ملا دے نہ خاک مین مجکو
کہ انتخاب جہان فخر روزگار ہون مین

صفا نہی ہے جہان مین مری کدورت سے
کرے جو آئینون کو صاف وہ غبار ہون مین

فسردگی ہے مری باعث خزان چمن
شگفتگی مین تماشائے نوبہار ہون مین

اوٹھا کے پردۂ امکان قدم کو کیا دیکھون
کہ اپنی شکل سے آئینے مین دوچار ہون مین

نہ تیغ مہر ہے جس تیغ کا مین ہون کشتہ
نگاہ لطف ہے جس تیر کا شکار ہون مین

بہا سکے اپنے ہی خرمن کو جو وہ ہون سیلاب
جلا سکے اپنے ہی دامن کو وہ شرار ہون مین

سکون دل ہو جو حاصل تو سامنے ساحل
دکھاؤن جوش تو دریائے بیکنار ہون مین

امیر فوج ظفر موج جرأت و ہمت
وزیر اعظم سلطان تاجدار ہون مین

حریم لطف و عطا مین شمیم خلق نبی
دم وغا کف حیدر مین ذوالفقار ہون مین

ضمیر خاک سے مردم مین نور کا پتلا
شریک عام نہین خاص کردگار ہون مین

امیر دل مین جو کچھ آ گیا کیا موزون
زبان ہند مین صاحب اختیار ہون مین

کرم کہ تیرے کرم کا امیدوار ہون مین
گناہگار ہون یارب گناہگار ہون مین

ہمیشہ گوشہ نشین ہون وہ خاکسار ہون مین
ہوا اوڑا نہ سکے جسکو وہ غبار ہون مین

نگاہ ناز لیتی ہین آنسوؤن کا تار رہون مین
گلوے باصرہ مین موتیون کا ہار رہون مین

کسی کی تیغ کھینچے قتل کو تیار رہون مین
کسی کا تیر چلے صید پر شکار رہون مین

لگائے منہ سے مجھے وہ نہ دوست کب دیکھون
برنگ نے ہمہ تن چشم انتظار رہون مین

کہو گے جو مجھے مین بھی وہی کہونگا تمھین
اگرچہ لنگر تمکین سے کوہسار رہون مین

ہوا مین باندھتے ہو کیا یہ جھوٹ کہہ کہکر
اڑا رہے ہو کیسے کیا کوئی غبار رہون مین

گمان دزد کفن ہو اگر نسیم آئے
قفس مین بند کہ مردہ تہ مزار رہون مین

مرے گناہون سے ہر اونکی مغفرت کی نمود
گناہ اگر نہ کرون تو گنہگار رہون مین

بتونکی زلف پرافشان مزار پر غازہ
رہونگا گرد حسینون کے وہ غبار رہون مین

ہوا جو قصر فریدون مین کل گذر اپنا
صدا یہ آئی کہ اوجڑا ہوا مزار رہون مین

رقیب پھولون کی بدھی اوسے پہناتا ہے
ملے مجھے تو اجل کے گلے کا ہار رہون مین

اسیر جاتی جوانی یہ مجھ سے کہتی ہے
خزان نہ سمجھو مجھے آخری بہار رہون مین

ٹھوکرین کھاتا ہے سر ہر گام پر رفتار مین
چال میری کوئی دیکھے کوچۂ دلدار مین

لیگیا لخت جگر اپنے جو مین گلزار مین
برگ گل بلبل سمجھ کر لیگئی منقار مین

دیکھ سکتا ہون کوئی باہر سے مین اندر کا حال
در مین رخنہ ہے نہ روزن یار کی دیوار مین

ہم کثرت نور وحدت سے کبھی خالی نہین
چشم بینا ہو تو یوسف سیکڑون بازار مین

حال آئینہ ہے میری جبہ سائی کا اسیر
منہ نظر آنے لگا سنگ در دلدار مین

ردیف واو

صورت غنچہ کہان تاب تکلم مجھکو
منہ کے سو ٹکڑے ہون آئے جو تبسم مجھکو

اوبہ تھا کون شب ہجر مصیبت کا شریک
دیکھ لیتا تھا مین انجم کو تو انجم مجھکو

مرکے راحت تو ملی پر ہے یہ کھٹکا باقی
آکے عیسیٰ سر بالیں نہ کہیں قم مجکو

وقت فرصت تھا یہیں عبرتکدہ ہستی مین
کف افسوس ملی جسنے کیا گم مجکو

ایک کو ایک سے بڑھکر تری جلوہ گری کا ہے شوق
آنکھ کہتی ہے نگہ پر ہو تقدم مجکو

اشک سان خاک مین ملنا بھی سمجھے طاعت ہے
لاکھ سجدے کے برابر ہے تیمم مجکو

آبرو ہے یہ مری پیر مغان کے آگے
تشنہ سے ساغر جو نگل جائے تو دے خم مجکو

وحشت دل سے زمانہ مین پھرون مثل نگاہ
سات پردون مین کرین قید جو مردم مجکو

روز دکھلاتی ہے دنیا کا سپید اور سیاہ
اوسکی شام مسی و صبح تبسم مجکو

ہون وہ مضمون کہ زمانے کو اگر ہاتھ آؤن
صورت گوہر نایاب کرے گم مجکو

اثر طالع واژون سے عجب کیا ہے اگر
تیغ بنجائے مرا دست تظلم مجکو

ہون مین مشتاق شہادت کہین حسرت تو نکلے
خاطر غیر ہی سے قتل کرو تم مجکو

حشر مین وجد کنان قبر سے یارب نکلون
نفخہ صور ہو آواز ترنم مجکو

مجلس وعظ مین مست اگر جا بیٹھون
منہ پہ کھینچ کے لیجائین سر خم مجکو

شمع کی طرح مین وہ سوختہ قسمت ہون امیر
مول لے لے کے جلا دیتے ہین مردم مجکو

لگگئی کل ہوس موج سر خم مجکو
ہوش کی طرح سے مستی نے کیا گم مجکو

کعبہ بت کی طرف پڑھتے ہی آنکھون سے نماز
چاہیے گرد نظر سے ہو تیمم مجکو

واہ ای بیخودی شوق کیا خوب سلوک
اوسکو جب ڈھونڈھ نکالا تو کیا گم مجکو

ہون مین وہ قطرہ جو نیسان کی آنکھ سے چھوٹون
کھینچ لے شوق سے آغوش مین قلزم مجکو

نہین معلوم وہ حیران ہوئے ہین کسکے
آج کھو کھو کے لیے پھرتا ہے توہم مجکو

غنچہ سان نزہت خاطر سے عدم کو پہونچا
یاد وہ بھولکے اب وقت تبسم مجکو

خلوت وصل مین کچھ کام نہین ساقی کا
جام مے بھرکے پلاؤ نہین تمہین تم مجکو

بے ثباتی میں نہیں کون سی جا میری نمود
ذرے چلنے میں مجھے گنتے ہیں انجم مجھکو

خم می تھا کبھی اک قطرے سے کم اے ساقی
اب وہی میں ہون کہ ہر قطرہ ہے خم مجھکو

میں تو کیا عکس سے وہ آئینہ رو کہتا ہے
پیار کی آنکھ سے دیکھا نہ کرو تم مجھکو

دھوکا کھائے ہوئے آدم کو زمانہ گذرا
ہنستے ہیں دیکھ کے ابتک لب گندم مجھکو

مردمک ہون کہ سویدا ہون الٰہی کیا ہون
دیدہ و دل میں جگہ دیتے ہیں مردم مجھکو

میں ترا عکس تھا اس آئینۂ ہستی میں
تو نے کیا پھیر لیا منھ کہ کیا گم مجھکو

دیکھتا ہون کبھی آئینہ تو روتا ہون امیر
اپنی صورت پہ خود آتا ہے ترحم مجھکو

قطرۂ مے نے کیا ہوش صفت گم مجھکو
ہر حباب مے پہ ز دور ہوا قلزم مجھکو

ہون میں نقش قدم اس رہگذر ہستی میں
ایک ظاہر جو کرے چار کرین گم مجھکو

میں جو مر جاؤن تو اے پیر مغان کہہ دینا
سنجیے کھینچ کے ڈال آئین پس خم مجھکو

ہو مری قتل کی یارب یہ خوشی قاتل کو
بڑھ کے لے جائے قدم تیغ تبسم مجھکو

زندہ اعجاز مسیحا سے تو ہو سکتا ہون
ضعف سے اٹھ نہ سکونگا نہ کہین قم مجھکو

دی صدا دل کو جو اس بزم میں تنہا چھوڑا
ساتھ لائے تھے اسی دن کے لیے تم مجھکو

ہو سر سجدے سے تا شکل گہر سجدہ قبول
چاہیے گرد یتیمی سے تیمم مجھکو

لالہ و گل ہون خس و خار ہون یارب کیا ہون
ڈھونڈھتا ہون تو ڈبوتا نہیں قلزم مجھکو

لیلی ہی تو سنبھالے ہوے لیچل سوے یار
بیخودی راہ میں کرنا نہ کہین گم مجھکو

ہون وہ سرکش جو کرون رخ در توبہ کی طرف
کھینچے جاتے ہو کہاں سے دہن خم مجھکو

نگہ مہر کہان یار جفا پیشہ کہان
ملک الموت سے ہے چشم ترحم مجھکو

سوز دل وجد کا باعث ہو جہاں مثل سپند
میری فریاد ہے آواز ترنم مجھکو

نظر بد نہ لگے یار کی سفاکی کو
قتل ہونے نہیں دیتا ہے تبسم مجھکو

بجنت کو آئے جو واعظ سمجھے آپ سے بیہوش
لب ملیں ساغر سے کسی دہن خم مجکو

جانتے ہیں جو حقیقت سے ہیں آگاہ امیر
کن کے کلمے یہ کچی معنی سے تقدم مجکو

اشک ساں جنبش مژگاں نے کیا گم مجکو
لغزش پا ہوئی دریا کا تلاطم مجکو

مجکو قاتل ہی کے لعل لب خنداں کی قسم
نیمجاں چھوڑ نہ اے تیغ تبسم مجکو

برسوں جھیلی ہے مصیبت شب تنہائی کی
مدتیں گذری ہیں گنتے ہوئے انجم مجکو

دیکھ لوں اونکو ذرا نزع میں آلینے دے
رحم اے بیخبری کر نہ ابھی گم مجکو

خط نکلنے سے تیرے سوگ نشیں ہیں آنکھیں
کھل گئی وجہ سیہ پوشی مردم مجکو

شوق طوف حرم عشق میں باندھی ہے کمر
گرد غربت سے مناسب ہے تیمم مجکو

شب کو نکلوں جو میں لاغر تو ہوں مثل کمند
کھینچ لیجائے شعاع مہ و انجم مجکو

ہوں میں وہ رند کہ مسجد میں لگادوں ٹھیا
ہاتھ آجائے اگر خشت سر خم مجکو

شمع ساں محفل عالم میں وہ ہوں سوختہ بخت
دل بھر آتا ہے جو آتا ہے تبسم مجکو

صاف کہدو نہیں دیدار دکھاتا ہے اگر
کعبہ و دیر میں دوڑاتے ہو کیوں تم مجکو

اسنے جنت سے جہنم میں مجھے پھینک دیا
زہر کا گھونٹ ہوا دانہ گندم مجکو

اسقدر طول خموشی کو ہوا عزلت میں
بزم میں بھول گئی طرز تکلم مجکو

واے قسمت کہ یہاں قتل کی حسرت ہی امیر
اور وہ سمجھے ہیں سزاوار ترحم مجکو

پہلے تم اپنی چتون اپنی نظر کو دیکھو
پھر جسے دل دیا ہے اوسکے جگر کو دیکھو

کیا حال پوچھتے ہو گم گشتگی کا مجھسے
اپنے دہن کو دیکھو اپنی کمر کو دیکھو

آتش رخ کی گرمیوں سے ہے برق طور ٹھنڈی
پڑھتے ہیں کیسے منہہ پر شمس و قمر کو دیکھو

پتھرا گئی ہیں آنکھیں جب جا ملائکہ کی
جاکر وہاں لڑی ہے میری نظر کو دیکھو

ملنا نہیں ہے نالے مدت سے ڈھونڈتے ہیں
بیٹھا ہے منھ چھپا کر کیسا اثر کو دیکھو

لیٹا جو قبر میں میں منھ سے کفن ہٹا کر
بولی یہ مجھ سے غربت اپنے گھر کو دیکھو

غیروں کو منھ تو سے ہیں بنا شکل آئینہ یوں
رخ پھیر و اس طرف سے صاحب ادھر کو دیکھو

حالت مریض غم کی کچھ تم بھی جانتے ہو
ایک ایک غش کو دیکھو دو دو پہر کو دیکھو

کس مرتبہ پہ پہنچا آخر یہ رفتہ رفتہ
اس آستان کو دیکھو اور میرے گھر کو دیکھو

آنسو ہی وصل کی شب افسردہ کیوں نہوں ہم
رنگت اوڑی ہوئی ہے شمع سحر کو دیکھو

رکھتے ہی خط کو میں پر لگ گئے ہیں گویا
جاتا ہے کس خوشی سے واں نامہ بر کو دیکھو

کیا وصل ہو وہ کافر تم اے امیر مومن
کتنے جدا جدا ہیں شام و سحر کو دیکھو

سنگار کرتے ہیں یوں پیرہن بدل کے چلو
چلے گی تیغ سر رہ ذرا سنبھل کے چلو

جنون بہار میں دیتا ہے مجھکو یہ ترغیب
چمن کو خانۂ زنجیر سے نکل کے چلو

بہ رنگ صفحۂ نقاش ہو زمین رنگین
حنا جو پاؤں میں میرے لہو کی مل کے چلو

خرام یار کا طاؤس دیکھ کے ہے یہ قول
نہ آئے گی یہ رفتار لاکھ چل کے چلو

سر مزار غریبان ہیں جا بجا پتھر
لگے نہ پاؤں کو ٹھوکر ذرا سنبھل کے چلو

کفن پہن کے چلیں گور کی طرف عاشق
جو عیدگاہ کو تم پیرہن بدل کے چلو

بدل نہ جائیں کہیں میرے راہ میں تیور
چلو جو ساتھ نہ تیور ہی بدل بدل کے چلو

سنا ہے محتسب آتا ہے دو گھڑی کے لیے
قدح کشو کہیں اب میکدہ سے ٹل کے چلو

ستم ہے مجھکو جو بیٹھے ہیں تم [illegible] کیا
ذرا [illegible] کہیں شہر سے نکل کے چلو

بہار آئی ہوا میں ہیں [illegible] خوشبو
[illegible] تم پیرہن [illegible] کے چلو

رجوع کفر میں اسلام سے [illegible]
[illegible] کے چلو

اگر تمہیں [illegible] رخصت تو [illegible]
[illegible] تم یہاں سے نکل کے چلو

لئے غیب وحشت میں لائے ہیں جو شیدا تم کو / ادھر چھپا لئے ہوئے سونا اچھل اچھل کے چلو

مری غزل کوئی رنگین سی چھانٹ کر پڑھو در / مشاعرے میں جو آئے ہو تم تو پھول کے چلو

قضا کا گرم ہے ہنگامہ کوے قاتل میں / امیر تیز ہے شہ میں نہ تم اچھل کے چلو

آہ میں کھینچوں تو کھینچیں آپ بھی شمشیر کو / یا نگہ کی نوک رکھیے کا ہے اس تیر کو

ای خوشا وحدت خوشا کثرت خوشا نیرنگ عشق / دیکھتا ہوں ہر مرقع میں تری تصویر کو

اپنے بسمل کا ذرا شوق شہادت دیکھیے / دوڑ رہا ہے کیا گلے مل لے کے دم شمشیر کو

جانتے ہو لوٹتا ہے خاک پر نخچیر کو / ڈھونڈھتا پھرتا ہے مقتل میں تمھارے تیر کو

ڈال دو عشاق کی آنکھوں پہ حیرت کی نقاب / واہ کس پردے میں رکھا حسن کی تصویر کو

گردن و پہلو سے نخچیروں کے آتی ہے صدا / آفریں اس تیغ کو صد آفریں اس تیر کو

کھینچتا تھا جو نقاش ازل حیرت کی شکل / رکھ لیا پیش نظر پہلے مری تصویر کو

سینۂ عاشق پہ چڑھ کے یا رب جوہر کھلیں / چو کھٹا درکار ہے آئینۂ شمشیر کو

دست و بازو کو تری تکلیف کیوں ہو سکے مجھے / آپ رکھ لوں چیر کر پہلو میں تیرے تیر کو

صاف کھنچا جاتا ہے شکل حیرانی اگر / آئنے پر کھینچ اے مانی مری تصویر کو

پیاس لاکھوں کی بجھائی واہ ری دریا دلی / پانی پی پی کر دعائیں دوں تری شمشیر کو

پوچھیے کیا ہو سکے بے بال و پر سے کیا / یہ ہی پرواز پر سکتے دیے ہیں تیر کو

خود میں کھنچ جاتا ہوں دو رنا توانی دیکھنا / کھینچتا ہے جب کبھی مانی مری تصویر کو

زلف میں حلقے نباسے ہیں شرارت دیکھنا / طوق پہنائے ہیں کیا اس شوخ نے زنجیر کو

چلتے چلتے تھک گئی ہے منھ نہ موڑے گی خوف ہے / بسم اللہ دم لیجیے تو دو شمشیر کو

لب پہ آئی آہ ادھر سے جب اٹھی اسکی نظر / دیکھنا کیا تیر پر دو کا ہے چھٹے تیر کو

تاب شاہد ہوں وہ دعوی خوش فشانی کا کرے / لب دیے سوفار کو بخشی زبان شمشیر کو

لوٹتا ہے خاک پر اے ترک مدت سے امیر
ذبح بھی کر ڈال تڑپاتا ہے کیا نخچیر کو

او کمان ابرو سمجھ کر صید کر نخچیر کو
سخت جان ہے یہ کہین صدمہ نہ پہونچے تیر کو

ہو چکا ہین قتل تو اس سے قضا نے یہ کہا
تو مبارک آج سے رخصت ملی شمشیر کو

جب نظر اس ترک کی مجھ پر پڑی ہے تیوری چڑھی
بل پڑی شمشیر مین سیدھا کیا جب تیر کو

فصل گل مین گل کھلے تازہ ہوا انگل کہن
کر چکا تھا ان جوانون نے سنبھالا پیر کو

رنگ وحدت دل مین کثرت سے سما جاے اگر
ایک برگ گل پہ کھینچون باغ کی تصویر کو

پھیر کر پہلو کو دل نکلا ہے مشتاق نگاہ
کیا تماشا ہے یہ ہدف لینے چلا ہے تیر کو

مجھ زندان کا ہون مجرم ہو سزا اچھی بحال
موتیون کا چاہیے زرہ مری تقدیر کو

ناز تکیہ تکیہ ہو گیا ہون پر نہ جھکوا ای کریم
پیار کرتی ہے تری رحمت مری تقصیر کو

پیچ کی باتین رہین شانے سے ہی ہمراہ زلف یار
خوب سلجھاتا ہے دل الجھی ہوئی تقریر کو

صفحۂ رخ جانان پر لکھا کیا خوب خط
چوم لون پاؤن جو دست کاتب تقدیر کو

کس کو کرتے ہین نشانہ کسکو کرتے ہین شکار
ترک لڑواینگے کیا نخچیر سے نخچیر کو

جب کمان سے چھوٹتا ہے دل مین کرتا ہے مقام
خوب سیدھی راہ دکھلائی ہے تم نے تیر کو

دل کی ہوتی ہے درستی جتنی ہوتی ہے شکست
کرتی ہے آباد بربادی اسی تعمیر کو

پوچھتی ہے شمع پروانون سے تیری داستان
گل سنا کرتے ہین بلبل سے تری تقریر کو

قالب خاکی سے ہر دم ہے یہ تہدید اجل
خاک مین اکدن ملا دینگے ہم اس تعمیر کو

پاؤن اپنا درمیان تھا کھل گئے عقدے تمام
سخت مشکل تھین یہ کڑیان جھیلنی شمشیر کو

دل مین گھر اوسکا ہے گردن تک گذر اسکا امیر
تیغ قاتل سے جگہ اچھی ملی ہے تیر کو

گھر گھر تجلیان ہین طلبگار بھی تو ہو
موسیٰ سا کوئی طالب دیدار بھی تو ہو

اے تیغ یار کیا کوئی قایل ہو برق کا
تیزی ہی اور سہی تیزیِ رفتار بھی تو ہو

دل دردناک چاہیے لاکھون ہین خوبرو
عیسیٰ سیکڑون کوئی بیمار بھی تو ہو

چھاتی سے مین لگائے رہون کیون نہ داغ کو
اے دل کوئی انیس شب تار بھی تو ہو

گر ہم نہین تو رونق بازار عشق کیا
اے حسن خود فروش خریدار بھی تو ہو

پردے مین چاہتا ہے کہ ہنگامہ ہو بپا
اے آفتاب حشر نمودار بھی تو ہو

اُتنی اوداس صحبت مے واہ میکشو
دست سبو مین شیخ کی دستار بھی تو ہو

زاہد امید رحمت حق اور ہجو مے
پہلے شراب پی کے گنہگار بھی تو ہو

ساقی ابھی سے جاؤن مین کیا بہر میکشی
آئی بہار رونق گلزار بھی تو ہو

بیجا ستم ہی نگاہ کو تیزی پہ ہے گھمنڈ
برچھی کی نوک دل سے مرے پار بھی تو ہو

سوؤن مین آکے دھوپ سے پاؤن اٹھا نگر
راضی تمہارا سایۂ دیوار بھی تو ہو

کیونکر کہون درد دل کی ہماری اُسے خبر
پردے مین خامشی کے کچھ اظہار بھی تو ہو

اشکون کے ساتھ عشق مین نالہ ضرور ہے
آراستہ ہو فوج علمدار بھی تو ہو

ساقی اوداس کیون نہو بزم مے سے جو
میخانے مین امیر سا میخوار بھی تو ہو

وہ حسن کیا ہے حسن جو عالم نشین نہو
کس کام کا وہ نام جو نقش نگین نہو

کیونکر ہو دل شگفتہ جو عزلت نشین نہو
پھولے پھلے نہ دانہ جو زیر زمین نہو

وہ یاس ہے کہ وصل مین بھی ہر نگاہ پر
ڈرتا ہون مین کہین نگہ واپسین نہو

راحت کی جستجو ہے مین اہل جہان عبث
ہاتھ آئے وہ کسی کو کہان جو کہین نہو

ایذائے خلق پر ہے یہ غش موذی فلک
بے سانپ چاہتا ہے کوئی آستین نہو

ساحل سے ہون میرے تشنہ دہن خود کنارہ کش
کہہ دو کہ بحر موج سے چین بر جبین نہو

مانند بوئے گل چمن دہر سے نکل
اس باغ بے ثبات مین عزلت نشین نہو

نام اس حسین کا قلب مصفا پہ نقش ہے
کیونکر اس آئینے پہ گمان نگین نہو

ہستی جہان کی ہستی حق پر دلیل ہے
کیونکر جہان ہو جو جہان آفرین نہو

زاہد کا صاف زہد ریائی ہے آشکار
سجدہ کرے درست تو داغی جبین نہو

ساقی مین نشۂ عرفان سے مست ہون
افلاس مین جو بادہ میسر نہین نہو

تیرا نہو مکان جو مشہور ہے فلک
کہتے ہین جسکو عرش ترا شہ نشین نہو

دل سے جو چشم فیض ہے تجکو تو پاک رکھ
کس کام کی ہے صاف اگر دوربین نہو

ہم رند مشرب ہونگی معاصی سے بہرہ ور
روشن ہو نام کیا جو سیہ رو نگین نہو

مین ننگ اس جہان کی وہان بھیل ای جنون
جس جا پہ آسمان نہو یہ زمین نہو

ساجد خدا پرست بھی اس آستان پہ ہین
کیون بے نیاز وہ صنم نازنین نہو

آتا ہے مجکو گریہ لب کشت زعفران
اتنا بھی جور چرخ سے کوئی حزین نہو

سر آستان دل پہ نہ ہو سجدے کبھی امیر
جب تک کہ عرش پہ قدم اولین نہو

یاد زلف آئی دم نزع ستانے ہمکو
کس برے وقت مین گھیرا ہے بلانے ہمکو

منہ لگایا ہے بتون نے نہ خدا نے ہمکو
نہ ادا نے کبھی پوچھا نہ قضا نے ہمکو

اس کہکو تھی شب غم کی سحر ہونے کی
ای جنون دن یہ دکھایا ہے خدا نے ہمکو

ہجر یاران مین کسی روز جو ہچکی آئی
جی اوٹھے ہم کہ کیا یاد قضا نے ہمکو

رخصت ای ہوش و خرد اب نہین ٹھہرا جاتا
بیخودی دور سے آئی ہے بلانے ہمکو

کشمکش مین ہین بیتابی دل رکھتی ہے
آنے دیتی ہے نہ ظالم کہین جانے ہمکو

قہر کرتی ہین شب وصل تمہاری آنکھین
اسی پردے مین تو مارا ہے حیا نے ہمکو

ساقیا دیر سے مستی نے گرا رکھا تھا
خوب ہی روک لیا لغزش پا نے ہمکو

شمع آسا کبھی جلتے کبھی روتے گذری
آگ پانی سے بنایا ہے خدا نے ہمکو

دیر مین شیخ حرم سے یہ صنم کہتے ہین
تو نے اللہ کو جانا ہو تو جانے ہمکو

خنجر ناز سے بچ کر جو چلے چار قدم
رکھ لیا برچھیون تیر ادا نے ہمکو

حوصلہ کون تماشائے تجلی کا کرے
غش تو دیتا ہی نہین ہوش مین آنے ہمکو

کیا بگاڑا ہی ترا اے شب فرقت ہمنے
روز آتی ہے بلا جیسے ڈرانے ہمکو

آئینہ دیکھ کے ہر بار وہ بت کہتا ہے
خود نمائی کو بنایا ہے خدا نے ہمکو

لامکان مین نہ پتا ہے نہ مکان مین اوسکا
بے ٹھکانے کے بتائے ہین ٹھکانے ہمکو

وہ بلا دوست ہین جب کوئی کڑی آئی ہے
نام لے لے کے پکارا ہے بلا نے ہمکو

خار کیا کھائے گل دیکھ کے فرقت مین امیر
ایسے کتنے ہین ابھی داغ اوٹھانے ہمکو

آج محفل سے تم آئے ہو اوٹھانے ہمکو
ہاے وہ دن کہ جو اوٹھتے تھے بٹھانے ہمکو

منہ سے شب ہجر دکھایا نہ قضا نے ہمکو
کون پوچھیگا نہ پوچھا جو خدا نے ہمکو

حوصلہ دل سے تڑپنے کا نکلتا کیونکر
دم ہی لینے نہ دیا تیغ ادا نے ہمکو

تیغ جلاد نے جو سر کو کیا ہم سے عزیز
آنکھ اوٹھا کر بھی تو دیکھا نہ قضا نے ہمکو

اتنی نسبت بھی کفایت ہے یہان بخشش کو
کاش وہ اپنا گنہگار ہی جانے ہمکو

حلقۂ زلف مین پھنسکر کوئی نکلا ہے کبھی
موت کے منہ سے چھڑایا ہی قضا نے ہمکو

مسجدون مین کبھی بھیجا کبھی بتخانون مین
ٹھیک ٹھیک اوسنے بتائے نہ ٹھکانے ہمکو

آتے جاتے ہو وہان غیر کے گھر تم ہر شب
رشک آتا ہے یہان روز ستانے ہمکو

یاد آئین تری آنکھین تو یہ سمجھے دم نزع
حورین فردوس سے آئی ہین بلانے ہمکو

اوس ستمگر نے جو پہلو سے اوٹھایا اپنے
درد دل تو بھی تو اوٹھا نہ بٹھانے ہمکو

پہلے داغ ہزارون چمن ہستی سے
زندگی لائی تھی کیا سیر دکھانے ہمکو

مدد اے مرگ کہ آفت مین پھنسا رکھا ہے
آگ نے خاک نے پانی نے ہوا نے ہمکو

سنکے آواز موذن کی شب وصل کی صبح
صاف سمجھے کہ بلایا ہے خدا نے ہمکو

ہین وہ میکش جو گرے ہین کبھی لغزش کھا کر
بدلیان دوڑکے آئی ہین اوٹھانے ہمکو

امتحان تھا جو ہمارا اوسے منظور نظر
ذبح رُک رُک کے کیا تیغ ادا نے ہمکو

وہ پر کاہ سمجھتے اس گلشن ہستی مین
دو ہی سے پھینک دیا باد صبا نے ہمکو

پیچ پر پیچ دیے زلف دوتا نے ہمکو
کن بلاؤن مین پھنسایا ہے خدا نے ہمکو

پر لگائے یہ ترے تیر ادا نے ہمکو
تھک گئی دوڑکے پایا نہ قضا نے ہمکو

تو وہ تیرو نکلا کیا تیر ادا نے ہمکو
شکر صد شکر لگایا تو ٹھکانے ہمکو

تیرے بیمار سے یہ کچہری کہتی ہے
کہ خبر کو ترے بھیجا ہے قضا نے ہمکو

کہتے ہین حشر وہ رفتار سے برپا کرکے
ایسے کتنے ابھی فتنے ہین جگانے ہمکو

کی ہے جب شوق سے منعم کی عمارت پہ نظر
عبرت آئی ہے وہین گور جھکانے ہمکو

سارے عالم مین یہ شہرت ہے قضا نے مارا
واہ کس پردے مین مارا ہے ادا نے ہمکو

وہ کہین سگ نہ اوٹھا صدمۂ فرقت دو دن
موت کیون آئی ہے یہ داغ لگانے ہمکو

دفن بھی اپنی گلی مین نہ کیا وائے نصیب
مرگئے پر بھی لگایا نہ ٹھکانے ہمکو

ڈھیرون انگور پڑے کٹتے ہین ساقی لیکن
ہاتھ آتے نہین دو چار بھی دانے ہمکو

عیش کرنے کو تو تمکو کیا ہے پیدا
رنج اوٹھانے کو بنایا ہے خدا نے ہمکو

عشق ابرو مین خدا پار لگا دے بیڑا
آب شمشیر مین غوطے ہین لگانے ہمکو

حیرت عارض جلاد سے سکتا جو ہوا
آئی تیغ اجل آئینہ دکھانے ہمکو

نقد ہوش و خرد و صبر نہ چھوڑا کچھ امیر
آج لوٹا غضب دزد حنا نے ہمکو

ہوں وہ بلبل گل تلک پہونچوں تو گلشن خشک ہو
مثل خار آشیان شاخ نشیمن خشک ہو

چاہتا ہی سوز فرقت اس چھبیلا حسن کا
تن مین مثل خار ماہی ہر رگ تن خشک ہو

تازگی ہے روی جانان کی زنخدان کی سبب
چاہ جیسے گلشن مین ہو کیونکر وہ گلشن خشک ہو

تابش خورشید محشر سے کی پڑتی ہے امید
مجھ سے تر دامن کا بھی شاید کہ دامن خشک ہو

ہوں وہ پیاسا ذبح کے دم بھی مین سیراب ہوں نہ
حلق مین پانی بسان آب آہن خشک ہو

زیست پیری مین کہاں رونق جوانی کی گئی
کیا رہی روشن چراغ ایسا جو روغن خشک ہو

تیغ کھینچے سبزے کی سمت اگر آئے وہ ترک
بسکہ زہرہ آب ہو جون برہمن خشک ہو

آبیاری ہو اگر بلبل کی اشکون کی سدا
ہی یقین فصل خزان مین بھی نہ گلشن خشک ہو

داغ دل ہو گرم اپنی خاک ہو گیا ہے عجب
چادر گل پڑتی ہے بالاے مدفن خشک ہو

اور بھی گردن ستاتا ہی جو پاتا ہے ضعیف
پائمال گاو دہقان ہو جو خرمن خشک ہو

حسرت دیدار مین کھینچوں اگر مین آہ سرد
ایک جھونکے مین یقین ہی نخل ایمن خشک ہو

چھین کر رخت سفر پامال ظالم نے کیا
پانون شل ہو جائین یارب دست رہزن خشک ہو

اوس مسی آلودہ لب کا وصف کیا کوئی کرے
سامنے جس کے زبان برگ سوسن خشک ہو

چھیڑتی ہی روز اسے قاتل کی تیغ آبدار
غیر ممکن ہی کہ اپنا زخم گردن خشک ہو

حسرت دیدار ہی سکو مکان یار کی
دیدۂ تر کیا بہ رنگ چشم روزن خشک ہو

مین اگر روئے پہ آؤن صورت ابر بہار
سبز ہو دم بھر مین جو سوکھا ہو گلشن خشک ہو

اسقدر ہو بخیہ گر کو غم جو دیکھے میرے زخم
جان مثل رشتہ تن مانند سوزن خشک ہو

اس گلستان مین ہی مجھ سا کون طائر بے نصیب
پانون رکھون مین جہان شاخ نشیمن خشک ہو

کیا حرارت ہی لگاؤن مین اگر منہ سے امیر
جام مثل چشمۂ خورشید روشن خشک ہو

چھوڑو نہین اسے بتو حیا کو
کیا منہ نہ دکھاؤ گے خدا کو

اٹکاؤ نہ گیسوے رسا کو
پیچھے نہ لگاؤ اس بلا کو

ظالم تجھے دل دیا خدا کی
اب بس مین پہونچ گیا سزا کو

کانٹون سے کہو سنبھال لینا
آتا ہے غش اک برہنہ پا کو

بلبل کو ملی جو باغبانی
روکے در باغ پر صبا کو

اے حضرت دل بتون کو سجدہ
اتنا تو نہ بھولیے خدا کو

گل کر گئی میری شمع تربت
کیا موج یہ آگئی صبا کو

کوچے مین ترے ملا یہ آرام
نیند آگئی چشم نقش پا کو

اتنا بکیے کہ کچھ سکے کہہ وہ
یون کھولیے قفل مدعا کو

کہتا ہے یہ شوق قتل ہر دم
دم لینے نہ دیجئے قضا کو

کیا کیا تری چشمکین بجا ہین
دھوکے دیے تیر بے خطا کو

دکھلاکے ہم اپنی سخت جانی
غصہ دلواتے ہین قضا کو

ہاتھ آئے اگر نگین حسرت
کھدوائیے نقش مدعا کو

راضی برضا ہون اے صنم مین
جو کچھ منظور ہو خدا کو

کہتی ہے امیر اوس سے شوخی
اب منہ نہ دکھائیے حیا کو

وصال یہ ہے جو وصل امتحان کر دیکھو
امیر یون ہی سہی چند روز مر دیکھو

خدا کی شان کہ دیکھین ہم آپکی آنکھین
نگاہ تک نہ کرو تم ادھر اودھر دیکھو

پڑا ہون ہجر مین مردے کی طرح بستر پر
ابھی تو جان سے آئے جو اک نظر دیکھو

جنازہ غیر کا نکلا ہے تو نکلنے دو
ہمین کو بیٹھ جو چلمن سے جھانک کر دیکھو

مری طرف سے کہے کوئی حضرت غم کو
بہت رہے مرے دل مین اب اور گھر دیکھو

کسی کا دل نہ دکھاؤ خدا کا خوف کرو
ذرا کلیجے پر اپنے تو ہاتھ دھر دیکھو

چھپا چھپا کے نظر بازیاں ہوں غیروں سے — ہمیں سے آنکھ چرانا ذرا ادھر دیکھو
دکھا کے تیغ کو تڑپا رہے ہو دیر ہی کیا — جو دیکھنا ہو تماشا تو ذبح کر دیکھو
ہے سحر عشق کہ جلتے ہیں پر نہیں بلبل — لگی ہے آتش گل باغ میں جدھر دیکھو
گیا تھا لینے خط آیا ہے ہاتھ کٹوا کر — ذرا خدا کے لیے شان نامہ بر دیکھو
اٹھاؤ آنکھ یہ کیا شرم ہے خدا سے ڈرو — کسی کی جان کا ہو جائیگا ضرر دیکھو
بغیر غم نہیں ممکن حصول دولت دہر — نظر جو آئے محرم کا چاند زر دیکھو

امیر جلوۂ وحدت سے آشنا ہو جو دل
وہی ظہور وہی شان ہے جدھر دیکھو

دل ہے وابستہ کسی زلف رسا سے کچھ ہو — اب تو سر میں یہی سودا ہے بلا سے کچھ ہو
فکر بیجا ہے طبیبو مرض عشق ہے یہ — غیر ممکن ہے کہ تخفیف دوا سے کچھ ہو
دیکھیے خط اب کسے بھیجوں کہ بر آئے مطلب — جب نہ قاصد نہ کبوتر نہ صبا سے کچھ ہو
مل گئے وہ کسی رستے میں تو مانند غبار — ہم لپٹ جائینگے دامان قبا سے کچھ ہو
جان پر کھیل گیا میں تو کہا اس بت نے — میں نہ سمجھا تھا کہ تم فضل خدا سے کچھ ہو
نظر آجائے جو اس زلف سیہ کی ناگن — ڈال دوں ہاتھ مقرر ہیں بلا سے کچھ ہو
تیرے بیمار محبت کی ہے صحت مشکل — فکر ہو لاکھ دوا سے نہ دعا سے کچھ ہو
سخت جاں وہ ہوں نہ کٹ جاؤں اگر شمشیر سے بھی — شرط بدتا ہوں جو پھر تیغ قضا سے کچھ ہو
ہے معما دہن تنگ کا دشوار بہت — حل مطلب ہو تو شاید شعرا سے کچھ ہو
تو بھی آخر کسی در کا ہے گدا اے سلطان — عفو لازم ہے جو تقصیر گدا سے کچھ ہو
نہ محبت کی وہ آنکھیں نہ وہ الفت کی نگاہ — حال دل کس سے کہوں تم تو خفا سے کچھ ہو
بادۂ سرخ ملے تم سے یہ امید کہاں — منہ چھپو تم تو مرے خون کے پیاسے کچھ ہو
متوقع در دولت پہ گدا ہے کب سے — اب تو ہمکو بھی عطا خوان عطا سے کچھ ہو

کوے جانان مین کوئی دم تو ٹھہر جاوین پاؤن — ایسی افتاد مری لغزش پا سے کچھ ہو

عالم فقر مین تکلیف گوارا ہے امیر
نہ ملین گے نہ ملین گے امراسے کچھ ہو

دیر سے قتل کے مشتاق ہین باہر آؤ — دیکھو اتنا نہ کھنچو کھینچ کے خنجر آؤ

آمد و شد نفس چند کی باقی ہے فقط — اپنے گھر مجکو بلاؤ کہ مرے گھر آؤ

نہ سہی زیست مین مرنے پہ تو ہو میری خبر — اب نہ آؤ تو جنازے پہ مقرر آؤ

دیکھ لے کوئی نہ آتے مری تربت پہ کہین — چاندنی شب ہے ذرا اوڑھ کے چادر آؤ

دیکھکر آئینے کو عکس سے کہتا ہے وہ شوخ — کچھ اگر حسن کا دعوی ہے تو باہر آؤ

نذر عاشق کی ہے کچھ لوٹ نہین ہے صاحب — دل و جان دونون جو لینے ہین مکرر آؤ

ساتھ اگر راہ مین ہے باتین بھی ہوتی جاتین — آگے پیچھے نہ چلو میرے برابر آؤ

ناف کی طرح نہ پڑ جاے شکم پر کوئی آنکھ — کھول کر بند نہ دروازے کے باہر آؤ

جان بلب ہون مین عیادت ہے بڑی نیکی ثواب — واسطے اللہ کے تم بہر پیمبر آؤ

شب مزہ جانے کا وہان ہے کہے یار امیر
میری آنکھون پہ تم آؤ مرے سر پر آؤ

حشر کے روز ہو تشنہ دہانی مجکو — دے تری تیغ جو اک قطرہ بھی پانی مجکو

تیزی موج اگر بحر رواں مین دیکھے — یاد آئی تری خنجر کی روانی مجکو

آب خنجر سے تری پیاس کوئی بجھتی ہے — اور بھی آگ لگاتا ہے یہ پانی مجکو

خوبرویون مین صنم ایک ہی تو ایک ہے تو — نظر آتا نہین تیرا کوئی ثانی مجکو

اور کس سے ہون وہان ذکر یار کے وحشت — خوب معلوم ہین یہ راز نہانی مجکو

اسکے انکار پہ مطلب کہ کرون مین بھی فغان — ہر یہ بھیجا ہے تو دیوان فغانی مجکو

نوجوان کوئی جو پیری مین نظر آتا ہے — یاد آتی ہے بہت اپنی جوانی مجکو

داغ کھا کھا کے کروں اپنی میں اوقات بسر
اسلیے دیتے ہیں چھلّا وہ نشانی مجھکو

بات وہ کر کہ مری خواہ ترے کام کی ہو
ایسی اے جنبش دشنام کہانی مجھکو

جسطرح صبح کو خورشید عیاں ہوتا ہے
آتے ہی پیری نے دیا داغ جوانی مجھکو

بےخطر خاک یہ سقف فلک چھوڑوں میں
نظر آتی ہے بناست یہ پرانی مجھکو

سینہ جلتا ہے پلا جلد شراب اے ساقی
آگ بھڑکی ہوئی ہے چاہیے پانی مجھکو

یہ موحد تو سمجھے نہیں اطلاق صحیح
کہیں اول تو بتادیں کوئی ثانی مجھکو

آرزو اسلیے فرد عمل کی مجھ پیر کو ہے
ہاتھ آئیگی وہاں میری جوانی مجھکو

خوف ہے وصف میں اوس بالا قد کے اٹھا
کر دے چھوٹے نہ طبیعت کی روانی مجھکو

نغمہ سنجان گلستان سخن ہیں جو امیر
کہتے ہیں بلبل گلزار معانی مجھکو

جل دلا دیر سے کرتا ہے اشارے گیسو
نذر بازار ہیں ہم ہیں جھٹکے کہ پکارے گیسو

خانۂ شگرن پہ یہ آتے نہیں پیارے گیسو
جال پر جال بچھاتے ہیں تمھارے گیسو

یہ تر و تازہ چمن ہے کہ تمھارا عارض
یہ دھوان دھار گھٹا ہے کہ تمھارے گیسو

مچھلیاں دام سمجھکر ہیں جو موجوں میں نہاں
کھل گئے کسکے یہ دریا کے کنارے گیسو

دن کو رخسار دکھاتا ہے فروغ خورشید
شب کو چمکاتے ہیں افشان کے ستارے گیسو

بال کنگھی سے جو سلجھائے تو دل اولجھایا
تیرہ بختوں کو بگاڑا جو سنوارے گیسو

دل صد چاک نے شانے سے کہا جل کے یہ رات
اوسیکا رنجھے باندھ کے مارے گیسو

شہر سے بڑھ کے اگر جانب صحرا جائیں
شانۂ شل سے سلجھائیں چکارے گیسو

ہو چکے جن و بشر قید ملک باقی ہیں
اے سر عرش سے زنجیر اوتارے گیسو

عاشقوں کے دل پر دل غم سے ایسے جھکے
ہو گئے شہپر طاؤس تمھارے گیسو

سانپ نے گھیر لیا گلشن جنت کو امیر

حلقہ حلقہ ہین عارض سے کنارے گیسو

جھوتن ہین وہ بیکش اُٹھا ساقی مری تعظیم کو
گردن مینا سے کی خم ہو گئی تسلیم کو

آتے ہی اُس مست کے گلزار مین آئی بہار
ابر اُٹھا تعظیم کو شاخین جھکین تسلیم کو

ساغر جمشید سے کچھ ساغر مے کم نہین
دیکھتے ہین بادہ کش گھر بیٹھے ہفت اقلیم کو

غیر کو دشنام و بوسہ عنایت ہو مجھے
چاہیے مردم شناسی ساتھ اپنے تقسیم کو

بیٹھے بیٹھے میرے پہلو سے جو وہ اُٹھ گیا
درد دل بھی ساتھ ہی اُسکے اوٹھا تعظیم کو

لب ہرا ہر غنچہ دہن تحریر مسی کی نہین
کاتب تقدیر نے خلعت دیا ہے میم کو

نقد آمرزش کا طالب ہو اگر اے خود فروش
تول میزان عدالت مین امید و بیم کو

ہین جو مردان خدا آفت مین راحت ہو انہین
عید تھی قربانی فرزند ابراہیم کو

حمد خالی خال ہو کنج دہن مین یار کے
ہے تعجب جیم کا نقطہ دیا ہے میم کو

خاک اُڑاتے تشنگان عشق کو آتے ہین غول
کہہ دو رضوان سے بچا رکھے کوثر و تسنیم کو

ملکے منزل کا نشان ملتا ہے اہل فنا
ہر قدم پر خضر ہے نقش قدم تسلیم کو

مال سکہ کو نہین کہہ دو غنی سے بانٹ دی
نقد مین تقسیم کے داخل کیا ہے سیم کو

اپنے وقت مرگ سے غافل رہا اختر شناس
گو برابر جان کے رکھا ہے تقویم کو

چشمۂ دیدار جانان کی ہین دو نہرین امیر
جانتا ہون خوب اصل کوثر و تسنیم کو

بھیجے خضر آیا ہے واعظ کیا مری تعلیم کو
اک دوراہہ جانتا ہون مین امید و بیم کو

تیغ قاتل سے صفائی مین برابر ہی سہی
پر روانی کب ملی ہے کوثر و تسنیم کو

دو قدم اس ناز سے جس سر زمین پر تم چلو
اوٹھ کھڑی ہون سیکڑون فتنے وہان تعظیم کو

رشتۂ ہستی مین قدم ٹہر کر ہٹے پیچھے نہ کبھی
ساتھ ہی عمر روان غافل اسی تسلیم کو

جادۂ تیغ قضا پر سر کے بل عاشق چلے
طے کیا کس حوصلے سے منزل تسلیم کو

نام کو ہے اک نشان باقی دہن اسکا کہان
کاتب قدرت نے لکھکر چھیل ڈالا میم کو

فتنہ پیدا ذات سے مسند کی ہوتا ہے ضرور
کیا ہوا اُٹھے اگر وہ غیر کی تعظیم کو

حشر کے دن نامۂ اعمال کا کیا ہے اعتبار
سال بھر کے بعد باطل کہتے ہین تقویم کو

یہ غزل رنگین سناؤن مین لاہوری کو اگر
دھوئے آب شرم سے گلزار ابراہیم کو

کبر و دولت کیا جو کرتا ہے زمانہ انقلاب
دم مین کر دیتا ہے کچکول گدا دیہیم کو

بیچتا ہون پہلے مین گور غریبان کی طرف
گھر مین آتے ہین کبھی مزدور اگر ترمیم کو

آڑ کی شمشیر پہ تکیہ ہے نامردون کا کام
مرد رکھتے ہین گرہ مین [illegible] تسلیم کو

یہ وظیفہ سب وظیفون سے ہے بہتر اے امیر
یا خدا احمد کو کرون یا احمد بے میم کو

نشان عزیز [illegible] اہل جہان نہو
وہ مہربان نہو تو کوئی مہربان نہو

الفت کا اپنے نالۂ کشتی مین نشان نہو
ہم سے سن جو آگ جلائین دھوان نہو

شاد چاہیے رخ زیبا کے واسطے
کس کام کا وہ باغ جہان باغبان نہو

ممکن نہین کہ ذات سوا پیچیدہ اسکی زلف
قرآن کی طرح سے جو وہ بیچ درمیان نہو

یا داغ سینہ زیر گریبان چھپا سکے
خورشید چھپا سکے گردون عیان نہو

ارمان سے نہ [illegible] لاغر ہوا بدن
عشق کر مین یون بھی کوئی ناتوان نہو

[illegible] فکر بہار سے [illegible] دل اکتا
چاہ ذقن پہ کب گذر کاروان نہو

[illegible] دوبدو [illegible] ابرو [illegible]
کیون صفحۂ آفتاب قلم کہکشان نہو

[illegible]ری مین بھی گیا نہ تغافل ہزار حیف
اتنا بھی کوئی مائل خواب گران نہو

[illegible]جاد[illegible] سے بعد فنا بھی کہان نجات
ممکن نہین کہ زیر زمین آسمان نہو

[illegible]زم ہے ضبط نالۂ دل بعد مرگ بھی
یہ لطف جام ٹوٹ چکی پر روان نہو

[illegible]ٹین [illegible] کی اگر شیشہ ہاے دل
وحشت جنون مین نام کو ریگ روان نہو

آنکھوں سے فائدہ جو نہ دیدار ہو نصیب
حاصل جبین سے کیا جو ترا آستان نہ ہو

جاسونے اگر کہ جادہ عدم مین گرائیگا
کوئی سوار توسن عمر روان نہ ہو

وہ گل جو آئے تو یہ چمن کا ہو رنگ زرد
کچھ بھی امیر غیر گل زعفران نہ ہو

عکس سے سمجھو نہ آئینے مین اتحاد دیکھو
جانے نہ دو اپنی طرف اے گل رعنا دیکھو

چشم پوشی کا بین کرتا ہون جو اُٹھے شکوہ
آنکھین دکھلاتے ہین وہ اور تماشا دیکھو

خواہندہ ہین عیسی سے نسبت سر ما را
ہم بھی اس قالب بے روح کو ٹھکرا دیکھو

پھیرنے کے لیے دل آئے ہم یان اے جان
کر چلے جان بھی نذر اور تماشا دیکھو

شوق اوس کوچے کا کتنا ہے ہمین ہم سے امیر
خود چلو دوڑ کے قاصد کا نہ رستہ دیکھو

میرے پہلو مین جو دیکھا خنجر جلاد کو
دل سے لاکھون حسرتین نکلین مبارکباد کو

ہون وہ دیوانہ بلاتا ہون جو مین فصاد کو
ساتھ لاتا ہے حمایت کے لیے جلاد کو

پر جو بکھرے بھی تو کب بکھرے خزان جب آگئی
رحم آیا بھی تو کب آیا مرے صیاد کو

قتل کرنے کا مرے اللہ رے اوس ظالم کو شوق
حکم دیتے ہین وہ ہر صبح یکبارگی جلاد کو

یاد مین اک رشک لیلی کی جو مین مرنے لگا
ہچکیان آئین دم آخر [illegible] کو

خاک ہو جانے پہ بھی ظالم نہین ہوتا غریب
کب کوئی دیتا ہے مٹی کشتۂ فولاد کو

زیر خنجر اور دل بسمل تڑپ ابھی نہین
ٹھہر جا تیغ گر رحم آگیا جلاد کو

سایۂ رحمت مین تیرے جا کے بیٹھے اے کریم
کیا لکھا نامہ کہ آیا زور ہی فریاد کو

مجھ سا صید خستہ طالع کون ہوگا نصیب
اونگھ بھی سے مر نہ نیند آگئی صیاد کو

دو قدم اوس فتنہ عالم نے چل کر دی قیامت
خود کیا آنکھون مین قمری کا دل شاد کو

جسم میرا کیا اگر قدمون پہ سر رکھ کر گرا
تیر کیا سینے کے کیا پہنچے آفت ادا کو

کیون نہین بہاتی عدو کو میری نظم طبع زاد
دوست رکھتی ہے عقیمہ غیر کی اولاد کو

ہمسری اوسکے قد موزون سے تو ہے جرم عظیم
کندۂ دوزخ کا بنائیگا خدا شمشاد کو

شوق پڑھنے کا ہوا اوس طفل کو سنتے ہین ہم
مژدہ مکتب کو مبارک مرگ فوراستاد کو

عید موسی کو ہوئی برق تجلی کی مگر
پہلے نظارے مین غش آیا مبارکباد کو

شکر کرتا ہون کہ پایا قدردان مدت کے بعد
داستان میری پسند آئی مرے صیاد کو

کیا کھلیگی فصد کیا سودا ہمارا ہوگا کم
ضعف ایسا ہے کہ رگ ملتی نہین فصاد کو

خوش ہوا ایسا وہ میری قتل کی سنکر خبر
جشن شادی کا کیا خلعت دیا جلاد کو

کس طرف سے آگیا جھوکا ہوا سے مرگ کا
کیا پریشان کر دیا مجموعۂ اضداد کو

قید تھی مدت سے اب آزاد ہوتی ہے اسیر
روح نکلیگی دعا دیتی ہوئی جلاد کو

پہلے تو مجھے کہہ نکالو
پھر بولے غریب ہے بلا لو

بیدل رکھنے سے فایدہ کیا
تم جان سے مجھکو مار ڈالو

اسنے بھی تو دیکھی ہین یہ آنکھین
آنکھ آرسی پر سمجھ کے ڈالو

آیا ہے وہ سمجھا بھی دو شمع
پروانون کو بزم سے نکالو

گھبرا کے ہم آئے تھے سوے حشر
یان پیش ہے اور ماجرا لو

تکیے مین گیا تو مین پکارا
شب تیرہ ہے جاگو سونے والو

اورون پہ اسیر تکیہ کب تک
تم بھی تو کچھ آپ کو سنبھالو

غربت مین وطن یاد دلاتی نہین مجھکو
بھولے سے بھی ہچکی کوئی آتی نہین مجھکو

کس منہ سے کرون قاتل ابرون کی شکایت
آواز جرس بھی تو جگاتی نہین مجھکو

ساقی کا گلہ کیا ہے جو دیتا نہین ایسے
منہ دختر رز بھی تو لگاتی نہین مجھکو

مین غنچۂ پژمردہ ہون گلزار جہان مین
کیسی ہی ہوا ہو آئی کھلاتی نہین مجھکو

مشتاق شہادت کو وہ دو ہاتھ لگا کر
کہتے ہین لگاوٹ سے بہت آتی نہین مجھکو

کیا بیخبری ہے کہ خبر یار کی مجھ تک
آتی بھی ہے تو آپ مین پاتی نہین مجھکو

کہتا ہے قیامت سے مرا طالع خفتہ
مردون کو جلاتی ہے جگاتی نہین مجھکو

وہ جنس ہون بازار جہان مین کہ قضا بھی
لینے کا تو کیا ذکر چکاتی نہین مجھکو

چھاتی سے لگاتا نہین تو قتل ہی کر یار
یہ روز کی تکرار تو بھاتی نہین مجھکو

سکتا ہے مجھے دیکھ کے رخسارۂ قاتل
کیون آئینہ شمشیر دکھاتی نہین مجھکو

کچھ عار نہین تیری خوشامد سے پر اے یار
مجبور ہون مین اس سے کہ آتی نہین مجھکو

وہ مجرم بیقدر ہون مقتل مین بھی تیرے
تلوار تری ہاتھ لگاتی نہین مجھکو

ڈھونڈھون بھی مجھے خوش نہین کرتی مری تقدیر
تقدیر کی صورت بھی سہاتی نہین مجھکو

آئینے کی صورت ہمہ تن چشم ہون لیکن
اسیر بھی وہ صورت نظر آتی نہین مجھکو

ہی خواب مین آنیکا اسیر اس سے تو وعدہ
موت ایک طرف نیند بھی آتی نہین مجھکو

پردے مین کبھی صورت دکھاتی نہین مجھکو
کافور سے [illegible] آتی نہین مجھکو

افتاد ہی کیا موت جو آتی نہین مجھکو
ہون ناز کسی کا کہ اٹھاتی نہین مجھکو

اس تنگ فضا سے مین نکل جاؤن کہین پر
جنت بھی مری [illegible] بھاتی نہین مجھکو

سر پر یہی مرے ہو کے چلی جاتی ہے قسمت
کیا الفت قدم [illegible] بٹھاتی نہین مجھکو

اس قدر سمجھ کے ہم [illegible]
آتی ہو قضا [illegible] نہین مجھکو

کچھ گور ہی تک ساتھ ہو [illegible]
اب ایک کی صورت نظر آتی نہین مجھکو

لاغر ہی مین ایسا ہون سنبھالے نہین تقدیر
بستر پہ مری موت بھی پاتی نہین مجھکو

کرتی نہین کب دختر رز مجھ سے شرارت
کس دن یہ مری آگ لگاتی نہین مجھکو

کوچے سے ترے مین جو نکلتا ہون تو وحشت
ہر کون سا کوچہ کہ جھکاتی نہین مجھکو

ای ہمت دل ہاتھ مین قاتل کے ہے تلوار
اک دو قدم اور آگے بڑھاتی نہین مجھکو

ہو جاؤن مین دو ہاتھ مین اس پار کے اس پار
تلوار تری گھات دکھاتی نہین مجھکو

مین پست بھی ای دختر رز نشہ مین ہون چور
کیون درد کے مانند بٹھاتی نہین مجھکو

مے کش مین بلا نوش ہون خم منھ سے لگا دے
ساقی یہ صراحی تو چھکاتی نہین مجھکو

گردش مری قسمت کی پھرائی ہر در کوچہ
ای لغزش پا تو بھی گراتی نہین مجھکو

بلبل ہی ہوا امیر آپ کو اس باغ مین سمجھون
قسمت مری اتنا بھی مٹاتی نہین مجھکو

اسے ضبط دیکھ عشق کی اونکو خبر نہو
دل مین ہزار درد اٹھے آنکھ تر نہو

مدت مین شام وصل ہوئی ہے مجھے نصیب
دو چار سو برس تو الٰہی سحر نہو

اک پھول ہے گلاب کا آج اونکے ہاتھ مین
دھڑکا مجھے یہ ہے کہ کسی کا جگر نہو

ڈھونڈھے سے بھی نہ معنی باریک جب ملا
دھوکا ہوا یہ مجھکو کہ اوسکی کمر نہو

فرقت مین یان سیاہ زمانہ ہے مجھکو سب
گردون پہ آفتاب نہو یا قمر نہو

دیکھی جو صورت ملک الموت نزع مین
مین خوش ہوا کہ یار کا یہ نامہ بر نہو

آنکھین ملین ہین اشک بہانیکے واسطے
بیکار ہے صدف جو صدف مین گہر نہو

الفت کی کیا امید وہ ایسا ہے بیوفا
صحبت ہزار سال رہے کچھ اثر نہو

طول شب وصال ہو مثل شب فراق
نکلے نہ آفتاب الٰہی سحر نہو

منھ پھیر کر کہا جو کہا مینے حال دل
چپ بھی رہو امیر مجھے درد سر نہو

ردیف ہاے ہوز

آیا نہ مر کے بھی شجر قد یار ہاتھ
طوبیٰ سے بھی بلند کیون اسکو چار ہاتھ

پیری میں ضعف سے یہ نہیں رعشہ دار ہاتھ ہیں دامن تمنا کے لیے بیقرار ہاتھ

پہونچے کبھی نہ خواب میں بھی اسکے پاؤں تک پیدا کیے تھے کیوں مرے پروردگار ہاتھ

دل کو مرے بٹھاؤ یہ بیڑی یہ ہتھکڑی ہیں پاؤں کا قصور نہ تقصیر وار ہاتھ

تکلیف سایلوں کی جنون میں نہیں پسند دامن کو پھاڑ دوں میں بڑھائیں جو خار ہاتھ

اے گل یہ رنگ پنجۂ مرجان میں بھی نہیں دکھلا رہی ہیں طرفہ حنا سے بہار ہاتھ

ہے مرگ مجھکو زیست کہ کوچے میں یار کے دو گز زمیں آ گئی بہر مزار ہاتھ

دینے کی وجہ جنگ میں کیا ہے تمھیں کہو کیا میرے دو ہیں اور رقیبوں کے چار ہاتھ

برہم سنو پھنسا کے مرے دل کو زلف یار خوش قسمتوں کو آتے ہیں ایسے شکار ہاتھ

باغ جہاں میں راحت بے غم کہاں نصیب پتوں سے ملتے ہیں شجر سایہ دار ہاتھ

جب جا کے دوڑی ساتھ مری قیس نجد میں سیدان جیبت ون کا میں بڑھکر ہزار ہاتھ

تڑپا میں بحر خون میں تو قاتل نے یہ کہا بیڑا ہے پار اور لگا تیں چار ہاتھ

وہ سخت جان تھا عزیز کہ تب سر جدا ہوا سفاک نے جو کھینچ کے لگائے ہزار ہاتھ

ایک اسکی چوٹ میں رہے سو کھنکیت کھیت کتنا منجھا ہوا ہے دم کارزار ہاتھ

سمجھے یہ سب کہ سیکڑوں منزل گیا اسیر
پہونچا جہاں زمیں کے تلے کوئی چار ہاتھ

دل جو سینے میں زار سا ہے کچھ غم سے بے اختیار سا ہے کچھ

رخت ہستی بدن پہ ٹھیک نہیں جامۂ مستعار سا ہے کچھ

چشم نرگس کہاں وہ چشم کہاں نشہ کیسا خمار سا ہے کچھ

نخل امید میں نہ پھول نہ پھل شجر بے بہار سا ہے کچھ

ساقیا ہجر میں یہ ابر نہیں آسمان پر غبار سا ہے کچھ

کل تو آفت تھی دل کی بیتابی آج بھی بے قرار سا ہے کچھ

مردہ ہے دل تو گور ہے سینہ | داغ شمع مزار سا ہے کچھ
اسکو دنیا کی اوسکو خلد کی حرص | رند ہے کچھ نہ پارسا ہے کچھ

پہلے اس سے تھا ہوشیار اسیر
ابتو بے اختیار سا ہے کچھ

داغ غم بھی ہو دلا نالۂ شبگیر کے ساتھ | گر سپاہی کو سپر چاہیے شمشیر کے ساتھ
تیر پر تیر لگا دیکھ کے او صید افگن | ٹوٹ جائے نہ قضا بھی کہیں نخچیر کے ساتھ
کیا شبیہ سر گلگوں نے دکھایا عالم | کھنچ گیا رنگ میں نقاش بھی تصویر کے ساتھ
مانگ بالوں میں ہے ابرو ہے قریب مژگان | تیغ عریاں وہ سپر پہ کمان تیر کے ساتھ
حشر تک کشمکش زندگی و مرگ رہے | تم دم ذبح کہے یار جو تکبیر کے ساتھ
عرصۂ جنگ میں بھی پیجیے مے او ساقی | کیا مزا ہو جو چلے جام بھی شمشیر کے ساتھ
کیا ہوا تیری نگہ سے کوئی زندہ جو بچا | تھک گئے پاے اجل دوڑ کر اس تیر کے ساتھ
تو نے تیوری جو چڑھائی تو ہوا سب قتل | کھنچ گئیں سیکڑوں تیغیں تری شمشیر کے ساتھ
بحر ہستی میں کہاں چشم بقا مثل حباب | اٹھتی ہے موج خرابی مری تعمیر کے ساتھ
میرے ہوتے نہ چھری پھیر کسی پر اے ترک | کاٹ ڈالوں گا گلا گردن نخچیر کے ساتھ
ہوں وہ دیوانہ رہا ہو کے بھی زندان میں ہا | کٹ گئے پانوں بھی شاید مری زنجیر کے ساتھ
دی سزا اوسنے گناہوں کی مجھے ہنس ہنسکر | قدر نایاب ملے ذرۂ تقصیر کے ساتھ
میرے پہنچتے ہی ستمگر سے چھٹا شوق شکار | کٹ گئے تیر کے پر بازوے نخچیر کے ساتھ
بھر دیا درد یہ رگ رگ میں غم گیسو نے | ہڈی ہڈی مری غل کرتی ہے زنجیر کے ساتھ
خط رخسار کو اوس مہر کے کیا یاد کیا | شرح شمسیہ پڑھی حاشیۂ میر کے ساتھ
ناتوانی سے یہاں تک ہیں اسیری میں سبک | پانوں اوٹھ جاتے ہیں اب نالۂ زنجیر کے ساتھ
اسطرح ساتھ ہے گردوں کے مرا نالۂ دل | جسطرح راہ میں رہتا ہے عصا پیر کے ساتھ

بات سیدھی مری ہو جاتی ہے اُلٹی جو امیر
ضد ہے شاید مری تقدیر کو تدبیر کے ساتھ

اُنس رکھتا ہو بہت تا دستگیر کے ساتھ
دل نکل جاے نہ یارب کہیں اس تیر کے ساتھ

حوصلہ وار لگانے کا عبث ہے او ترک
کھینچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کے ساتھ

او کماندار یہ چٹکی کی صفائی کا ہے لطف
دل بھی پہلو سے نکل جاے ترے تیر کے ساتھ

خوب دیکھا تو نہیں کوئی کسی کا بیس مرگ
طفل ہمراہ جوان ہے نہ جوان پیر کے ساتھ

قتل کرتے ہیں وہ میں انکو دعا دیتا ہون
چلتی ہے میری زبان یار کی شمشیر کے ساتھ

ہیچ گردان ہے رہی رستم و سہراب کہان
تھک گئے کیسے جوان دوڑ کے اس پیر کے ساتھ

صید اوس ترک کا بچتا نہیں کتنا بھاگے
کوسون آتی ہے قضا دوڑ کے نخچیر کے ساتھ

یار کی حسن جوانی کو مٹاتا ہے فلک
مین بھی مٹ جاؤن الٰہی اسی تصویر کے ساتھ

حسن صورت نے مصور کو کیا مستغنی
ہاتھ کھینچا ہے جہان تری تصویر کے ساتھ

کب پھرین گوشہ نشین لاکھ زمانہ پھر جاے
قطب گردش نہیں کرتا فلک پیر کے ساتھ

ہین صبیحون کا ہون بیمار مرے نسخے مین
عرق شیر بھی ہو قرص طباشیر کے ساتھ

قابل نطق نہیں کلک کے مانند زبان
خامشی خلق ہوئی ہے مری تقریر کے ساتھ

ظلم یاد آتے ہین اس بت کے جو پڑھتا ہون نماز
منھ سے فریاد نکل جاتی ہے تکبیر کے ساتھ

پہلوے مہر مین ذرہ نظر آئے سب کو
حور کا نقشہ جو کھینچین تری تصویر کے ساتھ

ہون وہ نخچیر مجھے دیکھ کے یہ گھبرا یا
دست قاتل سے کمان چھوٹ گئی تیر کے ساتھ

کیا عجب مین بھی شہیدون مین ہون محبوب امیر
اُنس رکھتا ہون بہت حضرت شبیر کے ساتھ

بڑھ کے تصویر سے لاغر ترا حیران ہے کچھ
ہڈیان چار بدن مین ہین فقط جان ہے کچھ

وصل کی راتین بڑی ہجر کی چھوٹی ہون اگر
یہ تو کہہ اے فلک اسمین ترا نقصان ہے کچھ

میرے مرنے کی خبر کوئی کہے تو اوس سے
کیوں موا کیا نہ سمجھ جائیگا نادان ہے کچھ

وصل مین بولے وہ گھبرا کے مری صحبت سے
کیا کرے بات کوئی اس سے یہ انسان ہے کچھ

یاد عیزون کو تو ہر وقت کیا کرتے ہو
یہ تو فرماؤ ہمارا بھی کبھی دھیان ہے کچھ

حال پوچھے جو وہ قاصد فقط اتنا کہنا
آج کل غم ہے بہت سخت پریشان ہے کچھ

دیکھے بوسہ مجھے وہ وصل مین کہتے ہین امیر
سچ بتا دل مین ترے اور بھی ارمان ہے کچھ

رند مشرب ہم ہوئے دست سبو پر دھر کے ہاتھ
دستگیری اب ہے ساقی کوثر کے ہاتھ

عشق محبت تنہا نے سے جانے نہین دیتا مجھے
دب گیا ہے کیا کرون زاہد تلے پتھر کے ہاتھ

دخل جو رکھتا ہے فن مین قدردان ہوتا ہے خوب
بیچیے آئینہ دل چل کے اسکندر کے ہاتھ

لاش بھی مدفون اسی کے کوچے مین ہو یا خدا
دامن جلاد آیا ہے مجھے مر مر کے ہاتھ

اسلیے تا جاسے نامہ کوئی دے جائے فریب
خط مجھے بھیجا تو بھیجا اوسنے بازیگر کے ہاتھ

سخت جانی مجکو شرمندہ نہ قاتل سے کرے
آبرو اب اے گلو ہے تیری خنجر کے ہاتھ

فصل گل آئی ہو مستو اب کیسا لحاظ
گردن قاضی مین ہین مست مئے احمر کے ہاتھ

لاکھ ہون سامان دولت ایک بھی بچتا نہین
دونون خالی پاے بعد مرگ اسکندر کے ہاتھ

دست نازک سے اُٹھینگے کب کڑی بھاری امیر
گر سنے میری تو باندھون سامنے زرگر کے ہاتھ

ردیف یاے تحتانی

زیور سے بڑھکے تجکو تری چال ہوگئی
موج خرام پاؤن مین خلخال ہوگئی

زلف اوسکی مرغ دل کے لیے جال ہوگئی
چوٹی گندھی تو جان کا جنجال ہوگئی

اللہ رے گریبان ترے وحشی کی ابتری
زنجیر پانون مین جو پڑی لال ہوگئی

کیسا سلوک مجھ سے کیا اشک شرم نے
زائل سیاہی خط اعمال ہوگئی

شوخی سمند ناز کو دوڑا رہی ہیں وہ
کیا غم کسی کی لاش جو پامال ہو گئی

چھوٹا وہ بحر حسن پڑے ہم عذاب مین
فرقت مین جو گھڑی تھی وہ گھڑیال ہو گئی

دیتا ہماری لاش کو غربت مین کون غسل
روئی جو چشم تر وہی غسال ہو گئی

یہ وصف مین کیا شعرا نے مبالغہ
نقطہ دہان تنگ کمر بال ہو گئی

ملتے نہین جو سکۂ داغ جنون ہمین
اے عشق بند کیا تری ٹکسال ہو گئی

دل مل گئے وصال کے سودا اٹھہر گیا
الفت کی آنکھ بیچ مین دلال ہو گئی

ادبار تھا فراق تھا جب تک کہ یار سے
وہ مل گئے ترقی اقبال ہو گئی

راتون کو چھپ کے آنے لگا ہے وہ مہروش
ہر شام صبح غرۂ شوال ہو گئی

پایا نہ اوس سے تو نے کبوتر جواب خط
آنکھ اس سے روتے روتے تری لال ہو گئی

آیا تھا سوے حشر مین تفریح کے لیے
یان تو شروع پرسش اعمال ہو گئی

ساقی ہے دختر رز حسین کون خوش مزاج
کیون اور گرمیان جو گئین سال ہو گئی

آرایش اوسکی زلف نے کس کس طرح سے کی
ہنسلی گلے مین پاؤن مین خلخال ہو گئی

محفل مین کہہ رہی ہے انا الحق پکار کے
منصور کی زبان تری قلقال ہو گئی

کرتے ہین نالے فرقت زلف سیاہ مین
یہ سال اکا ہمارے لیے کال ہو گئی

اچھا ہوا کہ مرگ سے ہم پہلے مر گئے
ہونی جو تھی امیر وہ فی الحال ہو گئی

چاہنا ہمکو تو اوسکا چاہیے
وہ نہین چاہے تو پھر کیا چاہیے

دل سے جب پہلے مجھے کیا چاہیے
درد دل اوٹھا تڑپنا چاہیے

کان جب آواز سنتے ہین تری
آنکھ کہتی ہے کہ دیکھا چاہیے

بوالہوس اور ادعاے سوز عشق
داغ کھانے کو کلیجا چاہیے

دل مرا کہتا ہے سنکر شور حشر
یہ نمک زخمون پہ چھڑکا چاہیے

وعدہ آنے کا ہے اُنسے خواب میں
خواب کب آتا ہے دیکھا چاہیے

حرص دنیا کا بہت فتنہ ہے طول
آدمی کو صبر تھوڑا چاہیے

طالب بے پردگی ہے اوسکا حسن
شرم کہتی ہے کہ پردا چاہیے

امتحان ہے دوست دشمن کا عبث
یہ تو اپنے دل سے پوچھا چاہیے

دوست میرا ہمنش رہا ہے غیر سے
جان کو دشمن سے رویا چاہیے

خشک لب ہیں صورت دریا تو ہیں
وسعت دل مثل دریا چاہیے

ترک لذت بھی نہیں لذت سے کم
کچھ مزہ اسکا بھی چکھا چاہیے

یون وہ بولے بیٹھے جب اونسے کہا
چاہنے والون کو چاہا چاہیے

تمنے چاہا جسکو میں نے غیر کو
اپنا اپنا جی اسے کیا چاہیے

ہے مزاج دوستان نازک امیر
منبسط الطبع رہنا چاہیے

مشکل آسان ہوئی تیرے گنہگار رہ گئی
نیت منھ موڑ گئی بار رہ بھی تلوار رہ گئی

جھپکیونکی ملک الموت نے جھلائی نزاکت
موت گھر میں ہے وہ خود تیار رہ گئی

گرنہ انکار مرے خون سے امیر گلگون
دیکھ کچھ کہتی ہے سرخی ترے رخسار رہ گئی

جا رہے سر پھوڑ کے میں چار گھڑی ہر دو ہیں
مجلس رندانہ نہیں جز آہ بے میخوار رہ گئی

اک ذرا پاؤن اوٹھانے ہوا ہی توسن عمر
مدتوں سے جو آئی نہیں کچھ یار رفتار رہ گئی

کھول کر بال جو آتے ہیں وہ زندان کی طرف
کچھ بڑھا جاتے ہیں میعاد گرفتار رہ گئی

دم نکلنے پہ بھی اون ابروؤنکا دھیان رہا
قطع کی راہ عدم چھاؤں میں تلوار رہ گئی

دل شکستہ ہی جو تو یہ تو عجب کیا زاہد
ہر نکالی ہوئی صحبت سے یہ میخوار رہ گئی

سب کو پاس اپنوں کا ہوتا ہے یہ ہر عقدہ کا حکم
بیگنا ہوں صحبت آسکے یہ گنہگار رہ گئی

پیچھے پر طائرون کو دیتا ہے صیاد قضا
قینچیان چلے عطا ہوئی ہیں منقار رہ گئی

حزن گرفتہ ہون مین ایسا مری سنکر آمد
ڈاک بھلائی ہے قاتل نے خبردارونکی

آسے کیسی ہی کڑی آن نہین کرتے عاشق
قید آوارہ بھی ہو اونکی گرفتارونکی

مین وہ وحشی ہون کہ جب کوچۂ جانان مین گیا
سایہ پوشیدہ ہوا آڑ مین دیوارونکی

ہو مزہ وصل کا کیا ہوش اڑا دیتی ہے
بھینی بھینی مہک اے یار ترے ہارونکی

ہمہ تن فکر ہون مین فکر غزل کیا ہو امیر
شعر گوئی نہین خاطر سے فقط یارونکی

سیر منظور ہے اوس ماہ کو بازارونکی
اب چمک جائیگی تقدیر خریدارونکی

حد نہین کچھ مری یوسف کی خریدارونکی
پھونک دے شہر نہ گرمی کہین بازارونکی

آنکی پلکون سے یہ قالب کیے تیرون نے تہی
شکل پیکانون مین پیدا ہوئی سوفارونکی

نامہ بر کوچۂ قاتل کا یہ کافی ہے پتا
مینہ وہان تیرون کا بوچھار ہے تلوارونکی

ہون وہ دیوانہ کہ گیسو کہ گریبان کی عوض
چوٹیان ہاتھ مین رکھتا ہون مین کہسارونکی

گھر سے تو کھینچ کے شمشیر نکل تو قاتل
بھیڑ چھٹ جائیگی دم بھر مین گنہگارونکی

گو کنارون کی ہوا سے نہین ہلتے ہین درخت
ڈولیان ہین یہ ترے خال کے بیمارونکی

دفعتہ پڑ گئی جب چاہ زنخدان پہ نگاہ
جا رہین آنکھین گڑھے مین ترے بیمارونکی

مر گئے ہم تو بنا آئینہ خانے مین مزار
دل سے الفت نہ گئی آئینہ رخسارونکی

اتنی توفیق معلم کو الٰہی ہو کہ دے
ساتھ عیدی کے اوسے فرد گنہگارونکی

بوسۂ لب نہین دیتے وہ شکر رنجی ہے
تلخ ہو زیست نہ کس طرح نمکخوارونکی

داد رس حشر سے محشر مین کہینگے میخوار
یہی ٹکڑی رہی جاتی ہے گنہگارونکی

ایسے زندان محبت مین ہین جو کی سیر
کہ نکل سکتی نہین جان گرفتارونکی

چٹکیان لین یہ کلیجے مین کہ دل چیخ اوٹھا
دو گھڑی بیٹھے تھے کل بزم مین ہم یارونکی

گر گئی آپ مری لاش نہ خاک امیر

مرکے تکلیف گوارا نہوئی یارون کی

میں رو کے آہ کرونگا جہان رہے نہ رہے
زمین رہے نہ رہے آسمان رہے نہ رہے

رہے وہ جان جہان یہ جہان رہے نہ رہے
مکین کی خیر ہو یا رب مکان رہے نہ رہے

ابھی مزار پہ احباب فاتحہ پڑھ لین
پھر اسقدر بھی ہمارا نشان رہے نہ رہے

بس شباب ہے کیا اعتبار جمع حواس
کہ ایک شب ہے سوا کاروان رہے نہ رہے

خدا کے واسطے کلمہ بتون کا پڑھ زاہد
پھر اختیار مین غافل زبان رہے نہ رہے

ہمارے دل سے مٹے گا نہ داغ شوق سجود
جبین رہے نہ رہے آستان رہے نہ رہے

خزان تو خیر سے گذری چمن مین بلبل کو
بہار آئی ہے اب آشیان رہے نہ رہے

چلا تو ہون پئے اظہار درد دل دیکھون
حضور یار مجال بیان رہے نہ رہے

کرونگا مرکے بھی میدان عشق مین تگ و تاز
سمند عمر روان زیر ران رہے نہ رہے

تڑپ رہی جو یہی دل کی بعد مرنے کی
زمین گور تہ آسمان رہے نہ رہے

قیام روح پہ قالب مین اعتماد نہ کر
کچھ اعتبار نہین میہمان رہے نہ رہے

روان ہے تیغ لگا دے مرا بھی بیڑا پار
پھر اسطرح سے یہ کشتی روان رہے نہ رہے

شب وصال غنیمت ہے پھر خدا جانے
کہ صبح کو وہ قمر مہربان رہے نہ رہے

چلا ہون کوچۂ قاتل کو مرکے کھیل دیکھون
یہ حال دل کا دم امتحان رہے نہ رہے

دو روزہ زیست غنیمت ہے ذکر حق کر لے
بدن مین جان دہن مین زبان رہے نہ رہے

امیر جمع ہین احباب درد دل کہہ لے
پھر التفات دل دوستان رہے نہ رہے

زمانہ ہو گیا مدہوش چشم مست دلبر سے
تماشا ہی چھلکی محفل کی ایک ساغر سے

پڑا ہے داغ میرے دل مین عشق قد دلبر سے
یہ سودا ہاتھ آیا ہے مجھے بازار محشر سے

گریزان کیون نہون عیار میری آہ کو سنکر
شیاطین بھاگتے ہین نعرۂ اللہ اکبر سے

چمن میں بلکے یہ گلرو نئی چالیں دکھاتے ہیں
گلوں سے تن کے چلتے ہیں اکڑتے ہیں صنوبر سے

یہ روز و شب نہیں کٹتے ہیں غافل زندگانی کے
نکل جاتا ہے ہر روز اک دو ورقہ تیرے دفتر سے

بٹھا کر روبرو مجھکو جو دیکھا اسنے آئینہ
مقدر لڑ گیا میرا سکندر کے مقدر سے

جواب خط نہ اسنے دو دنون آخر روز حشر آیا
الٰہی اب لڑوں قاصد سے یا جھگڑوں کبوتر سے

حسین کہتے ہیں سر کو دلکو پاکر اپنے مجمع میں
نکل کر اب کہاں جاتا ہے بچ کر تیغ لشکر سے

نہایت الفت جاہ و فتن میں دل پریشان ہے
کنوئیں میں گر پڑا ہے ہو سکے اب کیا شناور سے

ہوا میں طالب دنیا تو دنیا رنگ پر آئی
کیے ہیں اس دلھن نے لال کپڑے خون شوہر سے

نہیں حاجت روا ہمجنس ہوتے کے دنیا میں
یتیموں کی بجھی ہے پیاس کسدن آب گوہر سے

رہا بیتاب حرص زر میں یہ سیماب کی صورت
بنا وہ تختۂ قبر مہوس مس کی چادر سے

چمن میں اب زیر سایۂ انگور بیٹھا ہوں
ٹپک کر گر پڑیگا کوئی تو دانہ مقدر سے

چڑھا جاتے ہیں خم کے خم کبھی حلقے میں مستونکے
وہی ہم ہیں کہ پھر جاتا ہے سر اک دور ساغر سے

غبار جہل اُڑا دیتا ہے فیض صحبت کامل
شعاع مہر تاباں کم نہیں سایے کو شہپر سے

جزا اسے خیر دے اللہ میر امیر کے قاتل کو
کہ سارا نامۂ اعمال دھویا آب خنجر سے

یہ ایسا کسکے شہباز نظر کا تھا کہ رستے میں
لیا شاہیں نے نامہ توڑ کر بازو کبوتر سے

امیر اک قطرۂ آنسو کا گراں ہے مجھے مژگان پہ
گرہ رشتے کی سوزن کی لیے بڑھکر ہے لنگر سے

جو سینکیں میں نے آنکھیں جلوۂ رخسار دلبر سے
ہمارا طالع خوابیدہ چونکا شور محشر سے

چھکا دی بادہ خوارونکو شراب ہیچ پرور سے
مٹا دے ساقیا دوران سر کو دور ساغر سے

تڑپ جیب کل چلتا ہوں میں کوئے ستمگر سے
اشارہ کرتی ہیں آپس میں تیغیں چشم جوہر سے

ندامت سے عبث یہ نامہ ان خشک و تر ہیں
چھپیگی روسیاہی خاک اس پانی کی چادر سے

جواب خط نہیں آیا ہے پیغام اجل آیا
لکھا تعویذ دینے قبر کا خون کبوتر سے

پلادے بادۂ ہمکو تحمل اتنا بھی نہین اچھا
کہ خم خالی تو جانیگا ساقی ایک ساغر سے

مآل کار کی صورت نظر آتی تو رو دیتا
بہ رنگ اشک گرتا آئینہ چشم سکندر سے

در گوش صنم کے وصف مین لازم لطافت ہے
تم کھینچے اگر دیتی ہی لیکے گوہر سے

پری پیدا کی حاجت ہو کیا نگسپ پر پیدا کو
شکست خاطر اس طایر کے حق مین کم نہین پر سے

وہ منصف ہون جو خال رخ جانان کا علاج
مگس کا شہد سے منھ پھیر دیا سو روزنکا شکر سے

کیا قمری کو صیاد ازل نے سرو کا قیدی
شکار اوڑتے ہوئے طایر کا کھیلا تیر بے پر سے

مین وہ دیوانہ نا مست ہون جاتا ہون جو گلشن مین
لپٹ جاتا ہے سایہ حزن سے کے بار و صنوبر سے

تری تیغ نگہ کا جب دم ایجاد دھیان آیا
سکندر نے زرہ پہنائی آئینے کو جوہر سے

مقدر ہی جو وا ژون ہو تو کام آتی ہے کب دولت
ہمیشہ خاک چھنوائی فلک نے کیمیا گر سے

جواب نامہ لکھکر طرفہ شوخی کی امیر و نے
کہ مقراض نسیہ کی خامہ نے منقار کبوتر سے

پھولون مین اگر ہے بو تمھاری
کانٹون مین بھی ہو گی خو تمھاری

اس دل پہ ہزار جان صدقے
جس دل مین ہو آرزو تمھاری

دو دن مین گلو سیاہ کیا کی
رنگت وہ رہی نہ بو تمھاری

چٹکا جو چمن مین غنچہ گل
بو دے گئی گفتگو تمھاری

مشتاق سے دور بھاگتی ہے
اتنی ہے اجل مین خو تمھاری

گردش سے ہے مہر و مہ کے ثابت
انکو بھی ہے جستجو تمھاری

آنکھون سے کبھو کمی نہ کرنا
اشکو لنے ہے آبرو تمھاری

بوسہ دو ہوا مین نیم بسمل
پوری ہوئی آرزو تمھاری

سب کہتے ہین جسکو لیلۃ القدر
ہے کاکل مشکبو تمھاری

تمنا نہ پھر و امیر شب کو

ہے نگاہ مین ہر عدد و مقدار بھی

جو ہر بہار اسکو خزان کا خطر بھی ہے — اے باغبان لسبنت کی تجکو خبر بھی ہے
کاہک ہون خاک جوہریون کو نظر بھی ہے — یہ اشک خون تو لعل بھی ہے اور گہر بھی ہے
سینے سے دیکھ بھال کے ناوک کو کھینچنا — ناوک کے ساتھ یار کسی کا جگر بھی ہے
محشر مین ہونگے تیرے ستم کے یہ دو گواہ — ہمراہ زخم دل بھی ہے داغ جگر بھی ہے
کونین مین ہے جلوہ حسن و جمال دوست — ہر ایک رہ روشنی کا ادھر بھی اودھر بھی ہے
کیا یہ بھی تیری الفت عارض مین ہے مریض — تب بھی ہے آفتاب کو دوران سر بھی ہے
کیا فایدہ کرین جو رفوگر سے التجا — صد چاک مثل جیب ہمارا جگر بھی ہے
فرقت کی شب مین کوئی چپکتا نہین ہے پاس — آس مہر کی طرح سے گریزان سحر بھی ہے
صد چاک ہے جو دل تو جگر داغدار ہے — دیکھو تو ایکجا یہ کتان بھی قمر بھی ہے

محبوب حق کا خاص یہ رتبہ ہوا امیر
داخل ہو لامکان مین یہ حد بشر بھی ہو

عمر روان کو جان کوئی موج آب کی — تار نفس نگاہ ہے چشم حباب کی
نوبت نہ آئی اپنے حساب و کتاب کی — اللہ شام بھی ہوئی روز حساب کی
مین وہ سیاہکار ہون جب ہوا ہون دفن — چلاتی ہے زمین مری مٹی خراب کی
امیدوار بارش ابر کرم ہین ہم — بجلی گرائے نہ نگاہ عتاب کی
اللہ رے قدر سیہ گناہونکی روز حشر — تعظیم کو کھڑی ہوئی میزان حساب کی
سوچا نہین ہون تو تیغ تیری فدا کرون — کیا جلد کٹ گئی ہے گھڑی اضطراب کی
باندھی ہے سر پہ مری گردون نے کیا ہوا — نکلی ہے برق اوڑھکے کملی سحاب کی
مصروف یاد دوست ہون اوسکو دیکھکر — پوچھا کرو یہان نہین فرصت جواب کی
ڈرتے نہین ہو ساقی کوثر سے واعظو — منبر پہ بیٹھکر یہ مذمت شراب کی

بلبل کے جذب عشق سے گل اور آگے چلے
کھنچنے سے اور تیز ہوئی بو گلاب کی

چلتی ہے مثل موج جو وہ تیغ آبدار
کشتی میں جان رہتی ہے ہر دم حباب کی

ایک ایک حل ہے عارض جانان کا لاجواب
قرآن کو احتیاج نہیں انتخاب کی

[illegible] ہے جو عارض جانان پہ ہے نقاب
کرتی ہے جلد خوب حفاظت کتاب کی

ان غافلوں سے غفلت دل اپنی کیا کہیں
مردے تو دے سکیں کبھی تعبیر خواب کی

وہ رشک ماہ منہ سے لگاتا نہیں اثیر
مٹی خراب ہے قدح آفتاب کی

چمکی پہ روئے یار سے قسمت نقاب کی
جالے سے چھن رہی ہے کرن آفتاب کی

دولت لٹا رہے ہیں وہ حسن شباب کی
کیا جانے کیا سمجھ کے یہ سوجھی ثواب کی

کھولی کدورتوں نے ہماری صفا ہو دل
اس آئینے کی زنگ نے مٹی خراب کی

سجدے کیے ہیں پینے کہ خط جبین اوٹھا
ایسی ہوئی خوشی مجھے خط کی جواب میں

کیفیت ہوا سے وادی وحشت میں مست ہوں
آہو کی شاخ مجکو قلم ہے شراب کی

سوتے تھے وہ لپٹ گئی کبھی ہم سے رات بھر
اب کیا کریں وہ ذکر یہ باتیں ہیں خواب کی

بیٹھے وہ چاندنی میں پسے جب عرق عرق
گرمی ہے ماہتاب میں بھی آفتاب کی

ساحل کی سیر کو اگر آئے وہ بحر حسن
دریا اوچھالنے لگے ٹوپی حباب کی

نقشہ ہے اپنی روسیاہی کا بیچ در در
ہر سیکھ نقل و اصل ہے اپنی کتاب کی

دریا پہ یا خدا یہ چڑھی کسکی فوج اشک
چادر بچھا رہی ہے جو ہر موج آب کی

اندازہ سے جو باقی ہے باہر ہے گناہ
زر درا اپنا تولتی ہے ترازو حساب کی

کیا قہر ہے کہ روز قیامت ہوا تمام
دیکھی گئی نہ فرد ہمارے حساب کی

واعظ تری سمجھ کے بھی قربان جائیے
قرآن میں تو طور صفت ہے شراب کی

گلشن میں بلبلیں ہیں ہماری طرح سے مست
ساقی کا بیان ہیں کہ قلمیں گلاب کی

شہرت اگرنہ ہوگی ہوا اس نام سے امیر
دنیا میں آبرو نہ رہی آفتاب کی

مانگا جو بوسہ آنکھ دکھائی عتاب کی
تھا لو دہن تو بات بھی کیا لاجواب کی

کیا قہر ہے کہ چھوڑ کے بھٹی شراب کی
بھیجا بہشت میں مری مٹی خراب کی

موسیٰ کو یہ چڑھی ہے کہ برق جمال سے بھی
اک تہ او تر گئی تھی تمھارے نقاب کی

مے پیجیے تو طارم انگور کے تلے
تاروں کی چھاؤں میں ہو بہار آفتاب کی

انسان کا دل تلاطم الفت صد آفرین
دیکھو بساط کیا ہے غریب اک حباب کی

کس شہسوار حسن کا ہے اسکو انتظار
اب تک کھلی ہوئی ہیں جو آنکھیں رکاب کی

آواز صور حشر کے میں کیوں اوٹھ کھڑا ہوا
کچھ یہ تو ایسی بات نہ تھی اضطراب کی

نقاش کیا تمام مرقع سے رو دیا
تصویر دیکھ کر مری چشم پر آب کی

دنیا ہی میں سزا مجھے غفلت کی ہو گئی
تعبیر خواب ہی میں ہی مجکو خواب کی

اللہ رے جوش شرم معاصی کا بعد مرگ
چادر مرے مزار کی چادر ہے آب کی

تا سب پشیمان عفو نمایان ہو روز حشر
چن لی ہے اوسنے فرد ہمارے حساب کی

ساقی کا دل ضرور مکدر ہے کچھ نہ کچھ
تلچھٹ ہوئی ہے ہمکو عنایت شراب کی

غم میں بشر ہو کیوں نہ بشر کا شریک حال
تڑپا ہے جو موج آنکھ بھر آئی حباب کی

احسان سر پہ ناخن شمشیر یار کا
کیا دل سے کھولدی ہے گرہ پیچ و تاب کی

دیکھو تو اتحاد ذرا حسن و عشق کا
بلبل کے آنسوؤں میں ہے خوشبو گلاب کی

ان غافلوں سے غفلت دل کیا کہیں امیر
مُردے نہ دے سکیں کبھی تعبیر خواب کی

وہ چاٹ دوں کرے نہ مذمت شراب کی
واعظ کے منہ پہ مہر لگادوں کباب کی

پردہ چمک سے اوسکے رخ بے حجاب کی
حاجت ہے کیا نقاب پڑا اوسکو نقاب کی

ساقی مین رند دیکھ کے دوزخ کو روز حشر
سمجھا کہ گرم ہے کوئی بھٹی شراب کی

کیا بیحساب حشر مین چھوٹین گنہگار
باری جو پہلے آئی ہمارے حساب کی

گریان وہ ہون کہ جیب مری تربت پہ آگیا
چادر چڑھائی ابر نے رو رو کے آب کی

قالب مین روح بند فرشتون نے کی عبث
بیجا یہ غریب کی مٹی خراب کی

محرم عرق مین ڈوب کے آب روان بنی
دیوار لہر کی ہے کٹوری حباب کی

خواہش بجا ہے نشۂ سوز دل کی ہے
ساقی شراب دے مجھے اشک کباب کی

حیران ہین جاکے اہل عدم سے کہینگے کیا
جی بھر کے سیر کی نہ جہان خراب کی

مقتل ترا تمام زمانے سے ہے جدا
قاتل ہر ایک تیغ ہے موج اضطراب کی

کتنا دنی ہے چرخ جو مہمان ہو مسیح
دی ایک نان خشک او صحنک آفتاب کی

دکھلا رہی ہے دختر رز رنگ برق طور
چوٹی ہے طور کی مجھے بوتل شراب کی

دی جان کس نے وادی غربت مین تشنہ لب
ہر موج موج چاک گریبان سراب کی

فرقت مین ہے یقین کہ شب زندگی ہو صبح
پیدا ہے درد دل مین چمک آفتاب کی

اوس بت پہ عاقبت دل ناصح بھی آگیا
اللہ نے ہماری دعا مستجاب کی

فرقت مین دل جلا ہی ہے لب سے کباب اسیر
رہ رہ کے موجین آتی ہین مجکو شراب کی

حالت لکھی ہے رو کے اسے اضطراب کی
سطرین کہ پیچ و تاب مین موجین ہین آب کی

آئے مزار پر ہوئی خفت عذاب کی
مدت کے بعد راہ چلے وہ ثواب کی

نیرنگیان ہین طرفہ رخ بے نقاب کی
سرخی شفق کی ہے تو چمک آفتاب کی

تم شہسوار حسن ہو لگ جائیگی نظر
گھوڑے سے اوترو آنکھ بچا کر رکاب کی

رنگ اُڑ جاتے ہین جیسے آفتاب حشر
تصویر ہے وہ دختر رز کی شباب کی

وہ بدنصیب ہون کبھی جاؤن جو مین ادھر
اُڑ جائے میکدے سے ہر اک بط شراب کی

لخت دل برشتہ نکلتے ہین جید کے ساتھ
ہر دم آہ سیخ ہے گویا کباب کی

ساقی وہ ہمکو موسم گل مین شراب دے
خوشبو ہو جسمین مشک کی رنگت شباب کی

دی جان کسنے وادی غربت مین تشنہ لب
ہر موج موج چاک گریبان سراب کی

وہ بے نشان ہین ہم کہ فرشتون کو روز حشر
ڈھونڈھے ملی نہ فرد ہمارے حساب کی

وقت شنا نزاکت جانان کو دیکھنا
موج آگئی ہو لگ گئی ٹھوکر حباب کی

عاشق پسند کیون نہ کرین زہر چشم یار
میکش کو خوشگوار رہی تلخی شراب کی

طفلی سے مجکو بادہ کشی کا ہے ذائقہ
ملتی تھی شیر دایہ مین لذت شراب کی

رکھو کمر پہ دست حنائی نہ رقص مین
اسکو احتیاج نہین کچھ خضاب کی

اوٹھا اوٹھکے بیٹھ بیٹھ گیا راہ شوق مین
پیرے غبار سے لئے مری خراب کی

وہ مست بیخبر ہے نہ سمجھیگا واعظو
کہیے امیر سے نہ عذاب و ثواب کی

ہم غش مین آسکا روزن دیوار بند ہے
کیا آنکھین کھولیے رہ دیدار بند ہے

خلقت کو ہے یہ اسکے نظارہ کا اشتیاق
کھڑکی ابھی کھلی نہین بازار بند ہے

رستم کا منہ ہے یہ کہ دم جنگ منہ چڑھے
لاکھون پہ بھی نہین تری تلوار بند ہے

توبہ کا در تو وا ہی رہین جا رستکے ہم
کچھ غم نہین اگر در خمار بند ہے

خوش چشم چھپتے ہین وہ تجھے دیکھکر بغش
گلشن مین چشم نرگس بیمار بند ہے

یوسف کو پوچھتا نہین کوئی ترے حضور
مدت ہوئی کہ مصر کا بازار بند ہے

بلبل کو وصل گل ہو مبارک کہ دیر سے
سوتا ہے باغبان در گلزار بند ہے

چپ لگ گئی ہے تیرے لب لعل کے حضور
مانند غنچہ لال کی گفتار بند ہے

یارب جہان مین عید ہو جاے مہ صیام
مدت سے میفروش کا دربار بند ہے

سبحہ سے لیے تھا ہاتھ مین اے بت جو کل تلک
وہ آج تیرے عشق مین زنار بند ہے

ارشاد جو ہوا تھا زبان سے دم نخست — بندہ اوسی کا آج تلک کار بند ہے
اورونکا ذکر کیا لب جان بخش کے حضور — عیسیٰ کا ناطقہ دم گفتار بند ہے

اظہار خط ہوا اوس رخ گلرنگ پہ امیر
یا گل کے گرد باغ میں یہ خار بند ہے

ہے وجہ ایک ماہ لقا سے بگڑ گئی — تقدیر کیا فلک کی جفا سے بگڑ گئی
سونگھی جو بوے زلف چڑھا اپنا درد سر — طبع مریض اور دوا سے بگڑ گئی
یہ جیو خرابی تن خاکی کا کچھ نہ حال — تعمیر اوس مکان کی بنا سے بگڑ گئی
جا کر نسیم اور مریضوں کو دیں شفا — اپنی تو سانس قم کی صدا سے بگڑ گئی
کیسا فتور چار عناصر میں پڑ گیا — پانی سے آگ خاک ہوا سے بگڑ گئی
اپنی طرف سے فکر ہو لازم بناؤ کی — بگڑی جو خوے یار بلا سے بگڑ گئی
سامع خدا ہے قصہ موسیٰ دلیل ہے — اچھونکی بھی بُرون کی دعا سے بگڑ گئی
کچھ دل کا حال گرد کدورت میں خوب تھا — اس آئینے کی شکل جلا سے بگڑ گئی
ہمکو چمن سے کیا کہ ہوا خواہ دام ہیں — گلچیں سے باغباں سے صبا سے بگڑ گئی
حاضر ہو دوسرا نہ سہی ایک نامہ بر — ہدہد سے بنگئی جو ہما سے بگڑ گئی

ہم مست بوسہ لب ساقی ہیں اے امیر
بگڑی جو دخت رز سے بلا سے بگڑ گئی

دم بھر بھی دم اب آنکے گنہگار لے چکے — دو بھر قتل میاں سے تلوار لے چکے
جسطرح ہوگا ناز بتوں کے اوٹھائینگے — ذمے میں اپنے ہم تو یہ بیگار لے چکے
دھمکا رہی ہے گرمی بازار حشر کیا — ایسے ہزار سے تو ترے بار لے چکے
ہم بڑھ چلے جو وصل میں بولے وہ ناز سے — بس بس کہ بوسے ایک کے تم چار لے چکے
طاؤس و کبک خاک اڑائینگے اونکی چال — ٹھوکر ہزار جا دم رفتار لے چکے

دیکھیں کہ اب تغافل ساقی دکھائے کیا
انگڑائیاں خمار میں مے خوار لیجیے

مجھ سے جو کوئے یار میں دربان نے یہ کہا
آ گئے جھک کے دم پس دیوار لیجیے

وہ حسن اب کہاں کہ ہوا آشکار خط
رخ کی بلائیں گیسوئے خمدار لیجیے

بس لیجیے زبان رکی دل آشنا بڑھ چلے
ہم چھپ رہیں آپ وہ دن کی سو بار لیجیے

ملتی نہیں ہے نقد دو عالم پہ جنس وصل
قیمت یہ سنتے تو مول خریدار لیجیے

پروا سے جسم کیا ہے صدقے گھر سے آئیے
جلوہ جہاں سا در شہوار لیجیے

اہل جہاں کو بہتر آرام ہو نصیب
کروٹ کہیں نہ زمانہ غدار لیجیے

کیا پائے آئے اہل ہوس کو رشک لطف
سودا اپنا جان دے کے خریدار لیجیے

آئے کبھی نہ آپ زیارت کے واسطے
ہم منتظر یہ بھی نہ کے مزار لیجیے

کب تک کٹے امیر پریشانیوں میں عمر
بل کی کہیں نہ زلف گرہ دار لیجیے

ایک پوشیدہ مگر یار نے کیا رکھی ہے
آنکھ بھی شکل دہن ہم سے چھپا رکھی ہے

کج پیچ شمشیر ادا میاں میں کیا رکھی ہے
یہ بھی کیا گھات ہے قاتل جو چھپا رکھی ہے

سجدہ ہی بیٹھ گئے مسجد میں نہ کرا مرد خدا
ایسی شے ہے کہ قیامت ہی اٹھا رکھی ہے

اک ذرا وحشت دل بڑھ کے خبر تو لینا
خاک کیا نجد میں مجنوں نے اڑا رکھی ہے

بزم میں جب گئے ہم تو کہا ساقی نے
اک صراحی تری خاطر بھی لگا رکھی ہے

نگہ ناز سے بھی دیکھ جو کرتا ہے حلال
یہ ادا اسکے لیے تو نے اٹھا رکھی ہے

سامنے کرکے نگہ مجھ سے یہ قاتل نے کہا
کہ ترے دم کو یہ تلوار لگا رکھی ہے

نہ دکھاتے ہیں مگر کو نہ دیں سکو یہ حسب
ایسی جو چیز تھی وہ آپ اڑا رکھی ہے

حشر کے دن نہ شکایت میں کمی کر اے دل
اب یہ کس دن کے لیے تو نے اٹھا رکھی ہے

خاک نشاں جو ہوا زخم یہ دہ سنس
ہیں یہ سمجھا کوئی قاتل نے دوا رکھی ہے

غیر کے ساتھ وفا کر کے وہ مجھ سے بولے
یہ وہی بات ہے جو تم نے تیار رکھی ہے

چلکے آئے اُسے پھر میں جگر دوش اڑاؤں
مختصر بات ہے ناصح نے بڑھا رکھی ہے

نزع میں آؤ تو اوسکو بھی تصدق کر دوں
جان اک سد رمق ہمنے بچا رکھی ہے

یار مختار ہے جو چاہے کرے ہمنے امیر
گردن عجز پہ تیغ رستار رکھی ہے

کیا دور ہے یہ اوسکے جمال و جلال سے
چھینے سے چھین لی مگر آنکھیں غزال سے

ڈالی سپر نجوم نے اس تیغ کی ہلال سے
ابرو سے تیز ہوکے شمشیر چھینا ہلال سے

واقف ہوں اہل زیب ہوا پنے آل سے
سرمہ بھی پھر لگائیں تو گرد ملال سے

بوسہ بکس حسین کا ملا باغ حسن میں
ایک ایک پھول توڑ لیا ہر نہال سے

یہ رنگ جلد جلد بدلتا ہے وہ نگار
آئینہ شہر میں ہے ہجوم مثال سے

کیفیت حسن پر کی تصور سے ہوش اُڑ ہین
سوتا ہے مست کب کوئی ہو کے خیال سے

سمجھا ہیں میں گوشۂ ابرو سے ہوکے صید
زرا فلک نے تیر کمان ہلال سے

بند دن کو چشم شوق بتوں کو دیا جمال
واقف ہو کون مصلحت ذوالجلال سے

کیا کیا چمک چمک کے نکلتے ہیں مہر و ماہ
گل سیکھے ہیں یہ چھید گئے کیا تیر مژگاں سے

سنبل نظر پڑا تو کوئی گل نظر پڑا
خوشبو میں بڑھ گئے زلف سے رنگت میں گال سے

صیاد میں تو طایر رفعت پسند ہوں
لٹکا مرے قفس کو تو شاخ ہلال سے

انجام کو نہ سوچ جو دنیا کی ہو طمع
ہاتھ آئے مال پر جو گرا دین مال سے

شکلیں جو میں ہوا تو ہوا انکشاف دل
چمکایا آئینہ مرے گرد ملال سے

دکھلا کے آنکھ دل نہیں سمجھ مست کا لیا
چھٹے شکار شیر نہ کھیلا غزال سے

چاہ ذقن میں دل ہی میں تھا قافلہ ہزار پیشتر
یعقوب کو خبر نہیں یوسف کے حال سے

دونوں جہان میں ہے قیامت کا سامنا
اللہ کے جلال بتوں کے جمال سے

مردے ہیں میرے آکے نکالا غبار دل — اٹھی وہ دیکھیے مجھے گرد ملال سے

تم چودھویں کا چاند ہو تو اپنے واسطے — کیا فائدہ کسی کو کسی کے کمال سے

میں کیا ہوں کٹ رہی ہے قضا مارے شرم کے — چلتی ہے تیغ یار نئی چال ڈھال سے

عاشق کا جی ڈبو کے چلے آپ ڈوبنے — اپنے عرق عرق وہ ہوئے انفعال سے

جو چاہیے سو مانگیے اللہ سے امیر
اس در پہ آبرو نہیں جاتی سوال سے

وہ تیغ آب گرن ہے شان پر لگی ہوئی — دل کی بجھیگی آج سقر پر لگی ہوئی

فرصت حساب حشر سے ہو جلد ہے یقین — فرد حساب ہے سر دفتر لگی ہوئی

افتادہ کوئی جیسا کماں راہ عشق میں — قدموں سے میرے رہتی ہے ٹھوکر لگی ہوئی

گھر سے میں اوسکو دیکھ سکیں کیا نظارہ باز — چلمن کے نیچے اور ہے چادر لگی ہوئی

جلتا ہے سینہ بہتے ہیں آنکھوں سے اپنے اشک — باہر ہے آب آگ ہے اندر لگی ہوئی

جاتا نہیں ہے دل سے رخ آتشیں کا دھیان — لو آگ سی ہے مثل سمندر لگی ہوئی

اللہ رے دید چہرۂ قاتل کا اشتیاق — ہر ہر نگہ کی نوک نہ خنجر لگی ہوئی

پوچھو ملال سوزش پروانہ شمع سے — آنسو رواں ہیں ناک ہے منہ پر لگی ہوئی

غم سے بقا ہے دل ہے تو دل سے بقا ہے غم — دونوں طرف ہے شرط برابر لگی ہوئی

سیکھو مگر ہو حسن چہرۂ صیاد آئینہ — ٹٹی ہے مثل سد سکندر لگی ہوئی

ٹوٹا صنم سپہر گرا جام آفتاب — یاں ہے اسی شیشہ و ساغر لگی ہوئی

ہے راستی مزاج میں کہتا ہے صاف صاف — رکھتا نہیں وہ رشک صنوبر لگی ہوئی

آئینے میں جو اسکے رخ و چشم کا ہے عکس — نرگس ہے یاسمیں کے برابر لگی ہوئی

اک دن تو کیجیے مرے آنسو کو زیب گوش — تو ہی اسے بھی صورت گوہر لگی ہوئی

وہ سیر بام کرتے ہیں ہمراہ مہر کے — یاں آنکھ چھت سے رہتی ہے شب بھر لگی ہوئی

عالم ہی کیا شراب کا مینا سے صاف ہیں
تصویر ہے یہ شیشے کے اندر لگی ہوئی

قاتل اک اور ہاتھ لگا دے خدا کرے
ہر دم یہ آس ہے تہ خنجر لگی ہوئی

آب خضر پلا دے سکندر کو اے امیر
ہر سعی میں ہے شرط مقدر لگی ہوئی

ہو سرد آگ عشق کی کیونکر لگی ہوئی
دل کی بجھا سکے نہ سمندر لگی ہوئی

دیکھیں کب آئے گھر میں ہمارے وہ ماہرو
آنکھیں ہیں شام سے طرف در لگی ہوئی

تو جسکا نام بھی سنیں اپنا کبھی آسے
رٹ تیری نام کی ہے برابر لگی ہوئی

خط لیکے میرا کوچۂ قاتل کو جب چلا
پیچھے چلی قضا سے کبوتر لگی ہوئی

شاید ہے صبح کو اُسے منظور قتل عام
اک بھیڑ ہے جو شام سے در پر لگی ہوئی

کس دوست نے کیا ہے خدا جانے ہمکو یاد
ہچکی ہے نزع میں جو برابر لگی ہوئی

کیونکر نہ حال غیب ہو مستوں پہ آئینہ
ہے دوربین دیدۂ ساغر لگی ہوئی

پہنچا نہ کوے یار سے ہیں پہ جدا ہیں ہم
ہے بیچ میں قنات سراسر لگی ہوئی

دور فلک سر اونکو نہیں ہو رہا نصیب
جنکے لیے تھی مسند زر لگی ہوئی

ورنہ سخن سے معنی رنگین کو کیا غرض
مہندی لگائیگا کوئی کیونکر لگی ہوئی

کونین میں بچیگا نہ اب کوئی قتل سے
ہے سان پر دو تیغ دو پیکر لگی ہوئی

مضمون جو قد یار کے لکھتا ہے یہ بلند
کیا ہے قلم میں شاخ صنوبر لگی ہوئی

بارش میں ساتھ غیر کے پیتے ہیں وہ شراب
اشکوں کی یاں جھڑی ہے برابر لگی ہوئی

عاشق کچھ آج کل سے نہیں ہیں تو سمجھے ہم
اک عمر سے یہ جوشش ہے دل پر لگی ہوئی

غیروں پر آب خنجر قاتل سبیل ہے
ہے ہمکو پیاس واے مقدر لگی ہوئی

اے ترک کب کسی سے ہوئی تیری تیغ صاف
دل کی تو پہلوؤں سے کبھی ہے لگی ہوئی

ساقی کمال پیاس سے جلتا ہے یاں جگر
لا جلد برف میں مے احمر لگی ہوئی

جائیگا سوے زلف دل اک دن ضرور امیر
ظلمت کی دھن ہے مثل سکندر لگی ہوئی

خوش خرامی پہ جو اوس بت کی طبیعت آئی
چال اڑانے کو دبے پاؤں قیامت آئی

اک بلا ہجر میں ٹلی دوسری آفت آئی
شب فرقت جو گئی صبح قیامت آئی

اے اجل باندھ کمر وقت ترا آ پہونچا
دن ڈھلا دیکھ وہ شام شب فرقت آئی

ہم ترے کشتۂ رفتار ہیں کیا ہمکو خبر
کب پھونکا صور کب اے یار قیامت آئی

دل پر سوز کا نوحہ جو میں پڑھنے بیٹھا
داد دینے کے لیے بزم میں رقت آئی

تیغ قاتل سے تھی امید بڑی وا بدنصیب
وہ بھی منہ موڑ گئی جب مری نوبت آئی

ہاتھ اپنے جو بڑھایا کبھی گیسو کی طرف
بولے جھنجھلا کے یہ شاید تری شامت آئی

حال بیمار محبت کا یہ آخر کو ہوا
ملک الموت کو بھی دیکھ کے رقت آئی

تھی تو کچھ دل میں کھٹک روکی پہلے سے مگر
پاس سے آپ کا جانا کہ قیامت آئی

الفت ساقی کوثر کی اگر آگئی موج
سمجھے ہم ہاتھ کلید در جنت آئی

میہماں سے کبھی خالی نہ رہا گھر میرا
یاس رخصت جو ہوئی دل سے تو حیرت آئی

ذرے عکس رخ روشن سے بنے ریزۂ ریزہ
خود بدولت مرے گھر آئے کہ دولت آئی

ذرہ مہر ہوئے ہم کبھی پروانۂ شمع
جس جگہ دیکھ لیا حسن طبیعت آئی

ہو نہ وہ مایوس کہ دنیا سے جو اٹھا ہیں امیر
گور تک پیٹتی روتی مجھے حسرت آئی

نگہ ناز کام کرتی ہے
دم میں تیر کی تمام کرتی ہے

آگے محفل میں وحشت رہ شب بھر
نیند سب کی حرام کرتی ہے

ٹھہرے ہیں دل میں میرے یوں غم و درد
فوج جیسے مقام کرتی ہے

جانتا ہوں وہ بیدہن ہیں مگر
خلق کچھ کچھ کلام کرتی ہے

یہ بلا ہے تری سیاہی خط
صبح عارض کو شام کرتی ہے

شیخ صاحب اوٹھا کے دیکھو آنکھ
دختر رز سلام کرتی ہے

کیا وہ آئینگے میری میت پر
خلق جو اژدحام کرتی ہے

ڈر سکے میری شب جدائی سے
کالکا رام رام کرتی ہے

اوسکے کوچے مین روح خوابون مین
سیر دار السلام کرتی ہے

چلتی ہے جس جگہ کہ تیغ اوسکی
خود قضا اہتمام کرتی ہے

شب کو ہوتا ہے وہ جو بے پردہ
چاندنی سیر بام کرتی ہے

الفت اوسکی مٹا مٹا کے مجھے
اے اسیر اپنا نام کرتی ہے

بہار آئی عجب حالت ہے ان روزون مرے دلکی
جگر مین چٹکیان لیتی ہین منقارین عنادل کی

سفر مین مجھسے کہتی ہے کشش ہر دم مرے دل کی
کہ وہ بھی پوچھتے آتے ہی ہونگے راہ منزل کی

جہان سے اوٹھ گئی تو اوٹھ گئی ہم کچھ نہین پروا
غضب ہے گردن اوٹھ نہین سکتی ہے قاتل کی

نئے بانکے بنے ہو تم نئی شمشیر باندھی ہے
نگاہ حسرت آلودہ نہین دیکھی ہے بسمل کی

بھلا دیکھین تو وہ کیونکر نہین آتے ہین گھر میرے
اگر ہے عشق کامل کھینچ لائیگی کشش دل کی

گریبان پھاڑ کر سیر چمن کو مثل گل چلیے
جنون انگیز پھر آتی ہین آوازین عنادل کی

غرور حسن تمکو ہے کمال عشق مجکو ہے
کہو تم میرے دل کی یا مین کہدون آپکے دل کی

سمجھا کے حسن سے آیا تھا نادان ادعا کرنے
سپیدی چھا گئی صورت تو دیکھو ماہ کامل کی

خدا کے واسطے لا کشتی مے جلد اے ساقی
سحر شیخ ہو رہا ہے کچھ ہوا ہے سرد ساحل کی

کسی کو وہ نہین پہچانتا ہے کون اے غربت
شناسائی ہے کچھ ان راستے والون مین منزل کی

چھپایا ہے شہو ملکر ہاتھ زخمون کی مہندی
عروسانہ حیا کرنے لگی شمشیر قاتل کی

خوشا دیوانگان راہ الفت خوب سوجھے ہے
بیابان کی مصیبت مین پڑی ہے جان عاقل کی

یہ تیری زلف کا عقدہ نہیں وا ہو جو شانے سے
ارے ناداں بہت مشکل سے کھلتی ہے گرہ دل کی

تامل سے جو دیکھا برگ ہائے غنچۂ گل کو
نظر میں پھر گئیں سب صحبتیں یاران یکدل کی

کلیجا منہ کو آجاتا ہے دل پہروں تڑپتا ہے
مرے درد جگر میں بھی چمک ہے تیغ قاتل کی

جہاں بدلا مزاج اس ترک کا چڑھنے لگی تیوری
ذرا قاتل کھنچا کھنچنے لگی شمشیر قاتل کی

نہ سمجھو کھیل امیر الفت کی بازی ہی جان لیتی ہے
کہے رکھتے ہیں ہم اچھی نہیں ہے دل لگی دل کی

بہے سیل فنا میں جلد یارب لاش بسمل کی
کہ ابرو کی مچھلیاں میں جو ہر شمشیر قاتل کی

تصور خال کا آیا تو رونق بڑھ گئی دل کی
نگاہ قیس میں لیلیٰ سے آرایش ہے محمل کی

بسی گو شہر جہاں جس کسی کا گھر ہو ویراں
مسافر پڑ کے سوئے جاگ اٹھی تقدیر منزل کی

جہاں رکھی گلے پر تیغ دم لینے نہیں دیتا
تڑپنے کا مزا کھوتی ہے جلدی میرے قاتل کی

جناب عشق سے فریاد ہے برباد ہوتا ہوں
لٹا جاتا ہوں میں جیسے گھڑی شاہ عادل کی

تری پلکوں کی فوجیں دیکھ کر ٹھہرا دل عاشق
سپاہ ان صفوں کا ہے سیاہی شام منزل کی

زبان یار کے آگے سکوت غنچہ زیبا ہے
خموشی چاہیے ناداں کو صحبت میں عاقل کی

منال عشق کو رو رو کے ہم سرسبز کرتے ہیں
نہیں آنکھیں یہ دو نہریں ہیں اپنی گلشن دل کی

فلاطوں خم میں بیٹھا ہے شراب مرگ پینے کو
نہیں حکمت سے خالی بات کوئی مرد عاقل کی

وہ لاغر ہوں جوانی میں نہیں بچپن میں کمتر ہیں
شب تاریک میں ٹھنڈی ہیں شمعیں خانۂ دل کی

حسیناں جہاں رہتے ہیں جہاں عکس کی صورت
بنا ہر خشت آئینہ سے شاید خانۂ دل کی

یہی دو چار دانے حاصل کشت محبت ہیں
نہیں اشک مسلسل بالیاں ہیں خرمن دل کی

کسی کا ساتھ کب چھٹتا ہے کوئی بیقراری میں
تڑپتا رہ گیا شعلہ شرر نے قطع منزل کی

جو نظروں میں سمایا ہو گیا عشاق کا مہماں
جنھیں کہتے ہیں آنکھیں کھڑکیاں ہیں خانۂ دل کی

مری کشتی بچے کب سمجھا اس بحر حوادث میں
کنارے تک اگر پہنچی تو مشکل کیا ہو ساحل کی

ازل سے ہے مآل کار بیغم ڈوبنا ناکا ہی
کف دریا کی قسمت میں لکھی ہے موج ساحل کی

امیر آنکھیں لگا رہ روز عید قربان گاہ میں قاتل
سپیدی چاہیے دیوار در پر چشم بسمل کی

لہو کیسا کہ صورت تک نہیں دیکھی ہے بسمل کی
الٰہی خیر ابھی سے فق ہے رنگت میرے قاتل کی

مٹا سکتی نہیں مژگان تر کلفت مرے دل کی
نہ جھاڑی گرد دست موج نے دامان ساحل کی

تڑپ جاتا ہے دل اہل کرم کا جوش میں آکر
چمکتی ہے جو بجلی شعلہ آہ دل بلبل کی

غبار دہر سے کیا آشنائی بحر عرفان کو
پڑی کب دیدۂ ماہی میں اڑ کر گرد ساحل کی

کف سائل میں ہے کشتی دریای بے آبی
اوسی دریا کی موجیں ہیں لکیریں ساحل کی

خیال نیستی یہ ہر قدم تھا دشت ہستی میں
مٹا جو نقش پا مجھکو بتا دے راہ منزل کی

وہ عاشق ہیں کیا جب جب سوئے کا اندھیری میں
چکوروں سے شمع بنے گی جانی ناقہ کامل کی

سفینہ بھر کے کیونکر نہ ڈوبیں ایسے طوفان میں
جھڑی ہے رات دن باران ابر تیغ قاتل کی

وہ پیاسا ہوں تا حشر آب میں جیسے میں چلا نکلوں
کرے ریگ روان دریا کو اڑ کر گرد ساحل کی

وہ مشتاق شہادت ہوں جو اٹھی زخم بھی کھاؤں
نہ چھوڑی چاندنی مجھکو مہ رخسار قاتل کی

خدا جانے یہ وقت دفن دی ہے رنگ کی مٹی
کہ میری قبر بھولی بھٹکی درویش سائل کی

تعجب کیا جو کہو سر دشمن رو بہ تنش جاگے
کہ نوک شمشیر کا جھٹکا رہے شمشیر قاتل کی

سجا ہر گز تغیر آگیا اعضا میں پیری سے
سحر ہوتے ہی کیفیت بدل جاتی ہے محفل کی

جو ہم سارا نہ ہوتا کیوں پڑتیں یہ تسبیحیں
ادھر تھا میں اپنے ہاتھوں شیخ کر گریبان سلاسل کی

ازل سے ہو جو ادمن شہرۂ شمائل سر امیر الفت
جمیز دل میں کیا مٹی تھی چاہ بابل کی

تجکو جو کیا دو کا تا دار نکالی
خوب ارمغے دو اسے دل بیمار نکالی

جب کچھ نہ رہا مجھ میں تو دم بھی نکلیں
قاتل نے کہاں حسرت دیدار نکالی

رسوائی ہوئی تیری ہی ای ترک ہمین کیا
کیون لاش ہماری سر بازار نکالی

کب ہمنے کہا تم سے کہ آئینہ نہ دیکھو
غصے سے جو آنکھ آپ نے ہر بار نکالی

صیاد کا رخ دیکھ لیا جا کے قفس سے
پر ہمنے قفس سے رہ گلزار نکالی

ہم رند کبھی صحبت زاہد مین جو پہونچے
ہر بات مین اک تہ دم گفتار نکالی

کہتے ہین اسے ضبط کہ دل غم سے ہوا خون
اُف ہمنے نہ منہ سے کبھی زنہار نکالی

سونگھی ملک الموت نے بوئے گل وحدت
منصور کی جب روح سر دار نکالی

قاتل نے کمی کی نہ ذرا قتل مین میرے
خالی گئی جب وار تو تلوار نکالی

مین نزع مین عیسی کو مری شکوہ و تعظیم
کس وقت مین کس بات کی تکرار نکالی

چبھتی ہے جو نشتر کی طرح دل مین امیر آہ
ناصح نے وہی چھیڑ کی گفتار نکالی

کیون وہ صیاد کسی صید پہ توسن ڈالے
خود بخود صید چلے آتے ہین گردن ڈالے

بل جو تیوری پہ نزاکت سے وہ پرفن ڈالے
ذبح سے پہلے لہو ہر رگ گردن ڈالے

کیا کرین طالب دیدار حیا کا شکوہ
پردے آنکھون پہ جب اسکا رخ روشن ڈالے

سارا پردہ ہے دوئی کا جو یہ پردہ اٹھ جائے
گردن شیخ مین زنار برہمن ڈالے

قابل دید ہے وہ عارض و چشم و مژگان
حورین بیٹھی ہوئی ہین خلد مین چلمن ڈالے

جب نکلتے ہین وہ تلوار سنبھالے گھر سے
ملک الموت چلے آتے ہین گردن ڈالے

آبرو خاک ہوئے پر بھی نہ کی عاشق کی
چار آنسو بھی نہ تم نے سر مدفن ڈالے

رنگ اوس لعل سے بھی زیب کا ملتا ہے کہان
منہ گریبان مین تو اپنے گل سوسن ڈالے

لوٹی برق سر طور پھرے چار طرف
تو اگر آنکھ سوے وادی ایمن ڈالے

اُڑ چلے رقص مین پر ناز کو پیدا ہو
اپنے کاندھے پہ دولٹ کر جو وہ دامن ڈالے

کشتۂ انداز کے کس طرح سے پامال ہون
قدم اس ناز سے جب یار کا توسن ڈالے

کہیں زخم نگہ ناز رفو ہوتے ہیں
کہو دو ڈورے پہ کسی اور پہ سوزن ڈالے

خون ناحق کہیں چھپتا ہے چھپائے سے امیر
کیوں مری لاش پہ وہ بیٹھے ہیں دامن ڈالے

نہ حور پر نہ پری پر نگاہ پڑتی ہے
تجھی پہ آنکھ یہ اے رشک ماہ پڑتی ہے

وہ چشم مہر سے دیکھے مجھے امید نہیں
گدا پہ کب نظر بادشاہ پڑتی ہے

بلائے جان وہ عالم ہے جسکی برق جمال
اب اوسکے چہرے پہ اپنی نگاہ پڑتی ہے

بنائے شانہ مرے دست شوق کو کیونکر
کہ کشمکش میں وہ زلف سیاہ پڑتی ہے

وہ ناتوان ہوں کہ ہوتا ہوں زندہ گور میں غرق
بدن پہ آ کے اگر گرد راہ پڑتی ہے

ستا نہ خاطر مظلوم کو ڈرا اے ظالم
پڑی نہ تیغ کبھی جیسے آہ پڑتی ہے

عجیب حال ہے کچھ کوچۂ محبت کی
بلا میں جان یہاں بیگناہ پڑتی ہے

چمن کی سیر کو جاتی ہے روح اے صیاد
قفس میں نیند اگر گاہ گاہ پڑتی ہے

جنون میں وحشی بھی بھاگتا ہو نہیں کیوں
نظر جو صورت مردم گیاہ پڑتی ہے

پڑے ہیں کشتے ترے تیغ آبدار کے گرد
کنارے نہر کے جیسی سپاہ پڑتی ہے

گہن میں خط کے وہ رخ دیکھ کر نہو ششدر
کڑی تو تم پہ بھی اے مہر و ماہ پڑتی ہے

وہ چھپ کے گھر سے نکلتے ہیں یوں کہ دامن پر
نہ گرد راہ نہ گرد نگاہ پڑتی ہے

پہناتے ہیں وہ غریبوں کو بیگنہ زنجیر
ہزار پاؤں پہ زلف سیاہ پڑتی ہے

عجب طرح سے بنائے ہیں وہ دہان و کمر
کہ عقل شبہے میں ہے اشتباہ پڑتی ہے

دیا ہے یار نے فرمان قتل عام امیر
ہمیں بھی اب تو امید رفاہ پڑتی ہے

درد پہلو کی یہ شدت ہے کہ رنگت فق ہے
زخم وہ دل میں ہے ہمکاری کہ کلیجا شق ہے

عشق سے عاشق و معشوق اگر مشتق ہے
اسکو کیوں عشق ہوا اسکا جگر کیوں شق ہے

سنگدل تیری جو فریاد کرین دیر مین ہم
بول اٹھین نیت بھی گواہی مین کہ حق ہے حق ہے

شرم عصیان سے بہا اشک کہ ہو بیڑا پار
چشم قلزم عصیان کے لیے زورق ہے

رشتۂ آساوہ ہون لاغر غم عریانی مین
حلقۂ دیدۂ سوزن بھی مجھے خندق ہے

ذکر گنجینہ سے ہوتا نہین کوئی منعم
ذوق جب تک نہ اثر شیخ عجب موحق ہے

ہون مین دل سوختہ وینا ہے جدا دنیا سے
شمع سے جا کہ فانوس کہان الصق ہے

کیون نہ کاپنے تری مژگان کی چھری دل زار
عزت سے جو ہر شمشیر کا سینہ شق ہے

لب جان بخش سے کل مردہ مرقد ہے گرد
حوض کوثر کا تو پانی شہد اسکا حق ہے

زاہد و ساقی کو ترغیب کیون دینگے شراب
دختر رز تو فقط بادہ کشون کا حق ہے

خوف ممنوعی آدم سے ڈرا ہی ایسا
دیکھیے آج تلک سینۂ گندم شق ہے

عشق مین پار ہو کس طرح سے بیڑا دیکھین
ہم شناور ہین یہ قلزم بے زورق ہے

در مضمون نادم تحریر گشتہ بین اسے ہم
صدرت آسا رسے قامت کا کیا عشق ہے

یہان تک مجھکو ہنگام خوشی ہے آرزو غم کی
اٹھا رکھتا ہون روز عید سے مجلس محرم کی

مین وہ بیمار ہون تجویز کی غم سے دوا کی
ہوا یا مخیہ بالی چھالے بیشہ نخل ماتم کی

منا ہی کوچۂ محبوب مین ہے نالہ غم کی
نفیض سے یا تو وہ جیسا کا نئی ہے نخل ماتم کی

فقط اس ورطہ مین جا دیکھتا ہون جب تجھتا ہون
سلیمان اٹھ گئے قضا سے پہ دست ہے اوکا ماتم کی

ترا غمزہ ہے وہ طرار جب گلشن مین آیا ہے
گلوکی جیب کترتی گرہ کانی ہے شبنم کی

خیال وحشت رنجیدہ آگیا ہے مجکو بخش ساقی
کھلین آنکھین اگر بازو ہوا ہو یاران ہمدم کی

ستایا اسقدر ان مردم ابلیس خصلت نے
کہ اکثر آرزو مت ہے ہی تربت ہو آدم کی

الٰہی ہے یہ لشکر کس سلیمان پہ جو دھوم ہے
بلا چین لیتی ہین یہ بانہا ہے زلف تیری چھری کی

ہماری نالہ دل سے جو گرم نالہ ہے بلبل
نہین گھر گلستا اثیر پرشاخ و ہے نخل ماتم کی

یقین ہے روز محشر تک ہے اولاد مین جھگڑا
ہماری خیر کی ہے دشمنی ابلیس و آدم کی

فراق و وصل کی شب ایک ہی پر فرق ہے اتنا
بہار اسمین ہے جنت کی ہوا اسمین جہنم کی

نہ لائے کوئی ہم تک حشر مین گیسو سے پیچان کو
نکالینگے یہ غل محشر مین زنجیرین جہنم کی

خدا جانے بھری ہین دل نے گوش رقم کیا کہہ کر
ہوا مین آگ لگی ایسی نہین سنتے ہین مرہم کی

ڈری ہے رات کو میری سیہ بختی کی ظلمت سے
دعا سے نور پڑھکر اپنے اوپر شمع قدم کی

یہ شہرہ وحشت مجنون کا شت استخوان مجنون
شکل ہیچ ہے کر [illegible] سوا ہو دھاگا [illegible]

نہین ہے شرم کی جا اب تو ہمکو دیکھنے آؤ
کہ چپ باندھی داستون کی آنکھون [illegible]

تماشا جانتا ہون گردش گردون گردان کو
گل رعنا ہی آنکھون مین [illegible]

لا نظارہ تو پایا آرسی نے رنگ آرائش
حنائی افشان تو آئینے کی قسمت اور [illegible]

جلاتا جاتا ہے کام ان خورشید رویونکا
[illegible] سے سوت آ جاتی [illegible]

فراق یار مین ہون اسقدر خوش نہین اے قاصد
لکھون [illegible]

اسیر ادھر سرور [illegible] کی کیا [illegible] ہے مجھسے
خدا کی شان ہے سیرت ملک کی شکل آدم کی

سنال اسکو ہمیشہ کرتی ہے بالیدگی غم کی
الٰہی دل ہوا کوئی کلی ہے شگل ماتم کی

[illegible] تجلی تجھ سے محبوب دو عالم کی
وہ [illegible] بلبل کے یار [illegible]

ادھر ہون عیش کی باتین کہانی ہے ادھر غم کی
کہو تم اپنے عالم کی کہین ہم اپنے عالم کی

ہوا عشق سر مین دل [illegible] یاس کا طوفان
بھلا بنیاد کیا ہے ایک مشت خاک آدم کی

چمن کیا جانیے ہے کس شہید ناز کی محفل
کہ غنچے نکے چٹکنے مین صدا ہے شور ماتم کی

غضب گرمی قیامت کی ہے جلوہ عشق مین یارب
[illegible] جاتا ہے تن آنچین نکلتی ہین جہنم کی

جلا ادس [illegible] کا دل کیا ہماری [illegible]
[illegible] کو کچھ [illegible] آگ [illegible]

نظارہ دو جہان کا چھوڑ دیا دل کا [illegible]
[illegible]

آ رہا ہے رنگ غنچہ سیکھ لے گل کی روش اے دل — گر منہ سے کچھ نہ کہا تو ان سے سن کر سارے عالم کی
ازل میں وصل کس معشوق و عاشق کا نظر آیا — کہ آنکھیں آج تک کھلتی نہیں بادام توام کی
زمانے بھر کی ایذاؤں سے چھٹی مر کے ملی ہے — لحد کہتے ہیں جسکو ہے وہ سرحد کشور غم کی
پرستش حسن گندم گون کی عین آدمیت ہے — نہیں وہ ابن آدم جو نہیں ہے جبیں آدم کی
رہی سینہ سپر کیا کیا شعاع مہر تاباں سے — کھنچیں ہے برچھیاں لیکن نہ جھپکی آنکھ شبنم کی
یہ پیچھے گنگری کے اثر رہے ہیں ہچکیاں کیسی — نہیں ہے حلق بسمل بانسلی ہے مطرب غم کی
ہوئی کس کس کو خجلت ایک میرے قتل ہوتے ہی — پسینا آ گیا قاتل کو گردن تیغ نے خم کی
تمہاری چال بھی کیا گردش گردون گردان ہے — کہ چل کر دو قدم صورت بدل دیتے ہو عالم کی
دکھایا گرم و سرد دہر داغ و اشک نے مجھکو — کہ دن بھر دھوپ کی رہتی ہے ایذا اون کو شبنم کی
یہ شوق میکشی ہے سایۂ انگور کے نیچے — ہوا کھانے کو روح آتی ہے اکثر حضرت جم کی
سوا خورشید رو ہونے کسی پر میں نہ مائل ہوں — الٰہی دل سمجھے ذرے کا دینا آنکھ شبنم کی

شکست شیشۂ دل سے امیر آیا ہے غش مجھکو
چھڑک کر منہ پہ منگوا دے کوئی مٹی ساغر جم کی

مجھ مست کو مے کی بو بہت ہے — دیوانے کو ایک ہو بہت ہے
سوئی کی طرح جو ہو سند ادا د — تھوڑی سی بھی آبرو بہت ہے
جاتے ہیں جو صبر و ہوش جائیں — مجھکو اے درد تو بہت ہے
مانند کلیم چھڑ ہدا اے دل — یہ دور کی گفتگو بہت ہے
بے کیف ہو تو خم کے خم کم — ابھی ہو تو اک سبو بہت ہے
کیا وصل کی شب میں مشکلیں ہیں — فرصت کم آرزو بہت ہے
منظور ہے خون دل جو اے یاس — اتنے لیے آرزو بہت ہے
اے نشتر غم ہوا لکھ تن خشک — تیرے دم کو لہو بہت ہے

چھیڑے وہ مژہ تو کیونکر روؤن | آنکھون مین خلش کو مو بہت ہے
غنچے کی طرح چمن مین ساقی | اپنا ہی مجھے سبو بہت ہے

کیا غم ہے اسیر اگر نہین مال
اس وقت مین آبرو بہت ہے

ہمراہ غیر بادہ جو وہ تند خو پیے | ہم کیون نہ جونک بنکے ہمارا لہو پیے
تسکین ہو ایک جام سے کیا اوسکو ساقیا | جو خم کے خم چڑھائے سبو کے سبو پیے
دہشت ذرا کسی کی ترے مست کو نہین | قاضی کرے جو منع تو مے روبرو پیے
قاتل نے مجھپہ کھینچ کے یہ تیغ سے کہا | اب تو کمی کرے تو ہمارا لہو پیے
آئے جو میکدے مین کرے مست کیون کمی | شیشے کی طرح چاہیے مے تا گلو پیے
دیکھے وہ خط سبز جو سبزہ تو رشک سے | کیون گھونٹ زہر کے نہ لب آبجو پیے

منظور ضبط ہے کہ امیر سیاہ مست
دل کا کباب کھائے جگر کا لہو پیے

ابر ہے یار نہ بھولے کبھی دل شاد رہے | خوب مطلع ہے یہ اللہ کرے یاد رہے
نہ عزان زار مین بھی گر دل ناشاد رہے | یہی گریہ یہی نالہ یہی فریاد رہے
ہون وہ مقتول مرے قتل کی ایسی ہو خوشی | رقص مین تیغ رہے وجد مین جلاد رہے
پھر بہار آئی چلے سوے چمن دیوانے | کہدو ہر باغ کے دروازے پہ فصاد رہے
رشک ہے بعد فنا مجکو فلک سے تو یہ ہے | مین ستم کش نہ رہون یہ ستم ایجاد رہے
ہم جو پہونچے تو لب گور سے آئی یہ صدا | آئیے آئیے حضرت بہت آزاد رہے
آنکھین مرجانے کو کہتی ہین وہ لب جینے کو | کیسے وہ حکم رہے کیسے یہ ارشاد رہے
اوسکی تصویر مین اس درجہ نزاکت کا ہو شوق | کہ یہ باقی نہ قلم مین ترے بہزاد رہے
آشیانے سے نہ مطلب ہے نہ گلشن سے غرض | گھر الٰہی مرے صیاد کا آباد رہے

بسمل کی نگہ یاس بھری ہوتی ہے
اک ذرا دل کو سنبھالے ہوئے جلاد رہے

یہ کہوں گا یہ کہوں گا یہ ابھی کہتے ہو
سامنے اونکے بھی جب حضرت دل یاد رہے

ہیں وہ غم دوست کہ رو رو کے دعا کرتے ہیں
درد کا دل نہ تڑپنے کی خاطر غم ناشاد رہے

حشر میں عذر گنہ کیا ہے بتا تو رکھو
کہ مبادا انہیں بھولے تو مجھے یاد رہے

ہیچ ہستی میں حباب لب دریا کی طرح
ہم رہے کب کہ کوئی کہہ یہ آباد رہے

ہیں اگر غیر کوئی ہوں تو مجھے وہ پھیرے
وہ اگر اور کوئی ہو تو مجھے یاد رہے

ذرا ایسا تھا کہیں دشت جنوں میں نہ ملا
[illegible] مجھکو مرے سایہ و ہمزاد رہے

کیا عجب بھول گئے ہم جو کلام اپنا امیر
یاد رہتے ہیں جو قابل ہو کیا یاد رہے

ایک دل ہجر میں کس کس کے لیے ناشاد رہے
قیس کا داغ کہا میں غم فرہاد رہے

دل اون آنکھوں کے تصور سے سرشار رہے
[illegible] پہلو سے [illegible] آباد رہے

قتل ہے خنجر و شمشیر جو ہو مد نظر
اگر ذرا آپکو کھینچے ہوئے جلاد رہے

طول فرقت سے مزہ وصل کا سب بھول گئے
نہ وہ باتیں نہ وہ راتیں نہ وہ دن یاد رہے

عجب کیا ہے جو کہا اپنی پریشانی کا
[illegible] کیا ہم بھی تو برباد رہے

کھینچ گئی یار کی تصویر تو اللہ رے خوشی
ہم بغل دیر تلک مانی و بہزاد رہے

ہم وہ قیدی ہیں کہ جب سے لکھے وہ خط آزادی کا
[illegible] شان قفس [illegible]

لا مکان میں نہ کٹا [illegible]
دل [illegible] فریاد رہے

کون پروانہ یہاں شمع سر طور رکھا ہے
جلوہ افروز ترا حسن خداداد رہے

ہجر میں یار نے پوچھا نہ اجل نے مجھکو
نہ اوسے یاد رہے نہ اسے یاد رہے

واہ رے شوق اسیری کہ دعا کرتا ہوں
[illegible] سے خانہ صیاد رہے

شادی و [illegible] زمانے میں [illegible]
[illegible] دم فریاد رہے

کھل گیا غم سے اگر تن تو بنا شکل حباب
کاسۂ سر بھی نہ کہیں جام مۂ آزادی میں

ہم ہوئے خاک سے پانی بھی تو برباد رہے
دامن اس در سے لپٹے ہوئے شمشاد رہے

دور جا بیٹھا زباں سے شوق شہادت میں امیر
کیسے بیٹھے سر کوچۂ جلاد رہے

دل کو طرز نگہ یار جتاتے آئے
تیر بچا آئے تو پہلو کی اڑاتے آئے

فاتحہ سینکنے پائی پہ بھی دو دو زنبک لیے
شاد رگ گور میں جو خاک اڑاتے آئے

جام کوثر سے ہی کیا کام ہے اے رضوان
اب تو خنجر سے وہ ہم پیاس بجھاتے آئے

مے کشی کی ہے خوشی عید ہے جنکو ساقی
لگ گیا پر تو ادھر آگ لگاتے آئے

سنگ اسود کے جو بوسے کو چلے سوئے حرم
قدم بت پہ بھی ہم سر کو جھکاتے آئے

دشت ہستی میں ملا خاک بگولے کی طرح
خاک اڑاتے گئے ہم خاک اڑاتے آئے

بادشاہوں کا ہو دربار در پیر مغان
سیکڑوں جاتے گئے سیکڑوں آتے آئے

لن ترانی سے ہوا اعادہ یہ ہے سرکشی
کر پھیر بھی ترے ناز اٹھاتے آئے

چھپ کے بھی آئے مرے گھر تو وہ دربانوں کو
اپنی پازیب کی جھنکار سناتے آئے

ہوں وہ نالاں کہ دم نزع مری بالیں پہ
ملک الموت بھی پر اپنے بچاتے آئے

بے سبب در پہ بلاوہ نہیں غالب ہے کہ آپ
پردہ ڈولی کا سر راہ اٹھاتے آئے

شب جب مہرت شبنم ہوئی بولی یہ زمیں
یوں نہیں عاشق کو ہیں معشوق مٹاتے آئے

روز محشر جو بلائے گئے دیوانۂ زلف
بیڑیاں پہنے ہوئے شور مچاتے آئے

ذکر غنچہ جو سنا مجھ سے تو ہنس کر بولے
خوب آئے کہ مرے منہ کو چڑھاتے آئے

مرغ دل نقش قدم وار کرے وقت شکار
گل کھلاتے گئے گلچھڑے اڑاتے آئے

کیا کہیں گے کوئی محشر میں جو پوچھے گا امیر
کیوں نہ بگڑی ہوئی باتوں کو بناتے آئے

ہم اگر قتل ہوئے خیر یہ تقدیر اپنی
آپ بدنام ہوں دھو لیجے شمشیر اپنی

پھر بہار آئی جنون ہوتی ہے تدبیر اپنی
طوق بنتا ہے گرہی جاتی ہے زنجیر اپنی

بے نشانی یہ مرے دل کو پسند آئی
کھینچ کر آپ مٹاتا ہوں میں تصویر اپنی

قید ہو کر ترے گیسو میں یہ رتبہ پایا
نذر دی قیس نے لاکر ہمیں زنجیر اپنی

جان نثاروں سے وہ کہتے ہیں چڑھا کر تیوری
آج کل چھوٹتی ہے عرش پہ شمشیر اپنی

یاد مژگان میں شب ہجر جو چلاتے ہیں ہم
چار سو جاتی ہے آواز پہ تیر اپنی

مے کشی کون کرے چور ہے یہاں شیشۂ دل
ساقیا پھوٹ گئی ہجر میں تقدیر اپنی

حاجت تیر و کمان کیا ہے تجھے چل تو سہی
گردنیں کاٹ کے خود لائیں گے نخچیر اپنی

تکو پھوڑوں کے چھپر کھٹ ہمیں کاٹے ہیں
خیر قسمت وہ تمھاری ہے یہ تقدیر اپنی

آنکھیں چہرے پہ ملینگے تو چمک جائیگا حسن
صیقل چہرہ ہے ذرا آنکھ کا اکسیر اپنی

حضرت قیس جو ملجائیں تو اتنا پوچھیں
ہے گران آپ کی زنجیر کہ زنجیر اپنی

یوسف مصر کا نقشہ جو طلب کرتا ہوں
بھیج دیتا ہے وہ یوسف مجھے تصویر اپنی

اے امیر اوٹھ نہ سکے ضعف سے ہم تا دم مرگ
جس جگہ بیٹھ گئے ہو گئی جاگیر اپنی

اب تو یہ معرکۂ عشق میں مجھکو جھک ہے
پرش خنجر سفاک مرے دم تک ہے

گھورتی ہے یہ جوانان چمن کو ہر دم
نرگس باغ سے بلبل کو بجا چشمک ہے

حسن یکتا کا ہے پر تو بھی جہان میں یکتا
زاہدا کیوں تجھے یکتائی بت میں شک ہے

عینک عاشق کے لیے حسن زرہ پوش ہوا
کون کہتا ہے رخ صاف پہ یہ چیچک ہے

شب بھر آغوش گلستان میں ہے شبنم کی جگہ
رتبۂ دیدۂ بیدار قیامت تک ہے

فرش سے عرش تلک آئینہ ہے تسخیر کے وقت
آنکھ جب بند ہوئی پیش نظر عینک ہے

رکھ قدم بڑھکے در دل پہ تو منزل کو پہنچ
شہر آباد محبت کا یہی پھاٹک ہے

سینہ دیوانہ اگر لایق تعزیر امیر
کر دیے سنگ بکف ہر مین ہر کو دکہ ہی

تیرے افشاں کا اگر ذرہ زمیں پر گر پڑے
اختر گردوں جگہ پا کر جبیں پر گر پڑے

رات کو ہو فکر آرایش جو اس گل کو تو ماہ
چاندنی کا پھول بنکر آستیں پر گر پڑے

نامہ ہم افتادگوں کا جب کبوتر لیجلا
اوڑتے ہی اڑتے کہیں بازو کہیں پر گر پڑے

آشیانہ جو رہے صیاد آ پہونچا ہے پاس
کیا کروں بے دانہ کی طاقت نہیں پر گر پڑے

سایہ افگن ہو وہ گیسو اس دل صد چاک پر
یا الٰہی سایہ ہی اس نگیں پر گر پڑے

جاے گلشن میں جو وہ گلرو تو گل منہ کی شاخ
سر جھکا کر اوسکے پاؤں تا زمیں پر گر پڑے

تن نازل ہو جو جنس پہ نا تمہارا آسکے یاد
چھت مکان کی توڑ کر بجلی زمیں پر گر پڑے

وہ شکار افگن چلے بیکر اگر تیر و کماں
نقش ظاہر ہو اگر کشتے زمیں پر گر پڑے

باندھ پر آ جاے تیغ ناست قاتل الگ
تیغ تو طعبی کشتے دوش حور عیں پر گر پڑے

تپش کے چہوٹے لذت دنیا سے کیونکر لوٹیں
کس طرح اوٹھے کس جب انگبیں پر گر پڑے

آفتاب عارض ساقی اگر چمکے امیر
خاک ہو کر برق آب آتشیں پر گر پڑے

جب تک ... چمکے ... ہیرا وہ نہ آئی
تجھ میں چمک اسکے جو ہر فولاد نہ آئی

کب گو ... جمعہ کی سرگذشت یاد نہ آئی
کب روح ہو سے کوچہ جلاد نہ آئی

شیرین ہو جی سنگ اگر سکے پڑون کاٹے
کچھ کام سکیسستی بہزاد نہ آئی

باہو کی سعیدی کو گلشن سے کے نہ کسد ن
کب آئینہ دیکھا کہ اجل یاد نہ آئی

اور عوا سے وحیت حشر میں کس سے میں کر دونگا
حیرت ہے نظر صورت جلاد نہ آئی

یا عرصہ میں وہ ہوں پاؤں نہ گلزار میں گما
ہاں تک خبر آمد صیاد نہ آئی

سیج ... مشکل جان ہو اپنی تو جہ ایلی ہے
مر دیے کچھ عزیز و ہنا کی ... یاد نہ آئی

نقش صورت موسیٰ مین ہوا سامنے آئینکے
تاب نظر حسن خدا داد نہ آئی

کیا آئی نظر مردمک چشم کو وہ خال
انسان کو نظر صورت ہمزاد نہ آئی

نقشہ مرے محبوب کا کھینچا ہوا دیکھا
تجھکو روش اے خامۂ بہزاد نہ آئی

کیا جرم ہوا تھا کہ گرا اوسکی نظر سے
کچھ ذہن مین اپنے تو یہ افتاد نہ آئی

شیشۂ غم محبوب ازل ساتھ مین لایا
روح آئی عدم سے مگر آزاد نہ آئی

کیا اونسے ملاقات کی امید ہو ہمکو
عرضی بھی مری ہوکے کبھی صاد نہ آئی

مشاطہ و شانے نے بہت زلف سنواری
پھندے سے مین مرے خاطر آزاد نہ آئی

مضمون سے پس مرگ مرا نام ہے زندہ
کچھ کام نہین کام جو اولاد نہ آئی

وحشت مین امیر اپنے برابر نہ ہوا قیس
شاگرد مین کیفیت استاد نہ آئی

ہم اور معرکہ امتحان سے ٹل جاتے
جواب پاؤن جو دیتے تو سر کے بل جاتے

عدم کو یان سے تو گھبرا کے ای اجل جاتے
وہان بھی جی جو نہ لگتا کہان نکل جاتے

ہزار تیز نہ تھی تیغ یار اگر چلتی
تو ہم سے کتنے غریبون کے کام چل جاتے

جنون کے جوش مین کھلتی نہ راہ ملک عدم
بڑے مزے سے مین پہونچتے جو آج کل جاتے

سیاہ کار وہ ہون حشر مین حساب مرا
جو وقت صبح سے ہوتا چراغ جل جاتے

بچائی داغ نے زندانیان زلف کی جان
نہین تو گھٹ کے اندھیرے مین دم نکل جاتے

بتون کی بھی جو پرستش نہ کرتے ای زاہد
خدا کے سامنے ہم لیکے کیا عمل جاتے

شب فراق مین اچھا ہوا نہ کھینچی آہ
غریب خانے کے دو چھپر بھی جل جاتے

جھڑی نے آنسوؤن کی اور جی ڈبویا ہے
برس کے جلد یہ بادل کہین نکل جاتے

دکھا کے تیغ جو مقتل سے یار بڑھ چلتا
اجل کے پاؤن پہ سر رکھ کے ہم مچل جاتے

پتنگ بنکے لپٹتے تو شمع رویون سے
وہ ہم نہ تھے کہ تپ ہجر سے پگھل جاتے

تلاش رزق مین گردش ہوئی ہمین بیسود — نصیب ساتھ ہی رہتے جہان نکل جاتے

قبول خاطر روشندلان اگر ہوتے
امیر نور کے سانچے مین شعر ڈھل جاتے

مقام وجد ہوا وہ دل کہ بزم یار مین آئے — بڑے دربار مین پہونچے بڑی سرکار مین آئے

خداوندا نہ زنگ اس ترک کی تلوار مین آئے — کہین دھبا نہ میرے زخم دامندار مین آئے

مرے گھر کی طرف بھی عالم مستی مین آ نکلے — ترنگ ایسی کبھی یا رب مزاج یار مین آئے

ولا آنکھون سے چھپکر اوس سے ہو دیدار کا طالب — جو ہو خلوت نشین کیا مجمع اغیار مین آئے

خط شکوے سے مین ہرحال سو سو بار ڈرتا ہون — جو تو آیا تو آیا وہ نہ اس سرکار مین آئے

بہت مشتاق ہین بست آمد ابر بہاری کے — الٰہی کوئی لکہ کوہ سے گلزار مین آئے

خمیدہ قد ہوا اب دیر کیا ہو خاک ہو زمین — زمین پر گر پڑے آخر جو خم دیوار مین آئے

جنون کا رنگ چمکایا یہ تیرے عشق عارض نے — گریبان چاک گل گلزار سے بازار مین آئے

یہ وقت قتل ہے ڈر ہمکو اپنی سخت جانی سے — کہین بل نہ بال اس ترک کی تلوار مین آئے

کیا مجبور کے طعنے واعظون نے تنگ یہ آخر — کہ ہم مسجد سے اٹھ کر خانۂ خمار مین آئے

نظر آتا ہے ہر گل زر بکف بہر خریداری — چمن مین تم کہ یوسف مصر کے بازار مین آئے

زر داغ جنون تقسیم شاہ عشق کرتا ہے — تونگر جسکو ہونا ہو وہ اس سرکار مین آئے

خدا ہو دوست جسکا اوسکو کیا اندیشۂ دشمن — براہیم آگ مین پھینکے گئے گلزار مین آئے

قفس مین کیا مزہ ہے تیرے دیوانونکو کیا جانے — جب آئے پابجولان وادیٔ پرخار مین آئے

یہان مست سر ہے میرے دل صد چاک کا قبضہ — کمر شانہ سمجھ کر گیسوے خمدار مین آئے

دلا خیرہ دکھا کب وہ جلوہ روے روشن کا — جو بے پردہ نہ خواب طالب دیدار مین آئے

اوٹھا و تیغ سے پردہ کو رمادر زاد بینا ہو — ہلا دو لب زبان گنگ بھی گفتار مین آئے

گرفتار قفس سے جیب تک فصل بہاری تھی — خزان بھی ساتھ آئی ہم اگر گلزار مین آئے

کیا ہو وعدہ سر دینے کا قاتل ہو سو حاضر ہوں
زبان کو کاٹ ڈالوں فرق اگر اقرار میں آئے

امیر اب دغدغہ کیا کہ پہنچے ہم مدینے میں
چھٹے آفت سے ظل احمد مختار میں آئے

خیال زلف و عارض میں قضا کی — نماز صبح و شام اک جا ادا کی
ادا پر مرنے والوں سے بھی غمزے — کہو کیوں موت آئی ہے قضا کی
نہ آتا تھا اجل منہ پر نہ آئی — تری تلوار آوارث کسا کی
شب غم میں جو ہمکو یاد آتا — درازی تا پتے روز جزا کی
وہ بیکس ہیں کہ تربت پر ہماری — چڑھائی چرخ نے چادر گھٹا کی
عدم میں کیا تماشا ہے کہ دن رات — چلی جاتی ہے سب خلقت خدا کی
مرے منہ کا ہو لقمہ جسم غیر — مجھے قسمت ملی ہے آسیا کی
دکھے کیونکر نہ دل آوارگی سے — صدا ہر پہ کسی درد آشنا کی
نہ کھا او دل فریب زینت دہر — ڈلی اس پان میں ہے سنکھیا کی
بہار بیخزاں ہے جامہ یار — نہ مرجھائیں کبھی کلیاں قبا کی
کیے ہنسنے یہ بتخانوں میں سجدے — کہ تربت کہنے لگے رحمت خدا کی
دلا ہم سے گلا وصل دلربا کا — شکایت آشنا سے آشنا کی
نہ مجنوں ہوں نہ وامق ہوں نہ فرہاد — مرے سب آشناون ذ قضا کی
وہ دانہ ہوں جو پسنے سے بچوں یہیں — جلا دے آگ سنگ آسیا کی
وہ غافل تھی کہ تب لی ہے کروٹ — ڈھلی جب دوپہر روز جزا کی
الٰہی مرحلوں جھگڑا ابھی چھوٹے — کہیں آسان ہو مشکل قضا کی
کہاں تک وا ہونگا عقدۂ کار — گرہ ہے کیا ترے بند قبا کی
پسیں کیونکر نہ تیری راہ میں دل — غضب شوخی ہے چشم نقش پا کی

اگر میرے سیہ خانے میں آجائے
سعادت سایہ ہی اڑ لے ہما کی

ترے کشتے نے خنجر ہی کے نیچے
مصیبت جھیل لی روز جزا کی

امیر سخت جاں بھی ہو چکا قتل
چلو منت ہوئی پوری قضا کی

ترا کیا کام اب دل میں غم جانانہ آتا ہے
نکل اے صبر اس گھر سے کہ صاحب خانہ آتا ہے

نظر میں تیری آنکھیں سر پہ سودا تیری زلفوں کا
کسی پریوں کے سایے میں ترا دیوانہ آتا ہے

وفور رحمت باری ہی میخواروں پہ ان روزوں
جدھر سے ابر اوٹھتا ہے سوے میخانہ آتا ہے

لگی دل کی بجھائے بیکسی میں کون ہے اپنا
مگر اک گریہ حسرت کہ بیتابانہ آتا ہے

ادھر بھی سے نظر سے کرتی ہے تسخیر جان تیری
اجل تجکو بھی کتنا ناز معشوقانہ آتا ہے

پریشانی میں یہ عالم تری زلفوں کا دیکھا ہے
کہ اک اک بال پر قربان ہونے شانہ آتا ہے

چھلک جاتا ہے جام عمر اپنا وائے ناکامی
ہمارے منھ تلک ساقی اگر پیمانہ آتا ہے

وہ بت ہے مہرباں سب اپنا اپنا حال کہتے ہیں
لب خاموش تجکو بھی کوئی افسانہ آتا ہے

طلسم تازہ تیرا سایہ دیوار رکھتا ہے
بدلتا ہے پری کا بھیس جو دیوانہ آتا ہے

یہ عظمت رکھے زاہداں بتوں میں ہمنے پائی ہے
کہ کعبہ ہمکو لینے تا در بتخانہ آتا ہے

دو رنگی سے نہیں خالی عدم بھی صورت ہستی
کوئی ہشیار آتا ہے کوئی دیوانہ آتا ہے

ہمایوں استخوان سوختہ پر میرے گرتا ہے
تڑپ کر شمع پر جیسے کوئی پروانہ آتا ہے

ادھر ہیں حسن کی گھاتیں ادھر ہیں عشق کی باتیں
تجھے افسوں تو مجکو اے پری افسانہ آتا ہے

کلیجا ہاتھ سے اہل طمع کے چاک ہوتا ہے
صدمہ آسا اگر مجکو بسیر وانہ آتا ہے

نمک ملا دہر کا چاہتا ہے زخم جنوں پر
مدد کا وقت اب اے ہمت مردانہ آتا ہے

زبس ہستی کا دھڑکا وصل میں ہمکو سمایا ہے
کدھر ہے ہوش میں آؤ کوئی آیا نہ آتا ہے

الٰہی کسکی شمع حسن ہے روشن سے گھر میرا
کہ بنجاتا ہے جگنو آنکے جو پروانہ آتا ہے

وہ عاشق خال و خط کا ہوں کہ نذر سویدا گرتا ہوں
میسر تیرے دن بھی جو مجکو دانا آتا ہے

اسیر اور آشیانے والا کون ہے گور غریبان پر
جو روشن شمع ہوتی ہے تو ہاں پروانہ آتا ہے

جتنے کہ تیر ترکش دلبر میں رہ گئے
اوتنے ہی حوصلے دل مضطر میں رہ گئے

دھویا ہزار اوس بت سفاک نے مگر
دھبے ہمارے خون کے خنجر میں رہ گئے

صحرائے عشق میری طرح طے نہو سکا
نو آسمان ایک ہی چکر میں رہ گئے

چھوڑے کہیں نہ گیسوی پرخم نے اسکے پیچ
کچھ رہ گئے تو میرے مقدر میں رہ گئے

مجلس تمام ہوگئی ہنگامہ ہو چکا
ہم راہ دیکھتے تری محشر میں رہ گئے

اے چشم اشکبار ڈبو دے انھیں بھی تو
ٹاپو ہیں جابجا جو سمندر میں رہ گئے

یارب شتاب آئے سگ یار اسطرف
کچھ کچھ ہیں استخوان تن لاغر میں رہ گئے

ساقی چمن میں آتے ہی رخصت ہوئی بہار
میخوار فکر شیشہ و ساغر میں رہ گئے

نالے تو نارسائی قسمت سے بڑھ سکے
ڈورے ہی ڈوری بال کبوتر میں رہ گئے

اشکوں سے میری بجھ گئی سارے جہاں کی آگ
پوشیدہ کچھ شرر تھے سو پتھر میں رہ گئے

واماندگی سے جا نہ سکے کاروان تلک
کھائیں نہ ٹھوکریں [illegible] جو مقدر میں رہ گئے

اپنے مکان ہیں دیدہ و دل اختیار ہے
اس گھر میں رہ گئے کبھی اس گھر میں رہ گئے

اڑنے کے نشان امیر نہیں ہیں اگر ہنوز
نام آوروں کے نام تو دفتر میں رہ گئے

داغ اقربا کے سینۂ سوزان میں رہ گئے
محفل کہاں چراغ شبستان میں رہ گئے

رخنے تمام بند کیے صبر نے مگر
سوراخ دل میں چاک گریبان میں رہ گئے

لپٹے نہ گرد بھی مری کشتی کے پاس تک
کیا سر پٹک کے شورش طوفان میں رہ گئے

کانٹے کہیں پڑے ہیں کہیں گردباد ہیں
یہ یادگار قیس بیابان میں رہ گئے

میری طرح ضعیف ہوئے میرے اشکِ غم
نکلے جو دل سے دامنِ مژگان میں رہ گئے

وہ خوبرو رہے نہ وہ تزئین لعت درخ
باقی نہ دگبر و مسلمان میں رہ گئے

یوسف تو مصر میں ہوئے رونق فزائے حسن
یعقوب راہ دیکھتے کنعان میں رہ گئے

مقتل میں اوسکے دوڑکے پہونچے جو تھے قوی
قیدی جو ناتوان تھے وہ زندان میں رہ گئے

وحشت میں ہو سکے نہ رسا مثلِ گردباد
نقشِ قدم کی طرح بیابان میں رہ گئے

دوڑے تلاشِ دولتِ دنیا میں جو حریص
آخر کو تھک کے گورِ غریبان میں رہ گئے

لی کاروانِ گل نے خزان میں عدم کی راہ
بلبل پھڑک پھڑک کے گلستان میں رہ گئے

آئے کبھی حرفِ شکوہ جو دل سے زبان تلک
بن ہنسکے درد درسے دندان میں رہ گئے

رزقِ سگ و ہما کیے دورِ سپہر نے
جو استخوان کہ گنجِ شہیدان میں رہ گئے

آوارگانِ عشق کا کوسون پتا نہیں
کچھ ڈھیر ہڈیونکے بیابان میں رہ گئے

لوٹا ستمگرون نے مگر پھر بھی اے امیر
مضمون ہزارہا مرے دیوان میں رہ گئے

بتون سے نذر وہ جا کر مکان پر کھیلے
کہ ہار کے دل و دین اپنی جان پر کھیلے

کمان میں تیر وہ جوڑے تو صید ہوں لبریز
زمین کیسی شکار آسمان پہ کھیلے

زبانِ تیغ یہ دیتی تھی کوہکن کو صدا
جو سرفروش ہو وہ اپنی جان پہ کھیلے

یہ اوسکے پڑھنے سے ہو جا بیت کو شادی
کہ بیت بیت سے جو تھی زبان پہ کھیلے

میں رند رنگ میں ڈوبون وہ طفلِ بادہ فروش
خدا کرے کہیں ہولی دکان پہ کھیلے

بچائے رنگ وہ مطرب پسر جو بیٹھک کا
جو ہاتھ رہا ہو تو ہر ایک تان پہ کھیلے

نہ بیٹھنے میں گذارہ نہ ہارنے میں رفاہ
پھر اوس سے کھیل کوئی کس گمان پہ کھیلے

کہون تو درد دل اُس کو ہے قتل کا خوف
قضا نہ سر پہ کہیں اس بیان پہ کھیلے

لگا سکیں نہ وہ واعظ نماز میں شرطیں
جوا جو رند و شب اپنے مکان پہ کھیلے

ہمارا دل ہے کہ اس ترک شوخ سے شطرنج
ہزار بار کیا امتحان پہ کھیلے

امیر چال کوئی اس سے کسطرح چل جائے
تمام روز جو بیٹھے مکان پہ کھیلے

نمود خط ابھی اے حسن یار باقی ہے
اس آئینے کے جگر میں غبار باقی ہے

نہ مست ہے نہ کوئی ہوشیار باقی ہے
حجاب کس سے اب اے چشم یار باقی ہے

وہ صیدگاہ سے جاتے ہیں اے اجل کہدے
ادھر بھی ہے پڑا اک شکار باقی ہے

پٹکدو ہیں ہر شیشون کا خدا اے ساقی
ابھی تو شیخ کا سنگ مزار باقی ہے

زمین گور کو سیر فلک مبارک ہو
کہ میرے پاس دل بیقرار باقی ہے

وہ منتظر ہیں کہ مر لون تو لاش پر آئیں
اجل کو آنے میں کیا انتظار باقی ہے

پھر اسکے دانتوں کا تجکو ہے قصد نظارہ
گرہ میں کچھ گہر آبدار باقی ہے

نہ جائیگی کبھی تا زیست اپنی سوزش دل
کہ شیشہ [illegible] جب تک [illegible] باقی ہے

چلے بہ رنگ نفس عمر بھر تو کیا حاصل
کہ منزلوں ہی ابھی کوے یار باقی ہے

وہ ذبح کرکے لہو پہ چھڑک رہے ہیں جو خاک
اشارہ ہے کہ ابھی تک غبار باقی ہے

ہوئے تو خاک ہوئے ہم مٹے تو خاک مٹے
ابھی تلک تو نشان مزار باقی ہے

نہ توڑو آئینہ جانے بھی دو کہ ایک یہی
تمھارے دیکھنے والون مین یادگار باقی ہے

نہ دل میں تاب نہ آنکھوں میں نور ہے لیکن
وہی تڑپ ہے وہی انتظار باقی ہے

سوال کرتے ہیں کیا دیکھکر ملک ہم سے
کفن میں بھی تو نہیں کوئی تار باقی ہے

قضا پکارتی پھرتی ہے انکے مقتل میں
چلے اگر کوئی امیدوار باقی ہے

بہار میں ہو نہ کیوں روے یار پر جوبن
چمن عروس ہے جب تک بہار باقی ہے

امیر فاتحہ پڑھنے کو لے کہاں آئے
مزار ہے نہ نشان مزار باقی ہے

بہار عمر سے دل یادگار باقی ہے
بس اک یہی ثمر داغدار باقی ہے

نگہ کہاں مری آنکھوں میں یار باقی ہے
یہ کچھ غبار رہ انتظار باقی ہے

رہا قفس سے کرے بلبلوں کو کیا صیاد
ابھی تو باغ میں کچھ کچھ بہار باقی ہے

کلیم بیٹھ رہے طور پہ خیال نہیں
کہ اور بھی کوئی امیدوار باقی ہے

کہاں کہاں نہیں یاران رفتہ کو ڈھونڈھا
اب ایک ہی تو عدم کا دیار باقی ہے

مثال آئینہ وا ہیں مزار میں آنکھیں
ہنوز حسرت دیدار یار باقی ہے

شگفتہ سیکڑوں دن گل رہے ہیں اپنے پھولوں میں
خزاں کے بعد بھی جوشش بہار باقی ہے

نفس کی آمد و شد ہر نفس یہ کہتی ہے
کوئی دم اور سمجھئے اختیار باقی ہے

کفن کے واسطے کافی ہوں ہم وہ وحشی زار
کوئی کوئی جو گریباں میں تار باقی ہے

نہ تخت خسرو چیں ہے نہ چتر قیصر روم
مزار و سایۂ نخل مزار باقی ہے

ہجوم داغ سے ہر عضو بن چکا طاؤس
موئے پہ بھی وہی نقش و نگار باقی ہے

اٹھا جو پردہ تو کیا شرم ہو ابھی شب وصل
پڑی نقاب تو ہے اے نگار باقی ہے

برنگ شیشہ ترقی نہیں کبھی تپ غم
ہزار آئے پسینا بخار باقی ہے

ہوا سے کوچۂ گیسو میں یہ تماشا سنبل
کہ ایک پیچ ہر تار تار باقی ہے

نکل چلے ہیں بہت طفل اشک دیکھ او دل
ابھی تو جیب پہ کچھ اختیار باقی ہے

صبا چلی نہیں غنچے میں منہ چھپائے ہوئے
وہی حجاب عروس بہار باقی ہے

کھینچے گی اہل عدم کو دکھا کے داغ امیر
یہی گل چمن روزگار باقی ہے

تیغ قاتل پہ ادا لوٹ گئی
رقص بسمل پہ قضا لوٹ گئی

ہنس پڑے آپ تو بجلی تڑپی
بال کھولے تو گھٹا لوٹ گئی

بس گیا چشم سیہ پر سرمہ
پائے رنگیں پہ حنا لوٹ گئی

اونچی چوٹی کے ادا گر وہ پھری
پہنچی [illegible] پسینا لوٹ گئی

اس روش سے وہ چلے گلشن مین
بچھ گئے پھول صبا لوٹ گئی

تیرے بسمل سے ترے خنجر نے
وہ ادا کی کہ قیامت لوٹ گئی

جان مجنون کی حقیقت کیا تھی
[illegible] پہلو مین [illegible] لوٹ گئی

سانپ کی طرح مری چھاتی پر
رات وہ زلف دوتا لوٹ گئی

یاد گیسو نے تڑپ پیدا کی
برق بنکر یہ بلا لوٹ گئی

وار خالی نہ گیا قاتل کا
بچ رہا مین تو قضا لوٹ گئی

کیا مزے کی ہے طبیعت اپنی
ایک بوسہ جو ملا لوٹ گئی

خنجر ناز نے کشتون سے امیر
چال وہ کی کہ قضا لوٹ گئی

عشق بتان سے ہوا [illegible] سر کر اوٹھا ہے
[illegible] جگر [illegible] اوٹھا ہے

جور فلک کہنا [illegible] اوٹھا ہے
اک دل ہے ہزار داغ ہین کیونکر اوٹھا ہے

کہتے ہین مجھ کو [illegible] دیکھ کر
اللہ جان چھوڑ کے [illegible] اوٹھا ہے

مر دی [illegible] آئے تو [illegible]
اسکا جنازہ [illegible] اوٹھا ہے

غیرت کا حکم ہے کہ گلا گھونٹ گھونٹ کر
مرجائیے [illegible] خنجر اوٹھا ہے

مشتاق [illegible]
[illegible] اوٹھا ہے

[illegible]
[illegible] اوٹھا ہے

[illegible]
[illegible] اوٹھا ہے

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

ساقی کی چشم پر قسم رخ کی کھائیے
قرآن اوٹھائیے بھی تو حق پر اوٹھائیے

بے چشم مست یار نہیں لطف میکشی
اب انجمن سے شیشہ و ساغر اوٹھائیے

قاصد بغیر نامہ بری کو پہنچ گیا
اب اوسکی لاش پھر پیہ پر اوٹھائیے

ہے عشق کی نماز میں تکبیر کا یہ لطف
دونون جہان سے ہاتھ برابر اوٹھائیے

دل کی جگہ ہے ہاتھ بیٹھا پہ سینہ پر اثر
بجلی نہیں ہے شرار جو پھر اوٹھائیے

آسان نہیں ہے عشق بت سنگدل امیر
ہے بوجھ اوٹھائیے تو سمجھ کر اوٹھائیے

بیٹھا نہیں خزان میں یہ نالے ہزار کے
سٹلو مراد خواہ ہین فصل بہار کے

رکھتا نہ مجکو ساتھ دل بیقرار کے
سہو اور ایک مزار ہوا پہ مزار کے

گستاخ خانہ میں صفائی کی کب ہے بات
چپکا تھا ہوا ایک آئینہ منھ پر غبار کے

ہر بار ہو کے اوسکی گلی میں بلا وجہ
ذرے ہیں آفتاب بہار و غبار کے

گلشن سے بلبلون کو اڑاتا ہے باغبان
صدمے اوٹھا رہے ہیں کبھی ہر بہار کے

پھولیگا اور کبھی پہ پھولیگا آجکل
ای نخل عمر دن تو یہی ہین بہار کے

دونی خدا کے گھر میں یہ حق ہے کیا غریب
سامع اگر ہو ورنہ تو کیسے پکار کے

بہشت کی اہل بے پیچ نقاش ہے ترے
کہتا تھا تیرے یار کا نقشہ اوتار کے

ایام ہجر کٹ نہ سکے کوہکن سے کبھی
تجھ سے کٹے ہوتے ہیں دن انتظار کے

یہ عشق خود ابن ہے وال ہے ہزار
مقصل تمام چھوڑ ہین خط غبار کے

آئے سوال کچھ نکیرین امیر گر
کٹھرے ہوئے لب کنار مزار کے

شرمندہ میر بھیجے ہی میں بیٹھا وہ جناب
پاؤن پہ گر کے بیٹھے ہیں پیچھے آنا ر کے

شکوہ میں ابر کا ہوا کا گلہ کرون
وحشت بیکران میں ہر مشت غبار کے

[illegible]
[illegible]

روشن تھے جنکے قصر مین سو شمعون کے جھاڑ
محتاج ہین وہ ایک چراغ مزار کے

پیری مین کس نکو جوانی کے رو بیٹھے
سو داغ دیکھئے ہین دو دن بہار کے

یکرنگ تھے وہ ہم کہ دو رنگی نہ کی پسند
پہنا کفن تو جامہ ہستی اتار کے

شکر گذرتے ہین جو گھروندے ہزار ہا
ہین کھیل اسیر صنعت پروردگار کے

صحبت مین روح جسم ہو پیچھے مزار کے
کشتی ہماری ڈوب گئی پار اتار کے

اب خاک کام آئین گے آنسو ہزار کے
شبنم نے دھوئے پاؤن عروس بہار کے

بیغم ہین عیش کب چمن روزگار کے
کھٹکے ہین کوچۂ رگ گل مین بھی خار کے

مردون سے کر رہے ہین نکیرین کیا سوال
جھگڑے ہین مجاورون سے یہ یا ہر مزار کے

دوزخ مین مجکو جھونکتے تھے مرے عمل
قربان شان رحمت پروردگار کے

کیا چشم سرمگین کے اشارون سے دل بچے
آتے ہین تیر زنگی دلق سوار کے

اس پیار سے زمین نے کھینچا بغل مین تنگ
یاد آگئے مجھے آغوش یار کے

پہناؤ بیڑیون کے عوض مجکو بدھیان
کچھ اب کی سال رنگ نئے ہین بہار کے

کلیان جنھین گلون کی سمجھتی ہے عندلیب
وہ بند ہین نقاب عروس بہار کے

پانی تری چھری کا ہی یون ہی جو بار ہو
دریا بہینگے دشت مین خون شکار کے

کہتے ہین گل یہ سمجھ شبنم سنبھال کر
گنتی کے رہ گئے ہین دن اپنی بہار کے

کیون عاشقون کے نامۂ عصیان ہون سیاہ
پروردہ ہین مسودۂ زلف یار کے

کیونکر ملے سراغ مرے جسم زار کا
پردے ہین تار پیرہن تار تار کے

غافل نہ گرم و سرد جہان سے کبھی رہے
سوئے جو ہم تو سائے مین نخل چنار کے

صالح کا ناقہ ہو کہ دلا گاو سامری
پالے ہوئے ہین سب ہی ترے پروردگار کے

جلوہ دکھا کے رنگ جوانی ہوا ہوا
آتے ہی اڑ گئے پاؤن کبوتر ... بہار کے

دامن کشان وہ آئے سر قبر شکر ہے — آنسو تو کچھ تھمے مری شمع مزار کے

گلشن میں کی جو آہ شرربار امیر نے
چھوٹیں سکے پھلجھڑی کی طرح پھول انار کے

سب جلو میں آپ کے آتے ہیں اٹھتے بیٹھتے — اک مجھی پر آپ جھنجھلاتے ہیں اٹھتے بیٹھتے

ضعف سے گو ٹھوکریں کھاتے ہیں اٹھتے بیٹھتے — پر ترے در تک پہنچ جاتے ہیں اٹھتے بیٹھتے

ہیں نماز ان زاہدوں کی ضعف ایمان پہ دلیل — سامنے اللہ کے جاتے ہیں اٹھتے بیٹھتے

نوجوانی میں بھی باقی ہے اونھیں اتنا حجاب — کوئی بیٹھا ہو تو شرماتے ہیں اٹھتے بیٹھتے

ہیں جوانوں کے سر افلاک پڑتے تھے قدم — اب زمیں پر ٹھوکریں کھاتے ہیں اٹھتے بیٹھتے

زاہدوں کو کیا حرم کی راہ میں پیچ سجود — منزل آسان ہو چلے جاتے ہیں اٹھتے بیٹھتے

خود نمائی کی بدولت کتنے اوچھے ہیں حسین — منہ دری ملتے ہیں اتراتے ہیں اٹھتے بیٹھتے

بوجھ ہو مو بافت کا انکو نزاکت سے وبال — گیسوؤں کی طرح بل کھاتے ہیں اٹھتے بیٹھتے

تھا جوانی تک مزہ سیر و تماشا کا تمام — ضعف سے اب پاؤں تھراتے ہیں اٹھتے بیٹھتے

کیا ہوا میں ناتوان ہوں گور کی منزل کڑی — آگے پیچھے سب چلے جاتے ہیں اٹھتے بیٹھتے

رسم ملنے کی کھوئی عید کی ساری خوشی — تین دن تک پاؤں پہ جاتے ہیں اٹھتے بیٹھتے

آگے سو سو شعر اک جلسے میں کہتے ہیں امیر
چار مصرع اب کہے جاتے ہیں اٹھتے بیٹھتے

تیغ قاتل کی چمک آنکھوں میں پھر جاتی ہے — اور بھی برق تڑپ کر مجھے تڑپاتی ہے

درد الفت مجھے معشوق سے بڑھ کر ہے عزیز — جب یہ اٹھتا ہے مری روح نکل جاتی ہے

صورت نقش قدم اٹھ نہیں سکتے ہیں قدم — ناتوانی مجھے ہر گام پہ ٹھہراتی ہے

طرز رفتار سے مارا ہے تو پامال بھی کر — دیکھ قاتل یہ بڑی چال رہی جاتی ہے

[illegible] بگڑا ہوا میں ہوں مانند حباب — آنکھ کھل جاتی ہے جب دم کوئی لہر آتی ہے

شوخیِ حسن نے لاکھ اوسکو کیا مشتاق مگر
پھر لڑا کہیں ہو ابھی آنکھ جھپک جاتی ہے

کچھ نہ اغیار کی تقصیر نہ میرا الزام
بیزبانی مری باتیں مجھے سنواتی ہے

لاش پر بھی وہ چھڑکتا ہی نمک ہنس ہنسکر
چھیڑ اب تک مرے زخموں سے چلی جاتی ہے

سینکے سب چھٹے ہوں کہیں جلد لحد سے نکلوں
اب طبیعت بہت اس تنگ بیت سے گھبراتی ہے

گل نہ ہم سحری شمع سحر کو نہ کرے
کوئی دم میں یہ غریب آپ ہی بجھ جاتی ہے

دل کو تسکین ہی آئی نالے والو کیا ہوں
اب تو آواز جرس کی بھی نہیں آتی ہے

میں سمجھا تھا کہ اب قتل میں تاخیر ہو کیوں
بولے ہر بات میں جلدی تمہیں پڑ جاتی ہے

آخری وقت تو آواز سنا جاؤ مجھے
خلق کے کہنے کو اک بات رہی جاتی ہے

آرسی پھر تری صحبت کی نہ پڑ جائے کہیں
سامنا تجھ سے ہو پر چوٹ نہیں کھاتی ہے

دوسرا اوسکا مقابل ہو جوان کون امیر
سیکڑوں راتیں تیری ہیں اور ایک مری جوانی ہے

تو نکل کر بیٹھا جو چلی نکلا دل تیر سے
خون ... دیکھیں جسم میں لپٹی لپٹ کر تیر سے

چھوڑ دیا ہوں کسی کی لذت تقریر سے
سیر ون کرتا ہوں جو خوشی کا گل تصویر سے

[illegible] مجھ کو [illegible] تری
لیکن یہ پاؤں اٹھ اکر خانۂ زنجیر سے

تیر چلا بھی نہیں قاتل کے ترکش سے ابھی
روح خوش ہو کر نکل آئی تن دلگیر سے

ہو گیا وہ تیر دامن چلا سکتا نہیں [illegible]
کثرت عصیاں نے اکیر کر دیا تقدیر سے

منصفی تا [illegible] تیر ہی خدا کو ہم
لذت تقریر باقی ہے [illegible] سے

پاس [illegible] ادھر [illegible]
[illegible] سے

دعویٰ ہم پر قاتل [illegible] آئی ہیں پہ یاں سیکھے
چال [illegible] تیر سے

وہ اگر [illegible] عشق نے انہیں
[illegible]

[illegible]
[illegible]

ادھر صبا سنبل نے کیوں گلشن میں پھیلایا ہے جال
موج بوے گل بھی جکڑی ہے کسی زنجیر سے

کس سبب غلطاں نہیں ہوتا وہ گلگوں فلک پہ
کھینچے لیتی ہے قضا ناوک ترا تقدیر سے

ہوں نہیں آئینے کا قائل ہوں خط رخسار یار
توڑ چھوڑا میں خط کے سیکھنے کا شب [illegible]

اس مرقع میں عجب نیرنگیاں ہیں حسن کی
جب نظر ادھی زلفیں آنکھیں بنی تصویر سے

قید ہستی سے جو چھوٹے آ کے جنت میں امیر
حور نے لکھکر روح نکلی خانۂ زنجیر سے

اے فلک ہے تیر زہر بند حسن کی تاثیر سے
رنگ سا خون ہو گیا ہے سرخی تصویر سے

لکھ دیا روز ازل انجام غفلت کا مری
خواب سے بیٹھے ہوا آگاہ وہ تعبیر سے

لے گیا مرہم اوسکو تازہ زخم کے لیے
جو لہو کا قطرہ ٹپکا یار کی شمشیر سے

دیکھا کو دل بنا سے عبرت قصۂ شداد ہے
کر گئے تم بنیاد فردوس کی تعمیر سے

مرنے سے بھی نہ احسان غیر کا ہم سے اوٹھا
ہمرہی کا شکوہ اپنا تیر ہے شمشیر سے

اٹھی آرایش بھی اونکی ہے نزاکت سے گران
کم نہیں ہے بوجھ انکی چوٹی آنچل زنجیر سے

اپنا وہ اس سے شکر قاتل بسمل ہے [illegible]
ہر دو یاں زخم جو ہے پہلی زبان شمشیر سے

بوسہ لیتے ہیں جو وہ بگڑے تو تقدیر [illegible] ادا
مصیبت کا [illegible] ہو گیا تقدیر سے

تو سمجھے ہیں قضا قاتل کسی سے کم نہیں
ہاں [illegible] ہو اپنی [illegible] تیر سے

وصف گیسو میں جو کرتا ہوں تو کرتا [illegible]
دم [illegible] الجھی ہوئی تقریر سے

جان نثار ان کو بھلے [illegible]
رنگ [illegible] شمشیر سے

عشق ابرو [illegible]
[illegible] تشہیر سے

[illegible]
[illegible] تحریر سے

[illegible]
وابستہ [illegible] زنجیر سے

[illegible]
[illegible]

آ سکے برباد ہی ہمارے خانۂ دل میں بسی — گھر خرابی کا ہوا آباد اس تعمیر سے

لکھو چکے قاصد کو خط اس شوخ کو لکھکر امیر
رو چکے لکھے کو اپنی خوبی تقدیر سے

کیا لب معشوق ہو کر جان لے نخچیر سے — سیکھ لے گھر دل میں کرنا کوئی دیکھے تیر سے
شعلۂ آواز سے غش آ گیا مثل کلیم — لن ترانی کا مزہ اٹھا تری تقریر سے
مچھلیاں پانی کی رہتی ہیں مرے پیش نظر — کم نہیں سیر القصور ردام ماہی گیر سے
مضطرب مجھسے زیادہ یار ہو میرے لیے — اضطراب ناوک افگن بڑھ کے ہو نخچیر سے
ہوں وہ محو بیخودی لکھی جو میری سرنوشت — مٹ گیا جو حرف نکلا خامۂ تقدیر سے
محو ہو کر دیکھ نیرنگی طلسم دہر کی — سیر کر حیرت کدے کی دیدۂ تصویر سے
عذر بے بالی و پری کب تک نکل اے مرغ روح — مانگ لے پر عرش تک اڑ کر جو پہنچے تیر سے
عالم کثرت میں وحدت کی نشانی ہے ضرور — فایدہ اتنا ہے بس اللہ کی تکبیر سے
زندہ جاوید ہوں کیونکر نہ بسمل زیر تیغ — چلتی ہے قاتل قضا بچکر تری شمشیر سے
کل تلک تھا کثرت عصیاں سے نادم اے کریم — آج شرمندہ ہوں اپنی قلت تقصیر سے
منزلت اضداد سے بڑھ جاتی ہے ہر چیز کی — کعبے کی رونق ہوئی بتخانے کی تعمیر سے
عشق گیسو سے جو چھوٹے قتل ابرو نے کیا — آئے مقتل میں جو نکلے خانۂ زنجیر سے
تیر سے چھٹنے اور کھنچنے کا تو کیا مذکور ہے — یہ ادائیں سیکھ لے کوئی تری شمشیر سے
جو رقم کرتا ہوں میں کرتا ہے وہ اسکے خلاف — ایسے خط لکھواکے بھیجوں کاتب تقدیر سے
کیا خبر مجکو قسمت میں کہاں کی خاک ہے — جیتے جی کیا فایدہ ہے قبر کی تعمیر سے
وہ کرے سلطان دنیا کر دے سلطان دین — کیا ہے نسبت دونوں جہاں کو یار کی شمشیر سے
داغ سینہ داغ پہلو زخم دل درد جگر — کیسے کیسے ہمنشین مجکو ملے تقدیر سے

زخم یہ اور مجھے نہیں کھائے ہیں قاصد نے امیر

نکلے آیا ہے وہ اس پردہ میں خط شیشہ کے

قطع ہو راہ سفر کو جب قاتل آئے
تھک گیا ہوں میں الٰہی کہیں منزل آئے

ہیں جبین پر شدہ خنجر قاتل آئے
وصل میں فرق جو دارنہ آسکے دل آئے

حاجیو تمکو مبارک ہو سفر کعبے کا
جا کے تنہائی میں اللہ سے ہم مل آئے

مرتے دم بھی نہ ہوئی لذت دید الغیب
غش پہ غش مجکو تہ خنجر قاتل آئے

صدمہ درد جگر سے نہیں آگاہ جنوں
کہیں اللہ کرے آپ کا بھی دل آئے

حال ہشیاری کا بیدار دلوں سے پوچھو
ہم تو غافل رہے غافل گئے غافل آئے

مجھسے صدمے نہ جدائی کے اٹھینگے یارب
جان بھی ساتھ ہی جائے جو کہیں دل آئے

ماہتابی پہ وہ آئے تو تجلی نے کہا
میرے آگے تو جھک کر مہ کامل آئے

ہوں وہ واماندہ غربت جو کروں قصد عدم
موت لینے کو مجھے سیکڑوں منزل آئے

مذہب عشق میں تمیز بد و نیک ہے کفر
توبہ کیجے جو خیال حق و باطل آئے

سر اٹھانے کی نہیں کنج لحد میں طاقت
تھک گئے لیکے کڑی جھیل کے منزل آئے

وہ غریق یم محنت ہوں کہ آنکھوں میں فلک
خاک جھونکے جو نظر دور سے ساحل آئے

تیز قد موت نے جو پیچھے نہیں چھوڑا چھوڑا
گرتے پڑتے ہوئے ہم بھی سر منزل آئے

کوئی مشتاق شہادت نہ تڑپ کر رہ جائے
دیر اچھی نہیں آنا ہو تو قاتل آئے

سادہ رویوں کو عبث دعویٰ یکتائی ہے
حال کھل جائے جو آئینہ مقابل آئے

مجکو اور غیر کو یکساں تو نہ سمجھے وہ اے میر
کاش کچھ اسکو تمیز حق و باطل آئے

روبرو دل جو ہمارا سر محفل آئے
منہ پہ آئینہ جو پھر تیرے مقابل آئے

بزم میں شب کو جو وہ ماہ شمائل آئے
شمع کے مثل شمع گرد غش سر محفل آئے

کوچۂ یار میں جا بیٹھینگے پھنسیں ہم تو نہیں
قید ہوسکے گو فرشتے سوئے بابل آئے

ہم تہیدست لب گور تو پہونچے پر یون
جسطرح لٹ کے مسافر سر منزل آئے

زخمی عشق ہون ایسا جو ہلے دل میرا
صاف آواز پر طائر بسمل آئے

سجدہ مین جا کے مین مجنون کی طرح بیٹھا ہون
کہ نظر مجھکو کوئی صاحب محمل آئے

کبھی اوس چاند سے چہرے پہ نہ خط کی نمود
یا الٰہی نہ گہن مین مہ کامل آئے

لوٹتا ہون نہ خنجر فقط اتنے لیے مین
مین تڑپے اور رہے غصے مین وہ قاتل آئے

ساتھ اغیار کے جب یار کرے بادہ کشی
خون دل کیون نہ بہان اشک کے شامل آئے

آپنے جان پر اپنے تو مروت کیسی
پھینکدون چیر کے پہلو جو کبھی دل آئے

جان وہ جان ہی جو راہ مین تیری جائے
دل وہ دل ہی جو ترے کوچہ مین بسمل آئے

یہ نیا قاعدہ دربار کا ٹھہرا ہے حضور
نذر کے واسطے ہر روز نیا دل آئے

اب کسی سے نہ رہی ملنے کی حسرت باقی
آج جی بھر کے گلے تیغ سے ہم مل آئے

ہاتھ رک جائے نہ قاتل کا ابھی کمسن ہے
ذبح کے وقت نہ ہچکی تجھے بسمل آئے

قلزم عشق وہ قلزم ہی جہان مثل حباب
ٹوٹ جائے جو سفینہ لب ساحل آئے

یاد گیسو نے لحد مین بھی نہ چھوڑا پیچھا
قید خانے مین گرفتار سلاسل آئے

بے نقاب آئے جو وہ رات کو محفل مین امیرؔ
شمع نے اٹھ کے کہا رونق محفل آئے

کہا ہمنے جو دل کا درد تم اسکو گلا سمجھے
تصدق اس سمجھ کے مرحبا سمجھے تو کیا سمجھے

ریا کو کور باطن طاعت خاص خدا سمجھے
سہارا مل گیا دیوار کا اندھے عصا سمجھے

ہوا جب نفس تابع مطلب دل ہو گیا حاصل
گلوے اژدہا ہمکو جو ہاتھ آیا عصا سمجھے

نظر ریش سیہ مین جب کوئی موے سپید آیا
بہت روئے اُسے ہم خندۂ دندان نما سمجھے

جو اوٹھتے بیٹھتے پیری مین بولین ہڈیان اپنی
درآئے کاروان زندگی کی ہم صدا سمجھے

نہ کی عہد جوانی مین ادائے بندگی ہمنے
ہوئے قائم جو پیری مین آخر تو ہم قضا سمجھے

جوانی اور پیری ایک ات اک دن کا وقفہ تھا / خمار و نشہ میں دونوں کو کھویا ہائے کیا سمجھے
ہوئے کشتہ نظر آیا جو خال ابروے قاتل / ہم اس خنجر کے جوہر کو سر قاف قضا سمجھے
ہر اک لخت دل پرخون شہید تیغ الفت تھا / گرا دامن پہ جیب و دامن کو اپنے کربلا سمجھے
محسن ہے نیا ناخن بدل وہ پنجۂ رنگین / سوا شاہ کے اسکا حسن کوئی اور کیا سمجھے

امیر اہل حرم سمجھے حرم تصویر ابرو کو
کھنچا خاکا جو اوس گیسو کا ہندو کالکا سمجھے

تارک ہستی سے اوسکا آستان نزدیک ہے / بے نشانوں سے بہت وہ بے نشان نزدیک ہے
اس چمن میں طائر کم پر اگر ہوں میں تو کیا / دور ہے صیاد ابھی اور آشیان نزدیک ہے
ہے ازل سے ساتھ نرم و سخت کا اس دہر میں / کسقدر انسان کے دانتوں سے زبان نزدیک ہے
صحبت عالم سے نقصان گوشہ گیروں کا نہیں / خوف کیا گر تیر سے زاغ کمان نزدیک ہے
رکھ قدم آہستہ آہستہ چمن میں عندلیب / دور کچھ گلچین نہیں ہے باغبان نزدیک ہے
بام جانان دور کیا ہے کہتی ہے پرواز شوق / حوصلہ عالی اگر ہو آسمان نزدیک ہے
ہو چلی ہے الفت اک پردہ نشین سے پھر مجھے / الامدد اے ضبط وقت امتحان نزدیک ہے
آگے عالی ظرف کے کمظرف کیا پاے فروغ / آبرو کیا ہے جو دریا سے کنوان نزدیک ہے
توبہ گلرویوں کی الفت سے ہے پیری میں ضرور / اے بہار زندگی وقت خزان نزدیک ہے
پرفشانی حسرت پرواز میں اب کیا ضرور / دام صیاد اجل اے مرغ جان نزدیک ہے
عشق صادق کی ہے آمد دل ہوس سے پاک کر / صاف کرنا چاہیے گھر میہمان نزدیک ہے
لی جو میخواروں نے انگڑائی اوتارا جام مہر / کیا ہی میخانے سے طاق آسمان نزدیک ہے
برگ گل صیاد آتے ہیں جو اڑکر متصل / کیا بہت میرے قفس سے بوستان نزدیک ہے
دل ہے نالان غم سے ٹپکا چاہتے ہیں اشک بھی / آتی ہے بانگ جرس اب کاروان نزدیک ہے
صدر محشر کو کھلادے سرمہ اے گرد گناہ / چپ رہے وقت حساب عاصیان نزدیک ہے

ہر طرف ہین غول غفر ساہ پوشیدہ امیر
اب ظہوری مہدی آخر زمان نزدیک ہے

وعدۂ وصل اور وہ کچھ بات ہے ‏ ہو سنو اسمین بھی کوئی گھات ہے
خلق ناحق در پئے اثبات ہے ‏ ہو دہن اسکا کہان اک بات ہے
بوسۂ چاہِ زنخدان عنبرلین ‏ ڈوب مرنے کی یہ اے دل بات ہے
گھر سے نکلے ہو سنتے وقت قتل ‏ یہ بھی سبز قتل عاشق گھات ہے
مین نے اتنا ہی کہا ہنو اُو خط ‏ یہ بگڑنے کی بھلا کیا بات ہے
بعد مدت بخت جاگے ہین مرے ‏ بیٹھے سونے کو ساری رات ہے
کیا کرون وصف بتان خود پسند ‏ اسنے بڑھ کر بس خدا کی ذات ہے
باتون باتون مین جو مین کچھ کہہ گیا ‏ ہنسکے فرمانے لگے کیا بات ہے
حرف مطلب صاف کہہ سکتا نہین ‏ ہے ادب مانع کہ پہلی رات ہے
مجھ سے ہو اظہار الفت واہ واہ ‏ آپ کی فرمانے کی یہ بات ہے
رو رہے ہین ہم ملا کر لب سے لب ‏ بیکسی ہو سا کیا برسات ہے
سیج پر تیری چال سے رفتار چرخ ‏ مہر رخ سے بازی مہ مات ہے
کیسی کٹتی ہے سیہ بختی مین عمر ‏ رات سے دن دن سے بدتر رات ہے
چھیڑتا ہے دل کو کیا اے درد ہجر ‏ خود گرفتار ہزار آفات ہے
اے غنی دے سیم و زر وقت بلا ‏ مال دنیا جان کی خیرات ہے

قطعہ

گر جگہ دل مین نہین پھر اس سے کیا ‏ یہ روشنی کی یہ بدھ کی رات ہے
صاف کہدے تو یہان آیا نہ کر ‏ پیار یہ سو بات کی اک بات ہے

لخت دل پُر یم مہ سے کھانے کو امیر

بس انھین ٹکڑون پراب اوقات سے

کشور دل مین ہو پریون کی بھی شاہی تیری
قاف تا قاف حکومت ہو الٰہی تیری

نیم جان چھوڑ چلی نیم نگاہی تیری
زندگی تا صد و سی سال الٰہی تیری

تو بھی اے ابر سیہ تولین بھی ہو کی سیاہ
ملگجی خوب سیاہی مین سیاہی تیری

گور مین ساتھ نہ جائیگی یہ شوکت اے شاہ
چھوٹ جائیگی یہین مسند شاہی تیری

تازہ نیرنگ پہ اسے ابلق ایام نہ کر
نہ رہیگی یہ سفیدی یہ سیاہی تیری

وصل مین جوش پر آیا جو مرا قلزم اشک
زلف اے ماہ بنیگی پر ماہی تیری

لکھ کے خط کو جو قاتل مین سمجھے کیا بھیجون
اے کبوتر نہین منظور تباہی تیری

دل تڑپتا ہے تو کہتی ہین یہ آنکھین رو کر
اب تو دیکھی نہین جاتی ہے تباہی تیری

جا بہنا جو مجھے تو حشر مین کہنا اے دل
داور حشر نہ مانیگا گواہی تیری

ہم فقیر اپنی فقیری مین شب و روز ہین مست
تجکو اے شاہ مبارک رہے شاہی تیری

کیا بلانے کی ڈراتی ہے مجھے اے شب گور
کچھ شب ہجر سے بڑھ کر ہے سیاہی تیری

ہو بلا خوب رجب سے رمضان تک ساقی
دو ہی گردون کا مین تنخواہ سپاہی تیری

اپنی پیاسے کو بھی کرتی نہین سیراب اے تیغ
کیسی ترچھی ہے تلوار ترا ہی تیری

برہمن کعبہ نشین شیخ حرم بندۂ بت
مصلحت ہے جو مشیت ہے الٰہی تیری

چھپ گیا مہر قیامت بھی تو اے سیاہ
بلبے اسے نامۂ اعمال سیاہی تیری

کیا ہوا تجکو کہ غافل ہوا او اے امیر
حرص سے طبع ہے مشتاق تباہی تیری

ہر گنہگار کو ہے آس الٰہی تیری
عام ہے مہر صفت نامتناہی تیری

آنکھ مین آئے نہ تیلی ہو تو اے زلف سیاہ
دل مین ٹھہرے تو سویدا ہو سیاہی تیری

منزلین ہوتی ہین کھوٹی سی کھل اے قاتل خلق
راہ تکتے ہین کھڑے دیر سے راہی تیری

رنگ تو خوب ہی پر اے شب غم عیب یہ ہے
کہ روا ہی نہیں رکھتی ہے سیاہی تیری

جوہر تیغ ہیں اے ابروے پرخم تجھ میں
قدر کس طرح سے سمجھیں نہ سپاہی تیری

میں تو زندان سے سوے دشت بڑھاتا ہوں قدم
ہوگی اے خانۂ زنجیر تباہی تیری

حشر میں تو نہ زبان بند کرا اے تیغ دو دم
دو گواہوں سے کیا بہر ہے گواہی تیری

بو نہیں رنگ نہیں نور نہیں نار نہیں
معرفت کیوں نہ ہو دشوار الٰہی تیری

واہ کس لطف سے پڑھتا ہے تو اے طفل لعاب
مدح کرتا ہے ابو نصر فراہی تیری

جوش وحشت میں رواں ہم جو کیے قیس لازم
ابھی اے کوہ ہو چوٹی پہ تباہی تیری

تیرے نظارے سے بڑھتی ہے بصارت اے زلف
سرمہ بنجاتی ہے آنکھوں میں سیاہی تیری

مشق فریاد دلا حشر میں کام آئیگی
کہ نہ رکیگی زبان وقت گواہی تیری

دھیان دل کو نہیں تیرا فقط اے زلف سیاہ
شب کو بھی آکے دبا لیتی ہے سیاہی تیری

تو سفینہ ہے زمانہ ہے سفینے میں امیر
سارے عالم کی تباہی ہے تباہی تیری

گزر سکو ہے بہت اوقات تھوڑی
کہ ہے یہ طول مقدرات تھوڑی

جو مونہ اپنے مانگی مست بولی
بہت پایا قبلۂ حاجات تھوڑی

کہاں غنچہ کہاں اوسکا دہن تنگ
بڑھائی شاعروں نے بات تھوڑی

اوٹھے کیا زانوے غم سے سر اپنا
بہت گذری رہی ہیہات تھوڑی

خیال ضبط گریہ ہے جو ہمکو
بہت امسال ہے برسات تھوڑی

پلا دے لیکے نقد ہوش ساقی
تہید ستون کی ہے اوقات تھوڑی

وہی ہے آسمان پر گنج انجم
ملی تھی جو تری خیرات تھوڑی

ترا اے وحشت زدہ اصف واعظ
لیے حسرت ہے اتنی بات تھوڑی

چلو منزل امیر آنکھیں تو کھولو

نہایت رہ گئی ہے رات تھوڑی

پژمردہ گل ہوئے ترے گالونکے سامنے
سنبل پہ پیچ پڑ گئے بالون کے سامنے

پردہ اونھین سے ہے جنھین تاب نظر نہین
آتے ہین خود وہ دیکھنے والونکے سامنے

بیجا نہ ہین گو نخرہ نہین آسمان پر
ذرہ ہے مہر مہر جمالون کے سامنے

کیا کیا بناؤ کرتے ہین خار رہ جنون
رکھ رکھ کے آئینے مہرو جمالونکے سامنے

نیرنگ صنع دیکھ تماشا ہے باغ کر
کیا سرخ گل ہین سبز نہالونکے سامنے

بندھتے جو شوخ وحشت مین مضمون چشم یار
پڑھتا غزل ہین اپنی غزالون کے سامنے

قطعہ

کیا گلرخون نے رنگ جمائے ہین باغ مین
کیا گل کھلے ہین جو رجمالون کے سامنے

کیا سرخ سرخ جام ہین بیبوون کے روبرو
کیا سبز سبز شیشے ہین تھالونکے سامنے

اصلت کی برات اور موذن گجر خروش
ہوتے ہین کیسے کیسے ملالون کے سامنے

اے زر پرست فقر کا تجکو مزہ تو ہو
کوڑی کی چینیان سفالون کے سامنے

کیا سحر جو علم عشق مین سمجھے کوئی حکیم
ہو نطق بند میرے سوالون کے سامنے

اون ابروؤن کی یاد مین دل مین ہے چراغ
روشن ہے آفتاب ہلالون کے سامنے

کرتے ہین عجز جنکو خدا نے دیا ہے ظرف
شیشون کے سر جھکے ہین پیالون کے سامنے

رکھتے ہین جو ہنر اونھین آفت سے کیا خطر
ساحل ہے بحر پیرنے والون کے سامنے

تیرون کے پھکے تری مژہ نکے روبرو
تیغین نہ چل سکین تری جالون کے سامنے

یہ نور یہ صفا یہ چمک یہ دمک کہان
خورشید ہے تو ترے گالونکے سامنے

سودائی ہین جو لاتے ہین چین وختن سے مشک
پوچھا نہ جائیگا ترے بالون کے سامنے

چار ابروؤن کے عشق مین پوچھو نہ حال دل
تنہا کمان ہے چار ہلالون کے سامنے

گلشن ہے جوش ساغر و مینا سے میکدہ
کیا گل کھلے ہوئے ہین نہالون کے سامنے

جو تن پہ زخم لگے اور ریحان تازہ ہوئی
کشادہ ہو گئیں راہیں ہوا کی آنے کی

غلاف ڈال قفس پر ابھی نہ اے صیاد
کہ ہے چمن سے توقع صبا کی آنے کی

امیر جا بیٹھینگے ہم سب لے نظیر آج عزیز
خبر ہے بیٹھے ہیں اوس مہ لقا کی آنے کی

ساقیا درد سے صاف نہیں بیٹھ گئی
شہ بیتی ڈاک تاک پہ رنگیں بیٹھ گئی

موت بھی میری طرح ہو کے حزیں بیٹھ گئی
باندھ دے تو خشت دل پہ نہیں بیٹھ گئی

بعد مردن بھی مرے ضعف کی قوت نہ گھٹی
خاک اوڑتی بھی تو چلا کے وہیں بیٹھ گئی

قصد جنت جو مری روح نے دنیا سے کیا
ڈاک اک حوروں کی دم بار زمیں بیٹھ گئی

ان دنوں دختر رز کا نہیں ملتا ہے پتا
کہیں قاضی کے تو گھر جا کے نہیں بیٹھ گئی

سقف گردوں کی بھی ای دیدۂ تر کچھ ہے بساط
چار موجیں بھی تری اوٹھ نسکیں بیٹھ گئی

دور سے بھی جو نظر آئی کبھی شکل امید
پاس آ کر مرے پہلو کے قریں بیٹھ گئی

رسی پر جو تری زلف مسلسل آئے
وہ اک تار ہے تا کشور چیں بیٹھ گئی

کشتی عمر کا انجام ہمیں یاد آیا
کھا کے چکر کوئی کشتی جو کہیں بیٹھ گئی

لمعۂ حسن نے سمجھا اسے افشاں کا فروغ
گرد بھی اوڑ کے جو بالائے جبیں بیٹھ گئی

واہ رے شوق اشارہ وہ مجھے قاتل نے کیا
دوڑ کر موت تہ خنجر کہیں بیٹھ گئی

شعر پر درد جو لکھنے پہ طبیعت آئی
سامنے آ کے مرے روح حزیں بیٹھ گئی

سخت جانی سے کے دکھائے کسے جوہر اب امیر
کہ تری باڑھ تو اے خنجر کہیں بیٹھ گئی

آنسوؤں سے نہ فقط گرد زمیں بیٹھ گئی
کشتی جسم بھی چلا کے وہیں بیٹھ گئی

لنگر اوس سے بھی گناہوں کا دیا اٹھ نہ سکا
تیک کھڑا تو نہ گو کہ وہیں بیٹھ گئی

تھا یہ گریاں کہ ہوئی قبر کنوں مرگ کے بعد
نرم ہو ہو کے یہ اشکوں سے زمیں بیٹھ گئی

ہم کھڑے ہو رہے تھے جب دم ذرہ نکل کر بیٹھے
صفت رقیبوں کی بیمار اور رہیں بیٹھ گئی

جس زمین پر کہ مرا ابر طبیعت برسا
گرد ہنگامۂ پیشین و پسین بیٹھ گئی

رشک رخسار نے تیرے کسے لاغر نہ کیا
کنپٹی ماہ کی اور زہرہ جبین بیٹھ گئی

نارسا خاک کو بھی ضعف نے ہیر ہو رکھا
یان سے اوٹھی تو سر عرش بریں بیٹھ گئی

کیون نہ ہمچشموں میں ہو نام کہ تصویر تری
حلقۂ چشم میں مانند نگین بیٹھ گئی

اوٹھا آنکھ سے اوس شوخ کی ہمچشمی کا
کیون تری آنکھ نہ اور آہوئے چین بیٹھ گئی

چال نے تیری قیامت کو اوٹھنے نہ دیا
ٹھوکریں ایسی لگائیں کہ وہیں بیٹھ گئی

دی رقیبوں کو نشانی جو انگوٹھی اوسنے
چوٹ دل پر صفت نقش نگین بیٹھ گئی

کبھی لیلی کی منگائی جو خبر مجنوں نے
ڈاک صحرا میں غزالوں کی وہیں بیٹھ گئی

مار رکھا کر نہ دریا رہے سر کا عاشق
کوئی ہڈی بھی جو سرکی تو وہیں بیٹھ گئی

کوہکن کو مزۂ الفت شیرین اوٹھا
ضرب تیشے کی جو بالائے جبین بیٹھ گئی

پھر آدم جو فرشتوں سے اوٹھائی مٹی
ایسی چلائی کہ آواز زمین بیٹھ گئی

رفعت طبع کہان تھی نہ لگا اسمیں امیر
پست مضمون سے زیادہ یہ زمین بیٹھ گئی

جان تن سے جو تڑپ کر شب فرقت نکلی
دل نے خوش ہو کے کہا ایک مصیبت نکلی

بتکدے میں ہمیں اللہ حرم سے لایا
شکر صد شکر یہاں ایک تو صورت نکلی

کیون اجی غازہ مرے خون کا مل کر دیکھا
اور ہی چہرہ ہوا اور ہی رنگت نکلی

ڈال کر منھ پہ نقاب اسنے کیا مجکو حلال
دم آخر بھی نہ دیدار کی حسرت نکلی

پھر نظارہ جو قرآن میں بھی دیکھی فال
لن ترانی کے سوا اور نہ آیت نکلی

ہاتھ تک مفتی و قاضی کو لگانے نہ دیا
دختر رز تو بڑی صاحب عصمت نکلی

سیکڑوں ڈوب مرے چاہ ذقن میں تیری
اس کنوئیں سے کوئی کشتی نہ سلامت نکلی

طور پر برق تجلی سے جو موسیٰ ہوئے غش ‏— خوب دیکھا تو وہ تیری ہی شرارت نکلی

بڑھ گئی حسن پرستی کی مجھے حرص امیر
ہائے پیری تو جوانی سے بھی آفت نکلی

شب وصل کیا مختصر ہو گئی ‏— کہ آتے ہی آتے سحر ہو گئی
شب وصل ادھر سے ادھر ہو گئی ‏— بدلتے ہی کروٹ سحر ہو گئی
نہیں ملتی یہ بھی تو در در پھر ‏— مری نبض اسکی نظر ہو گئی
دیا موت نے پیاس میں جام آب ‏— کبھی ڈوبتے آنکھ تر ہو گئی
بہت آمد آمد تھی اس گل کی گرم ‏— پڑا مینہ تو ٹھنڈی خبر ہو گئی
کسی کروٹ آیا شب غم نہ چین ‏— تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی
کھٹکتی ہے اب زندگی آنکھ میں ‏— رگ جاں مجھے نیشتر ہو گئی
الٰہی شب غم میں اتنا تو ہو ‏— کوئی جھوٹ کہدے سحر ہو گئی
چبھی دل میں اس گل کی باریک بات ‏— رگ گل مجھے نیشتر ہو گئی
کرے کون اب اڑ کے سیر چمن ‏— کہ بلبل تو بے بال و پر ہو گئی
میں حیران ہوں وہ زلف و رخ دیکھکر ‏— سر شام کیونکر سحر ہو گئی

ہمیں سر پٹکتے ہی گذری امیر
یونہیں عمر ساری بسر ہو گئی

لذت جو ملی مرے لہو کی ‏— خنجر نے بلائیں لیں گلو کی
آنکھیں ہیں وہ مہر جنگجو کی ‏— تیغیں ہیں بھری ہوئی لہو کی
کی دلشکنی نہ تند خو کی ‏— سختی یہ بھی شرم تند خو کی
موسیٰ سے کہو کہ چپ ہیں اب ‏— باری ہے ہماری گفتگو کی
روئے مری قبر پر وہ آ کر ‏— ہم خاک ہوئے تو آبرو کی

سنمہ اپنا نہ آرسی مین دیکھو
سنبھلیگی نہ چوٹ روبرو کی

کی جب نگاہ تجکو دیکھا
اب تک تو نظر کہین نہ چوکی

جز دیر و حرم کہان مین جاؤن
راہین تو یہی ہین جستجو کی

جائیگا جنون نہ سر سے بے ذبح
ہو فصد مری رگ گلو کی

ساقی نے سنگھائی عشق مین مٹی
سوندھی سوندھی مجھے سبو کی

تن ہے غم زلف مین یہ لاغر
ہر عضو بدن گرہ ہے مو کی

تھا چار طرف اوسی کا جلوہ
کیون نقش ہماری قبلہ رو کی

پلکین دم جوشش خونفشانی
دھارین نظر آتی ہین لہو کی

اس رخ کو مین آئینہ کہون کیا
ہے یہ تو مثال روبرو کی

وحدت ازل ہون ساقیا مین
مٹی ہے خمیر مین سبو کی

دل ہی نہ رہا امید کیسی
جڑ کٹ گئی نخل آرزو کی

اب کیون مین کلیم عشق مین خاموش
پہلے نہ سنبھل کے گفتگو کی

لا کے دہن کو ہم ہوے نیست
دو حرف مین ختم گفتگو کی

ق

کیسی ارنی کہان کے موسی
خود دید کی اپنی آرزو کی

تھا پردۂ ظاہری جو منظور
آواز بدل کے گفتگو کی

کلفت نہ مٹی امیر دل سے
اشکون سے ہزار شست و شو کی

بیعت پیر مغان طرفہ مزا دیتی ہے
سلسلہ ساقی کوثر سے ملا دیتی ہے

یہ دم رقص وہ پا زیب صدا دیتی ہے
بخت خفتہ مرے جھنکار جگا دیتی ہے

حیرت عشق رخ اوس کا دکھا دیتی ہے
صحبت سے آنکھین یہ مرقعون کی لگا دیتی ہے

چشم غمناک ... واقف ... ہے
... [illegible]

... بسمل
... [illegible]

کیا عجب گر ... ہو جائے
یاد ... [illegible]

[illegible]
[illegible]

... دولت میں ...
... [illegible]

مانگے ... لائی ہے ... گل
[illegible]

پوچھتے ہیں ... حال
منہ سے کہتی نہیں کچھ ... [illegible]

کم نہیں قند مکرر سے تمہاری گفتار
کیا کہوں کیا ... [illegible]

... لالہ ...
... [illegible]

... کیا
... [illegible]

... دیگی
... [illegible]

[illegible]
[illegible]

... دولت ...
[illegible]

[illegible]
[illegible]

... عشاق ...
... [illegible]

[illegible]
[illegible]

لیجئے مخزن تو دولت بھی ... ہے
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

تیرے ابرو کے اشارے جو میرے
مجھ کو گھورے زخم جیت تلوار کے

عرش پر رکھا قدم مجھ زار نے
گر گئے نیچے بار کی دیوار کے

با ہوا اس یوسف سے جب کہ تا قدم
بک گئے دونوں سے دو بازار کے

کمند بازی میں قمر جو گجر کا
جیت لے بازی کو جو ہت بار کے

لعنت کو شیخ سے دل سیر ہے
ایک جبہ کے ہیں تو زر دیدار کے

نیو اس گل ہے اوتار سے بعد
کچھ ال تر جیت پہنچا شعر پر رشک

میری حالت جو گئے ہیں بار ہا
شک چشم رہ رشک ان دیدار کے

آرزو ہے کہ پشتی کی گلست
گر رہیں ہوں پیچ تیری دیوار کے

خونبہا موسی سے لینگے روز حشر
کشتے چشم سرمگیں یار کے

عشق ابرو میں کمان ہے برقرار
چلہ ہے سب کچھ تیغ تلوار کے

سیکڑوں ہیں تنے تیغ پنہ سے مشغ
پیچ الجھیں پاؤں میں دستار کے

مرکے جب پہنا کفن سمجھے یہ ہم
زیب تن کپڑے ہو گئے دربار کے

ذلت و خواری و رسوائی اسد
سب ہیں دستے دامن سیندار کے

آئے بالیں پہ جو مجھ بیمار کے
خوبرو ہے صورت گل پیش یار کے

مورے مژگان کے گرد چشم یار کے
ہیں نگس راں مردم بیمار کے

دیکھ کر مجنون کو سب ہزار کے
رو کے بٹھا لے چھوٹ کر تلوار کے

تو جو منہ سوہان ہیں دونوں ہیں خوب
صدقے اس انکار اس اقرار کے

باغبان [illegible] ہوا سب مہربان
پھول جب [illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

عشق ابرو مین سرا وترا دوش سے — چھٹ گئے ہم دم پہ اس تلوار کے
کھیلتا ہے یار گھر بیٹھے شکار — ہنس کو دکھلا کے موتی ہار کے
شیخ کعبے مین برہمن دیر مین — سب ہین مجرائی ترے دربار کے
وا عنا سے عشق کھلاتے نہین — پھول ہین کس نیخزان گلزار کے
نالۂ عاشق پہ ترچھی کی نگاہ — وار برچھی پر لیے تلوار کے
حادثون سے بے خطر ہین خاکسار — کب دبا سایہ تلے دیوار کے
شمع بالین سے یہ کہدے اے صبا — سر پہ روتا ہے کوئی بیمار کے
پھول کھلاتے نہین ہین گلعذرش — ناز پروردہ ہین یہ گلزار کے
حور کی آنکھین ارم مین دیکھ کر — رخنے یاد آئے تری دیوار کے
واعظا سمجھا ہے تو دوزخ جسے — کچھ شرر ہین آہ آتشبار کے

بروز محشر کشتگان قد اسکے
ہون گے سایے مین علم بردار کے

جو ہجر عشق مین ہو وہ آفت رسیدہ ہی — گرداب مثل موج گریبان دریدہ ہی
مضمون صفت ہو قلم آہ سے رقم — سینہ رگون سے مثل قلم کے کشیدہ ہے
مرتا ہون شوق قتل مین ملتی نہین گلے — قاتل کی طرح تیغ بھی مجھ سے کشیدہ ہے
روشن ہی راز عشق ہمارے سکوت سے — اس انجمن مین شمع زبان بریدہ ہے
بیہوش کر دیا مجھے وحشت نے اسقدر — آہو بھی میرے وحشت مین از خود رمیدہ ہی
تعریف کرتے ہین سخندان اہل ذوق — جو شعر تازہ ہے ثمر نو رسیدہ ہے
روتا ہون یاد چشم مین کس خوش نگاہ کی — جز تار اشک دام غزال رمیدہ ہی
چن چن کے رکھ لیے صفت آستین مین شعر — دیوان مین ہمارے جو مضمون چیدہ ہی
پایا کسی نے سر محبت نہ آج تک — افسانہ عشق کا خبر نا رسیدہ ہے

سر تا قدم وہ شوخ ہے مست شراب حسن	رنگ حنا سے ہاتھ رخ سے کشیدہ ہے
غافل یہ موت کہتی ہے پیری میں صبح و شام	عمر اخیر عہد بپایان رسیدہ ہے

گلزار تن سے طائر دل اڑ گیا امیر
سینہ اب آشیانہ مرغ پریدہ ہے

ہر اک عضو بدن پر داغ عشق یار جانی ہے	مرے وقت کے سر ہر قبر پر اسکی نشانی ہے
جو چہرہ ارغوانی تھا رہی اب زعفرانی ہے	شکن چہرے پہ ہے نقش پائے طاؤس جوانی ہے
خدا کو اپنی داستانیں سب سنا دینگے	قیامت جسکو کہتے ہیں وہ بزم قصہ خوانی ہے
سبیل اسکو وشیبو کیا وادی وحشت میں کھو دینگے	تمہارے آبلے کا ہمکو ہیں کوزوں میں پانی ہے
عبث برباد کرتی ہے اڑا کر کوے جاناں سے	صبا کیا میرے مشت خاک پر نامہربانی ہے
برنگ شمع جنکو خضر رہ ہے گرم رفتاری	فقط لے ایک شب میں انکی راہ زندگانی ہے
وہ میرے مہر خط کو دیدۂ بیگانہ سمجھے ہیں	نئے انداز کی اسکے نامہ پہ بدگمانی ہے
وہ شمع حسن جو آنسو بہا جاتا ہے ہر شب کو	ہماری قبر میں روشن چراغ مہربانی ہے
وہ پیاسا ہوں کہ مر جاؤں تو مانگوں خضر سے پانی	گئی جب آبرو پھر خاک آب زندگانی ہے
بلا میں پھنس گئے اسکے دل کام آگئی سیہ بختی	زمیں کو چہرۂ گیسو میں یہ کملی چھائی ہے
خدا نے نیک صورت دی تو سیکھو نیک باتیں بھی	تپے ہوتے ہوا چھے جو سکے یہ کیا بدزبانی ہے
پیا جاتا ہوں بار ضعف سے اٹھا نہیں جاتا	وہ لاغر ہوں گراں مجھپر لباس ناتوانی ہے
ہوا ہوں زندہ در گور انتہا سے ضعف سے یارب	مری چھاتی پہ سل اتنک یہ سنگ سخت جانی ہے

امیر اس عاشقی کا لطف ہے فصل جوانی میں
اندھیری رات میں کہنے کی قابل یہ کہانی ہے

خدا نے شان یوسف سے تمہاری تھی ان افضل کی	کھلی سب نقش ثانی سے حقیقت نقش اول کی
کھلا مضمون یہ ہمکو دیکھ کر تحریر کاجل کی	کہاں حاجت ہے بنانے چشم میں بھی خط جدول کی

چمن کو کون جائے سیر کو ساون کے بادل کی
گرہ زنجیر میں پڑتی ہیں پانوں میں شکن سنبل کی

شب وصلت میں مجھ سے صبر اے نیر ہو نہیں سکتا
تڑپ جاتا ہے دل فریاد سنکر اُنکی پائل کی

جو عشاق گھر نالے نہیں کرتے تو زیبا ہے
عدم کے جانے والوں کو کہاں حاجت ہے مشعل کی

ہزاران مضمون کو ہوش میں لاؤ نہیں سنتے
یہ سچ ہے ایک توڑ میں ہوستی ایک بوتل کی

کبھی گیسو کبھی موئے کمر میں تب کر رکھا
نبھالی یار نے بگڑی کبھی بھاری کبھی ہلکی

تماشا بوستان کا دیکھیے تو چشم نرگس سے
ہرن کی آنکھ سے وحشت میں دیکھے سیر جنگل کی

تنبیہ ان مردمان منکر توحید کی کیجیون
سیاہی ہاتھ آجائے جو مجکو چشم احول کی

نجات اندیشہ امروز و فردا سے نہیں ممکن
اگر کل فکر ہمکو کی تھی آج ہے کل کی

فراق یار میں جاؤں اگر سیر گلستاں کو
جگر کے پار ہو جائے سنان ہر ایک کونپل کی

تغافل بیشگی بیداری طالع کا باعث ہے
کبھی یہ سوچ کر تعبیر بنتے خواب مخمل کی

چھپیگی کیمیا کیونکر ترے صحرا نشینوں سے
پتا پوچھینگے جب وہ بوٹیاں ایک ایک جنگل کی

جو سونگھے اس گل خوبی کی خوشبو درد سر جائے
مگر طینت میں مٹی ہے زمین عطر صندل کی

جہاں کی سرد مہری سے نہیں غم ہم فقیروں کو
دو شالوں سے کہیں بڑھکر ہے رتبا اپنی کمل کی

صفائی سینۂ جاناں پہ لہراتا ہے یوں گیسو
کہ جیسے سانپ کو بو مست کردیتی ہے صندل کی

جدا سمجھے جو مجکو اور تمکو غیر کیا پروا
ہمیشہ ایک کو دو دیکھتی ہے آنکھ احول کی

امیر اک روز یہ گل سوکھ کر ہو جائینگے کانٹے
چمن کی جو روش ہے آج کل جھاڑی ہے جنگل کی

جو اسکے عشق میں صابر ہو تو قرار کر کے بیٹھے
قدیم دوست ہمیشہ کے یار ہو کے بیٹھے

[illegible] عشق میں ہم جان نثار ہو کے بیٹھے
[illegible] اشنا پہ [illegible] گنہگار ہو کے بیٹھے

سوال وصل اک کرنے سے یہ ہوا حاصل
کرا [illegible] امیدوار ہو کے بیٹھے

کھلا نہ اشک بہانے سے کوئی عقدۂ دل
گرہ میں تھے جو [illegible] ہو کے بیٹھے

وفا کا عہد کیا دیکھے دل تو یہ پایا
کہ پھیر لینے کا بھی اختیار کھو بیٹھے

خطا ہوئی جو کیا تم سے غیر کا شکوہ
تمھارے آگے ہم اپنا وقار کھو بیٹھے

سر بند تک گہ آچکا ہے طائر دل
ہم آنکھ پھیر کے اپنا شکار کھو بیٹھے

کرینگے منزلِ عشقی کو اب یہ کیونکر طے
کہ زادِ راہ غریب الدیار کھو بیٹھے

ہزار حیف نہ آئی اجل نہ وہ بد عہد
ہم آنکھیں مفت شبِ انتظار کھو بیٹھے

لیا جو خواب میں بوسہ تو یار جاگ اٹھا
تمام عمر کا ہم اعتبار کھو بیٹھے

قرار اب کسی پہلو ہمیں نہیں آتا
کہ دل سے صبر ہم اے جان زار کھو بیٹھے

ہلالِ ابروے ساقی کی یاد بھول گئی
کلیدِ میکدہ ہم بادہ خوار کھو بیٹھے

بلائیں لیتے ہی وہ اور ہو گیا وحشی
ہم اپنے ہاتھوں سے اپنا شکار کھو بیٹھے

مرے گلے پہ پڑا خط نہ سخت جانی سے
مگر اسے مفت وہ خنجر کی دھار کھو بیٹھے

نہ ہوش ہے نہ خرد ہے نہ صبر اب ہمکو
یہ تینوں تھے جو دو تین چار کھو بیٹھے

گلوں نے خندۂ بیجا سے یہ ثمر پایا
کہ چار دن بھی نہ گزرے بہار کھو بیٹھے

ادا وہ کون تھی جسپر ہوئے فقیر امیرؔ
ذرا سی بات پہ صبر و قرار کھو بیٹھے

مرا احوال کر سکتا نہیں اُنسے بیاں کوئی
دہن میں سر کے قاصد کے مرے رکھ دے زباں کوئی

کرے کیا باغباں سے رازِ دل غنچہ بیاں کوئی
دہن جب بند ہو کب کھول سکتا ہے زباں کوئی

نہیں کرتا سوا گزر اب اب سچا بیاں کوئی
مگر تم ہی کا بگڑا ہے زیرِ آسماں کوئی

خطِ عارض کو اسکے دیکھ کے یہ دھیان آتا ہے
دیارِ حسن میں اترا ہوا ہے کارواں کوئی

ہزاروں خار لاکھوں پھول اب گلشن میں ہیں لیکن
نہ تم سا نازنیں کوئی نہ ہم سا ناتواں کوئی

دیا ہے خط مگر اب رشک سے پچھتا رہا ہوں
کہیں بتلا نہ دے قاصد کو اُس بت کا نشاں کوئی

سوائے کعبہ تنہا تو راہ میں کیا اٹھ قدم جاتے
ملا مسجد سے قابل اور کیسا آستاں کوئی

نظر میں میرے پھر جاتی ہے صورت ناوک دل کی
نظر آتا ہے جب گھر میں کسی کی میہمان کوئی

عدو پیرون سے چاہیں نوجوان مقصود کو پہونچیں
نشانے تک نہیں جاتا ہے ناوک بے کمان کوئی

حیا دیکھو وہ نرگس زار میں گھبرا کے کہتے ہیں
ادھر آنکھیں ادھر آنکھیں نقاب الٹے کہان کوئی

نگاہ پرورش پھیرے اگر لطف و کرم اسکا
نہو پھر طفل طفل اشک کی صورت جوان کوئی

اٹھانا کوہ کا آسان اٹھانا بات کا مشکل
قوی سمجھا ہے عالم میں نہ سمجھا ناتوان کوئی

شفیق ایسا سگ جانان ہے آتا ہے خبر لینے
سرک جاتا ہے جب تن جگہ سے استخوان کوئی

قفس کی تیلیان ہیں جلتی شاخیں ہیں درختوں کی
کہان باندھے الٰہی اب چمن میں آشیان کوئی

جو چلاتا ہون فرقت میں محلے والے کہتے ہیں
کرو منہ بند کیا سر پر اٹھا لوگے مکان کوئی

مزہ تب ہے کہ وہ بھی ہو کسی معشوق پر عاشق
کرے میری طرح اسکا بھی ہر دم امتحان کوئی

مجھے یون ڈھونڈھتا پھرتا ہے ناوک اس ستمگر کا
پھرے بیتاب جیسے طائر بے آشیان کوئی

ہمارے عشق کی کیون مثنوی شاعر نہیں کہتے
کہان پائینگے گرما گرم ایسی داستان کوئی

کمال جذب سے تا لامکان پہونچے امیر احمد
رہا معشوق و عاشق میں نہ پردہ درمیان کوئی

آج کیا کرتے ہو تم نے وصل میں ہر دم نئے
یہ تو سمجھو تم نئے ہو جان من یا ہم نئے

بیخودی دکھلاتی ہے جلوے مجھے ہر دم نئے
ہے عجب عالم کہ ہر عالم میں ہیں عالم نئے

ہر گھڑی دل میں نظر آتی ہیں کیا کیا صورتیں
رات دن عالم دکھاتا ہے یہ جام جم نئے

دیکھے بھالے ہیں یہ کوچے جانے بوجھے ہیں یار
تم نئے ہو کہ ہم دیتے ہیں اسکو دم نئے

حسن روز افزون بھلا دیتا ہے پہلے قاعدے
روز ہو جاتے ہیں اس محفل میں جا کر ہم نئے

کسطرح تشبیہ دین سنبل سے اسکو مو شگاف
پیچ اس گیسو سے پیدا ہیں نئے ہیں خم نئے

پاتے ہیں ہر روز آنکھوں کی ترقی میں لخت دل
گل کھلایا کرتی ہے ہر روز یہ شبنم نئے

میزبانی کر چکا جود و سخاوت کی بساط
مل رہینگے روز مہمان تجھکو اسے حاتم نئے

ہے عجب وسعت تصور میں کہ جسکے حد نہیں
بند کیں آنکھیں تو دیکھے سیکڑوں عالم نئے

ہے چشمکی میں نگہی میں وہ غمزہ نامور
چوٹی میں آتا ہے نرالی پیچ میں ہردم نئے

سانشا ہر روسے جانان سے سے ہو شیدا
عید ہے کپڑے بدل آئے دیدہ پُر نم نئے

ہر غزل میں تازگی مشکل ہے اسے طبع بیا
کہنہ مشقوں کو بھی اللہ آتے ہیں مضمون کم نئے

کہنہ رنجون سے جو دل گھبرا گیا ہو آئے امیر
ڈھونڈھتا پھرتا ہوں میں سارے جہان میں غم نئے

مدت ہوئی کہ جی مرا جینے سے سیر ہے
اے جان تیرے منہ سے نکلنے کی دیر ہے

کیا جانے کس لیے مگر دیر دیر ہے
طغیان آب شرم بھی دریا کا پھیر ہے

کیا گریبان میں آتش رنگ حنا کی واہ
ہاتھوں میں اس پری کے سمندر بٹیر ہے

آتے ہیں رروز دل کی زیارت کو رنج و غم
سینہ مرا نہیں کسی مرشد کا ڈھیر ہے

شیرین کو پہاڑ کھا سے سنگ یار تو کہون
اے شیر واہ تو بھی تو شیرون کا سیر ہے

آئے جو نزع میں تو یہ کہکر وہ اٹھ گئے
ہم جاتے ہیں یہان ابھی رخصت میں دیر ہے

ہتھیانے ہوتے جاینگے ہم تو سوے حرم
ہو سنے دو دو قدم کا جو رستے میں پھیر ہے

کس اک نگاہ سینہ پروانہ کی طرف
پھولون کی تیری نذر کو حاضر چنگیر ہے

کیا پہلوان مرگ کو پار و ملا تو سے
افراسیاب سا بھی زبردست زیر ہے

الفت ہی کی تو آگ میں جلنے کا خوف کیا
پروانے سے زیادہ مرا دل دلیر ہے

رکھتے نہیں زمین پہ قدم صاحبان گیر
باد بروت بام فلک کی منڈیر ہے

جینے سے کیون نہ سیر مرا دل ہو اے امیر
ہم ہیں جہان اودھر نگہ دیر دیر ہے

کبھی سمجھا نہ آگے کیا ہم اس خودسر کو سمجھاتے
سمجھ جاتا اگر اتنا کسی پتھر کو سمجھاتے

اودھر کم نزع میں مہلت ادھر بیتابی و رقت
نہ روتے چپ رہو کیونکر یہ سارے گھر کو سمجھاتے

نصیحت کرنے والون کو اگر کچھ بھی سمجھ ہوتی
جو سمجھاتے ہمین جسکو وہ اس دلبر کو سمجھاتے

خدا ایسا بھی ہوتا ہے بتائین جسکو خود بندے
سمجھتا تو خلیل اللہ یہ آذر کو سمجھاتے

بتاتے راہ اُسی کو جو ہے سب گم کردہ راہونکو
کہین ملتے تو ہم یہ خضر پیغمبر کو سمجھاتے

کوئی کہتا نہ آئے باز میرے قتل سے ہرگز
جو دیتا انکو سمجھاتی وہ دنیا بھر کو سمجھاتے

انگوٹھی کیا نہ دیتا جسکو وہ چھپا نشانی کا
اگر آکر سلیمان اُس پری پیکر کو سمجھاتے

یہ ضد ہے دیکھئے گر شمع روشن میری تربت پر
اُسی دم جا کے گل کر دے [illegible] کو سمجھاتے

وہ شاہ حسن ہے تو عہد اکبر مین اگر ہوتا
نگین کرتے چکتی پر نور حق اکبر کو سمجھاتے

خدا ہمت اگر دیتا تو اپنے قتل کی چالین
کبھی قاتل کو سمجھاتے کبھی خنجر کو سمجھاتے

نہ لے جاتا ہمین نخوت بڑھا جسکو تسبیحون مین
زبان ہوتی تو آئینے یہ خودنگر کو سمجھاتے

تڑپ کر رو کے اُس محفل مین دونون نے کیا ہوا
دل ناداں کو سمجھا کے یہ چشم تر کو سمجھاتے

امیر اپنا کہے ہر سو اجوش سر پہ کو اگر ملت
بتانا پڑیاں پیاری کیا یہ آشنگر کو سمجھاتے

عشق مین جینے سے بھی نالے پڑے
ہائے کس بیدرد کے پالے پڑے

وادی وحشت مین جب رکھا قدم
آگے میرے پانون پہ چھالے پڑے

دل چلا جب کوچۂ گیسو کی سمت
کوس کیا کیا راہ مین کالے پڑے

دور تھا زندان سے کیا دشت جنون
چلتے چلتے پانون مین چھالے پڑے

کس نگہ نے کر دیا عالم کو مست
ہر جگہ لاکھون ہین متوالے پڑے

ہجر مین جب منہ لگایا جام کو
سیکڑون ہونٹون پہ تبخالے پڑے

طوق وحشت اپنی گردن مین پڑا
یار کے کانون مین جب بالے پڑے

تجکو اک آنسو کی حسرت ہے امیر
کتنے مینہ برسے کتنے جھالے پڑے

آنکھ اسکے حضور رو رہی ہے ساتھ اپنے نگہ ڈبو رہی ہے
دیدار کہاں کہ دور ہے حشر قسمت ابھی اپنی سو رہی ہے
کیا باغ مین دیکھتی ہے شبنم جو گل کی ہنسی پہ رو رہی ہے
اللہ رے حسن دختر رز زاہد کے حواس کھو رہی ہے
کیا کشتی و ناخدا کا شکوہ تقدیر ہمین ڈبو رہی ہے
اعراض کر کر کے وہ خط کانٹے مرے حق مین بو رہی ہے
نرگس کو صبا نہ چھیڑ اتنا سو نے دے غریب سو رہی ہے
گلشن مین جو ابر ہو تو دوران بہار میخوارون مین دھوم ہو رہی ہے
اس تیغ کے منہ چڑھے نہ بجلی کیون جان سے ہاتھ دھو رہی ہے
کیا شوخ ہے اسکی یاد مژگان دلمین نشتر چبھو رہی ہے
ہم جاگ رہے ہین ہجر کی شب تقدیر ہماری سو رہی ہے

احسان ہے اسیر چشم تر کا
نامے کی سیاہی دھو رہی ہے

طرفہ پیغام یہ الفت کی نظر کہتی ہے کہ مرے دل کی ترے دل سے خبر کہتی ہے
آج آتا ہے وہ گل باد سحر کہتی ہے سچ ہو یارب جو یہ اڑتی سے خبر کہتی ہے
بلبل و گل مین ہو غماض نسیم سحری کچھ ادھر کہتی ہے کچھ جا کے ادھر کہتی ہے
جوہری کیا ترے دانتون کے ثناخوان ہین اسکے پانی پانی ہون یہ خود آب گہر کہتی ہے
غنچۂ گل جسے کہتے ہین یہ کہتا ہے دہن رگ گل مین ہون یہ باریک کمر کہتی ہے
یاد پھولون کی دلاتے ہین گلے کے تعوید گرد رہ ناقے داون کی خبر کہتی ہے
ماہ نو مین ہون یہ اس تیغ کا ہو دشمن دل بدر مین ہون یہ پس پشت سپر کہتی ہے
نوجوان رعشۂ پیری کا مزہ کیا جانین شعشوتن رعشہ مین ہین جنبش سر کہتی ہے

شام کا ہے یہ اشارہ کہ ہین رخت سیاہ
چاک کر ڈال گریبان یہ سحر کہتی ہے
بحر عالم مین سفینہ کوئی بچنے کا نہین
ہمہ تن موج کی زبان موج خطر کہتی ہے
متحمل ہے اگر غم کا تو دل ہے میرا
تیغ رکتی ہے کبھی سے یہ سپر کہتی ہے

کیون زبان تیغ کی خاموش ہو مقتل مین امیر
حال قاتل سے مرا کہدے اگر کہتی ہے

باندھی جو روز حشر ہوا ہم نے آہ کی
اڑتی پھرتی فرد ہمارے گناہ کی
شرکت نہ کی ملال مین کس داد خواہ کی
دل پر کسی کے چوٹ پڑی ہم نے آہ کی
اب دشمنی ہے اسکو تو کچھ راہ راہ کی
سیدھی طرح سے یار نے ترچھی نگاہ کی
عاشق کے دل مین عیش جہان کا کہان گذر
یہ چھاونی ہے فوج غم و درد و آہ کی
عاشق ہون فوج اشک کو آنکھون مین دون جگہ
سردار کو ضرور ہے خاطر سپاہ کی
گہنا تنگے چڑھینگے جو اس تندخو کے مشفق
کہدو کہ شامت آئی ہے خورشید و ماہ کی
اس گل کو کیون نہ پوچھے مین وحشی جو خط لکھون
صحرا مین ڈاک بیٹھی ہے مردم گیاہ کی
بھاری بہت ہے لاؤ نگار روز حشر امین زند
رکھوا کے سر پہ تیغ کے گٹھری گناہ کی
دامن سے کیون چھپاتے ہو پاؤن کو راہ مین
آندھی نہین ہے گرد ہماری نگاہ کی
دل سے تپا نگار زنخدان یار کا
یوسف سے راہ پوچھے کنعان چاہ کی
ہے روندنے سے کام جبر راہ رو کو کیا
تربت گدا کی ہو کہ ہو بادشاہ کی
مین رند خواب مرگ سے اٹھا تو دیکھنا
پرسش ہی روز حشر تمھارے نگاہ کی
کندن سا چہرہ دیکھو کبھی آئینے مین تم
سونا ملا ہو مہر کا سیاہی مین ماہ کی
خرمن ہزار صبر کے اک دم مین جل گئے
بجلی چمک گئی سبد ہر اشک آہ کی
ہون وہ خلیل دیر مین توڑون اگر صنم
آواز آئے [illegible] الٰہ کی
پاسے قلم نے لکھ کے ترے گیسوون کا وصف
خط خال بھی صفائی [illegible] کی

کہدونگا سب گناہ وہ سے مجھکو یاد ہیں — کیوں فرد کا بیاض عمل نے سیاہ کی

سر قتل گہ میں دیکے عدم کو گیا امیر
لی گھر کی راہ پھینک کے گٹھڑی گناہ کی

آنکھ مجھسے دل سے ملے اغیار سے — یار جو گذرا میں اپنے پیار سے
ہے حسینوں کو خلش مجھ زار سے — پھول کچھ کھٹکے ہوئے ہیں خار سے
ذوق کا ہے عشق ابرو میں یہ حکم — سر جو پھیرا گردن گا تلوار سے
لے چلی غربت جو صحرا کی طرف — لگکے ہم روئے در و دیوار سے
تو وہ شخص وقر سے ہٹ گیا — پھر ادھر آتا [illegible] دوسے یار سے
دور سے ہو کر جو آئی خزاں — میکشو اٹھو چلیں گلزار سے
تھے وہ سوتے غش پہ غش آیا ہمیں — پاؤں تیرا آنکھوں میں گل گئے بیدار سے
گریباں کرتے تھی [illegible] رات کو — رو کے اٹھی شمع بزم یار سے
بلبلوں کو دیکھ کر شیدا اسے گل — رو دیئے آخر گلے کے ہار سے
پھول سب ہنستے ہیں شبنم ہے لئے — تو چلی رونق چمن گلزار سے
لے چلی جب نکے ہوا سے بوئے مشک — مشک تاجر جس طرح تاتار سے
سے نہ غم درد و الم ہیں غمگسار — جی بہلتا ہے نہیں دو چار سے
کیوں [illegible] ہے آزادی [illegible] صبا — کیوں گل رخصت ہوا گلزار سے
چشم و دل دونوں غضب میں ہیں پھنسے — ذوق وصل و حسرت دیدار سے
ہے طرح نرگس کی پھٹی ہے نگاہ — آپ اب باہر چلیں گلزار سے
ابرو و مژگاں پہ سوتا ہوں نثار — ہے وصیت میری [illegible]
غسل دینا آب خنجر سے مجھے — قبر کھدوانا مری تلوار سے

وادیٔ غربت میں پھرتا ہے امیر

سوئی کہدے اُس غریب آزار نے

کیجیے قتل ابروے خمدار سے
کاٹیے چونک اُس تلوار سے

مرکے چہوٹا کوہکن آزار سے
پائی چہٹی روز کی بیگار سے

کرچکے قتل اب کہین رسوا نہو
جاؤ دہو ڈالو لہو تلوار سے

اُسکی مژگان پر گرا ٹپکا ہو دل
عشق سے امید باپ کو خار سے

دیکہنا میرے سیہ خانے کا ڈر
دہوپ اُڑتی ہی نہین دیوار سے

ہے شمل الیاس اخذی لبراعہین
موت اچہا عشق سکے آزار سے

بے سبب چہا گل نہین کرتی ہی شور
پہبتی نالان ہی تری رفتار سے

طور پر ہوسی سے کہدو ہوشیار
برق چمکی جلوہ گاہ یار سے

چشم جانان کو ہے دنبالہ گران
اُٹھ نہین سکتا عصا بیمار سے

شعلہ جوالہ ہے نخل ال پا
اُس پری کی گرمی رفتار سے

غیر حالت شبنم کی میرے کف رسے عند
آنکہ اُسنے پہیر لی اغیار سے

ہو جو نا واقف ہم آغوشی کا ڈہنگ
سیکہہ لو اپنے گلے کے ہار سے

ہر قدم پر سو طرح کی مستیان
ٹپکی پڑتی ہین تری رفتار سے

حکم ہے شوق شہادت کا یہی
دو قدم آگے چلون تلوار سے

لاش ہی اُٹھے میان سے تو اُٹھے
اُٹھ چکے ہم آستان یار سے

مین آئے پیر مغان مجہا امیر
مست ہو نکلا در خمار سے

صاحب کل مین ہے ابہی شرکت کیسی تھوڑی تی
اور اسے پیر خرابات نشیدہ محتور ذرا

مدد اسے شوق سجود المدد اسے شوق سجود
سر دا ٹہے ابہی باقی ہی جبیہ مشتو شی ذرا

کچہہ تو پیدا ہو کباب دل بریان مین مزہ
چاہیے الفت خال نمکین محتورہ ذرا

دیکھ مشاطہ جگہ ڈھونڈھ رہی ہے مین مارکے
خالی افشاں سے نہ رہجائے جبین تھوڑی سی

جان آجائے ابھی تا سے باہر ہونہین
دے جگہ دل جو رہ پردہ نشین تھوڑی سی

نقد جان ودل کی طرح دیجئے ابھی تیار ہون
لذت درد جو ہاتھ آئے کہین تھوڑی سی

خال ابرو کو جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا
ملک ہندو مین ہے کعبے کی زمین تھوڑی سی

دانہ خال ہی دکھلا نہ سہی جنس جمال
مانگی چاہیے اسے پردہ نشین تھوڑی سی

روزہ دارون کو نہین خواہش لذت ای چرخ
وقت افطار کے نان جوین تھوڑی سی

نزع کا وقت ہے اب دیر کرانے مین
رہ گئی ہے نگہ باز پسین تھوڑی سی

کوچہ وہم ہے تاریک بھٹکنے کا ہے ڈر
چاہیے روشنی شمع یقین تھوڑی سی

خلق اغیار سے بیجا ہے نہین گر عادت
اپنے دامن ہی سے لیجیے ہین تھوڑی سی

عشق گیسو مین مرے دل کا سودا کچھ اور
بڑھ گئی بات تھی آکے طفل حسین تھوڑی سی

ایک قطرہ بھی نہ پینا مگر اسے جان جہان
اتنی انداز سے کیلئے کہ نہین تھوڑی سی

کوچہ یار مین ہون لاکھ بہشت کے سامان
پھر جو تسکین ہے دلکو تو وہین تھوڑی سی

شور محشر کا سنا ذکر جو دانغا سے اصغر
ملگئی لذت خال نمکین تھوڑی سی

پائی راحت جو تہ خنجر کین تھوڑی سی
آگئی نیند دم باز پسین تھوڑی سی

اڑ گیا توسن دلدار جھجک کر کوسون
گرد پہونچی جو مری تا سر زین تھوڑی سی

بد دماغی رہی اورون سے یہان تاب کہان
لاکھ غصے مین ہین مجھ سے ہین چین بجبین تھوڑی سی

ہون وہ کافر کہ جھکا سجدہ بت مین سر جو
ابھی خالق نے بنائی تھی جبین تھوڑی سی

میرے اشکون سے یہ ترشح کل آئے پانی
کھود دے روزن کو اگر مور زمین تھوڑی سی

دوستو قبر پہ شاید وہ قدم رنجہ کرے
وا کفن سے رہے سجدہ کو جبین تھوڑی سی

سلطنت پہلے ہی کرتا نہ قبول ابراہیم
گر سند تی ہوس تاج و نگین تھوڑی سی

تیری آنکھوں کے لیے خلق ہوئی تھی شوخی
لگ گئی آنکھوں سے یہ آہو سے چھین تھوڑی سی

ہدیۂ دوست سمجھ کر ہیں ہوا سنگ گذار
روکھی سوکھی جو ملی نان جویں تھوڑی سی

شوق سجدے کا ہوا اس مہ لقا کے در پر
دم بدم سایے کی بڑھتی ہے جبیں تھوڑی سی

تنگ آئے ہیں بہت بیٹھ رہیں واں جا کر
اس جہان سے ہے الگ پائیں زمیں تھوڑی سی

مدِ تقصیر سے تقصیر ہی اچھی تھی مجھے
بڑھ گئی اور تری چیں بہ جبیں تھوڑی سی

نوکِ شمشیر سے کھینچی تری مژگاں کی شبیہ
رہ گیا ابرو کی صورت گرِ چیں تھوڑی سی

بد و ماتھی کا نشان بھی رہے کچھ اے نقاش
آنکھ نقشے میں بنا چین جبیں تھوڑی سی

خم جو چڑھا جائیں تو سمجھے کہ کوئی گھونٹ ترا
کہا پیتیں ہم سے خرابات نشیں تھوڑی سی

بیٹھیں ہو سکتی ہیں ایسی بھی بہت نظم امیر
گھر بنانے کو بہت ہے یہ زمیں تھوڑی سی

جو بعد مرگ مرے دل میں کچھ غبار آئے
عجب نہیں ہے کہ آندھی تہ مزار آئے

وہ لے کے تیر و کمان جب پے شکار آئے
سلام کرنے ہرن باندھ کر قطار آئے

عجیب خواب گران میں ہیں خفتگان زمیں
کسی نے بھی نہ سنا ہم بہت پکار آئے

گڑھے میں گور کے پھینک آئے اقربا مجھکو
سلوک خاک کیا سر کا بوجھ اتار آئے

فلک نے ساتھ مصیبت کے خلقتیں بھی دیں
جو فاقہ گھر میں ہوا میہمان ہزار آئے

ہم ایکبار بلانے پہ لاکھ بار گئے
وہ لاکھ بار بلانے پہ ایکبار آئے

ہمیں تو جان بھی دیتے ہیں آپ پہ نہیں عذر
خدا کرے کہ کہیں تمکو اعتبار آئے

بندھا تصور مژگاں جو نزع میں سمجھے
پئے طلب در دولت سے چوبدار آئے

جیوں نہ دور سے عداوت کو کوہ بن پہ
شکار فیل کو مژگاں نیزہ دار آئے

طفیل سان میں نہ قائل ہوا ستار دن کا
بدل کے رنگ نہ بہروپیے ہزار آئے

غضب ہے دل میں کیا گھر تمہاری آنکھوں نے
خراب کرنے کو مسجد میں بادہ خوار آئے

ہوا ہے چھوڑ کے خالق کو بندۂ مخلوق
جنون کو خاک برہمن کا اعتبار آئے

شراب میکدہ کب ہے نصیب زاہد مین
حصول کیا ہے جو مطبخ مین روزہ دار آئے

جو تنگ غیر کو مین نے کہا تو وہ بولے
کہان سے آپ بڑے ایسے دوستدار آئے

گناہگارون کا چوگان کھیل ہے انکو
ادھر ادھر گئے دو چار ہاتھ مار آئے

جلا رہین یہ فلک سرد مہر کے ہاتھون
لگا دین ہاتھ تو کافر کو بھی بخار آئے

کہان فلاح کر اب چاہتا ہے شیخ دلی
دبیل پہ حاتم اشعب دوار آئے

یقین ہے ذکر کرے میری خوش نصیبی کا
جو آ کے بیٹھ کے منہ مین زبان ہزار آئے

جلا رہے ہین شب غم مین اور بھی جگنو
کہان سے اُڑ کے جہنم کے یہ شرار آئے

لہو نچوڑ کے بھردون وہ … میکش ہوان
نظر جو شیشۂ خالی دم خمار آئے

جنون کی فکر اٹھانے کی امیر تو کیا
یقین ہے آج ہی کل موسم بہار آئے

کون بیماری مین آتا ہے عیادت کرنے
غش بھی آیا تو مری روح کو رخصت کرنے

جان وہ ہجر غم فرقت مین ہے ہمکو لیکن
کون جاے ملک الموت کی منت کرنے

اسکو سمجھاتے نہین جا کے کسی دن ناصح
روز آتے ہین مجھی کو یہ نصیحت کرنے

تیر کے ساتھ چلا دل تو کہا مین نے کہان
حسرتین بولین کہ مہمان کو رخصت کرنے

آ کے میخانے مین نکلے پیر خرابات امیر
اب چلے مسجد جامع کو امامت کرنے

بدقت بحر غم سے کشتی جان حزین نکلی
کبھی بیٹھی کبھی اچھلی کہین ڈوبی کہین نکلی

عجب انداز سے مقتل مین انکی تیغ کین نکلی
کہ دل سے مرحبا نکلا جگر سے آفرین نکلی

زمانہ ہوگیا موجود جسدم ہان کہا تو نے
ہوا نابود عالم جب ترے منہ سے نہین نکلی

تعلی مین کمی کی کب ہماری طبع عالی نے
بنایا آسمان جب شعر کی کوئی زمین نکلی

خدا کا شکر وہ بت شرع کی وضع سے دیکھتے آیا
نظارے کی جو حسرت تھی وہ دولت بے تحاشا نکلی

دکھایا ظلمت زلف مشکبو میں طرفہ افشان نے
شب دیجور میں کیا چاندنی از بس جبین نکلی

وہ کشتہ تھا حسینوں کا کہ میری خاک تربت پر
کسی نے کوئی بویا تخم شان یاسمین نکلی

وہ کیا پردے سے نکلے جسکے پیراہن کو غیرت ہو
ہوا چین بر جبین دامن جو دیکھی آستین نکلی

جو بجلی ابر میں چمکی کبھی قیس حزین سمجھا
سیہ خیمہ سے باہر لیلی محمل نشین نکلی

وہ تھا غم دوست سنگ جور گردون پھرا کیا
شکست شیشہ دل سے نہ آواز حزین نکلی

سوال وصل اس بت سے کیا لیکن میں ٹھیرتا ہوں
نہ نکلی لیک پھر کی اگر منہ سے نہیں نکلی

ہوئی تھی راہ جو رنگین تری رنگین حنائی سے
وہی توس قزح بنکر سپہر چرخ برین نکلی

تصور بسکہ تھا دل میں امیر اس روئے زیبا کا
پری بنکر ہمارے منہ سے آہ آتشین نکلی

رند سے اب تیرا وہ بیٹھے ہوئے ہیں
مدت سے جان جیسے زاہد و سیہ پوشے ہیں

کس شان سے وہ میکش آتا ہے میکدے میں
قاضی سبو صراحی مفتی بنے ہوئے ہیں

آتا نہیں نظر کچھ گو سامنا ہے اسکا
کیا بیچ میں تحیر وہ سکتے ہوئے ہیں

ہو کون بخیہ گر سے زخمی کا تیرے ساقی
رشتہ کھنچا ہے سوزن منھ کو سیے ہوئے ہیں

پیر مغان وہ کامل مرشد ہے بادہ خوارو
جبت بھی پیالہ اسکا پیے ہوئے ہیں

حرمت میں دخت رز کی اصرار ہو چکا
یہ بات کیا ہے رند و واعظ چپ ہو گئے ہیں

رحم اب امیر پر بھی لازم ہے یار تجھکو
کب سے دھونی وہ تیرے در پر دیئے ہوئے ہیں

دل عاشق میں کیونکر عکس روئے دلربا ٹھیرے
جمال آفتاب آئینہ شبنم میں کیا ٹھیرے

سفر ٹھیرے تو قسمت پیچ دے پرکار کی صورت
قدم جو ایک اگر اپنا وہاں تو دوسرا ٹھیرے

جو چشم غور سے آئینہ توحید کو دیکھا
تو سب کچھ تو ہی ٹھیرا ہے نہ کچھ اپنے خودی ٹھیرے

گیا مرقد تلک گھر سے غبار ہو کے پر اپنا
غریب احباب پہلے راستے میں جا بجا ٹھہرے

صفیں آراستہ ہونے لگیں جب اہل محشر کی
جھکا کر ایک ٹکڑی حسرتوں کی ہم جدا ٹھہرے

نہ بے حسرت ہلا سے ہم گئے جب کوئے جاناں سے
بہت مڑ مڑ کے دیکھا دیر تک رو رو تھکا ٹھہرے

تھا سیلاب طوفان نوح اک کشتی بے لنگر
رنگ کے رخ سے وہ کیونکر یہ اڑ گیا ٹھہرے

زمیں کوئی ہماں کی عجب بے نصیب تختہ تھا
جہاں ٹھہرے ہمارے پاؤں مثل نقش پا ٹھہرے

ا ہم عجب کے مانند ہیں اس بزم کثرت میں
جو ٹھہری سب میں تو کبھی تو پھر سب سے جدا ٹھہرے

کمال عجز ہو کے اڑا دیں رسائی پر
ہوئے بے بال و پر تو ہم بگرد دست دعا ٹھہرے

رہے سایے کی صورت ساتھ ہم ہر شخص کے لیکن
جدا اٹھے جدا بیٹھے جدا آئے جدا ٹھہرے

غبار رنگ آرایش سے روشن دل ہمارا ہے
کدورت آئینہ پر ممکن نہیں رنگ حنا ٹھہرے

نکالے جاتے ہیں ہر روز اسکی بزم سے ناچار ہو
ترے عاشق نہ ٹھہرے جب ہدف کا مدعا ٹھہرے

[illegible] ۱۲۲۳

تپ غم سے اسیر اخگر کی صورت جلتے ہیں تنہا
جو ٹھہرے تن پہ تو خاکستری شاید قبا ٹھہرے

تمنا کیسی تھا کیسی جب آ سکے آشنا ٹھہرے
کبھی اس گھر میں آ نکلے کبھی اس گھر میں جا ٹھہرے

شب ہجر اور وصل کاش اب قتل ہی پہ فیصلا ٹھہرے
کہاں تک دل مرا تڑپے کہاں تک ہم مرا ٹھہرے

جفا دیکھو غبار سے پر سے آئے تو فرمایا
کہو ستم ہو چکا ٹھہرے کہ اب ستم ہو چکا ٹھہرے

تہ خنجر بھی منہ موڑا نہ قاتل کی اطاعت سے
تڑپنے کو کہا تڑپے ٹھہرنے کو کہا ٹھہرے

نہ بے قسمت مسیحوں کی ترائی ہی بھلائی تھی
گریں یہ چشم دیکھی بھی تو نظروں میں بپا ٹھہرے

یہ عالم تیر ارزو کا ہے جب آشنا الفت ہوتا
دھڑکتا ہے دل اپنا دیکھیے انجام کیا ٹھہرے

حقیقت کو ادری آئینہ مدعا ست دو دونوں کی
نہ تم ہم سے جدا ٹھہرے نہ ہم تم سے جدا ٹھہرے

دل مضطر سے کہدو ٹھہر تو ٹھہرو جب قریب ٹھہرو
ذرا سنبھلے ذرا سنبھلے ذرا تڑپے ذرا ٹھہرے

شب وصلت قریب آنے نہ پائی کوئی [illegible]
اب ہم سے جدا ٹھہرے جیا تم سے جدا ٹھہرے

اٹھو چارہ سازو کیوں سرہانے کھڑے ہو
ٹھہرنے کا گیا وقت اب اگر ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

نہ تڑپا چارہ گر کے سامنے ہم درد میں مجھکو
کہیں ایسا نہ ہو یہ بھی تقاضائے دوا ٹھہرے

ابھی جی بھر کے وصل یار کی لذت نہیں اٹھی
کوئی دم اور آغوش اجابت میں دعا ٹھہرے

خیال یار ہم نکلا مرے دل سے تو یوں بولا
یہ ویرانوں کی بستی ہو یہاں [illegible] کیا ٹھہرے

امیر آیا جو وحشت پر تو سب سے ادا لی اچھی
ہزاروں سیکڑوں میں درد و غم [illegible]

سوز جگر سے شمع شبستان بغل میں ہے
داغ جنوں کی روشنی دست جنون بغل میں ہے

کیا خوف ہے جو مہر عصیان بغل میں ہے
[illegible] بغل میں ہے

ہمدم کھٹک جو ہوتی ہے سینے میں بار بار
شاید ہے دست دل کوئی پیکان بغل میں ہے

کیا خوف زخم الفت مژگان ہے دل کو
[illegible] بغل میں ہے

تیرے قدم کے نقش سے ہر ذرہ راہ کا
روشن ہے [illegible] بغل میں ہے

آئی بہار شہر میں کس جا نہیں خوشی
ہر نخل باغ باغ گلستان بغل میں ہے

واعظ میں [illegible]
[illegible]

واعظ کتاب وعظ لیے ہے تو کیا ہوا
بوتل شراب کی [illegible] بغل میں ہے

کس منہ سے جاؤں داور محشر کے سامنے
شرم آتی ہے کہ دفتر عصیان بغل میں ہے

کافی ہے روشنی کو مجھے داغہائے دل
طاؤس کی طرح سے چراغان بغل میں ہے

شاعر ہیں اس زمانے کے [illegible] امیر
نکلے ہیں جیب کاٹنے دیوان بغل میں ہے

گرد باد الم کے سر اپنے دور کا ہے
اے جنوں خانہ بدوشی میں [illegible]

جلوہ خورشید میں ہے پیش نظر کسکا ہے
چاک دامان سحر [illegible]

توڑتا ہے جو کوئی پھول تو کہتی ہے صبا
کیا خبر تجکو یہ دل [illegible] ہے

اسطرح منھ نہیں کرتا ہے جو خورشید کبھی
گرم کیا جانیے بازار ادھر کسکا ہے

تو ہی یان رہنے کو آیا ہے زمین او غافل
جو سے دنیا مین مسافر ہے یہ گھر کسکا ہے

ہم چھپایان تن پہ لگین تیغ پڑے تیرا نہین
آرزومند اجل ہون مجھے ڈر کسکا ہے

طالب غیر نہین جلوۂ معشوق پسند
غیر شیرین دل فرہاد مین گھر کسکا ہے

دل کسکے ذکر سے یون آجاے کلیجا منھ کو
ضبط سے آہ نہ نکلی یہ جگر کسکا ہے

اسکے دامن پہ گرا اشک جو میرا تو کہا
واہ کیا شوخ ہے یہ نور نظر کسکا ہے

وہ کہتے ہیں انا الحق ہے یہ کبھی نیت کا سخن
کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے یہ گھر کسکا ہے

تیرے گریبان سے اگر دوست مین آئے ہو نہین
باغ فردوس مین یہ قصر گہر کسکا ہے

عکس آئینہ صفت رابطۂ منھ دیکھا
خوب واقف ہون مین دل مین ترے گھر کسکا ہے

لاکھ لاکھ اسکے خوبان کے ہیں احسان امیر
عشق منزل تلک اسطرح گذر کسکا ہے

دیر مین کون ہے کعبے مین گذر کسکا ہے
یار کا گھر یہ اگر ہے تو وہ گھر کسکا ہے

تیر نگاہ مژہ نے ... ڈر کسکا ہے
سینہ کسکا ہے میری جان جگر کسکا ہے

میری کوچہ گیا دیدۂ یعقوب سے نور
آشو مصر کو کنعان سے سفر کیسا ہے

تندرستون نے قضا کی ... صحیح
پہلے کیا جانیے دنیا سے سفر کسکا ہے

خوف میزان قیامت نہیں ... آئے دوست
تو اگر ہے مرے سر پہ تو ڈر کسکا ہے

جہانتک کرے ... گو کہتا ہے ماہ
تیرہ الٹنے لتے یہ گھر کسکا ہے

دانے کی خاک نشینی سے ہوتی نشو و نما
خاکساری کا نہین تو یہ ثمر کسکا ہے

کوئی آتا ہے تو دم سے ... کوئی جاتا ہے
سخت دو روزه مین ... سفر کسکا ہے

حبیب ... قفس ... منزل
آنکھ ... نظر کسکا ہے

کھڑے ... نانا ...
اہل عبرت کو ذرا دیکھ یہ گھر کسکا ہے

قلم سے شبہ خدا دیکھا ہے آدم کو
باغ محلک پر ... ہے

نام شاعر بھی شعر کا مضمون ہو خوب ہے
... چمن ... [illegible]

لاش زیر شب ... گرد
... [illegible]

صید کرنے سے ... دل ...
[illegible]

شوق ہوتا ہے عمارت کا ... ہے
[illegible]

سپہر کی حیرت کا شب وصل ہے باعث ... امیر
سر بزانو ہوں کہ زانو پہ سر ... ہے

جہاں میں ہم کو ... صورت ... ہے
خود ... سے ... ہے

فراق نرگس ... ہم خراب رہے
تمام ... شراب ہے

نہ مجکو ... حساب ... کا
یہ ... علی الحساب ہے

نصیب ... صبح ... فلک
خیال ... وقت خواب ہے

کہے حساب ہے روز حساب اہل حساب
حساب ... یاد ... حساب ہے

وصال میں بھی نہ کچھ ... غفلت کا
... ہوش ... یاد ... حجاب ہے

نہ ... کا ... اسباب ... دولت سے
... شباب ہے

وہ اور میں ... کی بزم میں ... لیلی
... عمر ... ہے

... طالب ...
... ہے

... طرح ... تبسم
... ہے

خدا ... تا
... ہے

... دل ...
... ہے

خدا ... کہیں ... ہے
... ہے

عجب نہیں کوئی مسلم کرے جو دعوی عشق — قسم کے واسطے اللہ کی کتاب رہے

آخیر شیخ تو بہ کی فکر پیری میں
کہ مست شراب کے تا عالم شباب رہے

جہاں [illegible] [illegible] دور [illegible] انقلاب رہے — یقین ہے سپہر کے گھر میں آفتاب رہے
شراب [illegible] ساقی شراب کا [illegible] — پیالہ جو آب تو خجلت سے آب آب رہے
[illegible] کا [illegible] — [illegible] کے ہاتھ میں اللہ کی کتاب رہے
[illegible] — [illegible] دم کے سامنے میں آفتاب رہے
شراب [illegible] — سبو کے ہاتھ میں خشت خم شراب رہے
خدا نے [illegible] دل [illegible] — بلند [illegible] کہیں [illegible] آفتاب رہے
[illegible] — [illegible] صواب رہے
[illegible] — [illegible] ساغر [illegible] شیشے گلاب رہے
[illegible] — [illegible] بالین پہ آفتاب رہے
[illegible] — [illegible] ہم [illegible] ماہتاب رہے
[illegible] — [illegible] حیالت سے آب آب رہے
مبارک [illegible] — [illegible] ان [illegible] رکاب رہے
[illegible] — [illegible] روز [illegible] آفتاب رہے
[illegible] دولت دنیا [illegible] — [illegible] گھر خراب رہے

[illegible]
[illegible] خرابات سے خراب رہے

[illegible] — [illegible] کہاں سے
[illegible] — [illegible]

حسین سب بیوفا ہین حضرت دل — وفادار آپ لائے تھے کہان سے

ادھر دیکھو حیا کیسی سب وصل — اٹھا دو بھی یہ پردہ درمیان سے

خزان کے آتے ہی گلچین و صیاد — لپٹ کر خوب روئے باغبان سے

جواب یہ پوستہ لب سے ہے انکار — کہا تھا وصل کو پھر کس زبان سے

نکلتا ہے مرا دم ڈر نہ حیا تو — [illegible]

خیال قامت محبوب آیا — مین بھی اٹھا قیامت سے بیان سے

کہان دیر و حرم مین عشق مشرب — یہ لوگ آزاد ہین قید مکان سے

خط قسمت مٹے جبتک نہ اسے دل — جبین اٹھے نہ اسکے آستان سے

امیر اسکو نہ درد دل سنایا
نہ نکلا کام کچھ دل کا زبان سے

ایک دن یاد کریگا غم دلدار مجھے — روئیگا بیٹھ کے تربت پہ یہ غمخوار مجھے

عیش بیرنج کہان غمکدہ عالم مین — نظر آتی ہے خوشی خندہ بیمار مجھے

تیرے جاتے ہی احبا نے کیا دفن ادھر — تو جو ہوتی تو نہ کرتے یہ گرفتار مجھے

سیل سان جوش مین آ کر جو مین پہنچا دریا تک — نفرت سے نہ بچی دیکھ کے دیوار مجھے

گر پڑا دیکھ کے چاہ ذقن اس یوسف کا — مل گیا گوشہ خلوت سر بازار مجھے

روز محشر در جنت سے جو انکا دامن — آگیا یاد ترے کوچہ دلدار مجھے

لال کردونگا کوئی دم مین بہت کھینچی ہے — نصیحت یہ چڑھتے تو نہ ادھر تلوار مجھے

آنکھ کہتی ہے تہ دل سے کہ لگی ہے یا ہو — خواہش وصل نہ تھی حسرت دیدار مجھے

کیا قیامت سے ڈرین عاشق قامت تو ہین — ایسے فتنے نظر آتے ہین کئی بار مجھے

سچ ہے مرجانے سے بڑھ جاتی ہے انسان کی قدر — ورنہ پہچانتے ہین مرنے غمخوار مجھے

جوہر تیغ مرے دام مین وہ طائر ہون — مشتری ذبح کرے گا سر بازار مجھے

گر سے نکلا تو وہ تھا ساتھ جنازے کے مرے
ترک رہا جان سے وارفتۂ رفتار مجھے

ظلمت روز ازل ہے سر و سامان سے
کون کہتا ہے کہ برق چمکتی ہر جو برق
زلف بنا کے جبین آئی ہے قدم تک تیرے
محو نظارۂ قاتل بدن میں ایسا دم ذبح
ہاتھ میں نامۂ اعمال کی جا روز جزا
صورت آئینہ کیا نہ دیدہ ہر کے کام
مرگ کے بعد بھی ہرگز نہ بدن سے اترا
تشنگی ساقی سے حکومت ہے زبانی نصیب
ذبح کے بعد مجھے دیکھ رہا ہے قاتل
معنی مطلع ابرو آ رہا دیں مجھکو
کنج ماتم میں نکلے عبث آپ پردہ نشین
دیکھ کر لغزش قدم کو ترے اٹھا ہے فلک
بادۂ بے آئنہ تو نے صورت مری حسرت منظر
کھو دیں آئینہ جانے سے یہ سب بزم بیان

خاص ملبوس مرا جامۂ عریانی ہے
کسی معشوق کی بخشی ہوئی پیشانی ہے
قد آدم مری تصویر پریشانی ہے
کہ مرا اک داغ بدن دیدۂ قربانی ہے
اپنی بخشش کی سند داغ پشیمانی ہے
خط تقدیر سے خالی مری پیشانی ہے
کس قدر چسپ مرا جامۂ عریانی ہے
کشتی مے مجھے اور تخت سلیمانی ہے
دیکھ کیا حوصلۂ دیدۂ حیرانی ہے
تیری آنکھوں کو جو دعوائے سخندانی ہے
کب گوارا تری تلوار کی عریانی ہے
یہ چمکتی ہوئی کس چاند کی پیشانی ہے
گھاٹ میں یار کی تلوار کے وہ پانی ہے
ہر طرف دیکھیے اک عالم حیرانی ہے

جلوۂ شاہد رحمت ہے گناہوں سے امیر
ورنہ التاج کرم اشک پشیمانی ہے

صحت ہوئی مرض سے مگر ناتوان رہے
پامال سرکشوں کے رہے ہم جہاں رہے
غنچہ کو دیکھ کے نہ ہنس اتنی ترک کی کہا

پرہیز کون توڑے ہم اتنے کہاں رہے
دب کر زمین کی طرح تہ آسمان رہے
ایسے دہن میں چاہیے ایسی زبان رہے

ممکن نہین کہ دلمین چھپے عشق زلف یار

کعبہ بھی چھپ رہ ر [illegible] صنم کدہ [illegible]

[illegible] از مبارک مجھے [illegible]

[illegible] سے ہم [illegible] دل

[illegible] ان کی [illegible] فاسخ [illegible]

[illegible] کی بھی [illegible]

[illegible] خدا کے [illegible] خوف

چشم کیل یار نے وہم [illegible] کر دیا

[illegible] آنکھ [illegible]

[illegible] چھاب [illegible] سے کام [illegible]

[illegible] عشق کا [illegible]

[illegible]

آئینے مین جو بال پڑے کیا نشان [illegible]

چند سے خدا کے گھر مین بھی [illegible]

مانند عشق حسن بھی [illegible]

آباد [illegible]

[illegible] کی [illegible] ملامت [illegible]

[illegible]

[illegible] واسطے بھی تو کوئی [illegible]

[illegible] کی [illegible]

انسان [illegible] آپ اپنی نظر سے [illegible]

[illegible] آسمان [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وہ ذکر [illegible]

[illegible]

کنایت وہ ستم گر ہیں سنم ستمگار ہے کہ
آ رہا ہے غیب گر اب میں بیقرار
[illegible] خدا ہے [illegible]
[illegible] پاوں سے [illegible]
[illegible] اٹھا یا [illegible]
[illegible] ہیں [illegible]
لاؤں [illegible] دل سے [illegible]
استادہ کر [illegible] کہاں تک مخالفت

لیکن یہ شرط ہے کہ [illegible] بیان ہے
مشکل ہے اب زمین و آسمان ہے
کچھ [illegible] جوان [illegible]
[illegible] امتحان ہے
[illegible]
باقی [illegible] امتحان ہے
[illegible] کہاں [illegible]
[illegible] آسمان [illegible]

[illegible] سال [illegible] کیا [illegible]
[illegible] آسمان [illegible] رہے

گلشن میں [illegible] مثل [illegible]
یارب حیا سے شہرہ حسن بتاں رہے
لازم ہے آنکے رخ پہ [illegible]
حاتم کا داستانوں میں [illegible]
[illegible] شان تجلی [illegible]
[illegible] عادت [illegible]
گلشن میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

عالم میں [illegible] جہان [illegible]
[illegible] کی اور [illegible] مکان [illegible]
[illegible] کر [illegible]
[illegible] نشان [illegible]
[illegible] بیان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] رات دن [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] آسمان [illegible]

بیکاری زمانہ سے بیکار کب ہوئے
بیڑا ہو پار عشق مژہ مین کٹی جو عمر

ہم نقش دشت عشق کی طرح سدا ہو کر
خنجر کی دھار پر مری کشتی رواں رہے

گلزار داغ نمبر ۳۲۸

صیاد آدھر خلاف آدھر باغبان امیر
ہم بار خاطر قفس و آشیان رہے

لطف جب ہو کہ ادھر ہاتھ مین بوتل آئے
دل لب مرگ بھی ہین منتظر یار ابھی ہین
سخت جانون پہ لگا ضرب سمجھ کر قاتل
آنکھ جسکی کہ تری تیغ دو دم پر پڑ جائے
ہجر جانان مین کہان صورت آرام نصیب
ہو محبت مین نہ تلخی کے سوا کچھ حاصل
جوش وحشت مین کرون کیون نہ مین صحرا کو گرید
ہر قدم پر ہون دل اہل تماشا پامال
وقت گریہ کسی گیسوے مسلسل کی ہے یاد
ہون وہ بیمار کہ نفرت ہے دوا سے مجھکو
ہین وہ نادان جنھین دور وزسکے جینے پہ ہے ناز
دود آہ دل پرسوز جو ہم نذر کر دیت
ہون وہ وحشی جو کرون دشت نوردی شب کو
ہے یقین خشک زبانین نہ رہین کانٹون کی
ٹوٹ کر دل نے وکھا سے ترا تر نالہ و آہ

اسطرف مجمع سے گلزار مین باد آ لگی
دیکھیے کون شب ہجر مین [illegible] آئے
تیغ مین بال کر مین نہ تری بل آئے
ایک دو اشک نظر صورت [illegible] آئے
چونک آٹھون جو نظر خواب مین محمل آئے
شمع اس محفل مین آنے بھی تو مشکل آئے
آدمی کا جو نظر شہر مین [illegible] آئے
کبک و طاؤس کو تیری ہی جو تمثیل لگی
موج اشک آنکھ سے کیونکر نہ مسلسل آئے
[illegible] ساحل آئے
دیر کتنی ہے آ جسل آج نہین [illegible] آئے
چشم جانان کو پسند [illegible] آئے
ہر قدم شغل دکھاتے مشعل آئے
پاؤن پھیلا کے ہے ہاتھ مین [illegible]
ہے عجب شاخ شکستہ مین [illegible] آئے

عشق زلف سیہ یار [illegible] امیر
سایہ کرنے کو [illegible] بادل آئے

درد عارض ہو دور کو تو مجھے کل آسے
پانون گھس چلا ہین جو سر تک سہرے صندل آ گئے

دو قدم تم جو چلو خلق مین ہلچل آ جائے
سیر ہو حشر کا دن وقت سے اول آ گئے

بلبلے صفت آج اگر منھ سے نکالون آزاد
جل جائے جو مرے کان تک کل آئے

واہ رے شوق شہادت جو قیامت آئے
لوگ محشر کو گئے ہم ہوکے مقتل آ گئے

مگر نہ بیٹھین نہ پھیلاؤ لڑا کر آنکھین
دیکھ جو عارض پہ کہین پسکے نہ کاجل آ گئے

ناتوانی کا یہ عالم ہے کہ نالہ کیسا
سر کے سو ٹکڑے ہون تیوری پہ اگر بل آ گئے

وہ سیہ مست ہون ساقی کہ اگر پہلو مین
دل کو ڈھونڈھون تو مرے ہاتھ مین بوتل آ گئے

توبہ کرنی تھی کہ بوچھار ملامت کی ہوئی
خوب ہی جھوم برستے ہوئے بادل آ گئے

ہے اور ھونہ ڈوبیا مجھے کھٹکا یہ ہے
بنکے گھونگھٹ کہین چہرے پہ نہ آنچل آ گئے

پھول دکھلائی دیے مجکو جنون مین کانٹے
باغ بن بن کے مرے سامنے جنگل آئے

پھینک دو کاٹ کے جڑ نخل تمنا کی امیر
پھول قسمت مین آئے نہ کبھی پھل آئے

مخمس غزل جناب فردوس مکان نواب محمد یوسف علیخان بہادر متخلص بہ ناظم والی مصطفے آباد عرف رامپور

کیا کیجیے وہ کہتے ہین ہر بات پر غلط
یہ درد دل وہ داغ نہ یہ زخم جگر غلط
اظہار غم کیا تو کہا سر بسر غلط
مین نے کہا کہ دعوی الفت مگر غلط
کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط

طوفان جوش گریہ بے اختیار جھوٹ
زور کمند جذب دل بیقرار جھوٹ
آتش فشانی جگر داغدار جھوٹ
تاثیر آہ و زاری شبہاے تار جھوٹ
آوازۂ قبول دعا سے سحر غلط

ہر روز ایک تازہ دکھاتے ہین ماجرا
ہر وقت چھوڑتے ہین شگوفہ کوئی نیا

جب آزمایئے تو نہ یہ سچ نہ وہ بجا
سوز جگر سے جوش ہے یہ خیال افترا

شور فغان سے جنبش دیوار و در غلط

ہان داستان شکوہ بخت زبون دروغ
ہان فرط غم سے جوشش سیلاب خون دروغ
ہان دل سے پیچ و تاب سے سوز جنون دروغ
ہان سینے سے نمایش داغ درون دروغ

ہان آنکھ سے تراوش خون جگر غلط

ہین سب بناوٹین ہین نظر سے نہ دیکھیے
دوڑ اپنے نہ ہاتھ کو بوسے نہ لیجیے
ساقی تہی ہو تو نہ سبو سے نہ پیجیے
آ جائے کوئی دم مین تو لینا پڑے نہ جیجیے

عشق مجاز و چشم حقیقت نگر غلط

تسخیر یار کے لیے یہ سب فریب ہین
سمجھا مین پیار کے لیے یہ سب فریب ہین
صاحب شکار کے لیے یہ سب فریب تھا
بوس و کنار کے لیے یہ سب فریب تھا

اظہار پاک بازی و ذوق نظر غلط

بھولا سمجھ کے ہمکو جتاتے ہین گرمیان
ہم پر سر زمین ہین وہ بالا سے آسمان
کرتے ہین مہر جب کبھی ہو تو ہیت مہربان
لو صاحب آفتاب کہان اور ہم کہان

احمق نہین ہم اسکو نہ سمجھین اگر غلط

صاحب کہو وہ بات کہ ہو کچھ تو دل نشین
اس جھوٹ کی ہے بندہ نوازا انتہا کہین
جسکا نہ سر نہ پاؤن ہو اسکا ہو کیا یقین
سینے مین اپنے جانتے ہو تم کہ دل نہین

ہمکو سمجھتے ہو کہ ہے انکی کمر غلط

شیطان بھی تمھارے فریبون سے مات ہے
اظہار ذوق قتل کی ساری یہ گھات ہے
تم دن کو دن کہو تو ہمین سمجھون کہ رات ہے
کہنا اداکو تیغ خوشامد کی بات ہے

سینے کو اپنے آپکے سمجھا سپر غلط

تم لاکھ قسمین کھاؤ نہ مانو نگا مین کبھی
کیا جان اپنے ہاتھ سے کھونا ہے دیوانگی

نادان بنا رہے ہیں ہمیں آپ وا دجی
مٹھی میں کیا دھری تھی کہ چپکے سے سونپ دی

جان عزیز پیشکش نامہ بر غلط

عیاریوں سے بھی کوئی ہوتا ہے نیکنام
صاحب یہی ہے کہ تو بندے کا ہے سلام
یہ کون پاک رہا ہے اگر تم ہوئے تمام
پوچھو تو کوئی مر کے بھی کرتا ہے کچھ کلام

کہتے ہو جان دی ہے سر رہگذر غلط

مطلب یہ ہے کہ لوگ کہیں لو وہ مر گیا
بڑے ہیں عاشقوں کے عجب کام کر گیا
سر پیٹیں آشنا کہ وہ جی سے گذر گیا
ہم پوچھتے پھریں کہ جنازہ کدھر گیا

مرنے کی اپنے روز اڑائی خبر غلط

اس شاعری پہ آپ کو اتنا نہ تانیے
نقروں میں ہم نہ آئینگے گو خاک چھانیے
کیا فرض ہے کہ جھوٹ کو بھی سچ ہی جانیے
آیت نہیں حدیث نہیں جب نہ مانیے

ہے نظم و نثر اہل سخن سر بسر غلط

اس بیوفا کو عشق جتانے سے کیا ملا
الزام اٹھائے بیٹھے جتانے نے [illegible]
کہتا نہ تھا اسد کہ اظہار سے برا
یہ کچھ سنا جواب میں ناظم ستم کیا

کیوں یہ کہا کہ دعوے الفت مگر غلط

رباعی

گھر کھونے کی پوچھو نہ مصیبت ہم سے
روتی ہے لپٹ لپٹ کے [illegible]
یا ہم جائینگے گھر سے رخصت ہو کر
یا گھر [illegible] آج [illegible]

رباعی

ہر گھر میں شرابی ہے الٰہی توبہ
ہر در پہ کبابی ہے الٰہی توبہ
مسجد سا مقام اور دور ساغر
کیا خانہ خرابی ہے الٰہی توبہ

رباعی

زاہد ہو کر جو شغل مے چھوڑ دیا
اللہ رے فساد خون بدن چھوڑ دیا
فریاد ہے مجھ شکستہ دل کی یارب
توبہ کی درستی نے مجھے توڑ دیا

رباعی

اوروں کو تو دنیا میں قضا نے مارا
دی زیست خدا نے پھر خدا نے مارا
بصورت مرگ و زیست اپنی ہے جدا
اس لب نے جلایا تھا اور اُسنے مارا

رباعی

کمرے میں تو شب وہ ماہ سیما آیا
اسپر بھی نہ مجھے ہاتھ تنہا آیا
چلمن جو اٹھی ہوئی تھی آئی تھی ہوا
چھڑا دو یہ پردے سے تو پسینا آیا

رباعی

زیبا ہے جو دم بھرتے ہیں مردم اسکا
قتال زمانہ ہے تکلم اُسکا
کیا تیغ دو دم ہے اسکی تحریک دو لب
کیا تیغ ہے نیم تبسم اُسکا

رباعی

مشکل سے تجھے او گل رعنا پایا
کونین میں پھر کر ترا کوچا پایا
دنیا عقبیٰ سے عاشقی حاصل کی
صفر اکبرا سے نتیجا پایا

رباعی

آنکھوں سے ہے رنگ [illegible] پیدا
پلکوں سے ہے شان [illegible] پیدا
کچھ حاجت مے نہیں کہ ہے آپ سے آپ
ان پتلیوں سے سیاہ مستی پیدا

رباعی

سنتا ہوں ہوا جلوہ نما عید کا چاند
بے اسکی جدائی تو کیا عید کا چاند
وہ ابروے پرخم نظر آئے جو مجھے
البتہ یہ کہوں کہ ہوا عید کا چاند

رباعی

عاشق کو کہاں شکیب شیدا ہو کر — دل زندہ ہو صبا دید سے مردا ہو کر
پیوند زمین کرے جو مجھکو گردون — گرد اسکے پھرے خاک بگولا ہو کر

رباعی

ایسا ہون مین باوفا ہون کشتۂ ناز — ہڈی سے بنے نشانہ بس سوز و گداز
وہ نشانہ یقین ہے ہمہ تن ہو کے زبان — دے روز دعا کہ عمر گیسو ہو دراز

رباعی

آرام کہاں دشت مین ہم لیتے ہین — تھمتے ہین ٹھہرتے ہین نہ دم لیتے ہین
وحشت ایسی رمیدگی ہے ایسی — آنکھون سے ہرن آ کے قدم لیتے ہین

رباعی

شہرے کرم پیر خرابات کے ہین — جلسے وہین رندان خوش اوقات کے ہین
منکر تھے مگر یہ ذکر سنتے — زاہد بھی مشتاق ملاقات کے ہین

رباعی

ہنستے ہنستے عدم کی سمت جاتے جاتے — گر دم سے ہوئے کیا کام تنہا سے جاتے
آنا جانا تھا اپنا مانند نفس — تاخیر ذرا ہوئی نہ آتے جاتے

رباعی

کیا حکمت اگر ساز اشارہ دیکھے — دیکھے تو نگاہ چشم دانا دیکھے
گر گلشن الفت مین گذر مثل نسیم — آنا دیکھے نہ کوئی جانا دیکھے

رباعی

کچھ تو ہین گلشن سے اچھا ہاتھ لگے — کھل جائے کنول دل کا کلی ہاتھ لگے
عارض نہ دکھاؤ اک نظر دیکھ تو لو — گر پھول نہین تو پنکھڑی ہاتھ لگے

رباعی

خط یار نے کیا نامہ جدا لکھا ہے
لکھا ہے یقین سعد مرا نجم ست ثبات
القاب جدا شوق جدا لکھا ہے
نامہ نہیں تعویذ شست لکھا ہے

رباعی

مست جاؤنگا غم میں جان کھوتے کھوتے
ہے شمع صفت اگرچہ سوزش دل
اس بزم سے ہوگا کوچ ہوتے ہوتے
گھل جائیگا تن تمام روتے روتے

رباعی

پہونچے جو ترے در پہ وہ ممتاز ہوئے
یہ کعبہ کہاں اور کہاں ہم مجرم
رکھا جو قدم سر پہ سرافراز ہوئے
سامان یہ قسمت سے خدا ساز ہوئے

رباعی

ہمکو تو پسند ہے طبیعت ایسی
کمبخت نے کیا کہا ہے منصف یہ کہیں
نکلے الفت کرے عداوت ایسی
شاعر کو کہاں نصیب قسمت ایسی

رباعی

گھر سے وہ برآمد کبھی در تک نہوئے
نامہ نہ پڑھا جواب نامہ کیسا
تھکنے لگے منظور نظر تک نہوئے
قاصد کی خبر سنی خبر تک نہوئے

رباعی

آئی ہے شب ہجر ڈرانے کے لیے
اشکوں میں مرے ڈوب رہا ہے عالم
میں ایک نہیں سب کے ستانے کے لیے
آنکھیں مری رونی ہیں زمانے کے لیے

رباعی

کیا تیری جدائی میں ستم دیکھتے ہیں
اس ظلم پہ اس جور پہ خاموش رہے
دیکھے نہ وہ دشمن بھی جو ہم دیکھتے ہیں
ایسا تو جہاں میں کوئی کم دیکھتے ہیں

رباعی

خوان طرب ہو جسے اوراک نہیں
آرام تہ گنبد افلاک نہیں
پیمانۂ گردون مین کہان بادۂ عیش
جز دُردِ تہ جام یہان خاک نہیں

رباعی

غائب بہت اسے جان جہان رہتے ہو
مانند نظر ہم سے نہان رہتے ہو
ہرچند کہ آنکھون مین ہو تم دلمین ہو تم
معلوم نہین پہ کہ کہان رہتے ہو

رباعی

ٹھنڈے سے یارون سے گرمجوشی کیسی
گندم و کھا کے جو فروشی کیسی
پھر جاتی ہیں آنکھیں جو پھری ہم سے نظر
صدقہ آنکھون کا چشم پوشی کیسی

رباعی

اے جان جہان یہ بیوفائی ہم سے
اغیار سے اخلاص رکہائی ہم سے
بیگانہ روش بیٹھے ہو اسطرح الگ
گویا نہ کبھی تھی آشنائی ہم سے

رباعی

ظاہر مین جو آزردہ تمھین پاتا ہون
کچھ دلمین نہین ولیکن سمجھاتا ہون
ہوتا ہے کبھی اگلی محبت کا اثر
سچ کہدو کبھی مین تمھین یاد آتا ہون

رباعی

کہتے ہو کہ دل کوئی اٹھالے ہم سے
تمنے تو نئے رنگ نکالے ہم سے
پچھتاؤ گے ہم غیر کو کیے دیتے ہیں ہم
دنیا مین کہان جانے والے ہم سے

رباعی

بالفرض حیات جاودانی تم ہو
بالفرض کہ آب زندگانی تم ہو
ہم سے نہ ملو تو خاک سمجھین تمکو
لیکن نام نہ پیاس کا جو پانی تم ہو

قطعہ تہنیت عقد دختر و پسر نواب شرف الدولہ بہادر مع تاریخ:

نواب باہمم شرف الدولہ ذی حشم
جنکی بہادری پہ ہے شمشیر تک گواہ

تشبیہ نقش پاے مبارک سے دون اگر
چھینکے فلک پہ مہر فلک فخر سے کلاہ

فیض قدم سے راہ مین گوہر بنے خزف
قربے ہون آفتاب پہ پہ سے جسطرف نگاہ

رونق تھی بادشاہی اختر نگر کی اور
جب تک کہ آسمان وزارت کے تھے وہ ماہ

اچھون کے اچھے ہوتے ہین سچ ہے جہان مین
یہ آسمان جاہ تو اولاد مہر و ماہ

ہین رنگ و بو سے باغ شرف دختر و پسر
دونون نگار خانۂ دنیا سے [illegible] وجاہ

دونون کی شادیان ہوئین ایوان کے پائی زیب
گلشن کا رنگ جشن سے محفل پہ اشتباہ

عالم تمام خوان عنایت سے بہرہ یاب
محروم ایک فیض حضوری سے خیرخواہ

لیکن رہا سرور سے بعد و خش رات بھر
مشہور ہے جہان مین کہ دل سے ہے دل کو راہ

دل سے تمام شب رہین باتین سرور کی
اشعار کچھ زبان پہ آتے دم پگاہ

دہان دھوم عقد کی ہوئی یان فکر سلک نظم
وہی عیش نے صدا کہ مبارک کرے الہ

پایا ہے اس چراغ سے اس شمع نے فروغ
اس شمع سے چراغ کی روشن ہوئی نگاہ

گل کو قریب نرگس شہلا کے لے گئے
نرگس کو لائی گل کے قرین باد صبحگاہ

تاریخ خامۂ دو زبان نے لکھی امید
یہ ہین قرین بزہرہ وہ زہرہ قرین ماہ
[illegible]

ایضاً

اے خوشا نواب والا مرتبت
جنکے رخ سے مقتبس ہر بار چاند

انکے دخت و طفل دونون ارجمند
ایک سورج ایک ہے تکرار چاند

عقد دونون کے ہوئے دل نے کہا
آگئے ہین گھر مین شرف کے چار چاند

قطعۂ تاریخ طبع صحیفۂ اخبار

مخزن الاخبار کو پایا جو مالامال حسن — لوٹنے کو قدرشناسان کو بہانہ مل گیا
لوح پیشانی سے صفحہ ہو گیا عرش آستان — مشتری کو بہر سجدہ آستانہ مل گیا
دانۂ شہوار گر نکل آئے صدف کے بحر میں — موج کو زلف پریشانی کا شانہ مل گیا
کیا صفا ہے جتنے نقطے تھے وہ موتی بن گئے — نفس کو مقسوم کا ایک ایک دانہ مل گیا
محو حیرت اڑ کے جا بیٹھا ہما ان فکر پر — مرغ زرین قلم کو آشیانہ مل گیا
نقش صفائی آئینہ ہے خود نمائی کے لیے — شاہد مضمون کو شوخی کا بہانہ مل گیا

سال سے ہے اوج نجم مشتری روشن امیر
جبکہ یہ چھپ گیا بیجا خزانہ مل گیا
۱۲۷۳

ایضاً

مولوی ہادی علی والا گہر عالی نژاد — ہے سرشت پاک آب کوثر و تسنیم سے
سو جدا انداز تحریر طلسم نکتہ ور — اور وصف انکے ہیں باہر حیطۂ ترقیم سے
نظم اک غنچہ ہے انکی بوستان طبع کا — نثر اک گل ہے بہار روضۂ تعلیم سے
اب ہوئے ہیں مخزن اخبار میں گوہر فشاں — ہونگے مفلس مالدار اس پرچہ کی تقسیم سے

تجھ سے ہو تاریخ کا سائل اگر کوئی امیر
کہہ بھرا ہے ایک پرچہ گنج ہفت اقلیم سے

ایضاً

فکر تاریخ نمودم چو بہ اسم مخزن — گفت در گوش دلم ہاتف از غیب سخن
چار برگیر بتعداد حروف از مخزن — نصف یکبار بیفزا و دو بارش کم کن
۱۲۷۳ھ

قطعہ تاریخ وفات مادر جناب منشی کریم احمد صاحب خیرآبادی

چو ام منشی دیوان اکرم — کریم احمد کہ مقبول خدا باد
سفر اندر جنت فرمود زین دہر — بچشم حور خاکش توتیا باد

جہان از رحلتش ویران شد و خلد | ہمین معمور و گشت آباد

امیر این مصرع تاریخ بنوشت
بزیر دامن خیر النسا باد
۱۲۸۳ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان جناب معلی القاب نواب محمد یوسف علیخان بہادر والی مصطفی آباد عرف رامپور

مبارک ہو اسے شاعران سخندان | چھپا حضرت ملک معنی کا دیوان
فصاحت بلاغت نزاکت لطافت | معانی پہ ہمدست مضامین ہے بستہ بان
امیر اسکی تاریخ کہنے کے خاطر | ہوا فکر مین جب کہ سر در گریبان

ندا غیب سے اسکے کانون مین آئی
کہ افکار نواب یوسف علیخان

قطعۂ تاریخ مثنوی مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر حسب فرمایش جناب میر محسن علی صاحب لکھنوی

لکھی جناب مہر نے کیا خوب مثنوی | ایسی نہو ہمیشہ اگر خاک چھانیے
تاریخ مین امیر تکلف ہے کیا ضرور | راز و نیاز عاشق و معشوق جانیے

قطعۂ تاریخ وفات جناب شیخ وحید الزمان صاحب

اتوار کی شب رجب کی ستر ھوین ہو | کی شیخ وحید عصر نے آج قضا
تاریخ کی فکر کی جو مین نے تو امیر | رضوان نے کہا کہ داخل خلد ہوا
۱۲۹۱ھ

قطعۂ تاریخ تہنیت سواری حضور پر نور جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر دام اقبالہ

شکر ہے نواب کو صحت ہوئی | پھر ہے خالق نے دکھلائی بہار
دیکھکر اسکی سواری کا تزک | چشم نرگس بن گئے شہر کی بہار

آمد آمد جیب سواری کی ہوئی — دھوم اُٹھی آئی بہار آئی بہار
رنگ یہ اُسکی سواری کا جما — ابر رحمت کی طرح چھائی بہار
کرتی ہے با دبہاری سے حضور — ہر قدم پیچ بہ فند ساقی بہار
اشرفی کے پھول اپنی جیب مین — بھر کے بیلے کے لیے لائی بہار

یہ بدیہی ہوگئی تاریخ امیر
شہر کیون گلشن ہو آئی بہار

تہنیت جشن صحت بندگان والا احتشام جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر
با دائے تہنیت عید صیام

مژدہ اے طالبان شاہد عیش — کہ ہوئی صبح عید شام امید
عید کا چاند چرخ پر نکلا — کُل گئی قفل آرزو کی کلید
دور دور قران سعد آیا — ہین ہم آغوش مشتری ناہید
یوسف عہد کو ہوئی جو شفا — مرتبے مین ہوئی دوبالا عید
دون ہر رنگ کی اسے کیسے — جشن صحت ادھر اُدھر ہے عید
عید سی عید ہے خوشی سی خوشی — ہے عجب ساعت سعید و حمید
اصل مقصود جشن صحت ہے — عید ماہ صیام ہے تمہید
دھوم ہے ہر طرف مبارک ہو — وصل مین وصل اور عید مین عید
ہمہ تن چشم و گوش ہے عالم — کہ یہ عالم نہ دیدہ نہ شنید
دیکھ کر بخشش و نوال حضور — چرخ پر کاسہ بن گیا خورشید
جوڑے زہرہ نشون ذرہ پاسکے — اطلس چرخ جسکے آگے خرید
فکر تاریخ کی جو مین نے امیر — کیا ہی روح القدس نے کی تائید

ہوئی تاریخ جشن و عید بہم

جشن پہ جشن اور عید پہ عید

قطعہ تاریخ جشن صحت

شرف وان مہر کو ہے یان عروج ماہ دو ہفتہ ہے
عجب صحت عجب جلسہ عجب شادی کی ساعت ہے

کہ سال ہمایون باتحفہ آتا ہے امیر ایسا
مہینا عید کا نوروز کا دن روز صحت ہے

قطعہ تاریخ وفات فردوس مکان جناب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر انار اللہ برہانہ

در فراق ناظم معجز بیان یوسف لقا
جوش زد سیلاب خون از دیدۂ گریان من

تاب از دل رفت و دل از دست و دست از کار رفت
رفتن او جملہ برہم زد سر و سامان من

تیرہ شد چون شام ماتم در نظر این خاکدان
چاک شد مانند دامان سحر دامان من

شکر منتہای او ایمان خود دانستہ ام
ذکر او تا بودہ ام بود است حرز جان من

بسکہ از شور فغانم محشری برپا شدہ است
میشود شور قیامت ہر نفس قربان من

گریہ ام در ماتمش رنگ فراوانی گرفت
می چکد طوفان نوح از گوشۂ دامان من

بہر سال آن عزیز مصر دلہا گفت امیر
مسند آرای جنان شد یوسف دوران من
۱۲۸۱ھ

قطعہ تاریخ تہنیت جلوس میمنت مانوس جناب معلی القاب نواب محمد کلب علیخان بہادر والی ملک مصطفےٰ آباد عرف رامپور

آفتاب سپہر حشمت نے
تخت پر جب جلوس فرمایا

فرط بالیدگی سے وقت جلوس
پایۂ عرش تخت نے پایا

عرشیون نے کہا مبارک ہو
فرشیون کے سرون پہ سایا

سایۂ اس سایۂ الٰہی کا
ابر رحمت کی طرح سے چھایا

تخت دولت پہ ماہ دولت نے
مہر ہو کر جلوس مند ایا

مہر کا رنگ ہو گیا پھیکا | ماہ کامل فلک پہ شرمایا
نذر کو آسمان مہر انجم | طبق ماہتاب میں لایا
نور سے طور ہو گئی کوٹھی | پرتو حسن نے یہ چمکایا
کیوں نہ خوش ہوں محمدی مشرب | عہد خان محمدی آیا
اس سلیمان نے خلق سے اپنے | خاتم دل پہ نقش بٹھلایا
جی اٹھا جس سے چار باتیں کیں | رنگ اعجاز تازہ دکھلایا
چھک گئے مے کشان بزم سوال | جام جود و کرم جو چھلکایا
نئے سر سے جوان ہوا اقبال | نخل دولت ہرا بھرا آیا
ہے یہ سرتاج تاجداروں کا | اے امیر اللہ کا رہے سایا

واقعی ہے امیر سال جلوس
دور دورہ فلاح خلق آیا
۱۲۲۱ھ

ایضاً

خلق کی تقدیر چمکی وہ ہوئے مسند نشین | نور فیض کبریائی سے جلالا مال ہیں
ڈھل گئی ہے نور کے سانچے میں تاریخ اے امیر | آفتاب آسمان دولت و اقبال ہیں
۱۲۰۱ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب شیخ محمد وحید الزمان صاحب سفیر دار الریاست ملک رامپور

آن گرامی گوہر قدسی نفس | رحلت از دنیائے فانی چون نمود
گفت امیر سخت جان سال رحیل | صاحب ایمان سراپا خیر بود
۱۲۲۹ھ

ایضاً

اللہ نے جو وصف عطا انکو کیے تھے | وہ آ نہیں سکتے ہیں قیاس بشری میں
رحلت کی امیر انکی کہی میں نے یہ تاریخ | باللہ ملک تھے وہ لباس بشری میں
۱۲۸۹ھ

ترجیع بند

قاصد خوش خبر رحمت غفار آمد
قطرہ زن آمد و با دست گہربار آمد
بخت بیدار شد و دولت بیدار آمد
ریختہ سیلاب بہاران [illegible] برآمد

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

ہر روش اور ہی سامان نظر آتے ہیں
جھومتے ہیں جو شجر سرو ہوا کھاتے ہیں
جان تازہ گل و نسرین پہ نئی پاتے ہیں
رقص کرتے ہیں تو طاؤس [illegible] تے ہیں

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

گلستان میں نئی ترکیب جو مجلس کی ہوئی
تازہ امید گل و لالہ و نرگس کی ہوئی
پھر ہوا سرو چلی [illegible] کی ہوئی
[illegible] مقبول [illegible] کی ہوئی

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

لو تماشائے گل و سنبل و سوسن کو چلو
سیر کا وقت ہے گردان کے دامن کو چلو
دیکھنے شاہد مقصود کے چہرہ پن کو چلو
بیٹھنا گھر میں مناسب نہیں گلشن کو چلو

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کرتے ہیں مرغ چمن شور گھٹا چھائی ہے
لطف برسات کا ہے زور گھٹا چھائی ہے
ہر روش ناچتے ہیں مور گھٹا چھائی ہے
صحن گلزار میں گھنگھور گھٹا چھائی ہے

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

زمینین مہر کی دکانون کی خداداد ہوئین
خاطرین قید غم و ہر سے آزاد ہوئین
آرزوئین چلین پھلین ایسی کہ پریزاد ہوئین
بھٹیان بادہ فروشون کی پھر آباد ہوئین

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تہنیت سعد نے چلا کے سنائی کیسی
شکل امید مقدر نے دکھائی کیسی
ہان مین ہان کوندھ کی بجلی نے ملائی کیسی
تھی تمنا جو تمہین آج بر آئی کیسی

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تند اس طرح کا جیسے کسی محبوب کی خو
وہ سیاہی کہ پریشان ہو جیسے گیسو
شور ایسا کہ نہین صور سے کمتر ہر سو
کثرت ایسی کہ فلک کا بھی دبا ہے پہلو

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

چاہیے دور مے ناب ہو پیمانہ سے چلے
مقدرت ہو کہ نہو کام چلے یا نہ چلے
خانقہ مین ہے جو زاہد سے سبو مینا نہ چلے
زور جب تاک کہ چلیے بادہ مستانہ چلے

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

طرفہ اس ابر کی ہے زیر فلک جلوہ گری
زاہد خشک بھی دیکھین گے تماشا سے تری
ہم سمجھتے ہین کہ پر کھول کے آئی ہے پری
کشت امید ہوئی بادہ پرستون کی ہری

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

خشک سالی کے سبب قحط پڑا تھا گھر گھر
صورت عیش نہ آتی تھی زمانہ کو نظر

فضل خالق نے کیا کھل گئے امید کے در
کہدو ہر کاروں سے ہیں سیدوارون کو کردین یہ خبر

تندو پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

رنج جو ہیں زرد وہ گلنار نظر آئینگے
لالہ رو صاحب آزار نظر آئینگے
جتنے زہاد ہیں میخوار نظر آئینگے
زعفران زار چمن زار نظر آئینگے

تندو پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

اب نہ پوچھو کہ احوال یہان کا کیا ہے
آگے کیا رنگ تھا اب رنگ جہان کا کیا ہے
کرسکے شکر یہ مقدور زبان کا کیا ہے
یہ تصرف جو نہین پیر مغان کا کیا ہے

تندو پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

جتنے مسکیش ہیں امیر انکو سنادو یہ پیام
کہ انھین کیلیے یہ عیش کے سامان ہیں مدام
دین دعا کلب علی خان بہادر کو تمام
فیض سے انکے ملا ہے یہ تمکو لب جام

تندو پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

ترکیب بند در تہنیت عید الفطر

جب تک کہ روز عید مسرت قرار ہے
جب تک کہ قبلہ مرجع خلق خدا رہے
جب تک کہ کعبہ قبلہ اہل صفا رہے
مسجود جب تلک حرم کبریا رہے

قربان ہو تجپہ عید سعادت فدا رہے
بالائے فرق سایہ بال ہما رہے

جب تک کہ جرم شمس و قمر میں ضیا رہے
جبتک فروغ زہرہ و نور سہا رہے

جبتک جہان مین چار عناصر کی جار ہے
جبتک کہ خاک و آتش و آب و ہوا رہے

مثل زمین سپہر جسے زیر بار ہے
سر پر مدام سایۂ دست خدا رہے

مسجود اہل شرع ہو جبتک خدا کا گھر
جبتک نمازیون کے جھکین مسجد و مین سر
جبتک کہ معتکف رہین محراب مین بشر
جبتک وظیفہ خوان رہین زہاد ہر سحر

یارب جماعت انام کا تو پیشوا رہے
آفاق مقتدی رہے تو مقتدا رہے

جبتک کہ باغ دہر مین پھولین پھلین شجر
جبتک دماغ و چشم کو دین رنگ و بو ثمر
غنچے کھلین نسیم سے جبتک کہ ہر سحر
شبنم ہو گوش گل کے لیے جبتک گہر

خندان گل مراد ہو فضل خدا رہے
نخل مراد مین ثمر مدعا رہے

جبتک کہ ابر سے چمن فیض یاب ہو
جبتک کہ ماہ آئینۂ آفتاب ہو
جبتک صدف مین گوہر با آب و تاب ہو
جبتک کہ سنگ معدن لعل خوش آب ہو

ہر وقت دُرفشان کرم جود و سخا رہے
اس ابر سے جہان چمن دلکشا رہے

آباد جبتک کہ ہو جہان مین جہان علم
جبتک کوئی زمین ہے کوئی آسمان علم
جبتک کہ مدرسون مین ہو جوش بیان علم
جبتک کہ بحث علم کرین طالبان علم

جان بخش سامعین سخن جانفزا رہے
طرز کلام شیخ کی [illegible] رہے

جبتک کہ قصۂ جمشید [illegible]
جبتک [illegible] نزول [illegible]
اضداد اوراق مین رہے جبتک [illegible]
جبتک کہ [illegible] ابر کرے [illegible]

فرق حسود پر سُم بادپا رہے
شمشیر تیرے عدل کی کشورکشا رہے

جبتک جہان مین گردش لیل و نہار ہے
جبتک کہ گرم معرکہ گیر و دار ہے
شب جبتلک کبھی کبھی دن آشکار ہے
کچھ جبر جبتلک کہ ہے کچھ اختیار ہے

دولت تری زیادہ ہو حشمت سوا رہے
اقبال حاضر در دولت سدا رہے

جبتک کہ عشق گل سے ہے بلبل کو دل مین داغ
پروانہ جبتلک کہ رہے عاشق چراغ
جبتک ہے فاختہ کو تمنائے سرو باغ
آشفتۂ عشق سے ہے تا کباب کا داغ

عارض پہ جان حسن و بشر کی فدا رہے
دل دو جہان کا اسیر زلف دوتا رہے

جبتک دہن کو میم عدم نکتہ دان کہین
جبتک نگاہ یار کو شاعر سنان کہین
جبتک کہ چاند چہرے کو روشن بیان کہین
ابرو کو اور مژہ کو خدنگ و کمان کہین

قتل کیان نے جو ہر سے آنکھ چار رہے
اسکا نگہ نشانۂ تیر قضا رہے

جبتک صدف مین قطرۂ نیسان گہر بنے
جبتک ہرن کی ناف مین خون مشک تر بنے
تا آہن آزمائی پارس سے زر بنے
جبتک کہ شیشہ سنگ سے اور گل سے ثمر بنے

بوئے گل طرب سے دماغ آشنا رہے
شیشہ شراب عیش سے دل کا بھرا رہے

جبتک کہ بوستان مین ہر گل مین رنگ و بو
جبتک صبا جہان مین پھرتی ہے چار سو
جبتک کہ صحن باغ مین جاری ہے آب جو
جبتک کہ گل ہے جام ہر اک غنچہ ہے سبو

صحت نصیب باغ جوانی ہرا رہے

اس بوستان کی متصل آب و ہوا رہے

ایسا جہان میں حکم کا سکہ بٹھا دیا — نوشیروان کا عدل دوبارہ دکھا دیا
اس در پہ گنج گوہر و سیم و طلا دیا — نام جم و سکندر و دارا مٹا دیا

خورشید تو وہ سب ترے آگے غبار ہے
نام آور دہر کے نام رہے بھی تو کیا ہے

یارب ہمیشہ دولت و حشمت زیادہ ہو — فرحت سے ہے مدام مسرت زیادہ ہو
ہر روز زور بازو سے قدرت زیادہ ہو — عالم ہو زیر حکم حکومت زیادہ ہو

حاصل ہر اک مراد ہو حامی خدا رہے
نخل رسول سبز تر اسکا لگا رہے

جبتک کہ ہاتھ پاؤں کو قوت نصیب ہے — جبتک دل و دماغ کو طاقت نصیب ہو
کانون کو جب تلک کہ سماعت نصیب ہو — آنکھون کو جب تلک کہ بصارت نصیب ہو
جان و دل امیر تجھی پر فدا رہے — اسکو کسی سے کام نہ تیری ہوا رہے

تاریخ طبع سابق از سید فضل رسول خان مرحوم تلمیذ ارشد امیر مغفور لکھنوی

کہان ہین مومن و غالب کہان ہین ذوق و نصیر — کہان ہین ناسخ و آتش کہان ہین رند و وزیر
چھپا ہی مطبع مین دیوان امیر احمد کا — کہین زمانے مین ہوگا اب ایسا شاعر بے نظیر
کرین مطالعہ اسکا بدیدۂ انصاف — سمجھے کسی سے مضامین کی ایسی کیا تفسیر
جو واسطے کو ہوئی فکر از پے تاریخ — کہا زبان قلم نے لطیف فیض امیر

۱۳۱۳ھ

تاریخ طبع حال از سخنور باکمال منشی جھگو ٹنڈیاں صاحب عاقل آبپاشی مطبع سلمہ المتعال

کنون گر دید شائع بار ثالث — عجب دیوان اعلے مرآۃ الغیب
پے تاریخ عاقل کرد تحسین — بوقت طبع زیبا مرآۃ الغیب

تاریخ طبع جدید از ابو الناظم مولانا محمد حامد علیخان حامد مرحوم مصنف دیوان [illegible] طبع جدید
نزا خلف اکبر حافظ غلام علیخان [illegible] شاہ آباد

اے زہے منشی نولکشور سی۔ آئی۔ ای
[illegible] زاد

آپکا نیر اقبال درخشندہ رہے
فضل خالق سے رہیں آپ ہمیشہ آباد

سب مطالب تو ہوئے آپکے دل کے حاصل
[illegible] دل کی مراد

باغ عالم میں ہوا خواہ رہیں آپکے خوش
اور اعدا ہوں بگولے کی طرح سے برباد

بارآور ہو سدا آپ کا نخل امید
دل پہ [illegible] مراد

آپ کی ذات سے کیا کیا نہیں ہمارے فیض
آپنے [illegible] مطابق کئے ایسے ایجاد

جن سے مخلوق ہوئی ہے متمتع کیا کیا
[illegible] تشخص کی [illegible] آئی مراد

عربی فارسی اردو ہی پہ موقوف نہیں
ناگری [illegible] ہر ایک [illegible] کی ڈالی بنیاد

ایسی کسو قسم میں بھی نہیں کتابیں [illegible]
[illegible] ساحل [illegible]

علما و فضلا آپ سے نوکر چھپ کر
[illegible] آپ کے وقت ایجاد

کیسے نقاش [illegible]
رشک مانی ہے کوئی کوئی بہزاد

ورود [illegible] اہل ہنر کا آپ سے
[illegible] ہر ایک دل شاد

حشر تک آپ کو اللہ سلامت رکھے
کارخانہ [illegible] قائم رہے تا یوم تناد

[illegible] مدح [illegible] آپ [illegible]
اصل مطلب [illegible]

اپنے دیوان جو استاد کا [illegible] اب ہے چھپا
[illegible] تاریخ [illegible] شکر و داد

ایسے استاد زمانے میں کہاں ہوتے ہیں
شاعری [illegible] ہے ادنی ایجاد

[illegible]
[illegible] معانی [illegible]

منشی [illegible]
[illegible] آباد

[illegible]
[illegible] ارشاد

[illegible]
[illegible] استاد ۱۳۱۶

[illegible]

دیوان گویا - تصنیف فقیر محمد خان گویا شاگرد
خواجہ وزیر بعنوان نو
دیوان رند - تصنیف نواب سید محمد خان بہادر
لکھنوی شاگرد آتش
دیوان فدا - نہایت عمدہ دیوان تصنیف
مولوی فدا حسین صاحب -
گلدستۂ امانت مخمسات امانت شاعر لکھنوی کے
دیوان اسیر - منشی مظفر علی صاحب اسیر شاعر نامور
دیوان غافل - تصنیف جناب منور خاں صاحب
غافل ہمسایہ آتش و ناسخ -
دیوان ذوق - کلیات سید ابراہیم دہلوی
متخلص بہ ذوق -
منتخبات میر درد و سودا - اسکے ملاحظہ کو
طبع ہوا -
دیوان صادق مصنفہ قاضی عبد الحق صاحب
گلدستۂ نعت - از محمد واحد علیخان -
نعت سروری - دیوان ہے غزلیات ردیف دار
در نعت سرور کائنات از منشی غلام سرور صاحب
لاہوری -
دیوان لطف - یہ عمدہ دیوان پاکیزہ اور عجیب ہے
مجمع الاشعار - مجموعہ کلام اساتذہ -
دیوان بہار سالک - مصنفہ منشی [illegible] صاحب
دیوان نیاز تصنیف شاہ نیاز احمد اردو و فارسی
دیوان شیفتہ - مشہور شاعر کا کلام ہے جو طبع ہوا ہے
دیوان سحر - ملقب بہ سحر حری - اچھا کلام ہے
دیوان غالب - دہلوی اردو کئی مرتبہ مختلف
مقامات میں طبع ہوا اور پھر خریداروں کی خواہش
باقی رہی آخرکار اس مطبع میں منقول المطبوعہ نظامی
سے چھپا -
دیوان نشاط الاحباب - از ابو مہر گوبند سہائے صاحب

دیوان چراغ - مشہور شاعر مرزا حسین بیگ تخلص چراغ
چمن بے نظیر - مجموعہ کلام شعرائے قدیم -
دیوان امیر - از سید امیر الدین -
دیوان تعلق بطرز عشق تصنیف جناب الہ دیا
خواجہ اسد تعلق -
دیوان بہار عرب - مولفہ مولوی حاجی محمد نذیر صاحب
مصطفی آبادی نعت رسول مقبول میں -
دیوان واسطی مصنفہ سید مولوی فضل رسول
صاحب بہار و تعلقہ دار -
دیوان عاشق - مصنفہ پنڈت کنہیا لال صاحب
تخلص عاشق -
دیوان خواجہ میر درد - یہ کلام شاعر صاحب کمال کا ہے
دیوان بحر اسرار حقیقت مصنفہ حضرت فضل علی
صاحب در نعت خاتم المرسلین -
دیوان [illegible] - منشی [illegible] صاحب
غزلیات وغیرہ -
غنچۂ آرزو دیوان صبا - از میر وزیر صبا -
دیوان ضامن - از سید ضامن شاہ -
دیوان نواب علاء الدولہ تخلص [illegible] مطبوعہ دہلی
دیوان مخزن شوق - اردو غزلیات بطرح غزل
ذوق دہلوی ایک کلام میں غزل حضرت ذوق اور
[illegible] کلام میں مقابل غزل [illegible] از منشی ہرچند صاحب
سروری ہرچند تخلص -
دیوان شائستہ یا سخن - دیوان دوم منشی
ہرچند سکھ صاحب سروری تخلص ہرچند بمقابلہ
غزلیات شیخ امام بخش ناسخ -
دیوان ولی - یہ دیوان زبان ریختہ قدیم
تصنیف شاہ ولی اللہ ولی تخلص گجراتی جو پہلے
شاعر ہیں موجد نظم زبان ریختہ کے کہ جنکے سبب سے
بنیاد شاعری اردو نے رواج پایا نایاب
دیوان ہے نہایت صفت -

سراپا سخن - مولفہ سید محسن علی مرحوم شعرائے قدیم کا تذکرہ ہے -

گلدستۂ سخن - شعرائے لکھنؤ وغیرہ کی غزلیں ہمطرح مشاعرہ میں جو اس مطبع میں حسب تحریک مولوی ابو الحسن صاحب کے بذل توجہ منشی ... صاحب سے مرتب ہوا -

شمس الضحیٰ - از منشی غلام محمد خان متخلص ... قصاید مدحیہ و ... وغیرہ ... اور ... تقصیر ... منظوم آخر میں -

گلشن فیض - قصاید مدحیہ از شیخ بہار الدین ... اور آخر میں قصیدہ ... نظم کیا ہے -

بارہ ماسہ - منشی ... کا تصنیف کیا ہوا ...

بارہ ماسہ - ... بارہ مہینوں کو ذوق و شوق میں لکھا ہے -

بارہ ماسہ - ... کل حال بارہ مہینوں کا

بارہ ماسہ ... تصنیف شیخ عبادالله ... بادل متخلص ... مطبوعہ ... -

شرح ... کریما - نظیر اکبر آبادی نے ابیات کریما کی تضمین کی ہے -

حمد و نعت ... در فضائل ... حضرت ... مولوی نجم الدین ...

کلیات و دواوین فارسی

کلیات حزین - یہ ایک مجموعہ ... از طبع سخن آفرین شیخ محمد علی حزین اس مجموعہ میں کتب ذیل شامل ہیں -

سوانح عمری حضرت مصنف - تواریخ سلاطین قصاید ... ائمہ اطہار و دیوان مثنویات ...

وغیرہ مجمعین و مثنوی ... فرہنگ تذکرۃ العاشقین وغیرہ -

کلیات مرزا بیدل - اس کلیات میں چار کتابیں ہیں -

نکات بیدل - رقعات بیدل و دیوان بیدل عناصر بیدل -

دیوان بیدل - نقل از نسخۂ ولایت -

کلیات سعدی شیرازی - اس میں رسائل مفصلہ ذیل ہیں -

دیباچۂ کلیات - کریما - گلستان - بوستان قصاید عربیہ - قصاید فارسیہ - مراثی ... طیبات بدایع خواتیم - غزلیات قدیم ... مفردات قطعات - رباعیات ... مطائبات ... کلیات ... مطبوعہ ...

کلیات نظم غالب - فارسی مالکجناب میرزا اسد الله خان بہادر دہلوی کا کلیات -

دیوان صائب - کامل ... تبریزی مشاہیر شعرائے فارسی سے -

کلیات عناصر - ... مجموعہ چار دیوان -

دیوان ... کلام ... فرمایا -

دیوان وسط الحیوٰۃ - کلام جامی ... جو کمال عمر چالیس برس میں تصنیف فرمایا ... بقیہ ... جو کہ پیری میں تصنیف فرمایا -

کلیات جامی - یہ کلیات ولایت کے ... لورا لکھا ہوا ہم پہنچا اسی سے نقل ہو کر چھپا -

کلیات نظیری - نیشاپوری مع شرح -

کلیات ظہیر فاریابی - قصاید و دیوان رباعیات و قطعات وغیرہ -